

# فتاویٰ المفتی محمد محمود

جلد پنجم

فقیر ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمد محمود  
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

# فتاویٰ مفتی محمود

جلد پنجم

فیضیہ ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمد محمود  
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔



متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : ۰۴۲-۵۴۲۷۹۰۱-۲

**Fatawa Mufti Mahmood Vol.5**

**By**

**Maulana Mufti Mahmood**

**ISBN : 978-8793-29-1**

فتاویٰ مفتی محمود کی طباعت و اشاعت کے جملہ حقوق زیر قانون کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء  
حکومت پاکستان بذریعہ نوٹیفیکیشن NoF21-2365/2004LOPR  
رجسٹریشن نمبر 17227-Copr to 17233-Copr بحق ناشر محمد ریاض درانی محفوظ ہیں۔

قانونی مشیر : سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

### ضابطہ

نام کتاب	:	فتاویٰ مفتی محمود (جلد پنجم)
اشاعت اول	:	مارچ ۲۰۰۴ء
اشاعت چہارم	:	نومبر ۲۰۰۸ء
ناشر	:	محمد ریاض درانی
براہتمام	:	محمد بلال درانی
سرورق	:	جمیل حسین
کمپوزنگ	:	التمش مبین
مطبع	:	جمعیت کمپوزنگ سنٹر، اردو بازار، لاہور
قیمت	:	250/- روپے

## فہرست

۲۹	محمد ریاض درانی	☆	عرض ناشر
۳۱	مولانا محمد یوسف خان	☆	تقریظ
۳۵	مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی	☆	پیش لفظ
۵۷	جمعیت علماء اسلام کی شوری کا عائلی قوانین پر عالمانہ تبصرہ	☆	

### وہ عورتیں جن سے طلاق کی وجہ سے نکاح حرام ہے

۷۱	☆	تین بار طلاق دی گئی عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کس طرح کیا جائے؟
۷۱	☆	تین طلاق کے بعد دوسرے شخص کے ساتھ محض نکاح کافی نہیں
۷۲	☆	تین طلاق کی متعدد صورتیں اور ان کے حکم
۷۲	☆	لفظ 'طَلَّقْتُک' اور اپنے اوپر حرام کر چکا ہوں کے بعد دوبارہ نکاح کرنا
۷۳	☆	عورت کو یہ کہنا 'چھوڑ دیا ہے' اور پھر نکاح کرنا
۷۴	☆	ایک حلاق کے بعد دوبار کنکریاں پھینکنا
۷۴	☆	صورت مسئلہ میں عورت کا قول معتبر ہے
۷۵	☆	درج ذیل صورت میں جدید نکاح کے ساتھ عورت شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے
۷۶	☆	تین طلاق کے بعد عورت سے دوبارہ نکاح کرنا
۷۷	☆	غیر مدخول بہا پر ایک ہی طلاق پڑتی ہے اس سے دوبارہ نکاح درست ہے
۷۷	☆	اگر شوہر ثانی نے طلاق دی ہو اور عدت بھی گزر گئی ہو تو شوہر اول کے لیے جائز ہے
۷۸	☆	روتے ہوئے تین طلاق دینا



- ☆ ۷۹ تین طلاق کی وجہ سے عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے
- ☆ ۷۹ تین طلاق کے بعد شوہر ثانی نے اگر صرف نکاح کر کے طلاق دی ہو تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۸۰ شوہر ثانی کے صرف نکاح کرنے سے عورت طلاق کنندہ کے لیے حلال نہیں ہو سکتی
- ☆ ۸۰ صورت مذکورہ میں تین طلاقیں پڑ گئی ہیں
- ☆ ۸۱ تین طلاق والی عورت عدت شرعیہ کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے
- ☆ ۸۲ درج ذیل صورت میں تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں
- ☆ ۸۲ تین طلاق کے بعد شرعی طریقہء جواز کے ذریعہ وہ شوہر کے لیے حلال ہو سکتی ہے
- ☆ ۸۳ کیا شوہر ثانی کے نکاح اور طلاق سے عورت شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے گی؟
- ☆ ۸۴ تین طلاق کے بعد عورت کو پاس رکھنا حرام کاری ہوگی
- ☆ ۸۵ عورت کے حلال ہونے کے لیے شرعی طریقہ کیا ہے؟
- ☆ ۸۶ تین طلاق کے بعد شرعی حلالہ کے بغیر وہ شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی
- ☆ ۸۷ جس شخص نے طلاق ثلاثہ کے بعد عورت کو پاس رکھ کر پھر توبہ کی ہو اس کا عید گاہ میں آنا
- ☆ ۸۷ اگر یک بارگی تین طلاقیں دی جائیں تو کیا پڑ جائیں گی؟
- ☆ ۸۸ تین طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی
- ☆ ۸۸ درج ذیل صورت میں عورت اپنے شوہر کے لیے حلال نہیں
- ☆ ۸۹ تین طلاق سے مغلفہ ہونے والی عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

### ولایت کا بیان

- ☆ ۹۱ بالغ لڑکی پر جبر کرنا
- ☆ ۹۳ بالغ لڑکی کا باپ کے نکاح سے انکار کرنا
- ☆ ۹۴ جس لڑکی کا والد فوت ہو گیا ہو اور وہ بالغ ہو تو اس کا ولی کون ہوگا؟
- ☆ ۹۵ بالغ لڑکی اگر جوڑ والے سے نکاح نہ کرے تو وہ منعقد ہی نہیں ہوتا
- ☆ ۹۵ بالغ لڑکی کی جگہ اگر کوئی اور عورت ایجاب و قبول کرے تو کیا حکم ہے؟

- ☆ بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح درست نہیں ۹۶
- ☆ درج ذیل صورت میں نکاح اول درست ہے اور دوسرا غلط ہے ۹۶
- ☆ بالغ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کر سکتا ۹۷
- ☆ بھاگی ہوئی لڑکی کے عقد اول پر دوسرا عقد کرانے والوں کا کیا حکم ہے ۹۸
- ☆ نکاح بالغہ سے متعلق فتوے پر فتویٰ ۹۹
- ☆ بالغہ کا نکاح اگر باپ نے ایک جگہ اور والدہ نے دوسری جگہ کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟ ۱۰۰
- ☆ بالغہ پر نکاح میں جبر کرنا ۱۰۱
- ☆ بالغہ کا جبری کرایا ہوا نکاح درست نہیں ۱۰۱
- ☆ اگر لڑکی اول نکاح سے برابر انکار کرتی رہی ہے تو دوسرا نکاح درست ہوگا ۱۰۲
- ☆ بالغہ باکرہ جب نکاح اول پر ناخوش تھی تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے ۱۰۳
- ☆ کیا بالغہ کو باپ کے نکاح سے انکار کا حق ہے؟ ۱۰۳
- ☆ بالغہ کفو میں نکاح کرنے کی مختار ہے ۱۰۴
- ☆ بالغہ کو شرعاً کفو میں نکاح کرنے کا حق ہے ۱۰۵
- ☆ عاقلہ بالغہ کے لیے باپ کی اجازت مستحب ہے ضروری نہیں ۱۰۵
- ☆ ماموں کا بھانجی کا رشتہ بہن کی اجازت کے بغیر کرنا ۱۰۶
- ☆ بالغہ کے نکاح پر چچا کا ناخوش ہونا ۱۰۶
- ☆ اگر لڑکی نے عقد اول کی اجازت نہ دی ہو تو دوسرا عقد درست ہے ۱۰۷
- ☆ بالغہ کا والد کے نکاح سے انکار کرنا ۱۰۸
- ☆ اگر اطلاع پہنچتے ہی بالغہ نے انکار کر دیا ہو تو نکاح نہ ہوا ۱۰۹
- ☆ اغواء کردہ لڑکی کا نکاح کسی رشتہ دار سے کرنا ۱۱۰
- ☆ بالغہ جب انکار کرتی رہے تو نکاح ہی نہ ہوا ۱۱۰
- ☆ کیا چودہ سال والی لڑکی بالغ ہو سکتی ہے؟ بالغہ باکرہ کا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا ۱۱۱

- ☆ بالغہ کا زبردستی انگوٹھا فارم پر لگوانے سے نکاح جائز نہیں ۱۱۲
- ☆ اگر لڑکی نے نکاح کی اجازت نہ دی ہو تو وہ نکاح درست نہیں ۱۱۳
- ☆ بالغہ کا نکاح اگر اس کے والد نے جان کے ڈر سے کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟ ۱۱۳
- ☆ بالغہ لڑکی کے لیے والد کی قسم کی پاس داری کا حکم ۱۱۴
- ☆ بالغہ لڑکی نے اصالۃ یا وکالۃ جو نکاح کیا اسے عدالت سے فسخ نہیں کر سکتی ۱۱۵
- ☆ مطلقہ ماں کے پاس رہنے والی ۱۶ سالہ لڑکی کا ولی کون ہوگا؟ ۱۱۶
- ☆ مزنیہ کی لڑکی کی ولایت نکاح کسے حاصل ہوگی؟ ۱۱۶
- ☆ بالغہ کا نکاح اگر والد زبردستی کرے تو کیا حکم ہے؟ ۱۱۷
- ☆ عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر درست نہیں ۱۱۸
- ☆ جب لڑکی دادا کے نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح درست نہیں ۱۱۸
- ☆ ۲۰ سال عمر والی لڑکی کا نکاح زبردستی کرانا ۱۱۹
- ☆ عاقلہ بالغہ مرضی سے کفو میں نکاح کر سکتی ہے، مذاق میں بھی نکاح ہو جاتا ہے ۱۱۹
- ☆ فرار ہو جانے والی لڑکی کا اپنی مرضی سے نکاح؟ ۱۲۰
- ☆ اغواء کرنے کے بعد اگر لڑکی سے زبانی ایجاب و قبول نہیں کرایا گیا تو نکاح درست نہیں ۱۲۰
- ☆ صورت مذکورہ میں نکاح درست ہے ۱۲۲
- ☆ احناف کے ہاں بالغہ عورت اپنی مرضی سے کیونکر نکاح کر سکتی ہے؟ ۱۲۲
- ☆ بالغہ کے نکاح میں ولی کی اجازت ضروری نہیں ۱۲۳
- ☆ جب بالغہ نے نکاح سے انکار کر دیا ہو تو وہ ختم ہو گیا ۱۲۴
- ☆ بالغ لڑکا اگر چہ نکاح میں خود مختار ہے لیکن والد کے مشورہ پر عمل کرے ۱۲۴
- ☆ مطلقہ عورت کی بچیوں کی شادی مرضی سے کرنا ۱۲۵
- ☆ لڑکی بالغ ہونے کے بعد خود نکاح کر سکتی ہے ۱۲۶
- ☆ سید مرد اور انہیں عورت کے بچے کا نکاح سادات میں جائز ہے ۱۲۶

- ☆ بالغہ غیر کفو میں نکاح کرے تو ورثاء کے لیے کیا حکم ہے ۱۲۷
- ☆ کیا بالغہ کفو میں باپ کی مرضی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے؟ ۱۲۷
- ☆ عجموں میں کفو سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ۱۲۸
- ☆ بالغہ عورت کا کفو میں والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا ۱۲۹
- ☆ بالغہ لڑکی کا نکاح کفو میں ماموں اور والدہ کرا سکتے ہیں ۱۲۹
- ☆ بالغہ لڑکی کفو میں نکاح کر سکتی ہے، جب دونوں طرف سے مہر مقرر ہو تو یہ نکاح شغار نہیں ۱۳۰
- ☆ بالغہ کی اجازت سے چچا کا کسی شیعہ سے اس کا رشتہ کرنا ۱۳۱
- ☆ بالغہ لڑکی کا پہلا نکاح اگر کفو میں ہوا ہے وہی درست اور دوسرا غلط ہے ۱۳۱
- ☆ لڑکے کا مہاجر ہونا کفو پر اثر انداز ہو گا یا نہیں؟ ۱۳۳
- ☆ عاقلہ بالغہ کفو میں مرضی سے نکاح کر سکتی ہے ۱۳۴
- ☆ درج ذیل صورت میں لڑکی اور لڑکا دونوں کفو ہیں ۱۳۴
- ☆ بیوہ غیر کفو میں اولیاء کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتی ۱۳۵
- ☆ بیوہ اگر کفو میں نکاح کرے تو بھائی اور بیٹے کو اعتراض کا حق نہیں ۱۳۵
- ☆ عاقلہ بالغہ کا نکاح غیر کفو میں جائز نہیں ۱۳۶
- ☆ درج ذیل صورت میں کفو کون ہے؟ ۱۳۷
- ☆ لڑکی کی رائے اگر کفو سے باہر نہ ہو تو والدین کو اس کی رائے پر عمل کرنا چاہیے ۱۳۸
- ☆ جس حافظ قرآن کا والد موجبی کا کام کرتا ہو وہ عام لڑکی کے لیے کفو ہو سکتا ہے؟ ۱۳۸
- ☆ بالغہ لڑکی اگر مرضی سے کفو میں نکاح کر لے تو درست ہے ۱۳۹
- ☆ عاقلہ بالغہ ولی کی اجازت کے بغیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے ۱۳۹
- ☆ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضا مندی سے کفو میں جائز ہے ۱۴۰
- ☆ بالغہ لڑکی کی اجازت سے کفو میں نکاح جائز ہے اگرچہ والد وہاں موجود نہ ہو ۱۴۱
- ☆ اگر دادا کے کرائے ہوئے نکاح پر چچا و نانا راضی نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟ ۱۴۱



- ☆ ۱۴۲ چچا اور بھائی کے ہوتے ہوئے والدہ کو حق ولایت حاصل نہیں
- ☆ ۱۴۳ حقیقی بھائی کی موجودگی میں چچا ولی نہیں بن سکتا
- ☆ ۱۴۴ درج ذیل صورت میں دونوں نکاح غلط ہیں لڑکی تیسری جگہ نکاح کر سکتی ہے
- ☆ ۱۴۵ قریب البلوغ لڑکی کا ولی کون ہوگا؟
- ☆ ۱۴۵ جب لڑکی والد کے نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح درست نہیں
- ☆ ۱۴۶ نابالغ کا نکاح جب والد نے کرایا ہو تو دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی
- ☆ ۱۴۶ درج ذیل صورت میں تین احتمال ممکن ہیں
- ☆ ۱۴۷ اگر چچا کے کرائے ہوئے نکاح سے لڑکی انکاری ہو تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۴۹ اگر دادا نکاح کرادے اور نانا و چچا ناراض ہوں تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۵۰ اگر چچا نے نکاح کرایا ہو اور والد نے اجازت دی تو دوسری جگہ نکاح درست نہیں
- ☆ ۱۵۱ اگر چچا کے نکاح کرائے پر والد نے ناراضگی ظاہر کی ہو تو نکاح درست نہیں
- ☆ ۱۵۲ والدہ اور چچا زاد بھائیوں میں سے ولی کون ہے؟
- ☆ ۱۵۲ فاقہ العقل باپ کے سامنے بھائی کا اپنی نابالغ بہن کا عقد کرانا
- ☆ ۱۵۳ والدین اگر جہیز نہ ہونے کی وجہ سے شادی نہ کرائیں تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۵۴ مطلقہ نے اگر بچی کا نکاح کر دیا ہو تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۵۴ نابالغ بہنوں کے نکاح کا حق بھائیوں ہی کو ہے
- ☆ ۱۵۵ چچا زاد بھائی کا بہن کا نکاح چچا کی اجازت کے بغیر کرانا
- ☆ ۱۵۶ جب لڑکی کے والد نے عقد اول سے انکار کیا ہو تو دوسرا نکاح درست ہے
- ☆ ۱۵۶ سکے چچا کی موجودگی میں لڑکی کے دادا کے بھائی کا نکاح کرانا
- ☆ ۱۵۷ اگر والد صاحب کی رائے رشتہ کے متعلق بدل جائے تو لڑکا کیا کرے؟
- ☆ ۱۵۸ کیا نانا و نانی کو اپنی پروردہ نواسی کی ولایت حاصل ہے؟
- ☆ ۱۵۹ ماموں کا کرایا ہوا نکاح اگر دادا رد کر دے تو کیا حکم ہے؟

- ☆ اگر کوئی اجنبی باکرہ لڑکی کو نکاح کی اطلاع کر دے تو اس کی خاموشی رضا شمار ہوگی یا نہیں؟ ۱۶۰
- ☆ باپ اور دادا کے انکار سے نکاح فسخ ہو چکا ہے، دوسری جگہ عقد درست ہے ۱۶۰
- ☆ دادا کا کرایا ہوا نکاح جب لڑکی کے باپ نے فسخ کر دیا تو ختم ہو گیا ۱۶۱
- ☆ والدہ اگر بیٹے کو بدچلن گھرانے میں رشتہ کرنے پر مجبور کرے تو کیا حکم ہے؟ ۱۶۲
- ☆ اگر لڑکے کا حقیقی چچا ولی بننے سے انکار کرے تو اب ولایت کسے حاصل ہوگی؟ ۱۶۳
- ☆ باپ ایک جگہ اور بھائی دوسری جگہ رشتہ کر دے تو کیا کیا جائے؟ ۱۶۴
- ☆ مطلقہ عورت کی بچیوں کی ولایت باپ کو حاصل ہے یا والدہ کو؟ ۱۶۵
- ☆ شیعہ لڑکی کا نکاح اگر دادا نے وہابی سے کر دیا ہو تو کیا حکم ہے؟ ۱۶۵
- ☆ ہندوستان میں نانا کے ساتھ رہ جانے والی لڑکی کا ولی کون ہوگا؟ ۱۶۶
- ☆ بھائی اگر بہن کا نکاح والد کی اجازت کے بغیر کر دے تو کیا حکم ہے؟ ۱۶۷
- ☆ لڑکی کے ماموں اور چچا میں سے زیادہ حق دار کون ہے؟ ۱۶۷
- ☆ منگنی کے وقت اگر ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح ہوا ہے تو وہی کافی ہے ۱۶۸
- ☆ اگر شوہر نے زندگی میں لڑکی کی ولایت نکاح کا حق بیوی کو دیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد قائم رہے گا؟ ۱۶۹
- ☆ لڑکی کے بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماموں کا نکاح کرانا ۱۷۰
- ☆ فوت شدہ شخص کی بچی کا ولی اس کی والدہ ہے یا چچا؟ ۱۷۱
- ☆ برادر حقیقی اور لڑکی دونوں اگر نابالغ ہوں تو چچا زاد بھائی کو اعتراض کا حق حاصل ہے ۱۷۲
- ☆ اگر لڑکی کو والد نے نانا کو سوپ دیا ہو تو ولی کون ہوگا؟ ۱۷۲
- ☆ زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی لڑکی کی ولایت کس کو حاصل ہوگی ۱۷۳
- ☆ کیا حق ولایت رضاعی والدہ کو بھی حاصل ہو سکتا ہے؟ ۱۷۴
- ☆ سکے چچا کے ہوتے ہوئے سوتیلے چچا کا نکاح کرنا ۱۷۴
- ☆ اگر باپ نے نانا کو کسی قسم کی اجازت نہ دی ہو تو نکاح والد کی مرضی پر موقوف ہوگا ۱۷۵
- ☆ متعدد سوالوں کے جوابات ۱۷۶

- ☆ ۱۷۷ چچا کو غیر عاقلہ بالغہ بھتیجی پر ولایت جبر حاصل ہے
- ☆ ۱۷۷ نابالغہ کا نکاح اگر چچا نے کیا ہو تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۷۸ نابالغ کے ایجاب و قبول اور باپ کی ولایت سے متعلق ایک مفصل فتویٰ
- ☆ ۱۸۰ جب ولی سے اجازت لیے بغیر نکاح ہوا ہے تو ولی دوسری جگہ نکاح کروا سکتا ہے
- ☆ ۱۸۰ باپ کی اجازت کے بغیر دیگر رشتہ داروں کا لڑکی کا نکاح کرنا
- ☆ ۱۸۱ نابالغ کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے
- ☆ ۱۸۲ نابالغہ کا نکاح اگر ولی کی اجازت کے بغیر پڑھایا گیا ہو اور بلوغ کے بعد لڑکی انکار کرے؟
- ☆ ۱۸۳ جب لڑکی کے باپ نے اجازت نہیں دی تو نکاح فسخ ہو گیا
- ☆ ۱۸۳ باپ ناراض ہو اور داد نکاح کرا دے تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۸۴ نابالغہ کا نکاح اگر والدہ نے کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۸۴ والد کا نابالغہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا
- ☆ ۱۸۵ درج ذیل صورت میں دوسری جگہ نکاح درست ہے
- ☆ ۱۸۶ والدہ کا بالغ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرنا
- ☆ ۱۸۷ بھائی کی موجودگی میں والدہ کو ولایت حاصل نہیں
- ☆ ۱۸۹ لڑکی کی والدہ کی نسبت والد کا چچا زاد بھائی نکاح کا زیادہ حق دار ہے
- ☆ ۱۸۹ اگر لڑکی کا ماموں نکاح کرا دے اور دوسرے ولی انکار کریں تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۱۹۰ بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے
- ☆ ۱۹۱ باپ اور ماموں کے کرائے گئے نکاحوں میں سے کون سا صحیح ہے؟
- ☆ ۱۹۱ اگر اور کوئی رشتہ دار نہ ہو تو والد کا چچا زاد بھائی ولی ہو سکتا ہے
- ☆ ۱۹۲ غیر ولی کے کرائے ہوئے نکاح کو اگر لڑکی کا باپ رد کر دے تو وہ نکاح نہیں ہوتا
- ☆ ۱۹۳ درج ذیل صورت میں دونوں برابر کے سرپرست ہیں
- ☆ ۱۹۳ ماموں کے کرائے ہوئے نکاح کو لڑکی کا بھائی رد کر سکتا ہے

- ☆ نانا اور نانی کا نواسی کا نکاح کرانا ۱۹۴
- ☆ بالغہ باکرہ کا چچا اگر راضی نہ ہو تو کیا نکاح ہو جائے گا ۱۹۵
- ☆ باپ کی موجودگی میں دادا کا نکاح کرانا ۱۹۶
- ☆ باپ کی وفات کے بعد چچا ہی ولی ہے، خالہ کو نکاح کرانے کا حق نہیں ۱۹۷
- ☆ اگر شوہر بوقت طلاق لڑکی کی تولیت بیوی کو تفویض کرے تو کیا حکم ہے؟ ۱۹۷
- ☆ ولی اقرب موجود ہو تو ابعد کو اختیار نہیں ۱۹۸
- ☆ کیا باپ کے کرائے ہوئے نکاح کو مجسٹریٹ ختم کر سکتا ہے؟ ۱۹۹
- ☆ چچا کے ہوتے ہوئے بہنوئی ولی نہیں بن سکتا ۲۰۰
- ☆ جب قریبی اولیاء موجود نہ ہوں تو ماں ولی بن سکتی ہے ۲۰۱
- ☆ لڑکی کے چچا کے ہوتے ہوئے والدہ کا نکاح کرانا ۲۰۱
- ☆ ولی اقرب مفقود ہو تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے ۲۰۲
- ☆ ۱۳ سال کی لڑکی کا نکاح اگر والدہ کرادے تو کیا حکم ہے؟ ۲۰۲
- ☆ دادا کے کرائے ہوئے نکاح والدین کی اجازت پر موقوف ہوں گے ۲۰۳
- ☆ نابالغہ کا ولی باپ کے بعد حقیقی بھائی ہے ۲۰۳
- ☆ اگر چچا ظالم ہو تو اب ولی کون ہوگا؟ ۲۰۴
- ☆ لڑکی کا نکاح جب دادا نے کرایا ہو تو کیا والد دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے؟ ۲۰۴
- ☆ بالغہ یتیم لڑکی کا ولی کون ہوگا؟ ۲۰۵
- ☆ جب پہلا نکاح قریبی رشتہ داروں کی مرضی سے ہوا تو وہی درست ہے ۲۰۶
- ☆ اگر ولی قریب نابالغ ہو تو ولی بعید کو حق نکاح حاصل ہوگا ۲۰۷
- ☆ باپ کی موجودگی میں چچا کو ولایت حاصل نہیں ۲۰۸
- ☆ شادی شدہ بہنوں سے چچا زیادہ حق دار ہے ۲۰۸
- ☆ بالغہ باکرہ کا چچا کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا ۲۰۹



- ☆ ۲۰۹ دادا کی ولایت ہوتے ہوئے نانا کے نکاح کر دینے کا حکم
- ☆ ۲۱۰ کیا عصبہ کو ولایت حاصل ہے
- ☆ ۲۱۰ درج ذیل الفاظ سے نکاح درست ہو جائے گا
- ☆ ۲۱۱ والد نے اگر نابالغہ کے نکاح کا انکار کیا ہو تو دوسری جگہ نکاح درست ہے
- ☆ ۲۱۲ دس سال والے لڑکے کا ایجاب و قبول کرنا
- ☆ ۲۱۲ قریبی رشتہ داروں کے ہوتے ہوئے دور والا رشتہ نہیں کر سکتا
- ☆ ۲۱۳ دور کے رشتہ دار کا کرایا ہوا نکاح قریبی رشتہ دار کی اجازت پر موقوف رہے گا
- ☆ ۲۱۳ باپ فوت ہونے کے بعد حقیقی چچا ہی ولی ہے
- ☆ ۲۱۵ بالغہ لڑکی کا پہلا نکاح اگر کفو میں ہوا ہے وہی درست اور دوسرا غلط ہے
- ☆ ۲۱۵ سوتیلے بھائی اور باپ میں زیادہ حق دار ولایت کا کون ہے؟
- ☆ ۲۱۶ بیوہ کے نکاح کے متعلق فتوے پر فتویٰ
- ☆ ۲۱۸ کیا لڑکی کے والد کا چچا شرعاً متولی ہو سکتا ہے؟
- ☆ ۲۱۹ باپ اگر ناراضگی کے باوجود اجازت دے تو نکاح کا کیا حکم ہے؟
- ☆ ۲۱۹ بالغہ کا نکاح والدہ ایک جگہ اور بھائی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں؟
- ☆ ۲۲۰ باپ کی مرضی کے بغیر چچا کے نکاح کرانے کے بعد لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے
- ☆ ۲۲۱ چچا کا کرایا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہوگا
- ☆ ۲۲۲ جس لڑکی کا نکاح دادا نے کرایا ہوا اور باپ کی اجازت نہ ہو تو وہ آزاد ہے
- ☆ ۲۲۳ نابالغہ کا نکاح اگر ماں نے کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۲۲۳ نابالغ لڑکے کا نکاح اگر ماموں کرادے تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۲۲۴ ولی ابعدا کے نکاح کرانے کے بعد اگر ولی اقرب اجازت دے تو نکاح درست ہے
- ☆ ۲۲۵ لڑکی کی والدہ کا کرایا ہوا نکاح والد رد کر سکتا ہے
- ☆ ۲۲۶ اگر دادا نکاح کرائے اور باپ انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

- ☆ دادا کا کرایا ہوا نکاح بیٹے کی اجازت یا انکار تک موقوف ہوگا ۲۲۷
- ☆ اگر نکاح میں والد کا دخل نہ ہو تو بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی ۲۲۷
- ☆ اگر چچا نکاح کرادے اور باپ انکاری ہو تو کیا حکم ہے؟ ۲۲۸
- ☆ باپ کے خاموش بیٹھنے سے اجازت ثابت ہوگی یا نہیں؟ ۲۲۸
- ☆ جب باپ بیٹی دونوں نکاح سے انکاری ہیں تو نکاح درست نہیں ۲۲۹
- ☆ اگر والد نے صراحت یا دلالتہ اجازت نہ دی ہو تو لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ۲۳۰
- ☆ نکاح کی اطلاع کے بعد اگر لڑکی اجازت دے چکی ہے تو اب انکار نہیں کر سکتی ۲۳۱
- ☆ جب بالغ لڑکی نے عقد اول کی اجازت دے دی تو دوسری جگہ نکاح حرام ہوگا ۲۳۲
- ☆ نکاح ایک دفعہ نامنظور کرنے کے بعد منظور اور منظور کرنے کے بعد نامنظور نہیں کیا جاسکتا ۲۳۳
- ☆ نواسی بلوغ کے بعد نانا کا کرایا ہوا نکاح رد کر سکتی ہے ۲۳۴
- ☆ لڑکی کا بلوغ کے بعد انکار کافی ہے یا طلاق کی ضرورت ہوگی؟ ۲۳۵
- ☆ جب بالغ نکاح پر مطلع ہونے کے بعد سکوت اختیار کرے تو کیا حکم ہے؟ ۲۳۵
- ☆ ۱۴ سال عمر والی لڑکی کا والد کے نکاح سے انکار کرنا ۲۳۶
- ☆ اگر چچا نے لڑکی کا نکاح کرایا ہو تو لڑکی بعد بلوغ کے اسے فسخ کر سکتی ہے ۲۳۷

### باب یازدہم ۲۳۹

- ☆ کسی رشتہ دار نے اگر نابالغ لڑکے کے لیے قبول نہ کیا تو نابالغ کے قریبی رشتہ داروں کی اجازت پر موقوف ہوگا ۲۴۱
- ☆ نابالغ لڑکا اگر ایجاب و قبول خود کرے تو کیا حکم ہے؟ ۲۴۱
- ☆ اگر نابالغ لڑکے کی طرف سے اجنبی شخص ایجاب و قبول کرے تو کیا حکم ہے؟ ۲۴۳
- ☆ دادا اگر پوتی کا نکاح بیٹے کی اجازت سے کرے تو درست ہے ۲۴۳
- ☆ بچی کا نامناسب جگہ رشتہ کرنے سے متعلق ایک مفصل فتویٰ ۲۴۴
- ☆ والدہ کا کرایا ہوا نکاح لڑکی بلوغ کے بعد ختم کر سکتی ہے ۲۴۸
- ☆ لڑکی نے اگر اجمالی طور پر وکیل مقرر کیا ہو تو نکاح کے لیے وہی کافی ہے ۲۴۸
- ☆ جب باپ اور دادا دونوں نے نکاح اول رد کیا ہو تو دوسرا نکاح درست ہوگا ۲۴۹

- ☆ زانی اپنی بیچی کا ولی بن سکتا ہے ۲۵۱
- ☆ والد کے نکاح کرانے کے بعد لڑکی کو خیال بلوغ حاصل نہیں ہوتا ۲۵۲
- ☆ نابالغ لڑکی کی طرف سے حقیقی والد کا قبول کرنا بالکل درست ہے ۲۵۳
- ☆ نابالغ لڑکیوں کے باپ نے ایجاب اور نابالغ لڑکوں کے دادا نے قبول کیا ہو تو کیا حکم ہے؟ ۲۵۴
- ☆ اگر لڑکی کو یقین ہو کہ میرا نکاح والد کے بجائے چچا نے کرایا تھا تو کیا حکم ہے؟ ۲۵۵
- ☆ اگر لڑکی کے والد نے لڑکی کے دادا کو اجازت دی ہو تو اب نکاح رو نہیں کر سکتا ۲۵۶
- ☆ جب لڑکی کے والد نے لڑکی کے نانا کو اجازت دے دی تو اب انکار درست نہیں ۲۵۷
- ☆ ۱۴ سال والے لڑکے کی طرف سے اگر والد ایجاب و قبول کرے تو کیا حکم ہے؟ ۲۵۷
- ☆ نابالغوں کا نکاح شرعاً جائز ہے ۲۵۸
- ☆ درج ذیل صورت میں لڑکی کے ماموں کو دیا گیا اختیار ختم ہو گیا ۲۵۹
- ☆ اگر نابالغ لڑکی سے جبراً اجازت لے کر اس کا نکاح کیا جائے تو کیا حکم ہے؟ ۲۶۰
- ☆ بالغ کی جگہ کسی اور کی اجازت کا اعتبار نہ ہوگا ۲۶۱
- ☆ ٹیلیفون پر نکاح کرنے کی صورت ۲۶۲
- ☆ جو شخص بیرون ملک ہو اس کا نکاح کیسے کیا جائے ۲۶۲
- ☆ بیرون ملک سے کسی کو بذریعہ خط وکیل بنانا ۲۶۳
- ☆ بیرون ملک مقیم کے لیے اندرون ملک نکاح کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ ۲۶۳
- ☆ بیرون ملک مقیم بیٹے کا نکاح کرنا ۲۶۴
- ☆ درج ذیل صورت میں والد کو وکیل بنانا درست ہے ۲۶۴
- ☆ جس کی طرف سے کوئی اور شخص ایجاب و قبول کرے اور جس کے لیے ایجاب و قبول ہو وہ ۲۶۵
- ☆ اجازت دے تو نکاح مکمل ہے ۲۶۵
- ☆ اگر کسی عورت کے نکاح سے دوسری عورتوں کے نکاح کو معلق کیا ہو تو خلاصی کی کیا صورت ہوگی ۲۶۶
- ☆ اگر نکاح خواں بطور فضولی کسی عورت کا نکاح پڑھادے تو کیا حکم ہے؟ ۲۶۷
- ☆ لڑکے کی طرف سے باپ قبول کر سکتا ہے، اس کا مجلس نکاح میں ہونا ضروری نہیں ۲۶۸

- ☆ ۲۷۱ رنگ ریز قوم کسی اور قوم کے لیے کفو ہے یا نہیں؟
- ☆ ۲۷۱ سید کے حلالہ کے غیر کفو میں نکاح کا حکم؟
- ☆ ۲۷۲ اولیاء کی اجازت سے سیدہ کا نکاح غیر سید سے درست ہے
- ☆ ۲۷۳ قریشی کا غیر قریشی لڑکی سے نکاح کرنا
- ☆ ۲۷۳ اغواء کنندہ کا مغویہ سے نکاح کرنا
- ☆ ۲۷۴ سید، بلوچ، پٹھان کے کفو ہیں یا نہیں؟
- ☆ ۲۷۴ پٹھان اور سید زادی کے نکاح کا حکم
- ☆ ۲۷۵ کفو کا اعتبار مرد کی طرف سے ہوگا یا عورت کی طرف سے؟
- ☆ ۲۷۵ کفو میں باپ کا کرایا ہوا نکاح لڑکی فسخ نہیں کر سکتی
- ☆ ۲۷۶ اگر بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۲۷۷ عجم میں غیر کفو کا اعتبار کیسے کیا جائے گا؟
- ☆ ۲۷۷ سید زادی کا نکاح غیر سید سے کرنا
- ☆ ۲۷۷ سید زادی کا نکاح والدین کی اجازت سے غیر سید سے جائز ہے
- ☆ ۲۷۸ کفو میں نکاح کا حکم بنی ہاشم کے ساتھ خاص ہے یا عام ہے؟
- ☆ ۲۷۹ اگر غیر قوم ہم پلہ سمجھی جاتی ہو تو نکاح میں کوئی حرج نہیں
- ☆ ۲۸۰ مزدوری کرنے سے کفو میں فرق نہیں آتا
- ☆ ۲۸۱ عجم میں نسب کے اعتبار سے نہیں بلکہ حرفت کے اعتبار سے کفو کا تصور ہے
- ☆ ۲۸۲ کیا سیدہ کا نکاح غیر سید سے منعقد ہی نہیں ہوتا؟
- ☆ ۲۸۲ ولد الزنا صحیح النسب کے لیے کفو ہو سکتا ہے؟ جواب بر جواب
- ☆ ۲۸۳ کیا شرکیہ عقیدہ رکھنے والا صحیح العقیدہ کے لیے کفو بن سکتا ہے
- ☆ ۲۸۴ سید کے ساتھ غیر سیدہ کا نکاح اولیاء کی مرضی سے جائز ہے
- ☆ ۲۸۴ کیا نو مسلم قدیم مسلمانوں کے لیے کفو ہو سکتا ہے؟
- ☆ ۲۸۵ اغواء کنندہ اگر لڑکی کے لیے کفو نہ ہو تو لڑکی کا والد نکاح فسخ کر سکتا ہے
- ☆ ۲۸۶ سید زادی کا نکاح غیر سے جائز ہے یا نہیں؟



- ☆ سید و قریشی کا آپس میں رشتہ کرنا ۲۸۷
- ☆ سمجھ دار اور نیک چلن لڑکی کا نکاح غیر قوم میں کرنا ۲۸۷
- ☆ موجودہ سادات میں رشتہ کرنا ۲۸۸
- ☆ صالحہ عورت فاسق مرد کے لیے کفو ہے یا نہیں؟ ۲۸۹
- ☆ سیدہ سے غیر سید کا نکاح کرنا ۲۹۰
- ☆ عجم میں کفو کا اعتبار با اعتبار نسب کے نہیں بلکہ باعتبار پیشہ کے ہے ۲۹۱
- ☆ سیدہ کا نکاح غیر سید عالم دین سے کرنا ۲۹۲
- ☆ والدین رشتہ دار فاسق اور لڑکی غیر رشتہ دار متقی سے نکاح کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟ ۲۹۲
- ☆ اغواء کنندہ اگر لڑکی کے لیے کفو ہے تو نکاح درست ہے ۲۹۳
- ☆ اگر اغواء کنندہ لڑکی کے لیے کفو ہو تو والد دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتا ۲۹۳
- ☆ اگر سیدہ عورت کا غیر سید سے نکاح نہ کیا جائے اور خود کشی کا اندیشہ ہو تو کیا کیا جائے؟ ۲۹۴
- ☆ بچے کے لیے رشتہ کر کے بغیر عذر شرعی اس سے پھر جانا ۲۹۵
- ☆ جوڑ کا مہر ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ مالدار لڑکی کا کفو نہیں ہے ۲۹۶
- ☆ دیندار آدمی کو رشتہ دین دار ہی کو دینا چاہیے ۲۹۷
- ☆ درج ذیل صفات والوں میں سے رشتہ کسے دیا جائے ۲۹۸
- ☆ درج ذیل صورت میں نکاح کفو میں ہے اور جائز ہے ۳۰۰
- ☆ عجم میں سے سیدہ اعتبار پیشہ لے اعتبار سے ہوگا ۳۰۰
- ☆ شیعہ جس قسم کا بھی ہو وہ مسلمان عورت کا کفو نہیں ہے ۳۰۱
- ☆ عام مسلمان سے سیدہ کے نکاح میں کوئی قباحت نہیں ۳۰۲
- ☆ کسی ایسے مرد کا نکاح کا دعویٰ کرنا جو عورت کے لیے کفو نہ ہو ۳۰۳
- ☆ مغویہ کے ورثاء کی مرضی کے خلاف نکاح کرنا، کیا بھائی کا کرایا ہوا نکاح دادا فتح کر سکتا ہے؟ ۳۰۴
- ☆ سید زادی عام آدمی کے نکاح میں آ سکتی ہے ۳۰۴
- ☆ کفایت کا دار و مدار عار و عدم عار پر ہے ۳۰۵
- ☆ بالغ لڑکی جب والد کے نکاح کرانے کے بعد خاموش رہی تو نکاح لازم ہے ۳۰۶

## مہر کا بیان

۳۰۷

۳۰۹

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۲

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۳

۳۱۳

۳۱۵

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۳

۳۲۳

۳۲۵

۳۲۵

۳۲۶

☆ جوزین لڑکی کے باپ کو دی گئی ہو کیا اس کا واپس لینا جائز ہے؟

☆ شرعی مہر کی مقدار کیا ہے؟

☆ نکاح کے بعد مہر میں اضافہ کرنا جائز و نافذ ہے

☆ مہر کی تعداد کیا ہے اور کون سی چیزیں مہر میں دینا جائز ہیں؟

☆ مہر کم از کم کتنا ہے اور مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے، لڑکی والوں کا یہ شرط لگانا کہ بصورت طلاق

علاوہ مہر شوہر کو دس ہزار دینے ہوں گے

☆ مہر شرعی کی مقدار کیا ہے؟

☆ زیادہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں

☆ مہر کے متعلق متعدد مسائل کا حل

☆ مہر کے متعلق متعدد سوالوں کے جوابات

☆ رخصتی سے قبل اگر مہر ادا کیا اور پھر شوہر فوت ہوا تو کیا حکم ہے؟

☆ اگر کسی کی شادی شدہ لڑکی فوت ہو جائے تو والد کو اس کے مہر سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

☆ فوت شدہ بیوی کو جو مکان رہائش کے لیے دیا تھا، اس کے ورثاء کا اس سے کوئی تعلق نہیں

☆ ازدواجی تعلق قائم کرنے سے قبل طلاق دینے سے نصف مہر لازم ہوتا ہے

☆ رخصتی سے پہلے طلاق کی صورت میں کتنا مہر واجب ہوگا؟

☆ کیا رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں لڑکی کے رشتہ داروں کو مکمل مہر کے مطالبہ کا حق ہے؟

☆ اگر عورت مہر کا مقدمہ لڑتی ہوئی مرجائے تو مہر کا حق دار کون ہوگا؟

☆ فوت شدہ شوہر کے وارثوں کے ذمہ مہر کی ادائیگی لازم ہے

☆ وارثوں کے ذمہ مہر ادا کرنا لازم ہے

☆ عورت سے مہر معاف کرانے اور شوہر کی نیکیاں عورت کو دلوانے کا حکم

☆ اگر لڑکی نے ننگن بیچ کر شوہر کا علاج کرایا ہو تو کیا لڑکی کے، الدین اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

☆ درج ذیل صورت میں مبلغ ایک صد روپے ضمان کا عوض نہیں ہو سکتا

☆ مہر کا جو حصہ عورت نے معاف کر دیا ہو طلاق کے بعد پھر مطالبہ نہیں کر سکتی

- ☆ اگر عورت نے اپنا مہر معاف کر دیا ہو تو وارثوں کو وصول کرنے کا حق نہیں ۳۲۶
- ☆ اگر طلاق بصورت خلع ہو تو عورت کو مہر کے مطالبہ کا حق نہیں ۳۲۷
- ☆ کیا رقم دے کر شادی کرنا جائز ہے؟ ۳۲۷
- ☆ اپنی لڑکی کے عوض رقم حاصل کرنا ۳۲۸
- ☆ سسر نے زبردستی مہر کا کچھ حصہ اگر بہو سے واپس لیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہوگا؟ ۳۲۹
- ☆ سسر اگر بیٹے بہو کو الگ کرتے ہوئے بہو سے زیورات چھین لے تو کیا حکم ہے؟ ۳۲۹
- ☆ مہر معجل اور غیر معجل میں کیا فرق ہے؟ مہر غیر معجل کیا وصول کیا جائے؟ ۳۳۰
- ☆ طلاق یافتہ عورت کا اگر بوقت نکاح مہر مقرر نہ ہوا تھا تو اب کیا کیا جائے؟ ۳۳۱
- ☆ بوقت نکاح اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو تو طلاق کے بعد عورت کے لیے کیا حکم ہوگا؟ ۳۳۱
- ☆ شوہر نے جو زمین بطور حق مہر بیوی کے نام کر دی بعد میں وہ واپس نہیں لے سکتا ۳۳۲
- ☆ شوہر نے جو زمین بیوی کو مہر میں دی ہو ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں ۳۳۳
- ☆ سسر نے جو مکان مہر میں لکھوایا ہے وہ میراث میں شامل نہ ہوگا ۳۳۴
- ☆ بطور مہر دیے گئے زیورات میں سے اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ۳۳۴
- ☆ اگر بیوی کہے کہ زیورات مہر میں شامل ہیں اور شوہر انکار کرتا ہو تو کیا حکم ہے؟ ۳۳۵
- ☆ حق مہر میں دی گئی زمین میں شوہر کے وارثوں کا کوئی حق نہیں ۳۳۵
- ☆ سسرال والوں کا یہ کہنا کہ زیور فروخت کر کے ہم نے اس کے شوہر سے علاج کرایا ہے ۳۳۶
- ☆ دیور بھابی کو حق مہر میں دی گئی جائیداد نہیں روک سکتا ۳۳۷
- ☆ کیا طلاق کے بعد عورت کو وہ سب کچھ دینا لازم ہے جو مہر میں لکھوایا جا چکا ہے؟ ۳۳۸
- ☆ جو زیورات لڑکی کو مہر میں دیے گئے ہیں کیا وہ اُن میں تصرف کر سکتی ہے؟ ۳۳۹
- ☆ دوسری بیوی کو مہر میں دیا گیا مکان پہلی بیوی کو دینا ۳۳۹
- ☆ جو زیورات مہر میں دیے جائیں شوہر ان کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا ۳۴۰
- ☆ بدچلنی کی وجہ سے طلاق یافتہ عورت مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟ ۳۴۱
- ☆ آدھا مکان اگر حق مہر میں لکھا جائے اور پھر شوہر اُسے از سر نو تعمیر کرے تو مہر دینے کی کیا صورت ہوگی؟ ۳۴۱

- ☆ ۳۴۲ طلاق کا مطالبہ کرنے والی بدستور مہر کی حقدار ہوگی
- ☆ ۳۴۲ رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کی ادائیگی کیسے ہوگی؟
- ☆ ۳۴۳ نافرمان بیوی کو طلاق کی صورت میں مہر کی ادائیگی واجب ہوگی یا نہیں؟
- ☆ ۳۴۴ مطلقہ عورت اُسی چیز کی حقدار ہے جو بوقت نکاح مقرر ہوئی ہو
- ☆ ۳۴۴ اگر طلاق سے پہلے مقرر شدہ مہر ادا کیا جا چکا ہے تو طلاق کے بعد دوبارہ واجب نہیں
- ☆ ۳۴۵ مرض وفات میں جائیداد کا خاص حصہ مہر ظاہر کر کے بیوی کو دینا
- ☆ ۳۴۵ درج ذیل صورت میں بعد میں لکھی جانے والی زمین کی ادائیگی واجب نہیں
- ☆ ۳۴۶ مہر کی رقم کے عوض شرائط فاسدہ کے ساتھ بیوی کو زمین دینا
- ☆ ۳۴۷ کچھ ذاتی اور کچھ مشترک زمین مہر میں دینا
- ☆ لڑکی کا مہر والدین کے لیے جائز نہیں، فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
- ☆ ۳۴۸ ایک حیض کے بعد عورت مطلقہ کا دوسری جگہ نکاح کرانا
- ☆ ۳۴۹ شوہر اگر مہر میں اضافہ کرے تو اضافی رقم یا زمین کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہوگی
- ☆ ۳۴۹ پہلا نکاح کافی ہے اور فریقین کی رضامندی سے مہر میں اضافہ جائز ہے
- ☆ ۳۵۰ عورت اگر مہر کی ادائیگی کے بغیر شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۳۵۱ خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر واجب ہوتا ہے
- ☆ ۳۵۲ اگر لڑکی والے بضد ہوں کہ لڑکی کے نام جائیداد لکھوائی جائے تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۳۵۳ شوہر نے جو مہر مقرر کیا تھا عورت اُس پورے مہر کی حقدار ہے
- ☆ ۳۵۳ اگر شوہر کہے کہ میرے والد نے مہر ادا کر دیا تھا اور لڑکی مانگ رہی ہے تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۳۵۴ کیا مہر کی رقم سے بیوی کا علاج کرانے سے مہر ادا ہو جائے گا؟
- ☆ ۳۵۵ اگر مشترک مکان مہر میں دیا جائے تو کیا حکم ہے؟
- ☆ ۳۵۶ درج ذیل صورت میں شوہر جب تک توبہ نہ کرے اُس سے قطع تعلق کیا جائے
- ☆ ۳۵۷ مہر نہ دینے کی صورت میں لڑکی کو گھر روکے رکھنا
- ☆ جب شوہر نے ہزار روپے کے عوض زیورات دے دیے تو مہر ادا ہو گیا
- ☆ ۳۵۸ جب شوہر عورت کو رکھنے پر آمادہ ہو تو تنسیخ جائز نہیں



- ☆ درج ذیل صورت میں شوہر کے ذمہ مہر پورا واجب ہے
- ☆ اگر شوہر شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بیوی کو رکھتا ہو تو پھر میکے میں رہنا جائز نہیں ۳۵۹
- ☆ درج ذیل صورت میں لڑکی آدھے مہر کی مستحق ہوگی ۳۶۰
- ☆ **باب رضاعت** ۳۶۱
- ☆ نانی نے دودھ پلایا ہو تو خالہ زاد بہن سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں
- ☆ عورت سے خود اور اس کی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کرے کیا یہ درست ہے؟ ۳۶۳
- ☆ ش کے لڑکے نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس کی تمام لڑکیاں اس کے لیے حرام ہوں گی ۳۶۴
- ☆ بیچی نے اگر نانی کا دودھ پیا ہو تو ماموں کے لڑکے اس کے لیے حرام ہیں ۳۶۵
- ☆ نانی کے پستان سے اگر دودھ پیا ہے تو حرمت ہوگی ورنہ صرف پستان منہ میں لینے سے حرمت ثابت نہیں ۳۶۶
- ☆ چچا کے ساتھ دادی کا دودھ پینے کی وجہ سے چچا بھائی بن گیا اور ان کی اولاد سے اس کا نکاح حرام ہو گیا ۳۶۶
- ☆ اخت کی فروع اخ پر حرام ہیں ۳۶۷
- ☆ اگر یقین ہو کہ نانی کا دودھ پیا ہے تو حرمت ثابت ہوگی ورنہ نہیں ۳۶۷
- ☆ اگر نانی کا دودھ پیا ہو تو ماموں زاد لڑکی نکاح میں نہیں رہ سکتی ۳۶۸
- ☆ دودھ پلانے والی کی اولاد اور ان کی اولاد سے نکاح درست نہیں ۳۶۹
- ☆ رضاعت ثابت کرنے کے لیے کم از کم دو عورتیں گواہی دیں ورنہ رضاعت ثابت نہ ہوگی ۳۷۰
- ☆ حرمت رضاعت کے لیے حجت تامہ کا ہونا ضروری ہے جو کہ مفقود ہے لہذا یہ حرمت نہیں ہے ۳۷۱
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے ورنہ حرمت ثابت نہ ہوگی ۳۷۲
- ☆ حرمت رضاعت میں عورت کا انکار معتبر نہیں اگر گواہ شہادت دیں تو حرمت ثابت ہوگی؟ ۳۷۳
- ☆ رضاعت کے اثبات کے لیے حجت تامہ ضروری ہے ۳۷۳
- ☆ حرمت رضاعت کے لیے گواہی دو عادل مرد یا عورت کی شرط ہے، احتیاط اولیٰ ہے ۳۷۴
- ☆ اگر شہادت نہ ہو تو پھر یقین پر ہے، اگر شک ہو تو احتیاط کریں ۳۷۵
- ☆ حرمت رضاعت کے لیے مشہور کرنا معتبر نہیں بلکہ دو عادل گواہ گواہی دیں تو ثابت ہو جائے گی ورنہ نہیں ۳۷۶
- ☆ عورت منکر ہے لیکن دودھ منہ میں پہنچنے پر معتبر شہادت نہیں ہے اس لیے رضاعت ثابت نہ ہوگی ۳۷۶

- ☆ صرف افواہ پھیلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۳۷۷
- ☆ دودھ پستان میں نہ ہونے پر شہادت نہیں اور عورت عدم العین کا اقرار کرتی ہے تو اس کا قول معتبر ہے ۳۷۸
- ☆ دودھ کے وجود پر اگر شہادت نہ ہو تو رضاعت ثابت نہ ہوگی ۳۷۸
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے شہادت کاملہ ضروری ہے ۳۷۹
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے دودھ کا پیٹ میں یقینی طور پر پہنچنا ضروری ہے ۳۸۰
- ☆ ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۳۸۱
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے حجتہ تامہ ضروری ہے اور فاسقہ کی گواہی معتبر نہیں ۳۸۲
- ☆ صرف پستان چوسنے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی جب تک یقین نہ ہو کہ دودھ حلق میں اتر رہا ہے ۳۸۳
- ☆ حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے مرضعہ کے اقرار سے یا پھر معتبر گواہوں سے ۳۸۳
- ☆ اگر یقین ہو کہ دادی کے پستان میں دودھ نہ تھا یا لڑکا مدت رضاعت میں نہ تھا تو حرمت ثابت نہ ہوگی ۳۸۴
- ☆ حرمت رضاعت کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے دودھ ہونے یا نہ ہونے میں عورت کا قول معتبر ہے ۳۸۵
- ☆ اگر پستانوں میں دودھ نہ تھا تو حرمت ثابت نہ ہوگی ۳۸۶
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کی گواہی ضروری ہے ۳۸۶
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے حجتہ تامہ ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں ۳۸۷
- ☆ حرمت رضاعت کے لیے عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے ۳۸۸
- ☆ حرمت رضاعت کے لیے دو عادل گواہ ہونا ضروری ہیں جو دودھ حلق میں اترنے کی گواہی دیں ۳۸۹
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں ۳۹۰
- ☆ حرمت رضاعت کا دار و مدار بچی کے دودھ پینے پر ہے ۳۹۰
- ☆ اگر شرعاً رضاعت کا ثبوت ہے اور خاوند تسلیم کرتا ہے تو ان کے درمیان جدائی ضروری ہے ۳۹۱
- ☆ اگر کوئی رضاعت سے منکر ہو جائے تو پھر ثبوت ضروری ہے ۳۹۱
- ☆ تحقیق کرنے کے بعد ثابت ہو جائے کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی منہ میں نہیں گیا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی ۳۹۲

- ☆ عورت کے انکار کے بعد خاوند بھی تصدیق نہیں کرتا اور شہادت بھی نہیں ہے تو رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۳۹۲
- ☆ دودھ کے وجود پر شاہد نہیں تو عورت کا قول معتبر ہے ۳۹۳
- ☆ حرمت رضاعت میں صرف مرضعہ کا اقرار معتبر نہیں گواہان ضروری ہیں ۳۹۴
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے دو مردوں کا گواہ ہونا ضروری ہے صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ۳۹۵
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد گواہی دیں صرف عورتوں کی گواہی پر اعتبار نہ کیا جائے گا ۳۹۶
- ☆ عورت کے اقرار پر گواہی معتبر نہیں ہے ۳۹۸
- ☆ جب تک دودھ حلق میں اترنا ثابت نہ ہو رضاعت ثابت نہ ہوگی ۳۹۹
- ☆ اگر دو گواہ ہیں تو نکاح فاسد اور اگر طرفین تصدیق کریں تو نکاح فاسد و نہ رضاعت ثابت نہ ہوگی ۴۰۰
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے گواہی حجت تامہ ضروری ہے صرف عورت کا قول معتبر نہیں ۴۰۱
- ☆ ان مذکورہ صورتوں کی بنا پر حرمت ثابت نہیں ہوتی ۴۰۱
- ☆ رضاع میں اگر شک ہو تو رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۴۰۲
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں ۴۰۳
- ☆ اپنی اولاد کے دھوکے میں دودھ پلانے سے بھی عورت کا رضاعی بیٹا بن گیا اس لیے اس کی اولاد سے نکاح حرام ہے ۴۰۴
- ☆ اگر ایک قطرہ دودھ بھی چلا گیا منہ میں تو رضاعت ثابت ہوگی ۴۰۵
- ☆ اگر شاہد نہیں ہیں تو ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۴۰۵
- ☆ رضاعت ثابت نہیں ہے نکاح درست ہے ۴۰۷
- ☆ اپنے بیان سابقہ سے روگردانی کی بنا پر رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۴۰۷
- ☆ جب تک شرعی شہود نہ ہوں رضاعت ثابت نہیں ہوتی عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ۴۰۸
- ☆ رضاعت ثابت نہیں ہے نکاح صحیح ہے ۴۰۹
- ☆ ثبوت رضاعت کے لیے حجت تامہ ضروری ہے ۴۰۹
- ☆ صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں ہے حجت تامہ ضروری ہے ۴۱۰
- ☆ اگر ثبوت رضاعت میں شہود باوجود علم نکاح کے خاموش رہے تو بعد میں شہادت مردود ہوگی ۴۱۱

- ☆ ۴۱۳ دودھ کا پستان سے بچے کے پیٹ میں اترنا یقینی ہو تو رضاعت ثابت ہوگی
- ☆ ۴۱۴ رضاعت کے ثبوت کے بعد نکاح کا توڑنا واجب ہے
- ☆ ۴۱۴ صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں البتہ بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جائے
- ☆ ۴۱۵ حاکم اگر مرضعہ کی تصدیق کرتا ہے تو نکاح درست نہیں ہے ورنہ صحیح ہے
- ☆ ۴۱۶ صرف دو عورتوں کا قول معتبر نہیں ہے حجتہ تامہ ضروری ہے
- ☆ ۴۱۷ صرف دادی کے اقرار سے رضاعت ثابت نہ ہوگی حجتہ تامہ ضروری ہے
- ☆ ۴۱۸ حرمت رضاعت کے لیے ایک مرد کی گواہی قابل قبول نہیں ہے
- ☆ ۴۱۸ صرف پستانوں سے لگانے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی
- ☆ ۴۱۹ صرف وہم سے رضاعت ثابت نہ ہوگی
- ☆ ۴۱۹ جب تک گواہ شرعی نہ ہو دودھ پینے پر محض بچے کو پستانوں سے لگانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی
- ☆ ۴۲۱ دودھ کا پیٹ میں پہنچنا یقینی ہو صرف شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی
- ☆ ۴۲۱ محض شبہ کی بنا پر حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی
- ☆ ۴۲۲ اگر حجتہ تامہ رضاعت کے متعلق نہ ہو تو پھر حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی
- ☆ ۴۲۳ مدت رضاعت میں پستانوں سے جو کچھ پیتا رہا شرعاً وہ دودھ شمار ہوگا اور حرمت رضاعت ثابت ہے
- ☆ ۴۲۴ دودھ قلیل و کثیر برابر ہیں ایک دفعہ سے حرمت ثابت ہو جائے گی
- ☆ ۴۲۴ رضاعت کے اثبات کے لیے مفتی بہ قول دو سال ہے
- ☆ ۴۲۵ مدت رضاعت میں اگر دودھ پی لیا جائے تو رضاعت ثابت ہوگی مقدار معتبر نہیں ہے
- ☆ ۴۲۵ پستان میں اگر دودھ کی جگہ پانی تھا اور وہ منہ میں چلا گیا تو حرمت ثابت ہوگی
- ☆ ۴۲۶ زرد رنگ جیسی چیز پستانوں سے نکل جائے تو وہ دودھ کے حکم میں ہے
- ☆ ۴۲۷ لڑکا اپنی رضاعی بہن کی ہشیر سے نکاح کر سکتا ہے
- ☆ ۴۲۷ رضاعی بہن سے نکاح حرام ہے اور اسی طرح رضاعی بھائی کے بھائیوں سے بھی
- ☆ ۴۲۸ دودھ پینے والے کی اولاد کا نکاح اس عورت کے کسی لڑکے سے جائز نہیں
- ☆ ۴۲۹ جب لڑکی نے اس کا دودھ پیا ہو تو ماسی کی حقیقی اولاد سے اس کا نکاح حرام ہے
- ☆ ۴۲۹ رضاعی لڑکے کی نسبی بہن سے نکاح جائز ہے



- ☆ رضاعی بہن بھائیوں سے نکاح حرام ہے ۴۳۰
- ☆ دودھ پینے والے کے بھائی کا نکاح رضاعی ماں کی لڑکیوں سے جائز ہے ۴۳۰
- ☆ رضاعی بھائی کے ساتھ نکاح حرام ہے ۴۳۱
- ☆ لڑکی کے رضاعی بھائی کے بھائی سے بھی نکاح جائز نہیں ہے ۴۳۱
- ☆ ثبوت رضاعت کے بعد دو بہنوں کا نکاح میں یکجا کرنا صحیح نہیں ہے ۴۳۲
- ☆ ایک بھائی کے دودھ پینے سے دوسرے بھائی کے لیے اس عورت کی لڑکیوں سے نکاح کی ممانعت نہیں ۴۳۲
- ☆ رضاعی بہن کی نسبی بہنوں سے بھی نکاح حرام ہے ۴۳۳
- ☆ رضیع کی چھوٹی ہمشیر کا نکاح مرضعہ کے لڑکے سے جائز نہیں ۴۳۳
- ☆ رضاعی بھائی کے بھائی سے نکاح درست ہے جبکہ لڑکے نے لڑکی کی ماں کا دودھ نہ پیا ہو ۴۳۴
- ☆ رضیع کا مرضعہ کی اولاد سے نکاح ناجائز ہے اور رضیع کے بھائی کا مرضعہ کی لڑکیوں سے جائز ہے ۴۳۴
- ☆ سگی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح کرنا ۴۳۵
- ☆ رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ۴۳۶
- ☆ دادی کا دودھ پینے سے دادی کی لڑکی کی لڑکی اس کی رضاعی بھانجی ہوگی نکاح حرام ہے ۴۳۶
- ☆ اگر یقین ہو کہ دادی کے پستان میں دودھ نہ تھا، دودھ اتر انہیں تو کوئی حرج نہیں ۴۳۶
- ☆ رضاعی بھانجی اور ماموں کے ساتھ نکاح حرام ہے ۴۳۷
- ☆ رضاعت کی وجہ سے یہ اس کی دختر ہے اور صغرنی میں جو نکاح ہوا ہے وہ حرام ہے ۴۳۸
- ☆ رضاعی بہن سے نکاح درست نہیں ہے ۴۳۸
- ☆ حقیقی بھتیجے کی رضاعی بہن سے نکاح صرف اسی صورت میں ہے جبکہ لڑکے نے جا کر کسی عورت کا دودھ پیا ہو ۴۳۹
- ☆ حقیقی بھتیجی کی رضاعی دختر سے عقد نکاح درست نہیں ۴۳۹
- ☆ رضاعی ماموں کے ساتھ نکاح درست نہیں ۴۴۰
- ☆ رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے ۴۴۰
- ☆ لڑکی نے جب عورت کا دودھ پیا تو وہ ماں بنی اور بھائی ماموں بنا تو عقد نکاح درست نہیں ۴۴۱
- ☆ رضاعی چچا مثل حقیقی چچا کے ہے اس سے نکاح حرام ہے ۴۴۲



- ☆ رضاعی چچا حقیقی چچا کے مثل ہے عقد نکاح درست نہیں ہے ۴۴۲
- ☆ رضاعی بھتیجی اور چچا کا نکاح درست نہیں ہے ۴۴۳
- ☆ رضاعی چچا سے نکاح درست نہیں ہے ۴۴۳
- ☆ رضاعی چچا مثل حقیقی چچا کے ہے عقد نکاح درست نہیں ہے ۴۴۴
- ☆ رضاعت میں جب شبہ ہو تو تفریق اولیٰ ہے ۴۴۴
- ☆ کنواری لڑکیوں کا دودھ ہونے والی حدیث کے متعلق ایک وضاحت ۴۴۶
- ☆ زوجہ کے پستان منہ میں لے کر دودھ پی لے تو نکاح کا حکم؟ ۴۴۶
- ☆ رضاعت ڈھائی سال کی عمر تک ثابت ہوتی ہے زوجہ کا دودھ پینا حرام ہے، نکاح پر اثر نہیں پڑتا ۴۴۷
- ☆ مدت رضاعت ڈھائی سال تک ہے اس کے بعد رضاعت ثابت نہ ہوگی ۴۴۷
- ☆ دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ عمر ڈھائی سال ہے اس کے بعد دودھ پینا یا پلانا حرام ہے ۴۴۸
- ☆ حرمت رضاعت تب ثابت ہوگی اگر دودھ پینے والے نے مدت رضاعت میں دودھ پیا ہو ۴۴۹
- ☆ دو سال کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۴۵۰
- ☆ اگر رضاعت دو سال کے اندر رہے تو ثابت ورنہ نہیں ۴۵۰
- ☆ حرمت رضاعت کے لیے مدت رضاعت ضروری ہے ۴۵۱
- ☆ رضاعت کی مدت کے متعلق مفتی بہ قول ۴۵۲
- ☆ چار سال کی عمر میں دودھ دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی ۴۵۳
- ☆ ڈھائی سال کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہ ہوگی ۴۵۳
- ☆ چار سال کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی ۴۵۴
- ☆ اکتیس ماہ کی عمر میں دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی ۴۵۵
- ☆ سات سال کی عمر میں حرمت ثابت نہیں ہوتی ۴۵۶
- ☆ دودھ پلانے والی عورت کی باقی ماندہ اولاد بھی رضاعی لڑکے پر حرام ہے ۴۵۶
- ☆ رضاعی بھائی سے اور انکے بھائیوں سے نکاح حرام ہے ۴۵۷
- ☆ اگر خالہ کا دودھ پیا ہے تو خالہ کی تمام لڑکیاں اس کے لیے حرام ہیں ۵۴۷
- ☆ رضاعت کی وجہ سے مرضعہ کی اولاد سے نکاح جائز نہیں ۴۵۸

- ☆ چچی کا دودھ پینے کی وجہ سے اس کی تمام اولاد حرام ہوگئی ۴۵۹
- ☆ جب دوسری لڑکی کو رضاعت میں شریک کر لیا تو تمام بچیوں کے ساتھ نکاح حرام ہے ۴۵۹
- ☆ دودھ پلانے کی وجہ سے خاتون ماں بنی اور اس کی اولاد رضاعی بہن بھائی بن گئے ۴۵۹
- ☆ رضاعی ماں کی تمام اولاد سے نکاح حرام ہو جاتا ہے ۴۶۰
- ☆ رضاعت ثابت ہو جانے کے بعد رضاعی باپ کی تمام اولاد سے نکاح حرام ہو جاتا ہے ۴۶۰
- ☆ رضاعی ماموں ہونے کی وجہ سے رضاعی ماں کی تمام اولاد عقد نکاح میں نہیں آ سکتے ہیں ۴۶۱
- ☆ لڑکے لڑکی نے جب ایک عورت کا دودھ پیا تو یہ آپس میں بھائی بہن بن گئے نکاح صحیح نہیں ہے ۴۶۱
- ☆ رضاعی ماں کی تمام اولاد اس کے بھائی بن گئے ہیں اس لیے عقد نکاح صحیح نہیں ہے ۴۶۲
- ☆ زید کی والدہ کا دودھ پینے کی وجہ سے بکر کا زید کی تمام بہنوں سے عقد نکاح درست نہیں ہے ۴۶۳
- ☆ عورت کا دودھ پینے کی وجہ سے شوہر کی تمام اولاد دودھ پینے والے پر حرام ہوگئی ہے ۴۶۳
- ☆ رضاعی باپ کی تمام اولاد سے نکاح درست نہیں ہے ۴۶۴
- ☆ رضاعی ماں کی تمام اولاد سے رضاعی بیٹی کا عقد نکاح درست نہیں ہے ۴۶۵
- ☆ مرضعہ کے تمام فروع رضیع پر حرام ہو جاتے ہیں ۴۶۵
- ☆ باپ کی طرف سے علاقائی رضاعی بہن بھائی کا نکاح حرام ہے ۴۶۶
- ☆ رضاعی والدہ کی تمام اولاد رضیعہ پر حرام ہو جاتی ہے ۴۶۷
- ☆ رضاعی باپ کی تمام اولاد سے نکاح صحیح نہیں ہے ۴۶۷
- ☆ رضاعی ماں کی تمام اولاد سے نکاح جائز نہیں ہے خواہ وہ رضاعت سے پہلے یا بعد میں پیدا ہوئے ہوں ۴۶۸
- ☆ مرضعہ کی دوسری لڑکی کا بھی رضیع سے نکاح ناجائز ہے ۴۶۹
- ☆ رضاعی بھتیجی کے ساتھ نکاح حرام ہے ۴۷۰
- ☆ دادی کا دودھ پینے کی وجہ سے چچے بھائی بن گئے اور ان کی اولاد بھتیجی ۴۷۰
- ☆ نانی کا دودھ پینے سے ماموں کی لڑکی کے ساتھ نکاح ناجائز ہے ۴۷۱
- ☆ دادی کا دودھ پیا ہے اس لیے تمام چچے بھائی بن گئے ان کی اولاد سے نکاح حرام ہے ۴۷۱
- ☆ پھوپھی کا دودھ پینے سے اس کی تمام اولاد حرام ہو جاتی ہے ۴۷۲
- ☆ رضاعی بھتیجے ہونے کی بنا پر نکاح حرام ہے ۴۷۳

- ☆ اپنی حقیقی دادی کا دودھ پینے کی وجہ سے پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ نکاح حرام ہے ۴۷۳
- ☆ رضاعی بھائی کے نسبی بھائی سے نکاح کرنا صحیح نہیں ہے ۴۷۴
- ☆ سوتیلی والدہ کی وجہ سے رضاعی بیٹی بن گئی اس لیے عقد نکاح حرام ہے ۴۷۴
- ☆ دادی کا دودھ پینے کی بنا پر چچا بھائی بن گیا اور اس کی اولاد اس کے بھتیجے ہو گئی عقد نکاح درست نہیں ۴۷۴
- ☆ چچا کی وفات کے بعد چچی سے نکاح جائز ہے اور اس کے لڑکے کا چچا کی لڑکی سے بھی جائز ہے اگرچہ وہ لڑکی شیرخوار ہے ۴۷۵
- ☆ لڑکے کا نکاح شرعاً علاتی خالہ کی لڑکی سے جائز ہے ۴۷۶
- ☆ ماسی کا دودھ پینے سے ماسی کی بہن کی لڑکی سے نکاح حرام نہیں ۴۷۶
- ☆ رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے ۴۷۷
- ☆ دودھ پلانے والی کے سکے بھائی کا نکاح زید مذکور کی دختر سے درست نہیں ہے ۴۷۸
- ☆ رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے اور اس کی باقی بہنوں کے ساتھ بھی ۴۷۸
- ☆ رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے ۴۷۹
- ☆ جس شخص کی مادری بہن نے کسی لڑکی کو دودھ پلایا تو دودھ پینے والی اس شخص کی بھانجی ہے اس لیے نکاح حرام ہے ۴۷۹
- ☆ دادی کا دودھ پینے سے اس کی پھوپھی کی لڑکی اس پر حرام ہے ۴۸۰
- ☆ رضاعی بھانجی کی وجہ سے نکاح حرام ہے ۴۸۱
- ☆ رضاعت ثابت نہیں ہے اس لیے نکاح ہو سکتا ہے ۴۸۱
- ☆ رضاعی بھانجی ہونے کی بنا پر نکاح درست نہیں ہے ۴۸۲
- ☆ رضاعی بہن کی بیٹی بھانجی بن گئی ہے نکاح درست نہیں ۴۸۲
- ☆ صورت مسئلہ میں یہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی بھانجی بن گئی نکاح درست نہیں ہے ۴۸۳
- ☆ رضاعی بھانجی کے ساتھ نسبی بھانجی کی طرح نکاح صحیح نہیں ہے ۴۸۴
- ☆ جب اپنی بھانجی کو دودھ پلایا تو وہ بیٹی بن گئی اور نواسے ان کے بھانجے بن گئے ۴۸۴
- ☆ بھانجی سے نکاح حرام بعد از نکاح جدائی لازمی ہے ۴۸۵
- ☆ فتح القدیر کے نسخے کی عبارت کی وضاحت رضاعت کے متعلق ۴۸۵

- ☆ رضاعی بھانجی مثل نسبی بھانجی کے ہے نکاح درست نہیں ہے ۴۸۶
- ☆ تدائی کی غرض سے ناک کے ذریعہ دودھ پکانے پر حرمت کا حکم ۴۸۷
- ☆ اگر دودھ زوجہ کی طرف سے ہے تو مرضعہ کا خاوند بھی رضاعی باپ بن جاتا ہے اگر دودھ اس کی طرف سے نہ ہو تو پھر ماں صحیح باپ صحیح نہیں ۴۸۸
- ☆ اگر دودھ خاوند سے نہیں تو پھر رشتہ صحیح ورنہ نہیں ۴۸۸
- ☆ سوتیلی دادی کا دودھ پینے کے بعد والد کی بھانجی کی لڑکی سے رشتے کا حکم؟ ۴۸۹
- ☆ رضاعی بیٹے کی بہن سے نکاح درست ہے ۴۹۰
- ☆ دو رضاعی بہنوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں ۴۹۰
- ☆ رضاعی پھوپھی اور بھتیجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع نہیں کر سکتے ۴۹۱
- ☆ دو رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے ۴۹۲
- ☆ ایک شخص کی بیوی نے اپنی سوکن شیر خوار کو دودھ پلایا تو دونوں بیویاں حرام ہو گئیں ۴۹۲
- ☆ نو سال سے کم عمر لڑکی کے پستانوں سے اگر دودھ نکل آئے اور کوئی پی لے تو رضاعت ثابت نہ ہوگی ۴۹۳
- ☆ ۱۹۶۲ء کی اسمبلی میں عائلی مسائل پر مفکر اسلام حضرت مفتی محمود کی محققانہ تقریر ۴۹۵
- ☆ ضمیمہ



## عرض ناشر

الحمد للہ ”فتاویٰ مفتی محمود“ کی پانچویں جلد اشاعت کے لیے پریس جانے کی تیاری کے آخری مراحل میں ہے اور اس موقع پر عرض ناشر کے عنوان سے مجھ جیسے کم فہم و علم کے لیے ایک صفحہ لکھنا پہاڑ کھودنے سے زیادہ بھاری ہوتا ہے کہ کہیں کوئی لفظ حضرت مفتی صاحب کی شان سے کم درجے کا قلم سے قرطاس پر منتقل نہ ہو جائے۔ اور ”حضرت مفتی محمود“ کے مداحین اور اہل علم پر گراں گزرے۔

فتاویٰ کی ترتیب و تکمیل و نظر ثانی اور حوالہ جات کی تخریج کے بعد سب سے اہم مرحلہ علماء کرام سے پیش لفظ اور مقدمہ یا تقریظ لکھوانے کا ہوتا ہے۔ بزرگوں کی اپنی مصروفیات کے ساتھ احتیاط کا پہلو اس میں تاخیر کا باعث بنتا ہے۔

گزشتہ جلد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب صدر وفاق المدارس اسلامیہ پاکستان کا جامع تبصرہ اور حضرت مفتی محمود کی فقاہت کو خراج تحسین آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اس جلد کی تکمیل پر بھی یہ مرحلہ پیش آیا تو حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شاگرد حضرت مولانا محمد یوسف خان مدظلہ ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ لاہور اور حضرت مولانا محمد مفتی عیسیٰ خان صاحب زید مجدہم سابق مفتی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے درخواست کی گئی۔ یہ دونوں حضرات حضرت مفتی صاحب کے اس دور کے تلامذہ میں سے ہیں جب ”آتش جوان“ تھا۔

استاد شاگرد کے رشتہ کے ساتھ ان حضرات کے علمی شغف کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب کی زندگی کے علمی پہلوؤں اور ہرفن پر مفتی صاحب کے عبور و مہارت اور آپ کے تقویٰ و طہارت کو ان حضرات نے ایک طالب علم کی حیثیت سے دیکھا اور پھر ان کے نقش قدم پر چل کر علمی میدان میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔

حضرت مفتی محمد عیسیٰ خان نے بیس صفحات پر مشتمل پیش لفظ میں نہ صرف حضرت مفتی صاحب کے علمی تبحر کو اجاگر کیا ہے بلکہ بعض مسائل میں علماء کرام سے اختلاف کرتے ہوئے قوم کی رہنمائی جس انداز سے فرمائی اس کو بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کا اختلاف رائے کا یہ انداز موجودہ دور میں علماء کرام کے لیے



مشتمل راہ ہے۔ مفتی محمد عیسیٰ خان صاحب کے وعدہ کے مطابق حضرت مفتی محمود کے علمی نوادرات آئندہ جلدوں میں بھی شامل کیے جاتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

اس جلد میں عالمی مسائل پر جمعیت علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کے فیصلے اور اسی حوالے سے حضرت اقدس مفتی محمود کی قومی اسمبلی میں کی گئی معرکہ الاراء تقریر بھی شامل اشاعت کی گئی ہے تاکہ یہ تاریخی دستاویز محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ افادہ عام بھی ہو سکے۔

”فتاویٰ مفتی محمود“ کی یہ جلد بھی چوتھی جلد کی طرح نکاح و رضاعت کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی اشاعت پر ہم اپنے احباب مولانا عبدالرحمن خطیب عالی مسجد لاہور اور مولانا محمد عرفان صاحب کے شکر گزار ہیں۔ ان کی محنت سے ہم ”مفتی محمود“ کے اس علمی خزانہ کو علماء اسلام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس مرحلے پر برادر مکرم مفتی محمد جمیل خان کا شکریہ ادا نہ کرنا انتہائی ناپاسی ہوگی کہ ان کی رہنمائی قدم قدم پر میرے شامل حال رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں حضرت مولانا فضل الرحمن قائد جمعیت علماء اسلام کا بھی ممنون ہوں کہ جن کی ہمہ وقت توجہ حضرت مفتی صاحب کے علمی کام کی جلد از جلد تکمیل کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت کے ساتھ حضرت مفتی محمود صاحب کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو میرے والد محترم مولانا مہابت خان رحمہ اللہ جن کی تربیت کی وجہ سے آج یہ مقام حاصل ہوا اور حضرت مفتی محمود کے صاحبزادگان مولانا عطاء الرحمن، مولانا لطف الرحمن، انجینئر ضیاء الرحمن، عزیزم عبید الرحمن کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور اہل علم علماء کرام مشائخ عظام اور امت مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔ آمین بحق سید المرسلین۔

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ، لاہور

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

۲ مارچ ۲۰۰۴ء

## تقریظ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت زندگی کے حامل عظیم سیاستدان، ایک عظیم استاد، عظیم محدث، عظیم مفتی کسی شخص کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے اپنی ساری زندگی فلاں کام میں لگا دی۔ یہاں تک کہ آخری سانس بھی اسی کام میں صرف کر لیا۔

عظمت کا یہ معیار حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ کے بارے میں مکمل صادق آتا ہے۔ مفتی صاحب نے آخری سانس بھی فتوؤں کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لیا۔ حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے حضرت مفتی محمود کے بارے میں ایک انٹرویو کے درمیان بتایا کہ جب زکوٰۃ و عشر آریڈینس نافذ ہوا تو اس پر غور کرنے کے لیے ہماری مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کے کئی اجلاس ہوئے اور آخر میں ایک تحریر مرتب ہوئی جو ابلاغ کے رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ کے شمارے میں شائع ہوئی۔ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس موضوع پر ایک فتویٰ تحریر فرمایا۔ ان دونوں تحریروں کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف تھا۔ ہماری خواہش تھی کہ کسی وقت اس مسئلہ پر زبانی گفتگو ہو جائے چنانچہ مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ اور مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کو زکوٰۃ کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لیے دوپہر کے وقت جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں بلایا۔ جہاں مولانا محمد طسین صاحب، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا احمد الرحمن صاحب وغیرہ موجود تھے۔ بڑے شگفتہ ماحول میں باتیں ہوئیں۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے آپ کی تحریر (تحقیق مجلس حاضرہ) کو غور سے پڑھا ہے اور مجھے اس پر تین اشکالات ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت مفتی صاحب نے پہلے نکتہ کو خوب شرح و بسط سے بیان کیا پھر دوسرے نکتے کو بیان کرنے سے پہلے بات سمٹا رہے تھے کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے چہرے پر کچھ سفیدی محسوس

ہوئی۔ چند لمحوں کے لیے ہونٹوں میں لرزش پیدا ہوئی۔ اسی حالت میں اپنا بایں، تھمیشنی اور سر پر رکھا اور کچھ کہے بغیر اپنی بانیں کروٹ پر گر گئے۔

ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفتی صاحب آخری دم تک ایک دینی اور فقہی مسئلہ کی تحقیق ہی میں مشغول رہے۔

مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ بہت زیادہ وسیع النظر اور وسیع الظرف تھے۔ ان کے سامنے ہر وقت فقہاء کی آراء رہتی تھیں۔ مسائل کے سلسلہ میں سب سے پہلے مخالف کے نقطہ نظر کو تحمل اور سنجیدگی کے ساتھ سنتے اس کے بعد اس کے دلائل کی تردید فرماتے پھر اپنے موقف پر دلائل پیش فرماتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”فقہی مسائل نہ میرے ہیں اور نہ آپ کے۔ یہ مسائل ہم نے کتاب و سنت اور فقہاء کی آراء کے مطابق حل کرنے ہیں۔“

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ (جنہوں نے کراچی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی) فرماتے تھے ”مفتی صاحب کے عند اللہ مقبول ہونے کی یہ علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گفتگو اور آخری مجلس کے لیے اس موضوع کو مقرر کیا جو ان کی زندگی کا سب سے اہم پہلو تھا۔ یعنی ایک فقہی اور دینی مسئلہ (مسئلہ زکوٰۃ)۔“

بقول مولانا صدر الشہید مفتی صاحب کا فقہی مقام بہت بلند تھا۔ بحیثیت فقیہ اس دور کے آدمی نہیں تھے۔ گزشتہ دور کے انسان تھے۔ اللہ رب العزت کا بڑا فضل ہے کہ احقر (راقم الحروف) کو حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ سے مکمل تفسیر قرآن حکیم پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک شاگرد کے طور پر تجزیہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ مضبوط حافظے اور قوت استدلال کے مالک تھے۔

فتویٰ زبانی ہو یا تحریری دونوں میں احتیاط ملحوظ رکھتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ کے فتاویٰ میں ایک انفرادیت بھی پائی جاتی تھی اور وہ تھی فتویٰ دینے میں اعتدال کی راہ۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب فتویٰ دیتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ مسئلہ کے اثبات یا نفی میں دلائل لکھتے ہوئے مبالغہ اور افراط و تفریط سے کام نہ لیا جائے۔ جس بات کا جس درجہ میں اثبات ہو اس کا اس قدر اثبات کیا جائے اور جس چیز کی جس قدر نفی ہو اس کی اتنی ہی اور اسی قدر نفی کی جائے۔

جبکہ یہ مزاج عام پایا جاتا ہے کہ لوگ افراط و تفریط میں مبتلا ہو کر استجابی چیزوں کو وجوب کا درجہ دے دیتے ہیں اور بہت سی وجوب کا درجہ رکھنے والی چیزیں استجاب کی جگہ آ جاتی ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کا ذاتی مزاج یہ تھا کہ اُن کے نزدیک نفی اور اثبات میں تشدد کا راستہ اختیار کرنا جائز نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت بحیثیت مفتی انتہائی اعتدال پسند تھے۔ ان کے فتاویٰ میں نہ مبالغہ ہوتا نہ افراط و تفریط۔ چنانچہ ”فتاویٰ مفتی محمود“ کی اس جلد پنجم میں آپ زندگی کے ایک اہم ترین معاملے یعنی نکاح سے متعلق مسائل کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ عوام الناس کے لیے بھی مفید ہیں لیکن علماء و طلبہ کے لیے خصوصی طور پر مطالعہ کے قابل ہیں۔ اس لیے کہ فقہی کتب میں اس معاملہ سے متعلق اصول و فروع تو موجود ہیں لیکن دورِ حاضر میں نکاح و شادی سے متعلق پیش آنے والے سنجیدہ مسائل کا حل آپ کو حضرت مفتی صاحب کے ان فتاویٰ میں نظر آئے گا۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا محمد ریاض درانی صاحب مدظلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے طویل عرصہ شب و روز محنت فرما کر فتاویٰ مفتی محمود کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس طرح فتاویٰ کا ایک عظیم علمی ذخیرہ علماء و طلبہ کو میسر ہوا۔

اللہ رب العزت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور فتاویٰ کے اس علمی سرچشمہ کو حضرت کے لیے صدقہ جاریہ فرمائے۔

اللهم اغفر له وارحمه

حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ شاگرد

احقر محمد یوسف خان عفی عنہ

(استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ





## پیش لفظ

### افتاء اور اس کی ذمہ داری

#### فتویٰ کے بنیادی اجزاء

کسی اہم اور مشکل معاملہ میں جب کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو جو نہایت عمیق اور لاینحل سمجھا جائے۔ خواص کی نظر سے بھی سہل اور آسان نہ ہو۔ ہر کس و نا کس کا فہم و ہاں تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ ایسے ایک طے شدہ اور حتمی فیصلہ جو قابل عمل بھی ہو اور معاشرہ کے حق میں مفید و موثر بھی، اس کی اہمیت و ضرورت سے کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہو، زندگی کے اہم مقاصد و مطالب اس سے وابستہ ہوں۔ زندگی سے ملکی تدبیر و سیاست عائلی میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتا ہو۔ گویا انسانی زندگی میں محور اور قطب کی حیثیت رکھتا ہو۔ کسی عالم، فاضل، قاضی اور مفتی کے کسی ایسے حکم یا فیصلہ کو اصطلاح شریعہ میں فتویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

#### فتویٰ کی تحقیق

فتویٰ فتوۃ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی جوانمردی، ہمت، قوت اور بہادری کے ہیں۔ اس جوانمردی اور قوت کو کام میں لانا ہے۔ اصطلاحاً مفتی اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنی خداداد صلاحیت کے پیش نظر اور پختہ علم کے ذریعے کسی پیچیدہ مسئلے یا بحث پر حتمی حکم دیتا ہو اور اس کی نسبت شریعت کی طرف کرتا ہو۔

امام راغب اصفہانی م ۵۰۲ھ میں تحریر فرماتے ہیں۔

الفتیاء والفتویٰ الجواب عما یسئل من الاحکام ویقال استفتیت فافتانی بكذا  
مشکل احکام کے جواب دینے کو فتویٰ اور فتویا کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے میں نے اس سے استفتاء کیا اور اس نے مجھے اس طرح جواب دیا۔

قرآنی محاورات اور اشارات کے ضمن میں افتاء سے متعلق واضح ہوتا ہے کہ افتاء کے بنیادی ارکان چار ہیں۔

- ۱- ضروری اور مطلوب علم کا حاصل ہونا  
 ۲- کسی اہم اور سوال طلب مسئلہ کا حل  
 ۳- زندگی کے اہم مقاصد اور مطالب اس سے وابستہ ہوں۔  
 ۴- تروید سے پاک حتمی، یقینی اور قطعی حکم۔  
 مفتی کے لیے جامع اوصاف ہونا

فتنہ افضل علوم اور فقہاء خیر الخلائق ہیں۔ محدث کے لیے تشاغل بالفقہ ضروری ہے۔ کتنا بڑا سانحہ ہے کہ محدث سے کسی معاملہ کے بارہ میں دریافت کیا جائے اور اسے اس کا علم نہ ہو۔ فتنہ کے لیے علم حدیث بالخصوص اور ہر علم کا اہم حصہ بالعموم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کتنا بڑا المیہ ہے کہ محدث مسئلہ نہ بتا سکے اور فقیہ کو حدیث کے معنی اور اس کی صحت کا علم نہ ہو۔

### حدیث میں افتاء کا مقام

قرآنی الفاظ کے اس اچھوتے بیان کے ساتھ ساتھ اس موضوع سے متعلق چند ایک احادیث کے اسلوب کا مطالعہ بھی کر لیجیے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغير علم کان اثمہ علی من افتاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیتا ہے تو اس کا گناہ اس پر ہوگا جو اس سے فتویٰ دریافت کرتا ہے۔“ کیونکہ اس لاعلم شخص کے فتویٰ کا باعث وہی ہوا ہے۔ لاعلم جانتے ہوئے اس سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو اسے صحیح جواب مطلوب نہیں ہے۔ ایسا شخص غافل ہے یا نفس پرست لہذا وہی گناہگار ہوگا۔ اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ”اگر مسئلہ دریافت کرنے والا (مفتی) لاعلم ہے اور اسے غلط فتویٰ بتلایا گیا ہے تو اس کا گناہ فتویٰ دہندہ (مفتی) پر ہوگا۔ (وایں معنی واضح تر است) یہ آخری معنی زیادہ واضح ہے۔ اس حدیث کا بقیہ حصہ جس سے اس بحث پر روشنی پڑتی ہے یہ ہے۔

”جس نے مشورہ طلب، بھائی کو ایسا حکم دیا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ مصلحت اس کے علاوہ دوسری صورت میں ہے تو واقعی اس نے اپنے بھائی کی خیانت کی ہے۔“

غور طلب امر یہ ہے کہ دنیوی امور میں غلط مشورہ خیانت کہلاتا ہے۔ بغیر علم کے دینی مشورہ دینا کیا کم جرم ہوگا؟ جس کی وجہ سے عالم میں فتنہ و فساد برپا ہوا اور دنیا کفر کی حد تک پہنچ جائے۔

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالماً اتخذ الناس رؤسا جهالاً ففسنلوا فافتوا بغير علم فصلوا واصلوا متفق عليه

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے عطا کردہ علم یوں واپس نہ لے گا کہ زبردستی چھین لے۔ بلکہ علماء کی موت کی صورت میں علم واپس لے لے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی عالم کو باقی نہ رکھے گا یا کوئی ایسا عالم دنیا میں باقی نہ رہے گا۔ لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے۔ ان سے مسائل دریافت کیے جائیں گے تو وہ بغیر علم اور فہم کے فتویٰ (جواب) دیں گے۔ خود بھی گمراہی میں پڑیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ملا علی قاری نے لفظ ”رؤس“ (سردار) کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد خلیفہ (صدر) قاضی (حاکم) مفتی، امام اور شیخ (پیر و مرشد) مراد ہیں یعنی لوگ جاہلوں کو صدر مملکت، حاکم، مفتی، امام اور پیشوا تسلیم کریں گے۔

### فتاویٰ سے متعلق آپ کی ہدایات اور چند خصوصی فتاویٰ

- ۱- حضرت الشیخ الاستاذ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ صاحب رائے فقیہ اور مفسر تھے۔ بحمد اللہ العزیز حضرت الاستاذ تمام علوم و فنون پر حاوی، ممتاز استاد اور طلبہ پر نہایت شفیق اور طبع شناس تھے۔ ہر متعلم اور خادم کی تربیت اس کے حسب حال کرتے اس سے علمی اور عملی کام لیتے تھے۔ گفتگو میں ہر شخص کی فراست اور مقام کا خیال رکھتے۔
- ۲- آپ کو صیغہ افتاء تفویض کیا گیا تو مدت دراز تک تدریس کے اعلیٰ منصب پر فائز رہ کر فتویٰ لکھتے رہے۔ ملک کے کبار علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کے فتویٰ کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ یوں تو حضرت الاستاذ نے ہر علم کو تنقیدی نظر سے دیکھا اور پرکھا تھا مگر فتویٰ آپ کا اصل موضوع تھا۔ اہل علم کو جب کبھی تردد ہوا آپ کا فیصلہ ناطق ہوتا۔ آپ دلائل سے اپنی رائے کا اظہار فرماتے۔

- ۳- امام شمس الائمہ سرخسیؒ کو دوسرے فقہاء پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ آپ کسی امر کی ترجیح کے

۱- بخاری جلد اول ص ۲۰ مسلم ج ۲ ص ۲۴۰ باب رفع العلم و قبضہ و ظهور الجہل الخ

۲- المرقاۃ ج ۱ ص ۲۷۳

۱۱- مشکوٰۃ کتاب العلم ج ۱ ص ۳۳

ساتھ خفی موقف کی حکمت اور دینی و دنیوی فوائد پر بحث کرتے ہیں۔ یہی خصوصیت حضرت الاستاذ میں تھی۔ آپ کی نظر اس پر ہوتی تھی کہ اس فتویٰ کا امت اور معاشرہ پر کیا اثر پڑے گا۔

حضرت الاستاذ میں ایک منفرد انداز یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ بحث کے دوران اپنے تلامذہ کو اپنا استاد ہونا نہ جتلاتے تھے۔ بحث کو خوب طول دیتے، اپنی رائے کو حرف آخر نہیں سمجھتے تھے۔ ہمیشہ تمام پہلوؤں پر بحث کرنے کے بعد اعتدال کی راہ اختیار فرمایا کرتے۔ تشدد اور تسہل سے گریز کرتے۔ آپ بے جا تنقید نہیں کرتے تھے۔ بلکہ حتی الوسع اسلاف کے اقوال کی توجیہ اور تاویل فرماتے۔ بلکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی سلسلہ میں تشددین کو تشدد سے باز رکھنے اور متسہلین کو اعتدال پر لانے کی سعی فرماتے رہتے تھے۔ دوران درس ایک صاحب نے دریافت کیا کہ علم غیب کے مسئلہ پر بحث کرنا درست ہے؟ فرمایا تقدیر کا مسئلہ تو نہیں ہے؟

فقہ کی تدریس اور تفقہ کے عین شباب میں احادیث کی اہم کتب کی تدریس آپ کے سپرد ہوئی۔ پھر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور تاحیات اس منصب کو زینت بخشی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے طفیل دین کے شجر طیبہ کی آبیاری ہوئی اور علم و ہنر کے ہر شعبہ نے ترقی کی۔ آپ کی ذات میں فقیہ کے لیے محدث اور محدث کے لیے فقیہ ہونے کی شرط پوری ہوئی۔ آپ کی شخصیت کے حوالے سے یہ بات نمایاں اور خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ حضرت الاستاذ کا کردار تقویٰ اور ورع جو ایک ربانی عالم میں پایا جانا چاہیے، مثالی تھا۔ الفقیہ الذی بعمل بعلمہ ویربى الناس من ادنى العلم الى الاعلى فقیہ وہ ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرے اور لوگوں کو چھوٹے چھوٹے علوم سے لے کر اعلیٰ علوم تک تربیت دے، کے عین مصداق تھے۔ آپ بے مقصد اور لایعنی امور سے بیزار تھے۔ ایسی مجالس کو ناپسند فرماتے جن میں افراط یا تفریط ہو۔ اتہام کے مواضع سے تلامذہ کو منع کرتے تھے۔ آپ چھوٹے لڑکوں سے خدمت لینے کے روادار نہ تھے۔ اس معاملے میں غیر محتاط لوگوں پر سخت نکیر کرتے تھے۔ آپ کے خیال میں اس عدم احتیاط سے آدمی راہ حق سے ہٹ جاتا ہے۔ آپ بات سننے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ اپنی بڑائی بیان نہ

۴

۵



کرتے بلکہ ضمام کلام دراز کرتے اور دوسرے کو موقع دیتے کہ وہ اپنا مدعا مدلل طریقہ سے  
موجہ کرے۔ جب مد مقابل خاموش ہو جاتا تب اطمینان سے اپنی بات کا آغاز کرتے۔  
پھر اپنے خاص لہجہ سے اپنے مقابل کے فہم اور درجہ کا خیال رکھتے ہوئے الزامی اور تحقیقی،  
عقلی اور پھر نقلی طریقہ سے اپنے موقف کو منطقی طور پر ثابت کرتے اور بفضلہ تعالیٰ اس طرح  
آپ بڑے سے بڑے حریف پر بھی غالب آ جاتے۔ اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو آپ کے  
فتاویٰ میں یہ خصوصیات نمایاں نظر آتی ہیں۔ جہاں کہیں مناقشات ہوں وہاں بغیر جرح و  
قدح کے بھی یہ اسلوب نمایاں نظر آتا ہے۔ (دل مینا باید)

۶۔ افتاء میں مناظر آدمی کا قول معتبر نہیں ہوتا۔ اس کے پیش نظر ایک ہی جہت ہوتی ہے۔ وہ  
خواہ کتنا بڑا محقق اور حق پرست کیوں نہ ہو اس کی نظر دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ علامہ  
ابن تیمیہ کہتے ہیں ان المعتزلة اشد کفراً من المجوس۔ معتزلہ مجوسیوں سے کفر  
میں بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ مجوس تو صرف دو خالق (یزدان، اہرمن) مانتے ہیں۔ معتزلہ ہر  
کسی کو اپنے افعال کا خالق تسلیم کرتے ہیں۔ بندے کو خالق کا درجہ دیتے ہیں۔ جمہور علماء  
نے انھیں گمراہ تو کہا ہے لیکن ان پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ یہاں جمہور کی بات ہی معتبر ہے۔  
۷۔ امام شافعی کا قول ہے جو شخص ذبح کے وقت عمداً تسمیہ ترک کر دے اس کا ذبیحہ حلال ہے۔  
حالانکہ یہ قول نص صریح کے خلاف ہے۔

قال الله تعالى ولاتأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه (سورہ انعام)

جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو اس جانور کو نہ کھاؤ۔

امام شافعی مجتہد ہیں اور مجتہد اپنے اجتہاد میں مصیب بھی ہوتا ہے۔ اس اجتہاد کے توسط سے وہ معذور ہیں  
ورنہ بظاہر نص صریح کا انکار کفر ہے۔

۸۔ تشہد میں رفع سبابہ کا مسئلہ علماء میں ایک اہم موضوع کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر تعامل  
صحابہ ہے اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ موطا امام محمد میں ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس في الصلوة وضع كفه اليمى على  
فخذ اليمى وقبض اصابعه كلها و اشار باصبعه التى تلى الابهام وضع كفه اليسرى على  
فخذ اليسرى قال محمد وبصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابى حنيفة



البتہ یہ مسئلہ ظاہر الروایۃ میں نہیں ہے۔ اسی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں کہا ہے کہ یہ مسئلہ ظاہر الروایۃ میں نہیں ہے۔ نیز نماز کا مدار سکون پر ہے اور اس میں تشبہ بالروافض ہے۔ لہذا رفع نہیں کرنا چاہیے۔ حالانکہ امام محمد جو ظاہر الروایۃ کے راوی ہیں انھوں نے اپنی آخری تصنیف موطا میں اسے ذکر کیا اور یہ مسئلہ ظاہر الروایۃ سے معارض بھی نہیں ہے۔

تشبہ بالروافض میں تو وہ صورت باطل ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نصاً ثابت نہ ہو اور خود روافض کا اختراع ہو۔ نماز میں ایسی حرکت جو نماز کے اعمال سے نہ ہو قابل مواخذہ ہے۔ حضرت الشیخ مولانا حسین علی نے اپنی معروف کتاب ”تحریرات حدیث“ میں لکھا ہے۔ احادیث رفع سبابہ میں تعارض ہے۔ راویوں میں بھی اختلاف ہے لہذا احادیث پر عمل کرنا متعذر ہے۔

حضرت الاستاذ نے میری درخواست پر تحریرات حدیث کا مطالعہ کیا اور ایک ہفتہ بعد کتاب واپس کی اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے پیر کے لیے مولانا نے احادیث میں تاویلات سے کام لیا ہے۔

۹۔ حضرت الاستاذ نے فرمایا مشہور تو یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے حکومت کی طرف سے قضا کی پیشکش قبول نہیں کی لیکن ایک واقعہ اس طرح بھی آتا ہے کہ آپ نے بالاصرار قضا قبول کر لی۔ پہلے دن مسند قضا پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ ہزار روپے کا دعویٰ تھا لیکن مدعی کے پاس گواہ نہ تھے۔ مدعا علیہ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ آپ نے قسم اٹھانے سے روکا، اس نے نہ مانا۔ آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ کانپنے لگے اپنی جیب سے ہزار روپیہ نکالا اور اسے کہا کہ مدعی کو دے دو۔ اس واقعہ کا آپ پر اتنا اثر پڑا کہ قضا چھوڑ دی۔

حضرت الاستاذ نے حضرت الامام ابو حنیفہؒ کے حوالے سے ایک عجیب بات ارشاد فرمائی۔ بے شک فتویٰ صاحبین کے قول پر ہو۔ بالآخر امام صاحب کے قول پر لوٹنا پڑتا ہے۔ مزارعت پر مشہور مفتی بہ قول تو جواز کا ہے مگر حضرت الاستاذ زمینداری سسٹم کو پسند نہیں کرتے تھے۔ مزارعت کے باب میں امام صاحب کے قول کو سراہتے تھے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعہا او لیمنحہا اخاہ۔

۱۰۔ آپ کے فتاویٰ میں فقہی حکم کے ساتھ جہاں تعلیم و تربیت کا تعلق ہے وہاں اپنی طرف سے

پند و وعظ کرنے کے بجائے آیات و احادیث کی روشنی میں بہت بڑے جواب لکھتے ہیں۔ پھر ترجمہ اور تشریح میں ان کی خوب وضاحت کرتے ہیں۔ جس سے اصلاح اعمال اور حسن اخلاق کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ دیگر اہل فتاویٰ کی اس موضوع کی طرف توجہ کم رہی ہے۔ آپ اپنے خود نوشت فتاویٰ میں خطاطی کے اسلوب کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں اور مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر اعداد و شمار بھی لگاتے ہیں۔

۱۱۔ آپ انتہا پسندی کے خلاف تھے۔ صا، ضا کے مسئلہ کو بھی اسی میں شمار کرتے تھے۔ عقائد میں اعتدال کی راہ پسند تھی۔ مسائل بھی بحث اور مناظرہ کی حد تک قائل تھے۔ مسائل کے بارے میں بے جا تشدد کو نا پسند کرتے۔ خصوصاً ایسے مسائل کے عوام میں اظہار کے بارے میں فرماتے۔ ہر چیز کا رد عمل ہوتا ہے۔ بعض دفعہ رد عمل بھی ایسا ہوتا ہے کہ اصل کام میں حائل ہو جاتا ہے یا ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ بے جا تشدد سے جس فرقہ کا ہمارے مبلغین رد کرتے ہیں کچھ عرصہ بعد وہی فرقہ وہاں پیدا ہو جاتا ہے۔ عقیدہ یا عمل اس میں غلو نہیں کرنا چاہیے۔

۱۲۔ پاکستان کا آئین اسلامی ہے۔ کوئی شخص اسلام کے خلاف قانون سازی کا مجاز نہیں ہوگا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں حضرت الاستاذ نے یہ ترمیمی بل پیش فرمایا کہ پاکستان کا ہر شہری آزاد ہوگا۔ الا یہ کہ کسی کو ارتداد اختیار کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ارتداد کی سزا موت ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد ہے ”یقولہ علیہ السلام من بدل دینہ فافتلوه“

نوٹ: اس جملہ استثنائیہ پر جماعت اسلامی نے مخالفت کی کہ اگر یہاں ہمارے ملک میں ہم کسی کو ارتداد کی بنا پر قتل کریں گے تو پھر یورپ میں جو لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں ان پر پابندی لگ جائے گی اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ لہذا اس قسم کا بل پیش نہیں کرنا چاہیے جس سے اسلام میں داخل ہونے پر پابندی لگ جائے۔

خود ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اسمبلی میں جاتے ہوئے حضرت الاستاذ کو اسی موضوع پر اپنا مسودہ پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضرت الاستاذ کا کہنا تھا کہ ہم اپنی حد تک مکلف ہیں۔ جو حکم ہمیں ملا ہم اس کی پابندی کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہ خطرہ پایا جاتا تھا جو ہمارے اس خدشہ سے کہیں زیادہ تھا۔

اس کے ہوتے ہوئے بھی یہ حکم جاری رہا اب بھی یہ قاعدہ برقرار رہے گا۔ اس کا رد عمل کیا ہوگا؟ یہ معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

اس قسم کا اشکال مولوی محمد علی قادیانی کو بھی تھا جس کا تذکرہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی ممتاز کتاب الشہاب میں کیا ہے۔ ذیل میں اسی کتاب سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

### مرتد کی نسبت اسلامی حکومت کا فیصلہ

قرآن، حدیث، اجماع، قیاس کے فیصلوں کے بعد ایک خالص اسلامی حکومت (افغانستان) کا فیصلہ بھی وہی ہونا تھا جو ہوا لیکن جب سے دولت علیہ افغانیہ کی سب سے بڑی شرعی عدالت نے نعمت اللہ قادیانی کو اس کے ارتداد کے جرم میں نہایت ذلت اور رسوائی کے ساتھ قتل کرایا ہے مرزائی امت نے اس خالص اسلامی قانون کی تنقید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک منکم سنت کے احیاء کے خلاف سخت شور و ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ کبھی وہ افغانستان کے مقابلہ پر امریکہ اور یورپ کو ابھارتے ہیں۔ کبھی ہندوؤں سے فریاد کرتے ہیں، کبھی آزاد منشی لیڈروں کو اکسانا چاہتے ہیں اور سب سے آخر میں رائے عامہ سے اپیل کی جاتی ہے۔

لاہوری پارٹی کے امیر (محمد علی صاحب) تو لکھتے ہیں کہ افغانستان کے اس فعل نے اسلام کی ترقی کو دس برس پیچھے ڈال دیا مگر میں انھیں خوشخبری سناتا ہوں کہ دس برس نہیں اس نے اولو امر مسلمانوں کو نہایت ہی مہلک آزادی کی طرف ترقی کرنے سے تیرہ سو سال پیچھے ہٹا دیا۔

مرزائیوں کو بڑی فکر ہے کہ افغانستان کا یہ فعل جب اسلام کی طرف منسوب ہوگا تو غیر مسلم قومیں اسلام سے نفرت کرنے لگیں گی اور یہ سمجھ جائیں گی کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے قائم رکھا جاسکتا ہے اور یہ ایک بڑی روک اشاعت اسلام کے راستہ میں ہوگی لیکن قرون اولیٰ کا تجربہ ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ جب صدیق اکبرؓ اور دوسرے خلفاء کے عہد میں ارتداد کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق تلوار کی نوک سے کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات سرزمین عرب کا وسیع رقبہ، مرتدین کے خون سے رنگین ہو گیا۔ اس وقت اشاعت اسلام کی رفتار ترقی اس قدر سریع اور حیرت میں ڈالنے والی تھی کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم معجزہ کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

جیسا کہ تھوڑی دیر پہلے میں ثابت کر چکا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم من بدل دینہ فاقتلوه کی تعمیل میں ایک لمحہ کا توقف بھی روانہ رکھتے تھے لیکن مرزائیوں کے لیے یہ کس قدر تعجب



اور غصہ کا مقام ہوگا کہ انھیں صحابہ کے عہد میں بے شمار کفار اسلام کے حلقہ بگوش بنتے گئے نہ تو قتل مرتدین کو دیکھ کر اسلام سے بدگمان ہوئے اور نہ انھوں نے حاملین اسلام سے نفرت کی بلکہ وہ یہ دیکھ کر مسلمان حکمرانوں کے زیر سایہ جہاں تمام یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم اقوام اس طرح آزادانہ زندگی بسر کرتے اور اپنے مذہبی وظائف کو بلا روک ٹوک بجالاتی ہیں۔ کسی مرتد کا بے دریغ قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان صرف ایک ہی چیز کے خواہاں ہیں۔ وہ یہ کہ ان کے دین میں زہریلے جراثیم کی تولید نہ ہونے پائے اور کبھی ہو جائے تو اس کو ترقی اور تعدیہ کا موقع نہ ملے۔ جراثیم ارتداد کا فنا کرنا فی الحقیقت بقیہ سچے ایمانداروں کی حفاظت کرنا ہے۔ امیر جماعت احمدیہ سوال کرتے ہیں کہ ”اگر مسلمان حکومتیں اپنے ملکوں میں یہ قانون بنائیں گی کہ غیر مسلم کو ان کے ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں تو اس کے بالمقابل کیا عیسائی طاقتیں اسی قسم کا قانون اسلام کے خلاف بنانے میں حق بجانب نہ ہوں گی کہ ان کی حکومت میں تبلیغ اسلام کی اجازت نہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ تبلیغ اسلام کا کام دنیا میں قطعی طور سے رک جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام اپنے اختیار سے کسی شخص کو مرتد بنائے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اسلام کا یہی قانون افغانستان میں بہت پہلے سے رائج ہے۔ اب اگر اس کے جواب میں محمد علی یا مرزا محمود کے مشورہ سے غیر مسلم حکومتیں اپنے قلمرو میں تبلیغ اسلام کو روک دیں تو اگر ہم مسلمان اپنے اس عقیدہ کے موافق کہ آج دنیا میں صرف ایک ہی مذہب اسلام سچا مکمل اور عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے ان کی اس بندش کو حق بجانب نہیں کہہ سکتے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ وہ ایسا کر گزریں تو ہم ان کو روک بھی نہیں سکتے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف اگر نو مسلموں کا سلسلہ رک جائے گا تو دوسری جانب پرانے مسلمانوں کا اسلام سے نکلنا بھی بند ہو جائے گا اور میں خیال کرتا ہوں کہ موجودہ دولت کی حفاظت غیر موجود دولت کی تحصیل سے اہم اور مقدم ہے۔ کسی چھوٹی سے چھوٹی اور ضعیف سے ضعیف سلطنت کی غیرت بھی اس کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ اپنے حاصل شدہ حقوق و فوائد کی حفاظت کے لیے فوج بھرتی کرنے اور بڑی سے بڑی طاقت کی ٹکراٹھانے سے پہلو تہی کرے۔ حالانکہ وہ جانتی ہے کہ اس تحفظ کے سلسلہ میں اس کے سپاہیوں کا نقصان غنیم کے سپاہیوں سے بہت زیادہ ہوگا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام اپنے پیروؤں کے ایمان کی حفاظت میں ایسی غیرت اور مضبوطی نہ دکھلائے اور اس خوف سے کہ اس کو دوسری جگہ بعض غیر حاصل فوائد سے محروم ہونا پڑے گا۔ اپنے حاصل شدہ حقوق کی حفاظت سے دستبردار ہو جائے۔

محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ اسلام کی فتح اس میں نہیں کہ مسلمان ملکوں میں دوسرے مذہب کی تبلیغ رک رہے



بلکہ اسلام کی فتح یہ ہے کہ اسلام کے مخالف اپنی ساری مادی طاقتوں کو صرف کر لیں اور جس قدر اسلام سے لوگوں کو نکالنے کے لیے زور لگا سکتے ہیں لگا لیں اور آخر دیکھ لیں کہ کس طرح پر وہ ناکام رہتے ہیں۔

بے شک اس نتیجہ کا ہم کو بھی یقین ہے اور خدا کی مہربانی اور امداد سے ہم کو پورا وثوق ہے کہ اسلام کے خلاف سب دجالانہ کوششیں، اندرونی ہوں یا بیرونی، آخر کار ناکام ہو کر رہیں گی لیکن اس یقین اور وثوق سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم برائی کی جس کوشش کو ظہور میں آنے سے پہلے روکنے پر قادر ہوں نہ روکیں اور جس بدی کو نمودار ہونے سے قبل ہی ہم بند کر سکتے ہیں بند نہ کریں۔

اسلام صرف بہادر ہی نہیں حکیم بھی ہے۔ وہ اپنی بہادری کے جوش میں اور آخری فتح کے یقین پر احتیاطی تدابیر اور حفاظتی وسائل کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ بطور انجام مبنی جہاں تک ممکن ہو فتنہ کے آنے سے پہلے ہی بند لگاتا ہے۔ اگر اس پر بھی فتنہ کسی جگہ نہ رک سکے تو پھر بہادرانہ مقابلہ کرتا ہے اور ہر صورت میں انجام مبنی ہوتا ہے کہ حق کی فتح اور باطل کا سر نیچا ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین پر چڑھائی کی لیکن جب انھوں نے مانعین زکوٰۃ سے (حکم زکوٰۃ نہ ماننے کی وجہ سے) قتال کا ارادہ کیا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ مانع آئے کہ تم کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ قتال کیسے کرو گے۔ آپؐ نے فرمایا واللہ لأقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ خدا کی قسم میں ضرور اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے معترضین کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور حق تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتنہ ارتداد کا استیصال کر دیا اور حق کو وہ فتح و نصرت نصیب ہوئی کہ بعد میں صحابہؓ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس کارنامہ پر رشک کرتے تھے۔ (علامہ شبیر احمد عثمانی، تالیفات عثمانی)

مقام فکر ہے ۴۰ سال پہلے ختم نبوت کے سلسلے میں جن انوار کا عکس شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کے دل پر پڑا۔ ۴۰ سال بعد انھی انوار کا عکس حضرت الاستاذ کے دل پر پڑا۔ حضرت الاستاذ نے شرح صدر سے وہی کچھ فرمایا جو حضرت عثمانیؓ نے فرمایا تھا۔ ایسے ہی ۴۰ سال پہلے جو کچھ قادیانی جماعت نے کہا تھا وہی کچھ اسلام کی مدعی جماعت نے کہا تشابہت فلولہم

## مشینی ذبح سے متعلق حضرت الاستاذ کا بیان

بینات بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ میں ذبح کے مسنون طریقہ کے عنوان کے تحت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی کا فتویٰ نظر سے گزرا۔ حضرت مفتی صاحب جیسی عظیم معروف علمی شخصیت کے اس فتویٰ سے یورپ اور امریکہ میں مروج طریق پر جس کا اسلامی ذبیحہ سے کوئی علاقہ نہیں اسلامی ذبح کی مہر تصدیق ثبت ہو گئی اور پاکستانی مستغربین جو آج تک مشینی ذبح کے طریقے کو ملک میں رائج کرنے سے کتراتے تھے کہ علماء کرام ایسے ذبیحہ کی حلت اور عام استعمال میں رکاوٹ بنیں گے۔ آج آپ سے آپ ان کی مشکل آسان ہو گئی۔ علماء کی مخالفت ان کے لیے سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ وہ ہر قیمت پر اس مخالفت سے نمٹنے کی تدبیریں سوچ رہے تھے۔ آج اچانک ان کے راستہ کا سنگ گراں خود بخود ہٹ گیا۔

اس ذبیحہ کے جائز اور گوشت کے حلال ہونے کے واضح فتویٰ کے بعد صرف یہ کہنا کہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے یا مکروہ ہے یا ظلم اور بے رحمی ہے یا ذبح کرنے والوں کا یہ فعل برا ہے بالکل بے معنی ہے جبکہ آپ نے ذبیحہ کو جائز اور گوشت کو حلال کہہ دیا تو کراہت اور خلاف سنت عمل کی باتیں تو متن کے ذیل میں لکھے ہوئے حواشی ہیں۔ ان پر کسی کی نظر کیوں جائے۔ مہربان من! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بٹن دبانے والا مسلمان بھی ہو اور بٹن دباتے وقت تسمیہ بھی پڑھے تب بھی مشین کے مروجہ ذبیحہ کو حلال نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ مردار ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ بٹن دبانے والے نے صرف اتنا ہی تو کیا ہے کہ برقی طاقتور مشین کا جو کنکشن کٹ چکا تھا اور ان دونوں کے درمیان جو مانع تھا اس کو دور کر دیا اور پھر سے کنکشن جوڑ دیا اور بس دراصل مشین کی چھری کو چلانے والی اور جانور کا گلا کاٹنے والی برقی لہر کرنٹ ہے۔ نہ کہ ایک مسلمان کے ہاتھ کی قوت محرکہ اور یہ گلا کاٹنا برقی قوت اور مشین کا فعل ہے نہ کہ اس مسلمان کا اور ذبح اختیاری میں ذبح کرنے والے کا فعل اپنے ہاتھ سے گلا کاٹنا اور اس کی تحریک کا موثر ہونا شرط ہے۔ یہاں تو بٹن دبانے والے نے سوائے رفع مانع (رکاوٹ کو ہٹا دینے) کے اور کچھ نہیں کیا۔ رفع مانع (رکاوٹ دور کر دینے) سے فعل ذبح کی نسبت رافع (ہٹانے والے) کی طرف کس طرح ہو سکتی ہے اور اس کو ذبح کرنے والا کیسے کہا جاسکتا ہے۔

اس طرح اگر کہیں ایک تیز دھار آلہ مثلاً چھری یا چاقو اوپر کسی رسی سے بندھا ہوا الٹک رہا ہو اور اس کے نیچے بالکل سیدھ میں مرغی یا بکری کا بچہ یا کوئی جانور رکھا ہے اب اگر کوئی مسلمان تسمیہ پڑھ کر رسی کاٹ دے اور وہ آلہ اپنے طبعی ثقل سے نیچے گر کر اس جانور کا گلا کاٹ دے تو کیا یہ ذبیحہ حلال ہوگا۔ کیا یہ فعل ذبح اس رافع مانع

مسلمان کی طرف منسوب ہوگا اور اس مسلمان کو جانور ذبح کرنے والا کہا جائے گا اور اس مذبحہ جانور کو مسلمان کا ذبیحہ کہا جائے گا۔

جس طرح اس مثال میں اس ذبیحہ کی حلت کا حکم نہیں ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو مشینوں کے ذبیحہ پر حلت کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے؟  
دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ اگر اس حقیقت کو نظر انداز بھی کر دیا جائے اور ایک لمحہ کے لیے تسلیم کر لیا جائے کہ بٹن دبانا ایک موثر اور اختیاری عمل ہے تو بٹن دبانے والے کا فعل تو بٹن دباتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ مشین کے چلنے اور گلے کاٹنے کے وقت تو اس کا فعل موجود نہیں ہوتا۔ مشین چلتی ہے اور گلے کٹتے رہتے ہیں۔ وہ تو گلے کٹنے سے پہلے ہی اپنے عمل سے فارغ ہو جاتا ہے۔

یہ صورت حال ذبح اضطراری (مجبوری کی ذبح) میں تو شرعاً گوارا ہے کہ تیر پھینکتے ہی ”رامی“ (پھینکنے والے) کا کم عمل ختم ہو جاتا ہے اور اصابت سہم (تیر لگنے) کے وقت بظاہر اس کا فعل باقی نہیں ہوتا اس صورت میں شریعت نے صرف ”عذر اضطرار“ (مجبوری کے عذر) کی وجہ سے اصابت سہم (تیر لگنے) کی نسبت تو رami (پھینکنے والے) کے ساتھ قائم کر دی اور اس کو ذبح کرنا قرار دیا ہے۔ یہاں بندے کا فعل صرف رمی ہے اور بس۔ حتیٰ کہ اصابت سہم (تیر لگنے) کے وقت اس رami کا اہل رہنا بھی ضروری نہیں جبکہ رمی (پھینکنے) کے وقت وہ اہل تھا۔ امام ابو بکر الکاسانی بدائع صنائع ج ۵ ص ۴۹ میں لکھتے ہیں:

ولو رمی او ارسل وهو مسلم ثم ارتد او كان حلالا فاحرم قبل الاصابة واخذ الصيد بحل ولو كان مرتدا ثم اسلم وسمى لايحل لان المعتبر وقت الرمي والارسال فتراعى الاهلية عند ذلك

اگر تیر پھینکایا (سدھایا ہوا شکاری جانور) چھوڑا اس حالت میں کہ وہ مسلمان تھا۔ پھر فوراً تیر لگنے سے پہلے وہ مرتد ہو گیا یا حلال تھا اور پھر فوراً احرام باندھ لیا۔ پھر شکار ہوا تو وہ شکار حلال ہوگا۔ اگر تیر پھینکنے یا شکاری جانور چھوڑنے کے وقت مرتد تھا اور پھر مسلمان ہو گیا اور تسمیہ بھی پڑھ لیا تو وہ شکار حلال نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اعتبار تیر پھینکنے یا جانور چھوڑنے کے وقت کا ہے اسی وقت اہلیت ذبح کو دیکھا جائے گا (کہ ہے یا نہیں)۔

اسی طرح ہدایہ ج ۴ ص ۴۸ پر لکھا ہے۔

ولان الكلب والبازي الة والذبح لا يحصل بمجرد الالة الا بالاستعمال وذلك

فيهما بالارسال فنزل منزلة الرمي وامرار السكين



اس لیے کہ (سدھایا ہوا) کتا اور باز آلہ کے حکم میں ہیں اور ذبح آلہ سے کام لیے بغیر نہیں پائی جاسکتی۔ کتے اور باز کی صورت میں ان کا چھوڑنا ہی ان سے کام لینا ہے۔ یہ چھوڑنا تیر پھینکنے اور چھری چلانے کے قائم مقام ہے۔

ذبح اضطراری اور ذبح اختیاری کا بنیادی فرق یہی ہے کہ اختیاری ذبح میں امرار سکین (چھری چلانا) ہی عمل ”ذبح“ ہے اور ذبح اضطراری میں رمی (تیر پھینکنا) اور ارسال (سدھے ہوئے شکاری جانور کو چھوڑنا) از روئے شرع عمل ذبح کے قائم مقام ہے۔

اس میں شک نہیں کہ برقی مشین سے جو جانوروں کے گلے کٹتے ہیں وہ یقیناً نہ انسان کا فعل ہے نہ اس کے ہاتھ کی قوت کو اس میں کوئی دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ رکھنے والا بھی اس کو انسان کا فعل نہیں کہہ سکتا۔ اسی لیے اس کو مشینی ذبح کہتے ہیں۔

اس لیے مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی سے بادب درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس فتویٰ پر نظر ثانی فرما کر اس کی اصلاح فرمائیں اور بینات میں اس کو جلد از جلد نمایاں طور پر شائع کریں۔ (بتلخیص از ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بحوالہ بینات کراچی) بابت ماہ اگست ۱۹۶۵ء

بندوق کی گولی سے شکار جبکہ ذبح کرنے سے پہلے پرندے یا جانور کی روح نکل جائے، حضرت الاستاذ اس کو بھی حلال نہیں سمجھتے۔ اس لیے کہ گولی کی ضرب سے جسم پھٹتا ہے اور اس سے خون نکل آتا ہے۔ ذبح کے باب میں شرعی ضابطہ یہ ہے (ما انهر الدم) وہ تیز دھار آلہ جس کے چلانے سے خون نکل آئے اور یہ بات بندوق کی گولی میں نہیں پائی جاتی۔

۱۹۸۰ء حضرت الاستاذ کو معلوم ہوا کہ حکومت زکوٰۃ آرڈیننس کے ذریعے بینک میں جمع کردہ اثاثہ جات نقد اور زیورات میں سے بغیر اجازت مالکان زکوٰۃ منہا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو آپ نے ۲۳ جون ۱۹۸۰ء کو علماء کرام اور مفتیوں سے مشاورت کے لیے قاسم العلوم ملتان میں ایک میٹنگ بلائی۔ اس میں بہت سے اہل علم جمع ہو گئے۔ ان میں شیخ الحدیث مولانا مفتی عبداللہ صاحب بھی موجود تھے۔ دیر تک اس آرڈیننس پر بحث ہوتی رہی۔

مفتی عبداللہ صاحب نے حضرت الاستاذ کے نقطہ نظر پر تنقید کی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ بجائے مخالفت کے حکومت سے مصالحت نہ روش اختیار کرنا چاہیے۔ آپ نے جواب میں کہا کہ ہمارا رویہ معتدل ہے لیکن جو کام ضیاء الحق کر رہا ہے وہ سراسر ظلم اور نا انصافی پر مبنی ہے۔ وہ مجھ سے ہر ہفتہ فون پر رابطہ کرتا ہے کہ مجھے مذاکرہ کے لیے وقت



دو۔ میں کہتا ہوں کہ تم میرے قاتل ہو میں تمہارا سیاسی مقتول ہوں پہلے مجھے زندہ کرو پھر مجھ سے بات کرو۔  
حضرت الاستاذ کا کہنا تھا کہ ضیاء الحق مذہبی سربراہ نہیں ہے۔ وہ زکوٰۃ جیسے اسلامی فریضہ کے نافذ کرنے کا مجاز بھی نہیں ہے۔

دوسری مجلس مغرب کے بعد ہوئی۔ اس میں مولانا مفتی عبدالستار صاحب (خیر المدارس ملتان) اور مفتی عبداللطیف (کراچی) اور دیگر علماء کرام موجود تھے۔ تمام حضرات کے اتفاق سے یہ طے پایا کہ حکومت مالکان کی اجازت کے بغیر جہاں تک سے زکوٰۃ لینے کا اختیار نہیں رکھتی۔ اس میں کئی قسم کی قباحتیں ہیں۔ بانک کا مال اموال باطنہ کی مد میں آتا ہے۔ جبکہ حکومت اموال ظاہرہ میں سے جہاں زکوٰۃ لینے کی مجاز ہے۔ زکوٰۃ ایک اسلامی فریضہ ہے نیت کے بغیر اس کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔ انما الاعمال بالنیات (الحديث) اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

اگر حکومت کو بغیر اجازت مالکان تک سے زکوٰۃ لینے کا اختیار ہو تو لازم آتا ہے۔

تملیک الدین من غیر من علیہ الدین

یعنی وہ مالکان جن پر زکوٰۃ کا فریضہ خداوندی تھا ان کی رضا مندی کے بغیر دوسرے کی طرف سے فقراء اور مساکین کو مالک بنانا۔ یہ جائز نہیں۔ یہ نقطہ مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ نے اٹھایا۔<sup>۱</sup>

بانک میں جمع شدہ رقم پر پانچ فی صد سود کا اضافہ ہوتا ہے اور اڑھائی فی صد اس میں سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ تو اصل بالکل محفوظ رہا اور سود میں سے نصف حصہ زکوٰۃ میں چلا گیا۔ اس سے زکوٰۃ کیسے ادا ہو گئی۔

بحث ختم ہوئی تو حضرت الاستاذ نے مجھے روک لیا اور واپس آنے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ اس بحث کے لیے مآخذ اور مراجع تلاش کیجیے۔ میں نے یہ مرجع تلاش کیا کہ امام ابو بکر بھصا ص رازی نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں خذ من اموالهم صدقة کی تفسیر میں لکھا ہے۔

وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم يوجه العمال على صدقات المواشي ويأمرهم

۱۔ حضرت مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ صدر مفتی خیر المدارس ملتان نے ماہنامہ البلاغ کراچی کے جواب میں مفصل مقالہ رقم فرمایا ہے جس کی تفصیلات مطالعہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس مسودے میں نمبر ۳ کے حوالے سے جو جزئیات تحریر کیا گیا ہے اس کی تفصیل حضرت مفتی صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت میں آگئی ہے۔

دائن مدیون کا مملوک اور تحقیق اس کے قبضے میں ہوتا ہے۔ اس پر صرف دائن کا تقدیری قبضہ کر دینے سے کیا مدیون کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی عموماً غرض کے مطابق دائن کے ذمہ واجب ادائیگیوں میں خرچ کر سکے اور دین میں سے وضع کرتا رہے۔ مثلاً دائن نے کسی کو قرضہ دینا ہے یا دائن نے کسی سے سودا کیا ہوا ہے یا اس کے ذمہ کوئی اخراجات واجب ہیں تو کیا براہ راست بغیر رضا مندی دائن کے اسے ان ادائیگیوں کا اختیار ہے؟ گز نہیں۔ (خیر الفتاویٰ جلد سوم صفحہ نمبر ۵۸۳-۵۸۴)

بأن ياخذوها على المياه في موافقها وكذلك صدقه ائمار واما زكوات الاموال فقد كانت تحمل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وعمر وعثمان ثم خطب عثمان فقال هذا شهر زكوتكم فمن كان عليه دين فليؤده ثم ليتدك بقية ماله فجعل لهم اداءها الى المساكين وسقط من اجل ذلك حق الامام في اخذها لانه عقد عقده امام من انمة العدل فهونا فذ على الأمة لقوله صلى الله عليه وسلم ويعقد عليهم اولهم ولم يبلغنا انه بعث سعاة على زكواة الاموال كما يبعثهم على صدقات المواشي وانما فرض ذلك لان سائر الاموال غير ظاهرة للامام انما تكون مخبوة في الدور والحوانيت والمواضع الجزيرة ولم يكن جائزا للسعاة دخول احرارهم الخ (ص ۱۵۵ ج ۳)

حضرت الاستاذ نے اس حوالہ کو بہت پسند فرمایا اور اس کو اپنا بڑا مستدل قرار دیا۔ اس وقت تشویش یہ ہوئی کہ سخت سنسر شپ ہے اور کوئی رسالہ یا اخبار اس قسم کا بیان شائع کرنے سے گریز کرے گا لیکن جناب مسعود شورش نے رسالہ چٹان میں قومی اتحاد کی حکومت میں شمولیت ۹ ماہ کے دور کے حوالے سے حضرت الاستاذ کا انٹرویو شائع کیا۔ اس ضمن میں زکوٰۃ کا مسئلہ پوری طرح لکھ دیا۔ جس میں مسئلہ زکوٰۃ پر علماء حق کے موقف کی مکمل وضاحت آگئی۔ یہ مسئلہ کافی مدت تک رسائل اور جرائد کی زینت بنا رہا۔ علماء میں سے حضرت مولانا طاسین صاحب جو اقتصادیات و مالیات میں منفرد محقق مانے جاتے تھے۔ حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی اور بہت سے مقتدر علماء نے حکومت کے حق میں فیصلہ دینے سے انکار کر دیا کہ بنک سے زکوٰۃ کے نام پر نکالی گئی رقم سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ حضرت الاستاذ اس پر متعجب تھے کہ حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹوکی شیخ الحدیث جامعہ بنوریہ کراچی نے اس پر کیسے دستخط کر دیے۔ پاکستان کے دیگر کبار علماء کی رائے یہ رہی ہے کہ فریضہ اسلام زکوٰۃ کے بارہ میں ضیاء الحق کا غیر شرعی آرڈیننس بہت بڑی جسارت ہے اور ایسی جسارت جس سے اسلام کے ایک ستون کو منہدم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس وقت کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صدر مفتی جامعہ اشرفیہ حضرت الاستاذ مولانا قاضی شمس الدین جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ، حضرت مولانا عبدالحق شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدیر کیمل پوری، حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب، حضرت الشیخ مولانا مفتی قاضی عبید اللہ صاحب (ڈیرہ غازی خان) وغیرہم ان سب کے نزدیک اس طریق کار سے فریضہ اسلام ساقط نہیں ہوتا۔

حضرت الاستاذ مولانا محمد سر فراز خان صفدر مدظلہ العالی کو کراچی کے علماء نے لکھا کہ آپ اپنی رائے سے

مطلع فرمائیں اور ہمارے شائع کردہ دلائل پر تبصرہ لکھیں۔ ہم اسے آپ کے نام سے ماہنامہ البلاغ میں شائع کریں گے۔ جب حضرت الاستاذ مدظلہ نے ان کو اپنا مفصل تبصرہ بھیجا تو بجائے ایفاء عہد کے بعض اہل علم کے شبہات کے نام سے مضمون کے چند تراشے دیے اور ان کا رد لکھا۔ حضرت شیخ نے ان کی تقریر کا مکرر جواب لکھا اور کہا کہ یہ لکھاڑ قسم کے آدمی ہیں مزید جواب الجواب کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح جناب مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ (صدر مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان) نے البلاغ ہ مفصل جواب تحریر کیا اور راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ سے تقریظ لکھوانے کے لیے اپنا مسودہ بھیجا لیکن افسوس کہ مدت گزر گئی مگر ابھی تک آپ کا یہ محققانہ تبصرہ الخیر میں شائع نہ ہو سکا۔ حضرت مولانا طاسین صاحب مدظلہ صاحب نے راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ۱۹۸۰ء میں حج کو جاتے ہوئے آخری بار کراچی کے اور کہا کہ میں اس موضوع پر آرڈیننس کے حامی علماء کرام سے تبادلہ خیال کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ میرا موقف سنیں۔ اگر صحیح ہو تو میں اسے پیش کروں۔ مولانا طاسین صاحب نے بتایا کہ میں نے آپ کا موقف سنا اور کہا کہ اس مسئلہ میں آپ کی رائے بالکل صحیح اور صائب ہے آپ نے کہا کہ علماء کی اس مجلس میں آپ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ آپ میرے معین ہوں گے بالآخر خدا کے اس مرد جلیل نے شریعت کے اس عظیم مسئلہ پر مباحثہ کیا۔ اسی مجلس مباحثہ میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ حضرت مولانا محمد طاسین صاحب نے کہا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اموال باطنہ کی تعریف میں کہا ہے۔ ایسے اموال جن میں چھپائے جانے کی صلاحیت و استعداد پائی جائے۔ زر و مال و نقدی اسی میں داخل ہے۔ انشاء اللہ اس مسئلہ کی پوری روئیداد اور اکابر علماء کی آراء بالتفصیل فتاویٰ مولانا مفتی محمود میں زیب قرطاس ہوں گی۔

مذکورہ بالا سطور بندہ عاجز (مفتی) محمد عیسیٰ عفی اللہ عنہ کے قلم سے نکلی ہیں۔ ان کے اصل محرک محترم محمد ریاض درانی دام مجدہ ہیں۔

انھوں نے مجھ سے فتاویٰ مولانا مفتی محمود پر کچھ لکھنے کو کہا۔ راقم الحروف نے حضرت الاستاذ کی خدمت اڑتالیس سال قبل اپنے طالب علمی کے دور کی مجالس اور بعد کی محافل کی یاد شروع کی اور اس اثناء میں چار مجموعہ وجود میں آئے۔

۱۔ (الف) افتاء اور اس کی ذمہ داری (ب) فتاویٰ سے متعلق آپ کی ہدایات اور چند فتاویٰ۔

۳۔ مانگوںات و افادات

۲۔ ملکی سیاست و قیادت

۴- حضرت الاستاذ کے بارہ میں معاصرین علماء کی آراء۔

جیسے قلم پکڑا یا دداشت فیضان الہی کا ایک تلاطم تھا جس کا تسلسل تھمنے نہیں پاتا تھا۔ ادھر حضرت موصوف کا اصرار بڑھتا گیا۔ چنانچہ افتاء سے متعلق اپنی یادداشت کا ایک باب اس پانچویں جلد میں آ گیا جو آپ کے مطالعہ میں ہے۔ بقیہ حصہ انشاء اللہ آئندہ فتاویٰ کے کسی حصہ میں آ جائے گا۔ یہ ساری تحریرات دراصل مولانا درانی صاحب کی مرہون منت ہیں۔

فجزاه اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین امین یا رب العالمین

## حواشی

- ۱- المفردات ص ۳۷۹
- ۲- استفتاء اور افتاء سے متعلق قرآنی آیات اور ان سے طریق استدلال کا مفصل تذکرہ ہمارے مضمون افتاء اور اصول افتاء میں مطالعہ فرمائیے۔
- ۳- أشعة اللمعات ج ۱ ص ۵۵ طبع نولکشور
- ۴- البوداؤد
- ۵- باب العبث فی الصلوة با الحیصی ص ۱۰۸-۱۰۹



حضرت علامہ مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی (شیخ التفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور)  
 حضرت الاستاذ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ انھوں نے حضرت الاستاذ پر  
 بڑا مطول مرثیہ مترجم بصورت قصیدہ رقم کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ  
 اس میں سے چند ابیات جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں یہاں ان کا  
 اندراج کیا جائے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

وَعَيْنُكَ مَتَعَ مِنْ خَلِيلٍ مَوْدَعٍ      عَسَى لَا تَرَى الْحَبَّ الَّذِي يَسْرَحُلُ  
 اور جدا ہونے والے دوست کو آنکھیں بھر بھر کر دیکھیں  
 شاید اس کے بعد آپ نہ دیکھ سکیں گے یہ دوست جو جا رہا ہے  
 عَظِيمُ بَلَاءِ النَّاسِ مَوْتُ عَظِيمٍ      كَمَفْتَى الْوَرَى الْمَحْمُودِ مَنْ هُوَ أَبْجَلُ  
 لوگوں کے لیے سب سے بڑی مصیبت اُن کے رہنما کی موت ہے  
 مثل مفتی محمود مرحوم جو ہم میں افضل ہیں  
 مَضَى وَاجِدُ الدُّنْيَا بِاجْمَاعِ أَهْلِهَا      وَمِنْهُ رَأَيْنَا الْفَ مَفْتٍ تَحْفَلُوا  
 آہ! جو بالاتفاق بے نظیر تھے وہ چل بے  
 ہم نے مفتی محمود کی ذات میں ہزار بے مفتی جمع دیکھے  
 فَحَزَنٌ وَذُلٌّ ثُمَّ غَمٌّ مُطَبَّقٌ      وَخَوْفٌ وَالْأَمُّ وَخَطْبٌ يَهْوَلُ  
 ان کی موت کے بعد حزن و ذلت و عالمگیر غم  
 وخوف و مصائب اور حوادث ہیں جو پریشان کرتے ہیں  
 وَفَاتَتْ جُفُونِي لَذَّةَ النَّوْمِ أَوَّلُكَرَى      وَبَدَا حَاشَانِي وَقُطْعَ أَكْحَلُ  
 میری آنکھیں نیند کی لذت سے محروم ہوئیں  
 دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور رگ زندگی کٹ گئی  
 فَيَا لَهْفٍ مَا أَلْقَى مِنَ الْحَزَنِ قَاتِلِي      وَذَمَعِي عَلَى حَزْبِي شَهِيدِي وَمَنْعَلِي  
 ہائے افسوس! یہ غم مجھے ختم کر دے گا  
 اور میرے آنسو اس غم کے گواہ اور چغلی کرنے والے ہیں

جَرَى الدَّمْعُ مِنْ عَيْنِي فَهَيَّجَ لِي شَجْوِي وَقَلْبِي لِهَذَا يُسْتَجِرُّ وَيُوجِلُّ

آنکھ سے آنسو جاری ہوئے اس نے غم میں اضافہ کر دیا

میرا دل اسی وجہ سے پریشان و خائف ہے

وَلَا أَشْكِي الْأَحْزَانَ إِلَّا إِلَى الَّذِي يَرَانَا وَيُشْكِيْنَا وَيُؤَلِّئُ وَيُجْزِلُّ

میں غموں کا شکوہ صرف خدا تعالیٰ کے سامنے کرتا ہوں

جو ہمیں دیکھتے ہیں اور بڑے انعامات سے نوازتے ہیں

فَهَا أَنَا لَا حَيٍّ وَلَا أَمَيَّةٌ وَلَا أَنَا مُجْنُونٌ وَلَا أَنَا عَقِلٌ

آہ! اس غم کی وجہ سے نہ تو میں زندہ ہوں اور نہ مردہ

اور نہ تو بالکل مجنون ہوں اور نہ کچھ جانتا ہوں

ذَهَبَتْ قَدْ اسْتَضَحَّتْ عَقْلِي إِلَى الثَّرَى قَعَقْلِي أَسِيرٌ فِي يَدَيْكَ مَكْبَلٌ

اے شیخ! آپ گئے اور میری عقل بھی قبر کی طرف ساتھ لے گئے

سو میری عقل آپ کے ہاتھ میں گرفتار ہے

فِيَا شَيْخَنَا ارْذُدْ بَعْضَ عَقْلِي أَعِشْ بِهِ وَقَدْ كُنْتَ تُعْطِي مَا سُئِلْتَ وَتَفْضِلُ

اے شیخ! میری عقل کا کچھ حصہ تو واپس کر دیں تاکہ میں زندہ رہ سکوں

اور آپ سے جب سوال ہوتا تو دیتے تھے اور مہربانی فرماتے تھے

وَإِذْ كُنْتَ حَيًّا مَا مَلَلْنَا حَيَاتِنَا فَمَا فِي حَيَاةٍ بَعْدَ مَوْتِكَ مُؤِنٌ

جب آپ زندہ تھے ہم کبھی بھی اپنی زندگی سے تنگ نہ ہوئے

لیکن تیری موت کے بعد زندگی میں کوئی فائدہ و مزا نہیں رہا

وَكُنْتَ سَرَاجَ الْقَوْمِ بَلْ نَجْمَ أَفْقِهِمْ وَبَدْرَهُمْ بَلْ شَمْسَهُمْ حِينَ تَطْفُلُ

آپ قوم کے لیے چراغ بلکہ ان کے افق کا ستارہ

اور بدر اور وہ آفتاب تھے جو طلوع ہو رہا ہو

حَسَامٌ لِّجَمْعِ الْمُسْلِمِينَ وَسَهْمُهُمْ وَسَمٌّ زَعَاكَ لِلْأَعَادَى مَثْمَلٌ

آپ مسلمانوں کی حفاظت کے لیے تلوار اور تیر تھے

اور دشمنانِ دین کے لیے زہر قاتل تھے

وَقَدْ عِشْتَ مُحَمَّدًا حَمِيدًا مُفَخِّمًا وَأَصْدَقَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُبَجَّلَ

آپ نے زندگی گزاری قابل ستائش و معظم

اور سچے، اے شیخ، اے مکرم

وَدَوْلَةُ بَاكِتَانِ زَيْتِ اَرْضِهَا وَعُمُرُهَا حَتَّى كَادَتْ اِلَارِضُ تَعْسَلُ

مملکت پاکستان کی زمین کو آپ نے زیت بخشتے ہوئے

آباد کی تھی یہاں تک گویا کہ وہ شہد اُگل رہی ہے

سِيَاسَةً حَقٍّ لَا سِيَاسَةَ بَاطِلٍ رَمِيتْ بِهَا أَهْلَ الْفَسَادِ فَرُلُزُوا

آپ نے سیاست باطل سے ہٹ کر سیاست دینی کے ذریعہ

مفسدوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ان میں زلزلہ برپا کر دیا

اَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبَيْتَ لَيْلَةً وَأَصْبَحَ يَوْمًا وَلَا أَتَوَيْلَ

کاش مجھے پتہ چلے کہ ایک رات بھی یا ایک صبح

بھی ایسی آ سکے گی جب میں میں آہ و فریاد نہ کروں

وَعَاضَتْ أَحَادِيثُ النَّبِيِّ وَقَدْ بَكَتْ عُلُومٌ وَصَارَتْ كُتُبُهَا وَهِيَ تُشْكَلُ

احادیث نبی علیہ السلام کے چشمے سوک گئے اور رونے لگے

علوم اور کتب علوم اب مشکل ہو گئیں

وَيَكِينُ هَذِي اِلَارِضِ وَالْمَزْنِ وَالسَّمَاءِ وَنَجْمُ الْعُلَى وَالْبَدْرُ وَالشَّمْسُ تَعُولُ

آپ کی موت پر غمگین ہیں، زمین، بادل، آسمان

بلند ستارے اور بدر نیز آفتاب بھی گریاں ہے

وَيَكِي صَحَاحُ سِتَّةَ وَشَمَائِلُ وَكُلُّ كِتَابٍ فِي الْحَدِيثِ يُؤَلُّو

رو رہی ہیں صحاح ستہ کتب اور شمائل ترمذی

نیز ہر کتاب حدیث گریاں ہے

وَيَكِي بَحْرُ رَائِقٍ وَوَقَايَةُ وَذَرَّ وَمَبْسُوطٌ مَحِيطٌ مَطْوَلٌ

اور ماتم کناں ہیں کتاب بحر رائق کتاب شرح وقایہ

درمختار، مبسوط، محیط اور مطول

وَيَنْشِجُ فِقْهَهُ مَعَ كَلَامٍ وَمَنْطِقٍ      وَفَلَسَفَةً صَرَفَ وَنَحْوَ مَفْصَلٍ

اور گریاں ہیں فقہ علم کلام سمیت ، منطق  
فلسفہ، صرف و نحو اور کتاب مفصل

وَكُنْتُ لَنَا بَحْرًا وَكَنْزَ دَقَائِقٍ      وَغَايَةَ تَحْقِيقٍ إِذَا أَلَا مَرُوعُضِلٍ

آپ ہمارے لیے کمالات کے سمندر، خزانہ اسرار علوم تھے  
اور بہترین تحقیق کرنے والے تھے مشکل مسائل کے لیے

وَمَشْكَاةٌ مَصْبَاحٌ وَمَصْبَاحُهَا الَّذِي      أَضَاءَ لَنَا دَهْرًا إِذَا لَيْلُ الْإِيلِ

اور چراغ دان تھے بلکہ وہ چراغ جو  
طویل مدت تک ہمارے لیے روشن رہا تاریک راتوں میں

وَتَسْتَوِقُذُ النَّيْرَانَ لِلنَّاسِ هَادِيَا      سَبِيلَ الْهَدْيِ أَنْ يَسْلُكُوهُ وَيَنْزِلُوا

آپ آتش ہدایت جلاتے رہے لوگوں کو  
راہ حق دکھاتے ہوئے جب وہ چلیں یا ٹھہریں

محمد عیسیٰ عفی اللہ عنہ من ادنی التلامذہ للشیخ الاستاذ

مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ وجعل فی اعلی الجنة مثواه

۱۴۲۵ھ / ۱۸ محرم الحرام

خادم جامعہ فتاح العلوم

نوشہرہ سانی گوجرانوالہ

نزہیل دارالعلوم مدنیہ رسول پاک، لاہور





## عائلی مسائل پر عالمانہ تبصرہ

نوٹ: پاکستان میں جب بھی آئین معطل اور جمہوری حکومت کو برطرف کر کے سیاسی جماعتوں پر پابندی لگائی گئی تو جمعیت علماء اسلام بھی اس کی زد میں آتی رہی لیکن علماء نے اپنا کام نظام العلماء پاکستان کے نام سے جاری رکھا۔ زیر نظر مضمون جنرل ایوب خان کے دور میں مسلط کیے گئے عائلی قوانین کے رد میں جمعیت کی شوریٰ کا فیصلہ ہے۔ ہم جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا محمد عبداللہ مدظلہ کے ممنون ہیں جنہوں نے یہ نایاب دستاویز اشاعت کے لیے مرحمت فرمائی۔

مجلس شوریٰ نظام العلماء مغربی پاکستان نے مسلم فیملی لاز آرڈیننس کے بارے میں تجویز تو پاس کر دی مگر اس آرڈیننس کی دفعات پر علمی روشنی میں تبصرہ کرنے کے لیے جید علماء کی ایک سب کمیٹی مرتب کی جس کے لیے حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا، حضرت اقدس مولانا سید میرک شاہ صاحب اندرابی شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب سابق صدر مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور کے اسمائے گرامی تجویز ہوئے اور ناظم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان قرار پائے۔ چنانچہ ان حضرات نے مندرجہ ذیل بیان بطور تبصرہ مرتب فرمایا۔

### اسلام کی عالمگیر کشش

اسلام کی ابتدا بے بسی اور کمپرسی کی حالت میں ہوئی لیکن یہ اپنی حقیقت و صداقت کی وجہ سے دن دو گنی رات چو گنی ترقی کرتا چلا گیا۔ بیس بائیس سال کے عرصہ میں اسلام کے نام لیوا روم و ایران جیسی طاقتوں پر غالب آگئے اور ابھی سو سال نہ گزرے تھے کہ مراکش اور اسپین سے لے کر صحرائے عرب اور شتر بانوں کا یہ گروہ انڈونیشیا اور چین تک جا پہنچا۔ دشمنان اسلام ان کی اس خارق عادت اور معجزانہ فتوحات سے حیران اور انگشت بدنداں تھے۔ وہ جہاں جاتے ان کے اعلیٰ صفات عمدہ اخلاق اور بہترین تعلیمات سے لوگ متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے۔ ایک طرف فتوحات کا غیر متناہی سلسلہ دوسری طرف اسلام کی اشاعت یہ سیلاب بقول مرحوم اقبال کے کسی سے تھمتا نہ تھا۔

یورپ کی وادیوں میں گونجی اذال ہمارے تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

## مخالفین اسلام کا پروپیگنڈا اور شکست

وہ فو میں اگرچہ یقین رکھتی تھیں کہ اسلام کا یہ فوق العادت ارتقاء اس کی صداقت اور اخلاقی قوت پر مبنی ہے۔ مگر تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انھوں نے اسلام کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے شروع کر دیے تھے تاکہ باقی لوگ اسلام کے جھنڈے کے نیچے نہ آسکیں۔ ان پروپیگنڈوں میں مسئلہ غلامی، پردہ، عقد بیوگان، مسئلہ جہاد، تعدد ازواج، طلاق اور نکاح ثانی وغیرہ مسائل تختہ مشق تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ باطل کی ہر طاقت کو اہل اسلام کے مقابلہ میں منہ کی کھانی پڑی اور دنیا کے ہر صاحب نظر و فکر کو یہ ماننا ہی پڑا کہ اسلام اور اسلام کا ہر عقیدہ اور ہر مسئلہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ صدیوں کے بعد مخالفین اسلام نے حالات سے مجبور ہو کر اسلامی مسائل کو اپنایا۔ یورپ والوں نے طلاق کی اجازت دی لیکن خاوند کے حق میں عدالت کو شریک کر دیا۔ مرد کو عدالت سے طلاق حاصل کرنے کے لیے عورت کے عیوب بیان کرنے پڑتے ہیں۔ جس سے آئے دن اخباروں میں رسوائی ہوتی رہتی ہے۔ ہندوؤں کو بھی اسمبلیوں میں طلاق کے لیے بل پیش کرنے پڑے۔

دوسری شادی پر اعتراض کرنے والوں کی ہٹ دھرمی نے حق کو تو قبول کرنے نہ دیا مگر ان کو دوسری باقاعدہ شادی کی بجائے بیسیوں بے قاعدہ بیویوں سے محبت کرنی پڑی اور آج اسی آوارگی کا نتیجہ ہے کہ زنا اور شراب نے ان کے معاشرہ کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور اقوام متحدہ کی سالانہ رپورٹ میں یہاں تک لکھا گیا کہ جنوبی امریکہ میں ساٹھ فیصدی بچے حرامی پیدا ہوتے ہیں۔ حرامی بچوں کا یہ تناسب مصر میں ایک فیصدی سے بھی کم بتا کر اس پر حیرانی ظاہر کی گئی ہے اور پھر یہ لکھا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان حسب ضرورت دوسری شادی کر لیتے ہیں۔ امریکہ میں پچاس لاکھ عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے اخلاقی حالات ناقابل بیان حد تک تباہ ہیں۔ اگر امریکہ کے پچاس لاکھ ساہوکاران عورتوں سے شادی کر لیتے تو تمام مشکلات حل ہو جاتیں مگر وہ حرام ہی کو پسند کرتے ہیں۔ اسلام نے عورتوں کو حق وراثت دیا، مہر دیا، گھر کی پاکدامن ملکہ بنایا۔ لیکن دشمنوں نے پروپیگنڈا کیا کہ عورتوں کو قید کر دیا ہے۔ انھوں نے آزادی کے نام سے بیچاری کم سمجھ عورتوں کو بچوں کا کھلونا بنا دیا اور بازار میں دو چار ٹکوں پر بکنے والی گڑیا بنا کے رکھ دیا۔ آج ایک معمولی بواہوس چاہے تو بڑی شریف زادی کے ساتھ محبت کر سکتا اور دن بھر اس کو سامان تفریح بنا سکتا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

## مسلمانوں کی خود فراموشی

اب جبکہ اہل باطل اپنے غلط نظریات کے نتائج سے چور چور ہو کر راہ نجات کی تلاش میں چند سالوں سے

بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں کے مغرب زدہ اور خود فراموش افراد ان کی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر لٹو ہو کر اس شیطانی تہذیب کو چند سالوں سے پاکستان میں فروغ دے رہے ہیں اور غالباً انھی کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر ہمارے محترم وزیر قانون پاکستان نے عائلی کمیشن کی مدفونہ رپورٹ کو قانون بنانے کے لیے سفارش کی وہ تو خیر گزری کہ صدر محترم نے اس کے نفاذ میں تین ماہ کا التوا کر دیا تا کہ ہم اس پر اپنی رائے ظاہر کر سکیں۔ اس سلسلہ میں نہایت افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے ایک پریس کانفرنس میں اس کو قرآن کے عین مطابق ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

### نظام العلماء کی فرض شناسی

نظام العلماء مغربی پاکستان کے بیسیوں علماء نے قبل از وقت ان سے درخواست کی کہ ایسی غلطی نو کروڑ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر دے گی۔ مگر افسوس کہ انھوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور آج مجلس شوریٰ نظام العلماء مغربی پاکستان کے اکیاسی ارکان اور مندوبین حکومت کی خدمت میں اس کے خلاف تجویز پیش کرنے پر مجبور ہوئے۔ صدر محترم پاکستان کے جاری کردہ آرڈیننس مسلم فیملی لاز آرڈیننس کی دفعات پر ترتیب وار تبصرہ کر کے یہ اجلاس نہایت نیک نیتی اور خیر خواہی کے جذبات سے ان پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ یہ شریعت کے خلاف ہے اور اس کو منسوخ کرنے ہی میں ہماری سعادت ہے۔

### ایک اصولی غلطی

ایک اصولی غلطی یہ ہوئی ہے کہ مسلمہ قانون ہے کہ ہر فن اور ہر شعبہ کے مسلمہ ماہرین کی متفقہ رائے ہی دو اور دو چار کی طرح یقینی ہو سکتی ہے مگر اس اصول کو جہاں اور شعبہ جات میں قائم رکھا گیا وہاں اسے شرعی قوانین میں نظر انداز فرما دیا گیا۔

### نکاح ثانی

- (۱) آرڈیننس کی رو سے دوسرا نکاح کرنے والے کو پہلے اپنی پہلی بیوی سے اجازت لینا ہوگی۔
- (۲) پھر علاقہ کے یونین کونسل کے چیئرمین کو اجازت کے لیے درخواست دینی ہوگی۔
- (۳) وہ بیوی اور خاوند کے دو نمائندوں سے مل کر یہ فیصلہ کرے گا کہ آیا واقعی دوسری شادی کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اس اجازت کے بعد عقد ثانی کیا جاسکے گا۔ اس آرڈیننس کی دفعات میں یہ ایک دفعہ ایسی ہے جس کی وجہ سے محترم وزیر قانون قرآن پاک کا نام لے سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے۔ فانکحوا ما طاب



لکم من النساء مثنیٰ وثلث ورباع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة (الایہ)

ترجمہ: تو تم اپنی پسند کے مطابق عورتوں کو عقد نکاح میں لاؤ۔ دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ برابری نہ کر سکو گے۔ تو ایک ہی سے نکاح کر لو۔

محترم وزیر صاحب یوں سمجھے کہ چونکہ عورتوں میں برابری نہیں ہوتی اور اس کے بغیر قرآن پاک زیادہ کی اجازت نہیں دیتا۔ لہذا دوسرا نکاح قانوناً نافذ کر دینا چاہیے تاوقتیکہ کونسل کا چیئرمین اجازت نہ دے دے۔

## اس کی وضاحت

اول: قرآن پاک کی یہ ممانعت ایسی قانونی ممانعت نہیں ہے جس کا نفاذ حکومت کے ذمہ ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کریمانہ نصیحت ہے کہ بے انصافی کا ڈر ہو تو ایک ہی کر لیا کرو۔ یہ بات ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھے گا۔ اس میں حاکم کو مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے ریا کاری کی نماز حرام ہے۔ مگر اس میں حاکم کیا مداخلت کر سکتا ہے چوری اور ڈاکہ کے ارادے سے گھر سے چل پڑنا گناہ ہے۔ مگر عدالت اس میں اس وقت تک دخل نہیں دے سکتی جب تک کہ کسی انسان پر ظلم کرنے کا واقعہ پیش نہ آ جائے۔ اسی طرح دوسری شادی میں عدل نہ کر سکنے کا خوف ہو تو شادی کرنے والے کو نصیحت کی گئی ہے کہ ایسی صورت میں ایک ہی پر اکتفا کرو۔ مگر اس میں حکومت اس وقت تک دخل نہیں دے سکتی جب تک کسی ایک بیوی پر ظلم ہو کر دادخواہی کی نوبت نہ آ جائے نکاح سے پہلے تو ظلم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ ہر شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اگر خطرہ ظلم کا ہو تو نہ کرے ورنہ اس کو کھلی اجازت ہے۔ پھر یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص نکاح ثانی کرتے وقت بالکل عدل کا ارادہ کیے ہوئے ہے بعد میں بتقاضائے بشریت اس سے کمزوری سرزد ہو جاتی ہے۔ جیسے کسی کی امانت رکھنے میں ایک شخص کو اپنے متعلق خیانت نہ کرنے کا یقین ہے۔ مگر بعد میں اس سے امانت میں خیانت سرزد ہو جاتی ہے۔ اب حکومت اس کو گرفت کرے گی مگر اس کو امانت رکھنے سے کسی وقت نہ روک سکے گی۔

دوم: دوسری بات یہ ہے کہ قرآن پاک میں عدل کی وضاحت کی گئی ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے

ولن تستطيعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم۔ فلا تمیلوا کل المیل فتذروها کالمعلقة

ترجمہ: اور تم سے کبھی نہ ہو سکے گا کہ عورتوں میں برابری کرو چاہے تم کتنا ہی چاہو۔ اس لیے ایسا کرو کہ

بالکل ایک کے نہ ہو رہو کہ دوسری کو لٹکا ہوا چھوڑ رکھو (کہ نہ اسے تم پوچھو اور نہ وہ دوسرا خاوند کر سکے) نہ ادھر کی

رہی نہ ادھر کی۔ تو قرآن پاک جو چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک کو بالکل نظر انداز نہ کر دوتا ہی عدل مطلوب ہے۔ ورنہ پوری برابری تو خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ تم سے نہیں ہو سکے گی۔ تو جو بات قرآن ممنوع قرار دیتا ہے وہ کالمعلقہ ہے اور اس کے لیے آرڈیننس کی ضرورت نہیں۔ جب بھی ضرورت پڑی اس کے تدارک کے لیے عدالت اور قانون تہنیک نکاح موجود ہے۔

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ عدل نہ کر سکنے کے خوف میں نکاح سے نہی اور ممانعت صرف شفقت کے لیے ہے کہ نہ کر دو تو بہتر ہے ورنہ پورا عدل تو تم سے ہو بھی نہیں سکتا۔ اس لیے اتنا کر لیا کرو کہ بالکل ایک کے نہ ہو رہو۔ سوم: ثالثاً یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آرڈیننس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا نکاح کوئی جرم اور عار کی بات ہے۔ صرف ضرورت کے وقت اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ حالانکہ قرآن پاک دو دو تین تین چار چار نکاح کرنے کا حق مردوں کو دیتا ہے۔ صرف ایک خطرے کی صورت میں ایک پر اکتفا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع پ ۴ ع ۱

چہارم: چوتھی بات یہ ہے کہ ایک ایسے کام پر سزا تجویز کرنا جس پر عہد صحابہؓ سے لے کر آج تک کسی نے سزا نہیں تجویز کی اور نہ قرآن پاک میں اور نہ حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ اس کو مداخلت فی الدین کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

پنجم: پانچویں بات یہ ہے کہ دوسرے نکاح کو پہلی بیوی کے خلع و تفریق کے لیے وجہ جواز قرار دینا دین میں خود ساختہ اضافہ ہے۔

ششم: چھٹی بات یہ ہے کہ دوسرے نکاح سے پہلی بیوی کو فوراً مہر دینے کا لزوم۔ چاہے وہ مہر موجد (خاص میعاد تک) کیوں نہ ہو بے چارے مرد پر خواہ مخواہ کا غصہ ہے۔

ہفتم: ساتویں بات یہ ہے کہ ایسا دوسرا نکاح بلا اجازت کیا ہوا رجسٹرار کے دفتر میں درج نہ ہوگا جس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ وہ نکاح نہ سمجھا جائے گا۔ حالانکہ شریعت میں نکاح دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرنے کا نام ہے اور بس۔

ہشتم: آٹھویں بات یہ ہے کہ اس طرح کا بلا اجازت نکاح اگر نکاح نہیں سمجھا جاتا تو کیا اس نکاح کی اولاد حرامی اور میراث سے محروم ہوگی۔ یہ شریعت کے قطعاً خلاف ہے۔

نہم: نویں بات یہ ہے کہ فائیکھوا ما طاب لکم (اللہ یہ) کا مفہوم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے خلفائے راشدینؓ نے اور تمام صحابہؓ اور اہل بیتؓ نے ہم سے زیادہ سمجھا تھا۔ باوجود اس کے ان سکھوں نے زیادہ نکاح کیے۔ کیا ان مبارک ہستیوں کے مسلسل عمل کے ہوتے ہوئے ہمیں اس کو جرم قرار دینے میں تامل نہ کرنا چاہیے؟

دہم: دسویں بات یہ ہے کہ دوسرا نکاح ملک میں ایک فیصدی بھی نہیں ہے اور بلا نکاح کے فاحشہ عورتوں سے منہ کالے کرنے کا رواج اور بے حیائی کا طوفان دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ اگر ہم واقعی دین کی کوئی خدمت یا بیویوں کے دکھ کا مداوا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو بند کریں آخر چکلے باقی رکھنے سے کون سی برکات کی بارش ہو رہی ہے اور نامحرم عورتوں اور مردوں کے باہمی اختلاط کو فروغ دینے سے کون سی مہم آسان ہو جاتی ہے؟

### نکاح کی رجسٹریشن

دفعہ ۵ کی رو سے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ یونین کونسل کے رجسٹر نکاح میں نکاح کا اندراج کیا جائے ورنہ تین ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ ہو گا یا دونوں سزائیں۔

(۱) اسلام انعقاد نکاح کے لیے فریقین کے سوا دو گواہ چاہتا ہے جن کے سامنے ایجاب و قبول ہو سکے۔

انعقاد نکاح کے لیے قاضی اور رجسٹر لازم نہیں ہیں اور نہ تحریر ضروری ہے۔

(۲) چودہ سو سال تک تمام امت نے بغیر رجسٹریشن کے نکاح کیے۔

(۳) محض انتظامی طور پر رجسٹریشن کی جاسکتی ہے اور عوام کو ترغیب کے ذریعے اس کی طرف متوجہ کیا جاسکتا

ہے۔ مگر اس کو اس طرح کا قانون بنانا کہ اس کے بغیر نکاح نکاح نہ سمجھا جائے شریعت میں اضافہ کا مترادف ہے۔

(۴) پھر کیا رجسٹریشن کے بغیر صرف ایجاب و قبول کے ذریعے کیے ہوئے جائز نکاح کی اولاد حرام کی

ہوگی؟ اور کیا وہ وراثت سے محروم ہوگی؟

(۵) ایک ایسے فعل پر جو شرعاً جرم نہیں ہے قید و جرمانہ کی سزا دینا کیسے حق بجانب ہو سکتا ہے۔ شریعت اس کو

بے گناہ قرار دے اور ہم گنہگار؟

## طلاق

طلاق کے سلسلہ میں آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ طلاق دے چکنے والا علاقہ کی یونین کونسل کے چیئرمین کو نوٹس دے گا۔ وہ ایک ماہ کے اندر میاں بیوی دونوں کی طرف سے دو نمائندوں سے مل کر صلح کی کوشش کرے گا۔ اگر صلح ہوگئی تو فہماور نہ طلاق واقع نہ جائے گی اور چیئرمین کو نوٹس نہ دینے کی شکل میں طلاق دینے والا ایک سال قید اور ۵ ہزار روپے جرمانے کا یا دونوں سزاؤں کا مستحق ہوگا۔

یہ مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے خلاف شریعت ہے۔

(۱) قرآن پاک نے طلاق کا حق خاوند کو دیا ہے ایک جگہ ارشاد ہے۔

لا جناح علیکم ان طلقتم النساء

ترجمہ: تم پر کوئی گرفت نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو۔

دوسری جگہ خاوند کو بیدہ عقدہ النکاح فرمایا گیا ہے کہ نکاح کی گرہ کا مختار اس کے سوا ابتداء اسلام سے آج تک طلاق کے حق میں خاوند کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کیا گیا تو اس میں چیئرمین صاحب کو شریک بنانا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ پھر طلاق کے بعد یہ صلح کمیٹی کیا معنی رکھتی ہے۔

(۲) عدت طلاق نوٹس کے بعد سے شروع ہوگی چاہے نوٹس ایک ماہ کے بعد دیا گیا ہو۔ حالانکہ عدت طلاق کے بعد سے فوراً شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی قرآن کے خلاف ہے۔

(۳) طلاق اس کمیٹی کی مصالحت کو شش کی ناکامیابی کے بعد واقع ہوگی۔ حالانکہ طلاق منہ سے نکلتے ہی واقع ہو جاتی ہے۔

(۴) طلاق اگر تین ہے تو مصالحت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور آرڈیننس پھر بھی صلح کرانے کا مجاز بناتا ہے۔ گویا طلاق سے رجوع کا حق دیتا ہے حالانکہ ملک کی غالب اکثریت جنفی مسلک والوں کے ہاں تین طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا اور نہ دوبارہ نکاح کیا جاسکتا ہے یہ دونوں باتیں شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں۔

(۵) طلاق کی عدت جبکہ بیوی حاملہ نہ ہو نوے دن مقرر کی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن پاک نے ثلثہ قروء یعنی تین حیض بتائی ہے اور یہ تین بار کی ماہواری کبھی دو مہینے سے پہلے پوری ہو جاتی ہے اور کبھی تین ماہ سے زیادہ مدت میں۔ یہ بھی قرآن پاک کے صریح خلاف ہے۔ تین ماہ کی عدت قرآن پاک میں حسب فرمان واللانی یمنس ان عورتوں کے لیے ہے جن کو ماہواری نہ آتی ہو حسب فرمان واللانی لم یعضن ان عورتوں کے لیے



جونا بالغ ہوں۔

(۶) حاملہ ہونے کی صورت میں آرڈیننس میں عدت بچہ ہونے کو بتایا گیا ہے بشرطیکہ بچہ نوے دن سے زیادہ کا ہو جائے۔ اگر جلدی ہو جائے تو نوے دن پھر بھی پورے کرنے ہوں گے۔ یہ بھی قرآن پاک کے خلاف ہے۔ قرآن پاک میں حاملہ کی عدت صرف وضع حمل تک ہے۔ ان یضعن حملھن

(۷) آرڈیننس میں مصالحت کے لیے اس نازک گھریلو معاملہ کے اندر ایک غیر متعلق آدمی یعنی چیئر مین کو دخیل بنایا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک میں صلح کرانے کے لیے صرف دونوں فریق کے دو نمائندوں کا ذکر ہے۔ پھر اگر یہ چیئر مین صاحب کوئی عیسائی یا مرزائی ہو تو اور مصیبت ہوگی۔

(۸) چیئر مین کو طلاق دے دینے کی اطلاع اگر نہ دی گئی تو ایک سال قید اور ۵ ہزار روپے جرمانہ کی سزا ہوگی۔ اسلام میں نہ اپنے طلاق کی کسی کو خبر کرنے کی پابندی ہے۔ نہ اطلاع نہ کرنے کی یہ سزا یہ بھی قطعاً غیر اسلامی دفعہ ہے۔

(۹) اس قانون میں خاوند طلاق کی وجوہات بیان کرے گا تو نیتہ کی آگ بھڑک سکتی ہے حالانکہ اسلام کا قانون ہے۔ فامساک بمعروف او تسریح باحسان کہ باقاعدہ بیوی بنائے رکھو یا اچھے طریقے سے علیحدہ کر دو۔

### نکاح کی عمر

آرڈیننس میں قرار دیا گیا ہے کہ جس لڑکی کی عمر سولہ سال سے کم ہوگی۔ اس کا نکاح نہ ہو سکے گا یہ حکم کتاب و سنت کے خلاف ہے۔

(۱) قرآن پاک نے جہاں عدت کا بیان کیا ہے وہاں فرمایا ہے کہ واللانی لم یحصن کہ جن لڑکیوں کو ابھی حیض نہیں آیا ان کی عدت (بجائے تین ماہواری کے) تین مہینے ہیں۔ ظاہر ہے کہ عدت طلاق کے بعد ہوتی ہے اور نکاح سے پہلے طلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا قرآن پاک نابالغ لڑکی کے نکاح کی صاف اجازت دیتا ہے۔

(۲) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ کا عقد کم وبیش ۶ سال کی عمر میں ہوا جبکہ عرب کے گرم ملک میں اس وقت لڑکی قریب بلوغت ہو جاتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم جو حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں ان کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ساتھ کم عمر میں ہوا۔ (دیکھو الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی بحث از و اجداد) اور اس وقت سے لے کر اب تک اس کے جواز میں کسی نے شک نہیں کیا۔ اس کو خلاف قانون قرار دینا افسوس ناک ہے۔ ہم اس فعل کو جسے آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور قرآن سے جائز ثابت ہو رہا ہو کیسے غلط کہہ دیں۔ یہ اور بات ہے کہ عام طور پر ایسا کرنے سے معاشرہ میں قسم قسم مفسد پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر اس کی روک تھام وعظ و نصائح اور تبلیغ سے کی جانی چاہیے۔ دراصل یہ صغریٰ کی شادی کی مصیبت ہندوؤں کے ہاں رائج ہے جو گود کے بچوں کی شادیاں کرتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے اسمبلی میں ساردا بل پیش کیا تھا جو پاس ہو کر ساردا ایکٹ بن گیا۔ اس وقت بھی سارے ملک نے اس قانون کے خلاف زبردست احتجاج کیا تھا۔ ورنہ مسلمانوں میں ایسی شادیاں ایک فیصدی سے بھی کم ہیں۔

(۳) آرڈیننس میں سولہ سال کی عمر نکاح کے لیے تجویز کی گئی ہے۔ مگر دوسری طرف اسکولوں، کالجوں، کلبوں اور ناچ گھروں کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ اس ماحول میں لڑکی جو تقریباً ۱۳ سال میں بالغ ہو جاتی ہے کس طرح بد اخلاقی سے بچائی جاسکتی ہے اور اس آرڈیننس سے والدین پر کتنی بڑی ذمہ داری کا بوجھ آن پڑتا ہے۔

### پوتے اور نواسے کی وراثت

آرڈیننس میں مرحوم دادا کے پوتوں اور پوتیوں کو جن کے باپ مر چکے ہیں دادا کے زندہ بیٹوں کے ساتھ برابر کا وارث بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح مرحوم نانا کے نواسوں اور نواسیوں کو بھی جن کی مائیں مر چکی ہیں نانا کی زندہ بیٹیوں کے ساتھ وارث قرار دیا گیا ہے۔

(۱) اس حکم سے علم میراث کے مسلمہ اصول اور حضرت شارع علیہ السلام کے منشا کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ اصول یہ ہے کہ الاقرب فالاقرب (کہ جو میت سے زیادہ قریب ہو اس کا حق مقدم ہے اس کے بعد جو نمبر ۲ قریب ہے پھر نمبر ۳) ایک میت کا وارث بیٹا موجود ہے اور ساتھ ہی میت کا پوتا بھی جو زندہ بیٹے کا بھتیجا ہے۔ شریعت چچا اور بھتیجے کی موجودگی میں چچا کو مقدم قرار دیتی اور پوتے کو ایک نمبر دور ہونے کی وجہ سے محروم کرتی ہے۔ مگر چودھویں صدی کے منکرین حدیث کو ان پوتوں پوتیوں پر بڑا رحم آتا ہے۔ وہ ان کو حصہ دلا کر قرآن پاک کے بیان کردہ دوسرے وارثوں کا حق گھٹاتے اور ان پر ظلم کرتے ہیں۔ اگر یہ حق ان پوتوں کو یتیم ہونے کی وجہ سے دیا جاتا ہے تو پھر ان کے سوا خاندان میں جو دوسرے یتیم ہیں ان کو کیوں محروم کرتے ہیں۔ اگر غریب اور مفلس ہونے کی وجہ سے ہے تو دوسرے غریب اور مفلس رشتہ داروں کو کیوں نہیں دلاتے اور اگر

حاجت اور ضرورت کا ہی لحاظ کرنا ہے تو چاہیے کہ بیٹے کو جو لکھ پتی ہے محروم کر کے صرف پوتے کو وراثت دی جائے جو دس روپے کا بھی مالک نہیں یا اگر پوتے لکھ پتی ہیں تو ان کو محروم کر دیا جائے اور صرف غریب بیٹیوں کو دیا جائے۔ (منکرین حدیث عوامی جذبات ابھارنے کے لیے یتیم کا لفظ بے ضرورت استعمال کرتے ہیں)

یہ سب قصور جہالت کا ہے وہ منکرین یہ بات سمجھتے نہیں ہیں کہ ترکہ کی تقسیم احتیاج یا غریبی اور یہ یتیمی کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ نہ وہ صدقہ ہے۔ وہ تو حق مالکیت کا انتقال ہے جو میت کے زیادہ قریب ہوگا وہی زیادہ حق دار ہوگا۔

(۲) اگر کسی کو یہ وسوسہ ستا رہا ہو کہ قرآن نے فرمایا ہے فی اولاد کم اور اولاد میں بیٹے اور پوتے سارے ہی آ جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پھر تو زندہ اور مرے ہوئے سارے بیٹوں اور بیٹیوں کی اولاد اپنے ماں باپ کے ساتھ دادا اور نانا کی وراثت میں برابر کے شریک ہوں گے کیونکہ وہ سب اولاد ہیں۔ پھر آپ صرف یتیم پوتوں کی کیوں تخصیص کر رہے ہیں۔

(۳) اسلام سے زیادہ یتیم پروری کی تعلیم کسی نے نہیں دی۔ لیکن اسلام ایک کا حق چھین کر یتیم کو نہیں دلا نا چاہتا۔ اگر دادا اپنے یتیم پوتے کو واقعی دینا چاہتا تو اس کو اپنی زندگی میں بطور بہہ کے جو چاہے دے سکتا ہے اور اگر زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد دینا چاہتا ہے تو اس کو شریعت وصیت کی اجازت دیتی ہے۔ وہ اپنے تمام مال میں سے ثلث (تہائی) مال کی وصیت پوتے کے لیے کر سکتا ہے جس کے ذریعے بسا اوقات وہ دوسروں سے حصہ میں بڑھ جائے۔ مثلاً ایک شخص کے تین ہزار روپے ہیں یا اتنے کی جائیداد۔ اس نے یتیم پوتے کو تہائی مال کی وصیت لکھ دی۔ اس کو شرعاً و قانوناً ایک ہزار روپیہ ملے گا۔ باقی دو ہزار اگر میت کے چار بیٹوں میں تقسیم ہو تو صرف پانچ پانچ سو ایک ایک کو مل سکے گا۔

لیکن اگر اپنا حقیقی دادا اور نانا اس کو اپنی اولاد کے مقابلہ میں نہیں دینا چاہتا تو اوروں کو کیا حق ہے کہ اس کے مال پر فاتحہ پڑھیں۔

اگر اصول میراث پر نگاہ ہو تو بات کوئی مشکل نہیں ہے جیسے یہاں بیٹے اور پوتے میں ایک پشت کا فرق ہے۔ اسی طرح میت کے حقیقی بھائی بہن اور چچا زاد اور خالہ زاد بھائی بہن میں بھی صرف ایک واسطے کا فرق ہے۔ بھائی باپ کے نطفہ میں اور چچا زاد دادا کے نطفہ میں شریک ہے پھر حقیقی بھائی کے ساتھ چچا زاد خالہ زاد ماموں زاد وغیرہ بھائیوں کو بھی شریک وراثت کرنا چاہیے۔ بلکہ ان کی اولاد کو بھی۔

اس ادعا کے اندر کہ قرآن پوتے کو وراثت دیتا ہے کتنا گناہ عظیم مستور ہے کیونکہ ایسا کہنے والا یہ سمجھ رہا ہے

کہ قرآن پاک کا حقیقی مطلب میرے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک کوئی امام مجتہد عالم اور ولی نہیں سمجھا اس طرح سے تمام دین غلط اور ناقابل اعتماد قرار پاتا ہے۔  
جب ابتدا اسلام سے آج تک کسی ایک بزرگ کا قول بھی پوتے نواسے کی وراثت کے حق میں نہیں ہے تو پھر اس اجماعی مسئلہ کی مخالفت کون صحیح سمجھ سکتا ہے۔

نظام العلماء مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ یہ واضح کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے کہ قرآن پاک کسی اور قانون یا رسم و رواج کے صحیح اور غلط ہونے کا معیار تو ہو سکتا ہے مگر کسی دوسرے قانون کو قرآن پاک کے کسی حکم کی تصدیق و تکذیب کا معیار نہیں بنایا جاسکتا۔

وما علینا الا البلاغ





## باب اوّل

وہ عورتیں جن سے طلاق کی وجہ سے نکاح حرام ہے



تین بار طلاق دی گئی، عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کس طرح کیا جائے؟

﴿س﴾

منکہ مولوی غلام رسول ولد مولوی الہی بخش بدستکی ہوش و حواس خمسہ بغیر جبر و اکراہ اپنی زوجہ نور الہی دختر حیات محمد کی تھی عرصہ چار سال سے شریعت محمدی کے لحاظ سے منکوحہ تھی۔ آج مورخہ ۲۶/۳/۵۹ کو رو برو گواہوں کے لفظ طلاق اپنے اوپر حرام، حرام، حرام تین دفعہ کہہ کر مطلقہ کر دیا ہے اور حق مہر بھی ادا کر دیا ہے اور جو زیورات اس کے تھے۔ اس کو دے دیے۔ اب کوئی زیور اس کا میرے پاس نہ ہے اور نہ میرا اس کے پاس۔ لہذا یہ چند معروف بطور سند تحریر کیے۔ تاکہ وقت پر کام آئیں۔ اب یہ ہے کہ مسکمی مذکور اپنی منکوحہ مذکورہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

حافظ غلام رسول ذاکخانہ دنیا پور تحصیل اودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

اگر غلام رسول اپنی سابقہ منکوحہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ یہ عورت کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے اور وہ دوسرا آدمی اس عورت کے ساتھ ہمبستری بھی کر جائے۔ صرف نکاح کافی نہیں۔ بلکہ ہمبستری ضروری ہے۔ اس کے بعد وہ آدمی اس عورت کو طلاق دیدے۔ تب جا کر عدت گزارنے کے بعد اس کے لیے حلال ہوگی۔ یعنی عدت گزر جانے کے بعد اس کے ساتھ نکاح کرے۔

عبد الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاق کے بعد دوسرے شخص کے ساتھ محض نکاح کافی نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد زید کے چھوٹے بھائی سے اس کا نکاح کیا۔ لیکن زید کے چھوٹے بھائی نے اس کے ساتھ ہمبستری نہیں کی اور طلاق دیدی۔ اب وہ دوبارہ زید کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ تو کیا اس طرح یہ عورت زید کے لیے حلال ہوگئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر دوسرے خاوند نے ہمبستری نہیں کی تو پہلے کے لیے حلت نہیں ہوتی۔ حلالہ میں دوسرے خاوند کا ہمبستری کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر صرف نکاح کرنے سے حلت نہیں ہوتی۔ لقولہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الایہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ شعبان ۱۳۹۶ھ



## تین طلاق کی متعدد صورتیں اور ان کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ عورت مطلقہ غیر مدخول بہا اپنا نکاح دوبارہ پہلے خاوند کے ساتھ کرنا چاہتی ہے۔ اس کے حلالہ کی صورت کیا ہے؟ کیا بغیر حلالہ کے نکاح ثانی زوج سابق سے ہو سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

غیر مدخول بہا کو اگر تین طلاق ایک لفظ سے دی ہیں۔ مثلاً انت طالق ثلاثاً تو وہ بہہ طلاق مغلطہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے زوج اول کے لیے اس سے نکاح حرام ہوگا۔ شامی ص ۲۸۵ ج ۳ مطبوعہ مصر باب طلاق غیر مدخول بہا میں غیر مدخول بہا بالثلاث کو بلا تحلیل جائز کہنے والے کے قول پر شدید رد کیا گیا ہے۔ (قوله وما قيل) رد علی ما نقله فی شرح المجمع عن کتاب المشکلات (الی ان قال) ووجه الرد انه مخالف للمذهب لانه اما ان یرید الخ ثم قال الشامی فی هذا القول وقد وقع فی بعض الكتب ان غیر المدخول بہا تحل بلا زوج وهو زلة عظيمة مصادمة للنص والاجماع لا یحل لمسلم راہ ان ینقله فضلاً عن ان یعتبره لان فی نقله اشاعته وعند ذلک ینفتح باب الشیطان فی تخفیف الامر فیہ ولا یخفی ان مثله ممالا یسوغ الاجتهاد فیہ لفوات شرطه من عدم مخالفة الكتاب والاجماع نعوذ باللہ من الزیغ والضلال والامرفیہ من ضروریات الدین لا یبعد اکفار مخالفہ انتہی اور اگر تین طلاق الگ الگ لفظ سے واقع کی ہیں مثلاً انت طالق و طالق و طالق تو صرف ایک طلاق یا نہ ہوگی اور باقی دو طلاق کی چونکہ محل نہ رہی اس لیے کہ اس کی عدت تو ہے نہیں۔ اس لیے باقی دو طلاق لغو ہوں گی اور جب فقط ایک واقع ہوئی اور تین واقع نہ ہوئیں تو مغلطہ نہیں۔ بغیر تحلیل کے نکاح زوج اول سے کر سکتی ہے۔ درمختار کے باب مذکور میں ہے۔ وان فارق بوصف او خبر او حمل بعطف او غیرہ بانت بالاولی لا الی عدة ولذا لم تقع الثانية الخ درمختار اور اس کی شرح میں شامی کی تفصیل بھی دیکھی جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لفظ ”طَلَّقْتُکَ“ اور اپنے اوپر حرام کر چکا ہوں، کے بعد دوبارہ نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد نواز ولد غلام رسول نے بایں الفاظ (تین طلاق بلفظ

طلعتک کہہ کر اپنے نفس پر حرام کر چکا ہوں۔ جو کہ طلاق نامہ میں درج ہے) اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو کیا وہ اب دوبارہ بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بہ طلاق حرام بحرمت مغلطہ ہو گئی ہے۔ تین مرتبہ لفظ طلاق کے ساتھ طلاق دینے سے عورت کے مطلقہ مغلطہ ہونے میں تمام اہل سنت والجماعت کے نزدیک کوئی شبہ نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور تمام امت محمدیہ کا یہی مذہب ہے۔ کذا فی عمدۃ القاری۔ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کا اعلان مجمع صحابہ میں فرمایا۔ کسی نے اس کا خلاف نہیں کیا۔ اخرجہ الطحاوی فی معانی الآثار بسند صحیح۔ اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ بعد عدت گزارنے (عدت تین حیض) کے دوسرے کسی مرد سے نکاح کرے اور پھر وہ اپنی مرضی سے بعد جماع کرنے کے طلاق دے دے تو پھر یہ عورت تین حیض عدت گزار کر خاوند اول سے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

عورت کو یہ کہنا ”چھوڑ دیا ہے“ اور پھر نکاح کرنا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مسماۃ غلام فاطمہ کا نکاح قبل از بلوغت اس کے باپ نے کر دیا تھا۔ مذکورہ جب بالغ ہوئی تو اسے اس کے سرال بھیج دیا گیا۔ لیکن وہ وہاں جانے پر رضا مند نہ تھی۔ بادل نا خواستہ وہ چلی گئی۔ مگر چند ہی روز بعد وہ ناراض ہو کر کہیں چلی گئی۔ بڑی مشکل سے اسے واپس لایا گیا۔ حتیٰ کہ دو تین بار وہ اپنے گھر سے تنگ آ کر روپوش ہو گئی اور مسماۃ مذکورہ نے کہہ دیا کہ میں اپنے زوج اسماعیل کے گھر نہیں رہنا چاہتی۔ اس کی انہی حرکات پر اسماعیل نے اسے روبرو آدمیوں کے کہہ دیا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور کئی بار یہ الفاظ کہے۔ آیا ایسی صورت میں مسماۃ مذکورہ کو طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں اور مسماۃ مذکورہ اپنا نکاح زوج ثانی سے کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینو ابالکتاب والسہ

### ﴿ج﴾

لفظ ”چھوڑ دیا“ کو امداد الفتاویٰ میں مولانا تھانوی نے طلاق کے صریح الفاظ میں سے شمار کیا ہے اور مولانا

عبدالحی لکھنوی اور مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔ پس بنا بریں صورت مسئلہ میں اگر ایک دفعہ چھوڑ دیا گیا ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی اور اگر دو دفعہ کہا ہے تو دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں اور اگر تین دفعہ کہا ہے تو مطلقہ مغلظہ ہو گئی۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ آباد نہیں ہو سکتی۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ماتان  
۲۹ والقعد ۱۳۸۹ھ

### ایک طلاق کے بعد دوبار نکاحیاں پھینکنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید نے ایک طلاق دی۔ فریق ثانی کے کہنے پر زید نے ایک کنکری پھینکی دوسری کنکری پھینکی۔ آیا پھر زید نکاح کرنا چاہتا ہے۔ شرعاً طلاق کو کسی واقع ہو گئی۔ زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر زید نے اپنی زوجہ کے بارے میں یہ کہا کہ ”ایک طلاق دی“ اور اس کے بعد دو کنکری پھینکی تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی۔ عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے۔ اگر رجوع نہیں آیا۔ تو عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ماتان  
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق فاضلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ماتان  
۱۳ والقعد ۱۳۸۹ھ

### صورت مسئلہ میں عورت کا قول معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی۔ علماء کرام کے متفق مایہ فیصلہ سے عورت کی طلاق ثابت ہوئی۔ عورت حامد تھی۔ بعد وضع حمل کے حیلہ کی صورت نکالنے لگے۔ جسے حلالہ کہتے ہیں۔ ایک نابینا حافظ غلام حیدر کے ساتھ نکاح پڑھایا گیا۔ حافظ اکثر باہر رہتا ہے۔ جب وہ آتا ہے۔ اپنے بہنوئی کے گھر میں رہتا ہے۔ وہاں وہ عورت اس کا پہلا خاوند بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ چونکہ حافظ کا بہنوئی اس کام کا مالک مختار کل بن چکا تھا۔

رات کے وقت جس مکان میں رہتے۔ حافظ و عورت پہلا خاوند بھی ساتھ رہتا۔ جس کی وجہ سے حق زوجیت شرعی حافظ کو نہ کرنے دیا گیا۔ آخر عورت نے مجبوراً طلاق دینے کو کہا۔ حافظ نے عورت کو طلاق کر دیا۔ جس پر حافظ جامع مسجد میں قسمیہ بیان دے چکا ہے کہ حق زوجیت مجھے نہیں کرنے دیا گیا اور بھی وہاں کے مردوں وغیرہ سے صحیح تسلی کی گئی ہے کہ حافظ کو حق زوجیت مباشرت سے باز رکھا گیا۔ اب حافظ کی طلاق کے بعد عورت نے کہیں غلط بیان دے کر نکاح پڑھا لیا ہے کہ میں حافظ کے حق نکاح میں رہی۔ مجھے کسی قسم کا انکار نہ تھا۔ وہ میرا خاوند تھا۔ میرے ساتھ مباشرت کرتا رہا۔ حالانکہ صحیح تسلی کر چکے ہیں کہ کوئی مباشرت وغیرہ نہیں کی۔ اب مسئلہ کس حد تک جائز ہے۔ کیا گواہی مرد کی قابل قبول ہے یا کہ عورت کی۔ کیا حلالہ بغیر خاوند کی مباشرت کے جائز ہے یا کہ نہیں۔ اب عورت نے نکاح پڑھا لیا۔ کیا یہ نکاح صحیح ہے یا کہ غلط۔ بار بار لکھ رہا ہوں۔ وہاں سے تحقیقات سے تسلی کی گئی ہے کہ کوئی حافظ نے مباشرت نہیں کی۔ کیا اب اس عورت مرد کے ساتھ لین دین یعنی برتن شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جائز ہے یا نہیں؟



اگر زوج اول عورت کے قول کی تصدیق کرتا ہے اور اس کو یہ یقین ہے کہ واقعی عورت کا قول صحیح اور سچا ہے۔ تو یہ نکاح صحیح ہے۔ اس لیے کہ مسئلہ صورت میں اعتبار عورت کے قول کو ہے۔ قال فی الہدایۃ ص ۳۷ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ فی نکاح الاجناس لو اخبرت المرأة ان زوجها الثاني جامعها وانكر الزوج الجماع حلت للاول الخ۔ قال فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۱۷ ج ۳ قال الزوج الثاني كان النكاح فاسدا اولم ادخل بها وكذبتہ فالقول لها۔ وقال فی الشامیۃ تحت (قوله فالقول لها) كذا فی البحر وعبارۃ البرازیۃ ادعت أن الثاني جامعها وانكر الجماع حلت للاول وعلى القلب لا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ  
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

درج ذیل صورت میں جدید نکاح کے ساتھ عورت شوہر کے نکاح میں آ سکتی ہے



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند بیوی کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ جس پر بیوی نے خاوند کو کہا کہ تو کافر ہے۔ اس کے جواب میں خاوند نے اپنی منکوحہ کو ایک بار کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی۔ تو مجھ سے فارغ ہے۔ میں تجھے نہیں رکھوں گا۔ یہ سب معاملہ خاوند کے والدین کے گھر میں ہوا۔ اور خاوند اس کو چھوڑ کر شہر میں چلا آیا۔



ہفتہ عشرہ کے بعد لوگوں کے اور والدین کے کہنے کے مطابق دوبارہ منکوحہ کو اپنے گھر لا کر دو ہفتہ حقوق زوجیت ادا کرتا رہا ہے۔ اس کے بعد چونکہ نومولود ہونے والا تھا۔ اس واسطے وہ عورت اپنے گھر چلی گئی۔ یعنی میکے چلی گئی اور چھلہ کے موقع پر خرچ وغیرہ بھی بھیجا۔ اب اس بات کو چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ اس دوران میں اس آدمی سے دوست پوچھتے ہیں کہ بیوی کو کیوں نہیں لاتے۔ جاؤ ضرور لے کر آؤ۔ وہ کہہ دیتا کہ میں نہیں لاؤں گا۔ کبھی کہہ دیتا کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ کبھی کہہ دیتا کہ کچھ چکر ہی ایسا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب کیا اس عورت پر طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہ اور واپس اپنے خاوند کے گھر بغیر حلالہ کے آ سکتی ہے یا کہ حلالہ ضروری ہے۔

### ﴿ج﴾

یہ عورت بغیر حلالہ کے سابق خاوند کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ البتہ نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

### تین طلاق کے بعد عورت سے دوبارہ نکاح کرنا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی۔ پھر گیارہ ماہ کے بعد اسی عورت (سابقہ بیوی) سے پھر نکاح کرے۔ آیا شرعی طور پر اس کا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ اس عورت نے تین طلاقوں کے بعد دوسرے کسی شخص سے نکاح نہیں کیا۔ بلا نکاح ثانی پہلے شخص (خاوند سابقہ) سے نکاح کیا۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اس شخص کا اپنی مطلقہ مغلظہ کے ساتھ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے اور اس طرح زوجین کا آپس میں آباد رہنا حرام کاری ہے۔ اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الا یہ . وفي الشامیہ (قوله ثلاث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولی (الی ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الى انه يقع ثلاث الخ . (ردالمحتار ص ۲۳۲ ج ۳) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافقاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

غیر مدخول بہا پر ایک ہی طلاق پڑتی ہے، اس سے دوبارہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کا نکاح اس کی خالہ زاد بہن سے حالت نابالغی میں ہر دو کے والدین کی کفالت سے ہوا۔ ہم دونوں بالغ ہو چکے ہیں اور میری بیوی کی رخصتی تا حال نہیں ہوئی۔ یعنی خلوت صحیحہ کا موقع نہیں ہوا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر میں نے اپنی بیوی کو گزشتہ سال اندازاً دسمبر میں تحریری طلاق دو آدمیوں کی موجودگی میں ان کے دستخطوں کے ساتھ تین مرتبہ طلاق دی، طلاق دی لکھ کر اپنے خسر و میرے خالو بھی ہوتے ہیں اور تایا سکے بھی ہیں۔ دستی ان کو دے دی تھی۔ مطلقہ جس کو میں طلاق دے چکا ہوں۔ جو میری خالہ زاد بہن ہے۔ ماں باپ دونوں ضعیف ہیں۔ ماں باپ کے بعد اس کی نگہداشت اور کفالت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں۔ اس سے نکاح ثانی کر لوں۔ تاکہ اس کی تاحیات سرپرستی اور کفالت کر سکوں۔ کیا حسب بالا حالات کے تحت میں بغیر حلالہ کے نکاح ثانی کر سکتا ہوں۔

﴿ج﴾

چونکہ ایسی عورت جو غیر مدخولہ ہو اور اس کو طلاق ہو جائے۔ تو وہ ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے۔ اب رجوع نہیں ہو سکتا۔ ہاں نکاح جدید سے پھر اسی کو آباد کر سکتا ہے۔ کسی حلالہ صحیحہ کی بھی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

(۱) ممبر بحر دار العلوم سعودیہ

(۲) ممبر بحر دار العلوم سعودیہ

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال نکاح ثانی بغیر حلالہ بتراضی طرفین جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شوہر ثانی نے طلاق دی ہو اور عدت بھی گزر گئی ہو تو شوہر اول کے لیے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی۔ بعد عدت کے اس عورت نے اپنا نکاح دوسرے مرد سے کیا۔ کچھ دن اس کے پاس رہ کر اس نے طلاق دی۔ پھر دوبارہ اس عدت کے بعد اس پہلے مرد سے نکاح ہوا۔ نکاح کرتے وقت دوسرا مرد جس نے نکاح کر کے پھر طلاق دی۔ تو وہ اس وقت موجود نہیں تھا۔ تو مولوی صاحب نے ان کے رشتہ داروں میں سے دو مردوں کو بلا کر ان سے پوچھا کہ واقعی دوسرا نکاح ہوا اور طلاق دی

گئی ہے یا نہیں۔ انھوں نے خدا کو حاضر مان کر کہا کہ واقعی نکاح ہوا اور طلاق دی گئی ہے۔ پھر عودت اور مرد سے پوچھا تو انھوں نے بھی یہی بات کہی۔ اب اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے کہ پہلے مرد سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب نے نکاح کر دیا ہے۔ دوسرا نکاح ہونے اور بعد میں طلاق دینے والا آدمی یہاں نہیں ہے اور پورا معلوم بھی نہیں کہ واقعی طلاق دی ہے یا نہیں۔ میاں بیوی اور دونوں گواہوں کی گواہی پر نکاح پہلے مرد سے پڑھایا ہے۔

### ﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے زوج ثانی کے ساتھ نکاح ہوا ہے اور زوج ثانی نے ہمبستری بھی کی ہے۔ تو اگر اس زوج ثانی کا نکاح اور طلاق ایسے گواہوں کے ساتھ ثابت ہو جائے۔ جو شرعاً معتبر ہوں اور عورت کے صدق پر قلب مطمئن ہو۔ تو پہلے زوج کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

روتے ہوئے تین طلاق دینا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بالغ لڑکے نے اپنی منکوحہ کو گواہوں کے روبرو تین طلاقیں دی ہیں۔ اس بارے میں جب چند لوگ جمع ہوئے۔ ایک عالم دین نے اس لڑکے کو طلاق کے لفظ کہنے کو کہا کہ تو کہہ کہ میں نے اپنی منکوحہ لڑکی فلاں کی دختر کو تین طلاقیں دیں اور ہمیشہ کے لیے اپنے پر حرام کرتا ہوں۔

چونکہ لڑکی کی جانب سے طلاق کا مطالبہ کرنے والے اس طلاق دہندہ لڑکے کے قریب ترین رشتہ داروں میں سے تھے۔ اس واسطے لڑکے کو افسوس ہوا اور طلاق دیتے وقت رو پڑا۔ ویسے اس پر کوئی جبر و تشدد یا دھوکہ دہی نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کے گھر والوں نے اور دوسرے لوگوں نے اطمینان دلایا ہے کہ فکر نہ کرتیرا کوئی اچھا انتظام نکاح کا دوسری جگہ کریں گے۔ بہر حال طلاق کے الفاظ اس نے ادا کیے ہیں۔ لیکن بعض لوگوں نے اس چیز کو اچھا لا ہوا ہے کہ روتے والے کی طلاق کیسے ہو سکتی ہے۔ لہذا آپ سے عرض ہے کہ از روئے شرع فیصلہ فرمائیں کہ یہ طلاق ہوئی ہے یا نہیں۔ جبکہ طلاق کے الفاظ لڑکے نے کہہ دیے ہیں اور رونے کی وجہ بھی عرض کر دی ہے اور کسی قسم کا کوئی جبر نہیں کیا گیا۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اس لڑکی پر تین طلاق واقع ہو گئی۔ رونے والی کی طلاق واقع ہوتی ہے۔ بدون حلالہ کے اس

لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ قال علیہ السلام ثلث جدهن جد وھز لھن جد و عدمنھن الطلاق۔ (فی

الدرالمختار ص ۲۳۵ ج ۳ ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ) قوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآية . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الاقضاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ ذوالقعد ۱۳۸۸ھ

تین طلاق کی وجہ سے عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی زوجہ کو تین مرتبہ تجھے طلاق کہا ہے۔ گواہ بھی سننے والے موجود تھے۔ اب وہ خاوند ای عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر اپنی زوجہ کو تین مرتبہ طلاق دے دی ہے تو اب بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند سے نکاح جائز نہیں ہے۔ فان طلقتم فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآية . عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ

تین طلاق کے بعد شوہر ثانی نے اگر صرف نکاح کر کے طلاق دی ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی بیوی کو زبانی تین طلاق دے کر مطلقہ کر دیا ہے۔ پھر اس عورت مطلقہ مذکورہ نے کسی کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ اب اس دوسرے شخص نے اس عورت کو عرصہ ایک ماہ اپنے پاس رکھ کر بغیر مجامعت طلاق دے دی ہے۔ اب اس دوسری جگہ سے اس عورت کو عرصہ ایک ماہ کا ہو گیا ہے۔ آیا یہ عورت خاوند کے پاس دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

عورت مذکورہ مغلطہ ہے۔ مغلطہ واپس زوج اول کے نکاح میں جب آ سکتی ہے کہ پہلے خاوند سے عدت مکمل گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کرے اور دوسرا شوہر اس سے مجامعت بھی کرے۔ پھر وہ طلاق دے۔ پھر عورت



عدت مکمل گزار کر زوج اول کے ساتھ نکاح کرے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔ لہذا عورت مذکورہ زوج اول سے نکاح اس صورت میں نہیں کر سکتی جو اوپر مذکور ہے۔

شوہر ثانی کے صرف نکاح کرنے سے عورت طلاق کنندہ کے لیے حلال نہیں ہو سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دیں۔ عدت کے بعد ہندہ کا نکاح بکر سے ہوا حلالہ کے لیے لیکن بکر نے ہندہ سے وطی نہیں کی۔ بغیر دخول کے چند دنوں کے بعد طلاق دے دی۔ اب وہ عورت اپنے پہلے خاوند زید کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مطلقہ مغلظہ زوج ثانی کے وطی کیے بغیر زوج اول کے نکاح میں بالاجماع نہیں آ سکتی ہے۔ حلالہ کے لیے باتفاق جمیع مجتہدین دخول (وطی) شرط ہے۔

کما قال فی تنویر الابصار ص ۴۰۹ ج ۳ لا مطلقہ بها لو حرة وثنتين لوامة حتى يطأها غیرہ ولو مراہقا بنکاح وتمضی عدتہ وقال الشامی تحتہ ج ۲ / صفحہ ۵۸۲ ثم اعلم ان اشتراط الدخول ثابت بالاجماع فلا یکفی مجرد العقد قال القہستانی وفي الكشف غیرہ من کتب الاصول ان العلماء وغیر سعید بن المسیب اتفقوا علی اشتراط الدخول وفي الزاہدی انه ثابت باجماع الامة وفي المنیة ان سعید ارجع عنه الی قول الجمهور فمن عمل به يسود وجهه ويبعد ومن افتى به يعزروا من نسب الی الصدر الشهيد فلیس له اثر فی مصنفاته بل فیہا نقیضہ و ذکر فی الخلاصة عنه ان من افتى به فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين فانه مخالف الاجماع ولا ینفذ قضاء القاضی به وتمامہ فیہ . الخ ص ۴۱۰ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
یکم ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

صورت مذکورہ میں تین طلاقیں پڑ گئی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی مدخولہ بیوی کو تحریری طلاق نامہ لکھ دیا ہے۔ طلاق نامہ کی عبارت یہ ہے۔

محمد رفیق ولد نجم الدین قوم شیخ سکنہ شجاع آباد میں بھانجی ہوش و حواس اپنی بیوی شمیلا کو اپنی طرف سے بار بار طلاق، طلاق، طلاق تین دفعہ دیتا ہوں اس میں کچھ نقص رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے میں شمیلا بیگم کو اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا۔ برائے مہربانی میری طلاق منظور کی جائے۔ ضروری تاکید ہے۔ محمد رفیق ولد نجم الدین بقلم خود کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

### ﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر مہر ادا نہیں کیا تو خاوند کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الا یہ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حرر محمد انور شاہ فاضلہ، شب مشرقی مدرسہ قائم العلوم ملتان

تین طلاق والی عورت عدت شرعیہ کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و ریں مسئلہ کہ ابراہیم نے مبلغ ۲۰۰ روپے طے کر کے اپنی بیوی منکوحہ مسماۃ عالم بی بی دختر فتح محمد مرحوم کو طلاق زبانی دونوں طریقہ سے دینے کا فیصلہ کر لیا اور مبلغ ۱۰ روپے کا اسٹام بھی خرید کر لیا گیا۔ روبرو گواہان کے مگر جب اسٹام تحریر کرنے کے لیے عرضی نویس سے بات کی۔ تب عرضی نویس نے تحریر کرنے سے انکار کر دیا۔ اس معاملہ میں عرضی نویس کا ہاتھ تھا۔ اس بناء پر ظہور فریق دوم نے مبلغ ۳۰۰ روپے ادا کر دیے تھے۔ عرضی نویس نے فرمایا تھا۔ اس وقت طلاق نہیں ہو سکی۔ کیونکہ وہ مسماۃ حاملہ ہے۔ اس کے بعد وہ مسماۃ عالم بی بی ظہور فریق دوم کے ساتھ چلی گئی۔ اس حمل سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ لیکن وہ اس دوران عرصہ دو سال سے ظہور کے ساتھ ہی رہی۔ اس وقت جب مارشل لاء کا نفاذ ہوا تو مسماۃ عالم بی بی اپنے پہلے خاوند ابراہیم کے ہاں چلی گئی۔ عرصہ دو ماہ گزارنے کے بعد وہ مسماۃ پھر واپس ظہور فریق دوم کے پاس آ گئی۔ اب علماء کرام سے عرض ہے کہ آیا شرعاً طلاق ہوئی ہے یا کہ نہیں۔ کیا مسماۃ عالم بی بی کا ظہور کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ لہذا فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

(نوٹ) جبکہ اسٹام خریدتے وقت ابراہیم نے تین دفعہ کہہ دیا تھا کہ میں نے مسماۃ عالم بی بی دختر فتح محمد مرحوم کو

طلاق دے دی ہے۔

## ﴿ج﴾

اگر واقعی محمد ابراہیم نے اسام خریدتے وقت تین دفعہ یہ الفاظ کہے ہیں کہ عالم بی بی کو طلاق طلاق طلاق دی ہے۔ تو اس کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ قطعاً آباد نہیں ہو سکتی۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ لقولہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ الا یہ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرمہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

## درج ذیل صورت میں تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و بریں مسئلہ کہ رشتہ داری و برادری میں چند روز سے تکرار اور جھگڑا آ رہا تھا۔ اس بات کا کہ لڑکی والے کہتے تھے۔ لڑکی کے خاوند کو کہ تمہارا اور ہمارا کسی قیمت پر معاملہ اچھا نہیں رہے گا۔ طلاق دے دو۔ اس نے کہا کہ کسی قیمت پر میں طلاق نہیں دوں گا۔ آخر لڑکی والوں نے ایک چال چلی کہ ایک شخص کو پیر بنایا۔ دوسرے شخص کو مقرر کیا کہ تو ہماری طرف سے بھی ہو جا اور خاوند کی طرف سے بھی ہو جا اور تیسرے شخص کو پیر کے پاس بٹھایا جو کہ خدمت کر رہا تھا۔ بس تین شخص حاضر تھے۔ تو پیر نے کہا بھائی تجھے تعویذ دیتا ہوں۔ دینی چھوڑنی پڑے گی پھر تعویذ با اثر ہو گا تو اس نے آدمیوں کے سامنے تین دفعہ طلاق، طلاق، طلاق تین دفعہ چھوڑا، چھوڑا، تین دفعہ حرام، حرام، حرام کہا۔ بلکہ نام لڑکی کا لے کر اس سے کہلوائے۔ آیا اس چال سے طلاق ہو جاتی ہے۔ جو کہ دھوکہ ہے۔ ہاں البتہ آخر میں اس کو پتہ چلا۔ پھر اس نے شور مچایا۔ بیوا تو جروا

## ﴿ج﴾

طلاق ہو گئی ہے۔ اب دوبارہ اس خاوند کے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بنیہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب شیخ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

تین طلاق کے بعد شرعی طریقہء جواز کے ذریعہ وہ شوہر کے لیے حلال ہو سکتی ہے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ منکہ مسمیٰ عبد العزیز سکند کوٹ اور ضلع مظفر گڑھ کا رہنے والا ہوں۔ باہوش و حواس

خمسہ بلا جبر و اکراہ کسی دوسرے شخص کے لکھ دیتا ہوں کہ زوجہ مسماۃ نسیم نواز دختر محمد نواز خان پٹھان تین طلاق قطعی رو برو گواہان قطعی طلاق دی ہے۔ کیونکہ نسیم اختر بدگوار سخت لڑاکی ہے اور میری اور والدین کی نافرمان ہے۔ لہذا چند حروف بطور طلاق نامہ رو برو گواہان تحریر آپیش کرتا ہوں۔ العبد عبد العزیز ولد غازی خان بقلم خود

﴿ج﴾

مسلمی عبد العزیز اپنی سابقہ منکوحہ مسماۃ نسیم انور کو بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح میں نہیں لاسکتا۔ کیونکہ تین طلاق دینے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے۔ جس میں سوائے حلالہ کے اور کوئی صورت نہیں۔ لقولہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ . واللہ اعلم

عبد الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

کیا شوہر ثانی کے نکاح اور طلاق سے عورت شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے موضع دیوالہ میں ایک آدمی اسمی زید نے اپنی منکوحہ بیوی کو طلاق ثلاثہ دے دی۔ جس کا نام زینب ہے۔ اپنے میکے چلی گئی۔ ڈیڑھ مہینہ کا عرصہ والد کے گھر رہی۔ عرصہ ڈیڑھ ماہ میں زید علماء سے دریافت کرتا رہا واپس لانے کے لیے جملہ علماء خفی کہتے رہے کہ مطلقہ بیوی بغیر حلالہ کے نہیں آسکتی۔ لیکن زید اپنی بیوی کو بغیر حلالہ کے میکے سے اپنے گھر واپس لے آیا اور اس کے ساتھ زوجیت والا معاملہ کرتا رہا۔ زید کو اہل اسلام قصبہ کے لوگوں نے مجبور کیا تو حرام کاری کرتا ہے تو زید کو ایک مقامی عالم جو مقامی مدرسہ کے مدرس تھے نے کہا کہ میں تجھ پر عورت حلال کرتا ہوں۔ تو اس کی بیوی کو اپنے پاس بلا لیا اور کہا کہ میں تیرا نکاح کرتا ہوں۔ زید کے بھائی نازو کے ساتھ۔ پھر وہ تجھ کو طلاق دے گا اور پہلے خاوند پر حلال ہو جاؤ گی۔ پھر اس کے بعد زید کے بھائی نازو کو بلا لیا کہ تیرا نکاح کرتا ہوں۔ اس شرط پر کہ تو نکاح کے بعد طلاق دے دے گا۔ تاکہ زینب تیرے بھائی پر حلال ہو سکے۔ پھر مولوی صاحب نے زینب کا نکاح حقیقی بھائی نازو کے ساتھ رو برو گواہوں کے کیا۔ دس روز کے بعد نازو نے مولوی صاحب کے رو برو زینب کو طلاق کر دی اور مولوی صاحب نے ۱۴۰ روپے خاوند سے وصول کیے۔ نازو سے دریافت کیا کہ کیا تو نے زینب سے صحبت اور جماع وغیرہ کیا ہے۔ تو نازو نے جواب دیا کہ میں نے جماع وغیرہ کوئی نہیں کیا۔ کیونکہ اس نے مجھے نزدیک آنے ہی نہیں دیا۔ زینب میرے گھر ہی نہیں رہی۔ بلکہ میرے بھائی زید کے گھر رہی ہے۔



اس لیے جماع اور مہتری کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو مولوی صاحب نے زینب کی عدت گزرنے کے بعد دوبارہ زید کے ساتھ کر دیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئلہ میں شرعاً فقہ حنفی میں زینب اور زید زوجین صحیح ہیں یا نہیں؟

### ج

صورت مسئلہ میں جبکہ زید کی مطلقۃ الثلث زوجہ کے ساتھ اس کے بھائی تازو نے نکاح کرنے کے بعد صحبت نہیں کی اور بغیر صحبت کیے اسے طلاق دے دی۔ تو یہ عورت زید کے لیے حلال نہیں ہوئی اور دوبارہ زید کا نکاح اس کے ساتھ صحیح نہیں۔ کیونکہ شرعاً جبکہ کوئی خاوند اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دے، تو دوبارہ وہ خاوند اپنی تین طلاقوں والی عورت کو نکاح میں نہیں لاسکتا۔ جب تک اس مطلقہ عورت کا دوسرے آدمی سے شرعی نکاح نہ ہو جائے اور اس سے صحبت نہ ہو جائے۔ قرآن وحدیث اس پر دلالت ہیں۔ قوله تعالى فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الا به وقوله عليه السلام لامرأة رفاعۃ اتریدین ان تعودی الی رفاعۃ قالت نعم فقال لا حتی تذوقی من عسیلثه ویذوق هو من عسیلثک الحدیث نور الانوار صفحہ ۲۴ وفي الهدایہ مع فتح القدیر ص ۳۲ ج ۴ بعد نقل ایه المذکورہ فی الاستدلال علی ذالک المدعی وشرط الدخول ثبت بإشارة النص وهو ان یحمل النکاح علی الوطی حملاً للكلام علی الافادة دون الاعادة اذ العقد استفيد باطلاق اسم الزوج او یزاد علی النص بالحدیث المشہور وهو قوله علیہ الصلوۃ والسلام لا تحل لاول حتی تذوق عسیلۃ الآخر روی بروایات وبہامشہ ماخوذ من شرح العینی قوله علیہ السلام الخ۔ هذا الحدیث رواہ الائمة الستة فی کتبہم من حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ونقل الحدیث الخ۔ لہذا جب تک شرعی طریقہ سے دوبارہ حلال نہ ہو جائے اور زید کے ساتھ نکاح نہ ہو جائے۔ اس عورت کا آباد ہونا زید کے ساتھ حرام کاری ہوگی۔ حلال سے پہلے ان کو علیحدہ ہونا فرض ہے۔ علاوہ ازیں زید کا (دوسرے آدمی سے نکاح ہونے کی صورت میں) اس سے طلاق دینے کی شرط لگانا ناجائز و گناہ ہے۔ بغیر شرط طلاق اس عورت کا دوسرے آدمی سے نکاح ہو اور وہ اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد رضا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاق کے بعد عورت کو پاس رکھنا حرام کاری ہوگی

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں سرکاری کاغذ پر لکھ کر دے دیں۔

لیکن عورت کو اطلاع نہیں کی تھی۔ پھر یہ تحریریں شخص نے اپنے پیر صاحب کو دکھائی۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اچھا کیا۔ پھر دوسرے روز پیر صاحب کے پاس گیا۔ ان کو کہا کہ کسی صورت میں یہ طلاق واپس ہو سکتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے پوچھا ہے کہ اس کا کفارہ دینا پڑتا ہے اور تقریباً اسی روپیہ لگتے ہیں۔ اس نے کہا۔ بہت اچھا۔ پھر شخص مذکور نے دوسرے روز اسی روپیہ پیر صاحب کو دیے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ میں طعام پکا کر غریبوں کو کھلا دوں گا اور آپ اپنی بیوی کو لے کر میرے پاس آنا۔ پھر شخص مذکور اپنی بیوی کو لے کر پیر کے پاس گیا۔ تو پیر صاحب نے عورت کو کہا کہ تمہارا آپس میں جھگڑا ہو گیا تھا اور تو نے طلاق مانگی تھی۔ تو اس کے دل میں رنج ہوا اور اس نے طلاق دے دی۔ اس لیے میں آپ کا نکاح دوبارہ پڑھتا ہوں۔ پھر آئندہ ایسا غصہ نہ کرنا۔ اپنے گھر جاؤ اور اتفاق سے رہو۔ اس نکاح میں گواہ کوئی نہیں تھا اور اس وقت عورت کو تین ماہ یا چار ماہ کا حمل تھا۔ یہ شخص اپنی عورت کو لے کر اپنے گھر چلا آیا اور تقریباً تین سال رہتے رہے۔ پہلے حمل کی لڑکی ہوئی اور اب دوسری اور لڑکی ہوئی ہے اور طلاق کے وقت جو گواہ تھا۔ اب اس کو معلوم ہوا تو اس نے شخص مذکور سے کہا کہ تیری بیوی کو طلاق ہو چکی ہے۔ اب تمہارا تعلق ناجائز ہے۔ آپ اس عورت سے علیحدگی اختیار کرو۔ اس لیے دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ طلاق اس عورت کو ہو گئی تھی یا نہیں اور اولاد کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر یہ طلاق صحیح ہے تو پیر صاحب کے متعلق کیا حکم ہے۔

### ﴿ج﴾

اگر یہ ثبوت ہو جائے کہ واقعی اسٹام میں تین طلاقیں لکھی ہوئی تھیں۔ تو بغیر حلالہ کے دوبارہ اس شخص سے اس عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ عورت کا تعلق یقیناً ناجائز ہوگا۔ عورت کا پہلا حمل صحیح ثابت النسب ہوگا اور دوسری لڑکی غیر ثابت النسب حرامی ہوگی۔ پیر صاحب اور یہ شخص دونوں گنہگار ہوں گے۔ دونوں کو توبہ کرنا لازم ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ انہیں توبہ کرنے پر مجبور کریں۔ ورنہ ان سے تعلقات منقطع کر لیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
یکم صفر ۱۴۸۷ھ

عورت کے حلال ہونے کے لیے شرعی طریقہ کیا ہے؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی عورت کو مغلطہ طلاق دیتا ہے۔ پھر دوبارہ اس عورت کو

نکاح میں کرنا چاہتا ہے۔

(۲) حلالہ کے کہتے ہیں۔ اس کی وضاحت کریں۔ یعنی دوبارہ اسی عورت کو نکاح میں لے سکتا ہے یا نہ۔

بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر اپنی عورت کو تین طلاق دے کر مغلفہ کر دے تو پھر بغیر حلالہ اس عورت کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ قال تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان الی ان قال فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الایۃ۔

(۲) حلالہ کہتے ہیں کہ اس عورت کی عدت پہلے شوہر سے گزر جائے اور اس کے بعد کسی کے ساتھ یہ عورت نکاح کر لے اور وہ شخص اس عورت کے ساتھ جماع کر لے۔ یعنی دخول ہو جائے۔ اس کے بعد وہ شخص اپنی مرضی سے اس عورت کو طلاق دے دے اور طلاق دینے کے بعد عورت عدت شرعیہ گزارے تب جا کر پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر کے آباد ہو سکتی ہے اور یہی حلالہ کہلاتا ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ بغیر حلالہ تین طلاق سے مطلقہ عورت کے ساتھ اس شوہر کا دوبارہ نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۱ صفر ۱۳۸۹ھ

تین طلاق کے بعد شرعی حلالہ کے بغیر وہ شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کسی رجب ولد نور قوم کھل موضع بولن ضلع ملتان نے اپنی بیوی مسماۃ نیامت مائی کو گزشتہ ماہ چیت میں طلاق دی۔ یہ طلاق روبرو گواہاں دی گئی ہے۔ طلاق تین دفعہ دی گئی ہے۔ کیا اب شخص مذکور مسماۃ سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ جو حکم بھی شریعت کا ہو واضح کیا جائے۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تین طلاقیں دینے سے بشرط صحت بیان سائل اس کی یہ بیوی مطلقہ مغلفہ بن گئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے۔ لفقولہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الایۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

جس شخص نے طلاق ثلاثہ کے بعد عورت کو پاس رکھ کر پھر توبہ کی ہو پھر اس کا عید گاہ میں آنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت مدخول بہا کو تین طلاقیں دے دیں اور بغیر طلاق کے دوبارہ اس عورت مذکورہ سے اس شخص مذکور نے دوبارہ نکاح کر لیا۔ اس وجہ سے تمام مسلمانوں نے اس شخص مذکور سے بایکٹ یعنی قطع تعلقی کر لی۔ پھر وہ شخص مذکور ناجائز نکاح کرنے کے جرم میں جمعہ کے روز جامع مسجد میں حاضر ہو کر توبہ تائب ہوا۔ دوسرے روز جب وہ شخص توبہ کرنے والا عید الضحیٰ پڑھنے کے لیے آیا تو تین شخصوں نے شور مچایا کہ اگر یہ شخص عید کی نماز پڑھے تو ہم نہیں پڑھیں گے۔ امام نے عید گاہ میں اعلان کیا کہ یہ شخص توبہ کر چکا ہے اور عورت اس نے اپنے سے علیحدہ کر دی ہے۔ مگر انہوں نے جوابا کہا کہ امام مسجد بھی جھوٹا ہے اور شخص مذکور توبہ کرنے والے کو نماز عید سے باہر نکال دیا۔ اس کی ہمدردی کی وجہ سے کئی شخص اور بھی عید کی نماز سے نکل گئے۔ آیا ان تین شخصوں پر جنسوں نے عید کے مجمع میں امام کو بھی جھوٹا کہا اور چند مسلمانوں کو عید کی نماز سے محروم رکھا۔ شرعاً کچھ جرم ہے یا نہیں۔ بینہ تو جروا

﴿ج﴾

الثائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (الحديث) بناء علیہ صورت مسئلہ میں توبہ علی الاعلان کرنے کے بعد کسی کو اس پر الزام لگانے اور اس کو گناہگار وغیرہ برا بھلا کہنا جائز نہ ہوگا۔ باقی ذبیوی سر امثالاً اجرائے حد وغیرہ تو وہ خلوصت کا کام ہے۔ عامۃ الناس کو اس میں دخل دینا جائز نہیں۔ پھر ان اشخاص کا امام صاحب کو بلا وجہ جھوٹا کہنا ایک عالم کی توہین ہے جو سخت گناہ ہے۔ اس لیے یہ اشخاص گنہگار ہیں۔ ان کو توبہ کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ محرم ۱۳۸۷ھ

اگر یکبارگی تین طلاقیں دی جائیں تو کیا پڑ جائیں گی؟

﴿س﴾

عرض ہے براہ مہربانی حکم شریعت درج کریں۔ (۱) عورت کے ساتھ عقد شرعاً کیا گیا بعد عقد دوسرے روز برادری سے اور والدین صاحبان کی نارضا مندی کی وجہ سے ڈانٹ ڈپٹ کروا کر طلاق دیدی گئی۔ (۲) بعد طلاق نامہ کے تیسرے روز عورت اور وہی مرد ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہو گئے اور ایک دوسرے کو شوہر بیوی سمجھ لیا۔ (۳) عورت کو تین بار طلاق یک بارگی دیدی گئی، اب براہ مہربانی ارشاد فرمائیں شریعت ان کا نکاح قائم کرتی ہے یا کون



ساقم صادر کرتی ہے۔ براہ مہربانی درج ذیل کر دیں۔

(نوٹ) قبل از عقد نکاح عورت سے تین ماہ علیحدہ ہو کر نکاح ہو سکتا ہے یا کہ وہ عورت کے ساتھ رہ کر بھی نکاح کر سکتا ہے۔ کیا اس مرد کا نکاح عورت سے ہو گیا یا نہیں۔ کیونکہ اس مرد کی عورت سے دوستی تھی اور دوسرے تیسرے روز نکاح کر لیا۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جب تین طلاقیں اس آدمی نے اپنی زوجہ کو دے دیں تو اس کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور زوجہ اس پر حرمتہ مغلفہ کے ساتھ حرام ہو گئی۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد نہیں ہو سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ احمد عفا اللہ عنہ ناظم مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح مجموعہ عفا اللہ عنہ  
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

تین طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ محمد سلیم نے اپنی بیوی منظور بی بی کو طلاق نامہ لکھ دیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ زوجہ خود کو سہ طلاق دے کر اپنے نفس کے اوپر حرام قرار دیا ہے۔ کیا یہ عورت دوبارہ اپنے خاوند کے پاس آباد ہو سکتی ہے۔ طلاق نامہ چیئر مین کا تصدیق شدہ ہے۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ عورت اپنے خاوند پر حرام بحرمت مغلفہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے خاوند اول کے ہاں دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی۔ لفظ اللہ تعالیٰ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ اہل سنت کے چاروں مذہبوں میں حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

درج ذیل صورت میں عورت اپنے شوہر کے لیے حلال نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سہمی محمد اقبال نے اپنی بیوی کو بایں الفاظ طلاق نامہ لکھ دیا

کہ بروئے گواہاں تین طلاق مغلظہ دے کر اپنی بیوی مسماۃ اختر کی کو زوجیت سے آزاد کر دیا۔ آج اور اس وقت کے بعد ہم دونوں بحیثیت میاں بیوی حرام ہو چکے۔ اب زوجین میں صلح ہو گئی۔ چاہتے ہیں بلا حلالہ زوجیت قائم کر لیں۔ کیا شرعاً کوئی گنجائش ہے۔ بلا حلالہ پھر زوجیت اختیار کر سکتے ہیں۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ عورت بغیر حلالہ کے سابق زوج کے نکاح میں کسی طرح نہیں آ سکتی۔ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳۲۴ و ۱۳۸۰ھ

تین طلاق سے مغلظہ ہونے والی عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

### ﴿س﴾

میں صالح محمد ولد راجا قوم مسیح نے اپنی لڑکی مسماۃ فتح بی بی کا نکاح آج سے تقریباً چھ سال پہلے ایک شخص مسمی سلطان ولد صالح محمد سے کر دیا تھا۔ مگر ماہ اگست ۱۹۶۶ء میں سلطان مذکور اور اس کی بیوی فتح بی بی کے درمیان ایک گھریلو جھگڑا ہو گیا اور سلطان نے اپنی بیوی فتح بی بی کو دو گواہوں نامی اللہ یار ولد شہادت، مانی ولد راجہ کے سامنے زد و کوب کیا اور تین دفعہ یہ الفاظ کہے۔ آج سے نہ تو میری بیوی ہے اور نہ ہی میرا آج سے کوئی تمھارے ساتھ تعلق ہے۔ میری طرف سے تجھے طلاق اور طلاق ہے۔ بلکہ آج سے ہم ایک دوسرے کے مسلمان بھائی ہیں۔ اگر پھر بھی تو میرے گھر رہی۔ تو میں تجھے کسی شخص کے ہاں فروخت کر دوں گا۔ لہذا مہربانی فرما کر شریعت محمدی کی رو سے مسئلہ تحریر فرمائیں کہ اس صورت میں سلطان کا نکاح میری لڑکی فتح بی بی سے رہا یا طلاق واقع ہو گئی؟ اسی دن سے میری لڑکی اپنے باپ کے گھر میں ہے اور طلاق کے الفاظ سن کر شریعت کی پابند ہے۔

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بشرط صحت و ثبوت واقعہ سلطان کی زوجہ مسماۃ فتح بی بی مذکورہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے۔ عدت شرعیہ گزار لینے کے بعد عورت دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کرے گی۔ لقولہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الا یہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۸۰ھ



## باب دوم

ولاية کا بیان





## بالغہ لڑکی پر جبر کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری بیوی اور اس کے بھائی نے لڑکیوں کے لینے دینے کا اقرار کیا۔ میری لڑکی کی ایک آنکھ چپک کی وجہ سے بند تھی۔ ان پر یہ بات عیاں تھی۔ میری بیوی کے بھائی نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ یہ قدرتی معاملہ ہے۔ انھوں نے مجھ سے بھی لین دین کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا کہ میں رضا مند ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد میری بیوی کا بھائی فوت ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے لڑکے کی شادی اسی لڑکی کے ساتھ جو اس کا ماموں دے گیا ہوا تھا ہو گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد میری بیوی اور فوت شدہ کی بیوی اور ان کے بچوں نے کہا کہ یہ لڑکی ہم نہیں لیتے۔ اس میری لڑکی پر اعتراض اور ناجائز باتیں شروع کر دیں۔ میری لڑکی بالغ تھی۔ میں نے کہا ان کو کہ شادی کر لو۔ میرے اور ان کے قریبی رشتہ داروں نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن کسی صورت میں انھوں نے نہ مانا۔ بعد ازاں ان کے مشورہ سے میں نے اپنی لڑکی کی دوسری جگہ شادی کر لی۔ بعد ازاں انھوں نے میری دوسری لڑکی کے متعلق کہنا شروع کر دیا کہ یہ ہمیں دے دو۔ میں نے کہا۔ میری لڑکی جو تم لینے کے حق دار تھے۔ وہ تو تم نے کسی حالت میں نہیں لی۔ اس کی شادی بھی تمھارے مشورہ سے میں نے دوسری جگہ کر دی۔ مجھ سے دوسری لڑکی کیوں طلب کرتے ہو۔

بینواتو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں ان رشتہ داروں کو آپ کی دوسری لڑکی کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں۔ بالغ لڑکی کی رضا مندی اور اجازت سے والد جہاں چاہے اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ بالغ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو ولایت جبر کی حاصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

## بالغہ لڑکی کا باپ کے نکاح سے انکار کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عند البلوغ ہی کر دیا اور لڑکی کی اجازت حاصل نہیں کی۔ لڑکی کو جب خبر پہنچی تو فوراً ہی اس نے انکار کر دیا۔ جن کے شواہد موجود ہیں۔ کیا ایسی صورت میں نکاح منعقد ہو گا یا نہیں۔

## ﴿ج﴾

ولا يجوز للولي إجبار البكر البالغة على النكاح هداية مع الفتح ص ۱۶۱ ج ۳ مطبوعه  
مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ولی عورت بالغہ کا جبراً نکاح نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں زید نے جو اس بالغ لڑکی کا نکاح  
بدون حاصل کرنے اجازت لڑکی کے کر دیا ہے۔ وہ نکاح موقوف تھا۔ اجازت لڑکی پر حسب سوال جب لڑکی نے خبر  
نکاح کے پہنچنے پر ناراضگی کا اظہار کیا اور باپ کے نکاح کیے ہوئے کا انکار کیا۔ وہ نکاح کا عدم اور باطل ہو گیا۔ حاجت  
طلاق لینے کی نہیں۔ لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے ساتھ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ

اگر بالغ لڑکی کی اجازت صراحۃً یا دلالتاً حاصل نہیں کی اور لڑکی نے اس نکاح کو نا منظور کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ صفر ۱۳۹۳ھ

جس لڑکی کا والد فوت ہو گیا ہو اور وہ بالغہ ہو تو اس کا ولی کون ہوگا؟

## ﴿س﴾

نوجوان بالغ لڑکی کا والد فاجر اعقل سا ہے، لڑکی کا چچا زبانی اجازت دے چکا ہے۔ لڑکی کی والدہ اور دادی موجود  
ہیں اور رضامند ہیں۔ ایسی حالت میں لڑکی کے ماموں یا نانا نکاح کر دینے کے مجاز ہیں۔ از روئے شریعت محمدی صلی  
اللہ علیہ وسلم جواب با صواب سے واضح فرمایا جائے۔ بینوا تو جروا

## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لڑکی جب عاقلہ بالغہ ہو تو نکاح اس کی اجازت سے ہو جاتا ہے۔ وہ جس کو نکاح کرانے کا  
اختیار دے دے۔ یعنی اس کو وکیل بنادے۔ خواہ اس کا چچا ہو، ماموں ہو، نانا ہو، یا کوئی اور اجنبی شخص ہو اور وہ اس کا  
نکاح کرادے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ ویسے اولیاء کی مرضی کے مطابق جوان لڑکی کے لیے نکاح کرنا بہتر ہے۔  
صورت مسئلہ میں جب لڑکی کے اولیاء رضامند ہیں تو اس کا ماموں یا نانا لڑکی کی اجازت سے نکاح کر سکتا ہے۔ فقط  
واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ھ

بالغہ لڑکی اگر جوڑ والے سے نکاح نہ کرے تو وہ منعقد ہی نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سید زادی کا نکاح غیر سید سے ہو سکتا ہے یا نہ۔ اگر کہیں نکاح ہو جائے اور اس عورت سید زادی کا والد اس پر راضی نہ ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے۔ نیز یہ غیر سید قریشی بھی ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سید قریشی کے علاوہ کسی اور قوم کا کفو نہیں۔ اگر غیر کفو میں نکاح کر لیا تو اولیاء کو فسخ کرنے کا حق ہوتا ہے۔ بلکہ نکاح منعقد بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ مفتی بہ یہی ہے کہ لڑکی بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضا مندی و اجازت ولی کے کر لے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ در مختار ص ۵۶ ج ۳ میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتویٰ الخ۔ شامی ص ۵۷ ج ۳ میں ہے۔ (قوله وهو المختار للفتویٰ) قال شمس الانمۃ وهذا اقرب الی الاحتیاط کذا فی تصحیح العلامة قاسم الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ ذوالقعد ۱۳۸۹ھ

بالغہ لڑکی کی جگہ اگر کوئی اور عورت ایجاب و قبول کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ اکرم بی بی دختر ملک حامد قوم سرات عقد نکاح بر ایام بلوغت جو عاقلہ و بالغہ ہمراہ احمد شفیع ولد رحیم بخش ذات میراؤ ہوا۔ جسے ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بوقت قبولیت و ایجاب رو برو گواہان مسماۃ اکرم بی بی نے ایجاب و قبول نہیں کیا بلکہ انکار کر دیا کہ مجھے احمد شفیع شوہر منظور نہیں۔ لیکن اسی دوران مسماۃ مذکورہ کے باپ ملک حامد کو لے آئے۔ اس نے اپنی لڑکی کو کہا کہ تم ایجاب و قبول کر لو۔ لیکن لڑکی نے انکار کر دیا۔ وہاں ایک دوسری عورت نے ہاں کی آواز لگائی تو باپ نے آکر شرعی نکاح ہمراہ احمد شفیع کر دیا۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

عاقلہ و بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ پس تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی لڑکی نے نکاح کی اجازت کے وقت نکاح سے انکار کیا ہے اور نکاح کو نا منظور کر لیا ہے۔ کسی اور عورت نے اس کی جگہ ہاں کی آواز لگائی ہے۔ تو اس کا نکاح منعقد نہیں ہوا اور اگر اس نے خود والد کو اجازت دی ہو یا والد کی



موجودگی میں انکار نہ کیا ہو بلکہ سکوت اختیار کی ہو۔ یعنی ایسا کوئی فعل جو دال علی الرضا ہو پایا گیا ہو تو نکاح صحیح ہے۔  
بہر حال خود تحقیق کی جائے اور جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ دونوں صورتیں لکھ دی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ

بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نظام الدین نے اپنی لڑکی مسماۃ حلیمہ بیگم کا نکاح کرتے وقت اسے اطلاع نہیں کی گئی۔ لڑکی اس نکاح پر قطعی قائل نہیں تھی۔ جبکہ لڑکی کی شادی کی تاریخ مقرر کی گئی۔ تو لڑکی نے صاف لفظوں میں اپنی والدہ اور ہمشیرہ سے یہ کہا تھا کہ میں یہاں پر شادی نہیں کرواؤں گی۔ لیکن والدین نے جبراً اس جگہ شادی کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ تو بوقت نکاح لڑکی نے اپنے لفظوں کو دہرایا اور جس وقت وکیل اور گواہ لڑکی کے پاس اجازت لینے کے لیے گئے تو ان سے بھی لڑکی نے صاف لفظوں میں یہ ہی کہا اور جواب دے دیا۔ مگر والدین نے جبراً اس کا نکاح اسی جگہ پر کر دیا۔ جبکہ لڑکی اس نکاح پر رضا مند نہیں تھی اور اس کا نکاح بغیر اجازت کے باہر پڑھ دیا گیا۔ تو یہ نکاح درست ہے یا غلط؟

السائل نظام الدین بورے والہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

جب نکاح کی اجازت لڑکی نے باوجود بالغہ ہونے کے نہ دی اور صراحتاً منع کر دیا اور آخر تک اسی انکار پر قائم رہی تو نکاح درست نہیں۔ لڑکی عاقلہ بالغہ کا نکاح والدین اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے۔ لہذا صورت مسئلہ میں نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ شوال ۱۳۷۵ھ

درج ذیل صورت میں نکاح اول درست ہے اور دوسرا غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک بالغ لڑکی جس کی والدہ فوت ہو جانے پر اس کے والد نے دوسری شادی کر لی۔ طویل عرصہ کے بعد پھر اس کی لڑکی مذکورہ نے اپنے حقیقی ماموں کی وکالت میں اپنے ماموں زاد سے بغیر

رضامندی والد کے نکاح کر لیا۔ پھر وہ لڑکی مذکورہ بالغہ اپنے ماموں کے گھر تقریباً چار سال رہی۔ اس پر لڑکی مذکورہ کا والد خاموش رہا۔ پھر چار سال کے بعد لڑکی کا والد لڑکی کو لینے آیا۔ تو لڑکی مذکورہ کے ماموں نے لڑکی کو والد کے ساتھ بھیج دیا۔ لڑکی لے جاتے وقت لڑکی کا والد حلف اٹھاتا گیا کہ یہ معاملہ اسی طرح رہے گا۔ میں تمہارے ساتھ کوئی دغا و فریب نہیں کروں گا۔ لیکن لڑکی کے والد نے گھر پہنچ کر چند دنوں کے بعد لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دیا۔ کیا شرعاً پہلا نکاح جائز ہے یا ثانی نکاح؟ اگر پہلا نکاح جائز ہے تو دوسرا نکاح دیدہ و دانستہ کرنے والوں پر شرعاً کیا سزا ہوگی۔ کیا لڑکی بحالت بلوغ جبکہ وہ اپنی سوتیلی والدہ کی وجہ سے اپنے حقیقی والد سے ناراض ہو کر اپنے حقیقی ماموں کی وکالت میں بغیر رضامندی والد کے اپنی ہی قوم و کفو میں اپنے ماموں زاد سے نکاح کرتی ہے۔ کیا اس کو یہ حق حاصل مذہب حنفیہ میں ہے یا نہ۔ پھر یہ تقریباً چار سال اپنے خاوند کے گھر رہی۔ تقریباً چار سال گزرنے کے بعد پھر اس کو حقیقی والد حلف اٹھا کر لے جاتا ہے کہ میں اس معاملہ کو اسی طرح رہنے دوں گا۔ کوئی دغا و فریب نہیں کروں گا۔ چند دنوں کے بعد وہ اپنے بھتیجے کے ساتھ نکاح ثانی کر دیتا ہے۔ کیا والد کو نکاح ثانی کا حق حاصل ہے یا نہ۔ اگر نہیں تو جو لوگ شریک تھے۔ ان کی سزا کیا ہے۔

### ﴿ج﴾

عاقلاً بالغہ کا نکاح اگرچہ والد یا باقی اولیاء کی مرضی کے بغیر خود کرنا مذہب حنفیہ میں نامناسب ہے۔ لیکن نکاح جب کفو میں ہو۔ تو نافذ اور صحیح ہو جاتا ہے۔ احناف کا اس پر اتفاق ہے۔ البتہ اگر مہر مسلمی مہر مثل سے کم ہو۔ تو اولیاء کو اس پر اعتراض کا حق ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ یا مہر کو زیادہ کر کے مہر مثل کے مطابق کر دیں۔ یا تفریق قاضی سے کرادیں۔ لیکن چونکہ نکاح بہر حال صحیح ہو چکا ہے۔ اس لیے بغیر تفریق قاضی در صورت مہر تھوڑا مقرر کرنے کے دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ اب اگر مہر مہر مثل کے مطابق ہے۔ تو نکاح ثانی قطعاً ناجائز اور باطل ہے اور اگر کم بھی ہے۔ تب بھی بوجہ قبل از تفریق نکاح ثانی کیا گیا ہے۔ اس لیے اس صورت میں بھی باطل ہے۔ بہر حال نکاح ثانی صحیح نہیں ہے اور نکاح میں بیٹھنے والوں کو توبہ لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ رجب ۱۳۷۵ھ

بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کر سکتا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسلمات عابدہ عاقلہ اور بالغہ ہے اور اس کا والد فوت ہو چکا ہے اور اس عورت مذکورہ کے دو بھائی موجود ہیں اور وہ اس عورت کی مرضی کے خلاف ظلم اور تشدد سے ایک بالغ لڑکے کے ساتھ

جس کی عمر ۱۵ سال ہے۔ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ عورت برابر انکار کر رہی ہے۔ لہذا بروئے قرآن مجید و حدیث مقدس یا بقول امامان اربعہ اگر یہ بھائی اس عورت کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کر بھی دیں۔ تو کیا نکاح جبراً ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اسی صورت سے بلا رضا مندی عورت بالغہ کے خود والد نکاح کر دے تو نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔  
بیوا تو جروا

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کا والد اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا ولی سرپرست۔ جب تک وہ نکاح سے انکاری رہے۔ اس کا نکاح شرعاً نہیں ہو سکتا۔ کما قال فی الكنز مع النہر الفائق ص ۲۰۲ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور ولا تجبر بکر بالغہ علی النکاح . فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لیکن اگر مجبور ہو کر لڑکی اپنی زبان سے نکاح کی اجازت دیدے تو باوجود مجبوری کے بھی نکاح ہو جائے گا۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

بھاگی ہوئی لڑکی کے عقد اول پر دوسرا عقد کرانے والوں کا کیا حکم ہے؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بکری لڑکی عمر کے لڑکے کے ساتھ نکل گئی۔ یعنی فرار ہو گئی۔ عمر کے گھر سے جاتے ہی باہر جا کر کسی اور جگہ نکاح کر لیا۔ اس کے بعد لڑکی کے وارث لڑکی کو اسی دن واپس لے آئے اور ورثہ کو نکاح کی کوئی خبر نہ تھی۔ لڑکی نے نکاح جا کر کیا یا نہیں کوئی گمان بھی نہ ہوا۔ اس کے بعد لڑکی کے ولی نے اپنے رشتہ دار کے ساتھ نکاح کر دیا۔ بعد میں کوئی تقریباً ۲۸ دن بعد پتہ چلا کہ لڑکی تو جس کے ساتھ بھاگ گئی تھی اس کے ساتھ نکاح ہو گیا تھا۔ اب جناب مہربانی کر کے اس کا فیصلہ کریں کہ جو نکاح دوبارہ کیا گیا ہے۔ اس میں جو گواہ یا دوسرے لوگ جو نکاح میں موجود تھے۔ ان پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ یعنی کہ نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔ اگر ٹوٹ گیا تو اب وہ نکاح کر لیں کہ حلالہ کرنا پڑے گا۔ جناب عالی کیا نکاح خوان مولوی پر کوئی حکم ہے یا نہیں۔

### ﴿ج﴾

اگر لڑکی بالغ ہے تو وہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے اور جس کے ساتھ وہ فرار ہو گئی ہے۔ اگر اس کے ساتھ اس

عورت نے شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اور دوسری جگہ جو نکاح پڑھایا گیا ہے وہ منعقد نہیں ہوا ہے۔

قال فی الهدایۃ مع فتح القدیر ص ۱۵۷ ج ۳ وینعقد نکاح الحرة العاقلۃ البالغة برضاها وان لم یعقد علیها ولی بکراً كانت او ثیباً وفي الشامیۃ ص ۱۳۲ ج ۳ اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ الخ ..... دوسرے نکاح میں شریک لوگوں اور نکاح خواں کو چونکہ سابقہ نکاح کا علم نہیں تھا۔ اس لیے بے علمی کی وجہ سے منکوحہ غیر کی شادی میں شرکت کرنے والوں میں شرعاً کوئی گناہ لازم نہیں آتا۔ سب کا نکاح بدستور باقی ہے۔ کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

## نکاح بالغہ سے متعلق فتوے پر فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح اس صورت میں کرتا ہے۔ جب کہ عورت کہے اولیاء اس نکاح سے ناخوش ہیں اور نہ ان سے اس نے اجازت لی تو یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔  
بینوا تو جروا

جواب از مفتی مدرسہ ضیاء العلوم

## جواب از مفتی مدرسہ ضیاء العلوم

مندرجہ بالا صورت میں نکاح بلا اجازت و رضائے اولیاء عورت کے جو پڑھا گیا ہے۔ وہ نہیں ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ وَ شَاهِدَيْنِ عَدْلٍ کہ نکاح اجازت ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نہیں ہوتا۔ یہی حسن بن زیاد نے امام اعظم ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے۔ وعلیہ الفتویٰ فی زماننا۔

محمد حسین غفرلہ مدرس ضیاء العلوم بلاک نمبر ۱۸ سرگودھا  
الجواب صحیح محمد امیر تقیر منظور حسین کھانواں

﴿ج﴾

بالغہ لڑکی کفو میں نکاح بغیر اجازت ولی کے کر سکتی ہے۔ اس کا نکاح جائز ہے۔ وہ خود اپنی نفس کی ولی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ



بالغہ کا نکاح اگر باپ نے ایک جگہ اور والدہ نے دوسری جگہ کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی بالغہ ہندہ کا بکر کے ہمراہ نکاح و شادی کر دینے کی تاریخ مقرر کر دی تھی۔ بکر کے وارثوں نے شادی کو دھوم دھام سے منانے کے لیے بہت سے لوگوں میں کاغذ اور دعوت نامے بھیجے۔ شادی اور نکاح ہونے میں دو دن باقی رہتے تھے کہ زید مذکور کا بکر کے وارثوں سے کسی بات پر تنازع جھگڑا ہو گیا اور ہندہ کا باپ اور بھائی اور ماموں اپنی بستی سے نکل کر دوسرے کنویں پر اپنے سردار زمیندار کے پاس حالات تنازع جھگڑا سنانے کے لیے چلے گئے۔ پھر وہاں جا کر مشورہ ہوا کہ اب نکاح ہندہ کا بجائے بکر مذکور کے خالد سے کیا جائے۔ پھر نکاح خواں حلقہ کو بلایا۔ زید نے اپنی دختر ہندہ بالغہ مذکورہ کا بغیر اجازت حاصل کیے خالد کے ہمراہ نکاح کر دیا۔ ادھر ہندہ اور اس کی ماں کو معلوم ہوا کہ زید ہندہ کا دوسری جگہ نکاح کرنے کو تیار ہو گیا ہے تو ہندہ اور اس کی ماں اپنے گھر سے نکل کر اپنے رشتہ داروں کے کنویں پر چلی گئی۔ جو رشتہ دار بکر کے نکاح کے حامی تھے۔ زید جب نکاح کر کے واپس اپنے مکان کی طرف آ رہا تھا تو راستہ میں کسی نے کہا کہ تمھاری لڑکی ہندہ اور بیوی تمھارے گھر سے نکل کر دوسرے کنویں پر چلی گئی ہیں۔ زید اپنے گھر آیا تو بکر کے رشتہ داروں نے جمع ہو کر زید سے معافی مانگی اور صلح کرادی۔ پھر ہندہ اور اس کی ماں کو واپس اپنے گھر بلایا گیا اور ہندہ کا نکاح با اجازت ہندہ کے بکر کے ہمراہ کیا گیا۔

قابل دریافت یہ امر ہے کہ شرعاً نکاح ہندہ کا بکر سے ہو گا یا خالد سے ہو گا۔ حالانکہ خالد سے نکاح کر دینے پر ہندہ اپنی عدم رضا ظاہر کر کے دوسرے کنویں پر چلی گئی تھی۔ مینو اتو جروا

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے۔ اسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح درست نہیں بلکہ عاقلہ بالغہ کی اجازت اور رضا مندی ضروری ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے۔ **وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها (هدایہ مع فتح القدیر ص ۱۵۷ ج ۲)** بنا بریں صورت مسئلہ میں ہندہ بالغہ کی اجازت کے بغیر زید نے جو خالد سے اس کا نکاح پڑھایا ہے۔ وہ ہندہ بالغہ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر اس نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس نکاح کو رد کیا ہے۔ تو خالد کے ساتھ نکاح فسخ ہو گیا ہے اور بکر کے ساتھ جو ہندہ کی اجازت سے نکاح پڑھایا ہے۔ وہ صحیح اور نافذ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

## بالغہ پر نکاح میں جبر کرنا

﴿س﴾

ایک شخص متوفی محمد بخش جس کو دس سال تخمیناً ہو گئے ہیں فوت ہو گیا ہے۔ ایک بھائی اور ایک زوجہ اور ایک دختر پانچ سالہ یا چھ سالہ چھوڑ گیا اور وہ غریب آدمی تھا۔ کچھ جائیداد کچھ مال اسباب نہیں رکھتا تھا۔ پس اس کی زوجہ محنت کر کے اور مشقت کر کے بہت تکلیف اٹھا کر اس یتیمہ کو کھلاتی پلاتی پہناتی رہی بلا امداد۔ کسی شخص علی الخصوص وہ بھائی متوفی جو کہ یتیمہ کا چچا لگتا ہے کوئی امداد خرچ اخراجات کھانے پینے کی اور کپڑے کی جو کہ پہنایا جائے بالکل نہیں دی۔ اب وہ یتیمہ عاقلہ بالغہ جو کہ ۱۵ یا ۱۶ سال کی ہو گئی ہے۔ ماں چاہتی ہے کہ میں اس کا عقد نکاح کسی اچھی جگہ کر دوں تاکہ اس سے شرعاً کوئی ناجائز کام نہ ہو جائے۔ اب اس کا چچا ضد کے مارے یا لالچ کے مارے کام کرنے نہیں دیتا۔ علی الخصوص وہ لڑکی چچا کا کام کسی جگہ کر دینا منظور نہیں کرتی۔ کہتی ہے کہ ماں میری جب کام کر دیں وہ منظور چچا کا کام کر دینا بالکل نامنظور ہے۔ بار بار کہتی ہے۔ ماں متولی نکاح کر دینے کی بن سکتی ہے یا نہیں۔

(نوٹ) ڈپٹی صاحب نے بعد درخواست اجازت نکاح کے حکم دے دیا ہے کہ ماں جہاں چاہے نکاح کر دے۔

﴿ج﴾

جب لڑکی عاقلہ بالغہ ہے۔ تو اسے اپنے نکاح کا خود اختیار ہے۔ جس سے چاہے کر سکتی ہے۔ کسی کو اس پر حق جبر حاصل نہیں۔ ولا تجبر البکر البالغة علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ تنویر الابصار ص ۵۸ ج ۳۔ واللہ اعلم بالصواب

## بالغہ کا جبری کرایا ہوا نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہماری بہن بیوہ ہوئی ہے۔ پہلے خاوند سے ایک لڑکی تھی۔ پھر نکاح ثانی کیا تو بہن نے لڑکی نا بالغہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہا اور خاوند ثانی کے گھر لے گئی۔ جب لڑکی بالغ ہوئی تو خاوند ثانی نے اس سے زنا کا ارتکاب کیا۔ اتفاقاً لڑکی کو حمل ٹھہر گیا تو خاوند ثانی مذکور نے اس برائی کی ملامت سے بچنے کے لیے لڑکی مذکورہ حاملہ کا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا۔ حالانکہ لڑکی رضا مند نہ تھی اور جبراً اس کے پاس گواہ اور وکیل بھیجے گئے۔ لیکن اب تک رضا مند نہ ہوئی۔ بھتیجہ مذکور کی عمر تقریباً ۱۲ سال ہے۔ تو کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہ۔

## ﴿ج﴾

اگر لڑکی نے اپنی زبان سے اجازت نکاح نہیں دی اور ناراضگی کا اظہار کر دیا ہے تو نکاح صحیح نہیں ہوا۔ بالغہ پر جبر نکاح باندھنے کا حق کسی کو نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی اول نکاح سے برابر انکار کرتی رہی ہے تو دوسرا نکاح درست ہوگا

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری شادی علی نواز سے ہوئی، وہ وفات پا گئے۔ میرے خاوند کے وفات پانے کے سوا چار ماہ بعد میرے دیور نثار نے مجھ سے نکاح کرنے کی بہت کوششیں کیں۔ مگر میں انکار کرتی رہی۔ چونکہ میرے دیور کی پہلے بھی بیوی موجود تھی۔ دوسرا یہ کہ اس نے ہمیشہ کوشش کے دوران زبردستی اور مار پیٹ کر نکاح کرنے کی کوشش کی۔

لیکن میں نے ہر طرح سے انکار کیا۔ آخر ان کی مار پیٹ کی وجہ سے مجھے بخار بھی ہو گیا۔ بخار کی حالت میں انھوں نے جعلی نکاح اندراج کر دیا۔ جس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ دو تین یوم کے بعد چیئر مین آیا۔ جس نے مرنے والے شوہر کے بارے میں کہا کہ تمہارے شوہر کی زمین کا معاملہ ہے۔ آپ انگوٹھا لگا دیں۔ میں نے انگوٹھا لگا دیا۔ اس طرح پہلے بے علمی سے اجازت ایک سو روپیہ کے کاغذات پر لی گئی ہے۔ اب میں نے ملتان میں اپنے ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کے کہنے پر خلیل احمد سے شادی کر لی ہے۔

## ﴿ج﴾

واضح رہے کہ عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں مختار ہے۔ اس کو کوئی بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا، نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح کر سکتا ہے۔ کما فی کتب الفقہ ولا تجبر البکر البالغة علی النکاح۔ تنویر

الابصار ص ۵۸ ج ۳

پس صورت مسئلہ میں تحقیق کی جائے کہ اگر لڑکی نے نثار کے ساتھ نکاح کی دلالت یا صراحۃً اجازت دی ہو تو اس کے ساتھ نکاح صحیح ہے۔ اگرچہ اجازت زبردستی سے بھی حاصل کی گئی ہے۔ کیونکہ زبردستی سے بھی اگر اجازت حاصل کی جائے تو وہ بھی شرعاً معتبر ہے۔

لیکن اگر لڑکی نے بالکل اجازت نہیں دی اور وہ برابر نثار کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتی رہی اور اس کی



اجازت کے بغیر اس کا نکاح نثار کے ساتھ کیا گیا ہے اور اس سے انگوٹھا بھی دھوکہ سے لگوا یا گیا ہے۔ جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ نکاح صحیح نہیں اور اس کے بعد اس کا خلیل احمد کے ساتھ جو نکاح کیا گیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ بشرطیکہ نکاح بھی لڑکی کی اجازت سے ہوا ہو۔

الحاصل پہلے نکاح کی صحت اور عدم صحت کا مدار لڑکی کی اجازت اور عدم اجازت پر ہے۔ لہذا خوب تحقیق کی جائے۔ اگر لڑکی نے واقعی پہلے نکاح کی اجازت نہیں دی تو خلیل احمد کے ساتھ نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

بالغہ باکرہ جب نکاح اول پر ناخوش تھی تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے

﴿س﴾

بالغہ باکرہ ہے اور اس کی والدہ ہے۔ بغیر قبول ہندہ کے کتابی اور تحریری نکاح کر لیا اور ہندہ کو بار بار انکار رہا۔ دس سال کا عرصہ کتابی نکاح کی آڑ میں کسی نے نکاح کرنے کی خواہش بھی نہ کی۔ لہذا ہندہ نے مجبور ہو کر کتابی نکاح کو رد کرنے کے لیے عدالت میں دعویٰ دائر کر لیا۔ چنانچہ وہ نکاح بھی عدالت نے رد کر دیا ہے۔ کیا ہندہ دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

باکرہ بالغہ کے اوپر ولایت اجبار نہیں۔ یعنی ولی باکرہ بالغہ کا نکاح جبراً نہیں کر سکتا۔ ولا يجوز للولی اجبار البکر البالغۃ علی النکاح ہدایہ مع فتح القدیر ص ۱۶۱ ج ۳۔ اولاً صورت بالائیں تو والدہ خود ولی بھی نہیں۔ لہذا نکاح شرعی نہیں ہوا۔ عن ابن عباس ان جاریۃ بکراً اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت لہ ان ابالہا زوجہا وہی کارہۃ فخیرها النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابن ماجہ۔ معلوم ہوا کہ صورت بالائیں ابتداً نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اب عورت جہاں نکاح کرے کر سکتی ہے۔

هذا ما ظهر لي في هذا خويلد العلماء، عزيز الله غفر له مدرس مدرس نعمانيه  
الجواب صحیح بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ مدرسہ قاسم العلوم  
احقر محمد محمود اختر مدرس مدرسہ قاسم العلوم  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا بالغہ کو باپ کے نکاح سے انکار کا حق ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی بالغہ جس کی عمر تقریباً اس



وقت ۱۹ سال کی ہے اور عرصہ چھ سال سے اپنے بھائی کے پاس رہتی ہے اور وہی اس کے خرچ وغیرہ کا کفیل ہے۔ چند روز ہوئے جب اس کا بھائی گھر موجود نہ تھا۔ کسی دوسرے شہر میں گیا ہوا تھا۔ رات کے وقت اس لڑکی کا حقیقی والد اور پانچ دیگر اشخاص ایک نکاح خوان کو لے کر آیا اور اس لڑکی کو نکاح کے لیے کہا۔ لڑکی کی والدہ نے بآواز بلند زور زور سے کہنا شروع کیا کہ میرے ساتھ ظلم نہ کرو۔ نہیں پڑھانا چاہتی۔ اس لڑکی کا والد بھی شور مچا کر کہہ رہا تھا کہ اس کا نکاح نہ پڑھو۔ ان کے شور و غل سے اہل محلہ گلی میں جمع ہو گئے اور لڑکی کا انکار سن رہے تھے۔ مکان کی کنڈی اندر سے بند تھی۔ باپ نے زبردستی لڑکی کے انکار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نکاح کی اجازت دے دی اور نکاح خوان نے نکاح پڑھ دیا۔ لڑکی پہلے سے انکاری تھی اور اس جگہ اپنا نکاح کروانا نہیں چاہتی تھی۔ اس نکاح میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں۔

بیواتو جروا

(نوٹ) لڑکی صوم و صلوٰۃ کی پابند نیک ہے اور لڑکے کو صحیح کلمہ بھی پڑھنا نہیں آتا۔

۷ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

### ﴿ج﴾

لڑکی بالغہ پر کسی کو بھی ولایت اجبار حاصل نہیں۔ باپ یا کوئی دوسرا ولی اس کو کسی سے نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ ولا تعبر البکر البالغة علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (درمختار باب الولی کتاب النکاح) ص ۵۸ ج ۳ لہذا یہ نکاح صحیح نہیں۔

بالخصوص جبکہ وہ بعد والد کے نکاح کرانے کے بھی اپنے انکار پر قائم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ کفو میں نکاح کرنے کی مختار ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر میں مسئلہ۔ ایک لڑکی نے یتیمی کے زمانہ سے لے کر بلوغت کے زمانے تک اپنی حقیقی بڑی ہمشیرہ کے ہاں پرورش پائی۔ چونکہ والدین کا بچپن کے زمانہ ہی میں سر سے سایہ اٹھ گیا تھا اور صرف ایک چچا تھے۔ انھوں نے اسی دوران بچپن کے زمانہ میں اس کی پرورش کرنے سے صاف جواب دے دیا تھا کہ تم ہی اس کے ہر حال میں مالک ہو۔ اب وہ لڑکی بالغ ہو گئی۔ اس نے اپنی سہولت کی وجہ سے اور اپنی حقیقی ہمشیرہ کی عین رضامندی سے مختار نامہ عدالتی طور پر حاصل کیا اور بلوغت کا سرٹیفکیٹ بھی حاصل کیا۔ اس خوف کی وجہ سے شاید وہ چچا جنھوں نے پرورش کرنے سے جواب دیا تھا۔ ایسا نہ ہو کہیں وہ ناجائز مجھ پر دباؤ دیں۔ دونوں چیزیں حاصل کر کے اب وہ اپنی حقیقی بڑی ہمشیرہ کی اجازت اور اپنی خود اجازت اور رضامندی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہ؟ سائل نجیب اللہ ملتان

﴿ج﴾

اگر اس عورت کی نابالغی کے زمانہ میں چچا نے اس کا نکاح کسی سے نہ کیا ہو تو بعد بالغ ہونے کے وہ اپنی مرضی سے بغیر اجازت چچا کے کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ کو شرعاً کفو میں نکاح کرنے کا حق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔ نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے ایک عورت مطلقہ جس کی عمر تقریباً پچیس ۲۵ سال سے تیس ۳۰ سال کے درمیان ہے۔ ایک ایسے شخص سے نکاح کر لیتی ہے۔ جس سے اس کے والد صاحب نے ایک آدمی کی موجودگی میں مسجد میں بیٹھ کر دعاء خیر (وعدہ نکاح کر لیا تھا) پڑھ دی تھی۔ لڑکی کا والد نکاح سے رقم بھی کھاتا رہا۔ نکاح صلوٰۃ و صوم کا پابند ہے اور اپنی منکوحہ سے اونچے نسب سے تعلق رکھتا ہے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟  
سائل غلام رسول خان پور

﴿ج﴾

جب عورت بالغہ ہے تو اس کو شرعاً اختیار ہے کہ کفو میں بغیر اجازت اولیاء (باپ وغیرہ) نکاح کر سکتی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ شخص بوجہ نیکو کار ہونے کے اور بوجہ شرافت نسب ہونے کے اس کا کفو ہے تو یہ نکاح صحیح اور درست ہے۔  
واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ محرم ۱۳۷۵ھ

عاقلہ بالغہ کے لیے باپ کی اجازت مستحب ہے ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی دو تین سال سے بالغہ نے اپنے والد کی اجازت کے بغیر کسی آدمی سے نکاح کر لیا۔ کیا شرعاً یہ نکاح جائز و صحیح ہے یا ناجائز۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ باپ کی اجازت اگرچہ مستحب ہے۔ لیکن ضروری نہیں۔ لہذا صورت مسئلہ میں نکاح شرعاً درست و صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ شعبان ۱۳۸۳ھ

ماموں کا بھانجی کا رشتہ بہن کی اجازت کے بغیر کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ مسماں بھولاں ابھی تک چھوٹی بچی تھی۔ اس کا والد بقضائے الہی فوت ہو گیا اور وہ اپنی والدہ حقیقی کے پاس جو کہ اپنا بچہ تھی رہنے لگی۔ مسماں بھولاں کے ماموں حقیقی نے اپنی شادی کے لالچ میں مسماں بھولاں کا عقد نکاح پڑھا دیا۔ جس کو اب عرصہ دس سال گزر چکے ہیں۔ جبکہ بھولاں تین سال کی تھی۔ اس کی والدہ نکاح میں موجود تھی۔ لیکن اس کی رضا مندی نہ تھی اور وہ اس سے انکار کرتی رہی۔ دیگر کوئی نزدیکی رشتہ دار بھولاں کا موجود نہ تھا۔ اب بھی ہر دو محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتی ہیں۔ عرصہ تریبا دو ماہ کا ہوا ہے کہ مسماں بھولاں جبکہ جوان ہوئی ہے اور اس کو پہلی مرتبہ ماہواری آئی تو اس نے فوراً اسی وقت اپنی والدہ حقیقی مسماں بدھان اور مسکمی محمد علی جو اسی مکان میں رہتا ہے کے روبرو نکاح خود کو فسخ کر کے نا منظور کروا دیا ہے اور اس کی تائید بھی یہ ہر دو کرتے ہیں۔ اب بھی بھولاں کو نکاح مذکور منظور نہ ہے۔ کیا اس کی والدہ بھولاں کا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہ؟ اور حاکم وقت کے پاس ایسی اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

اگر نکاح کے وقت والدہ نے انکار کر دیا ہے اور اس لڑکی کا کوئی جدی قریب ولی موجود نہ ہو۔ تو اس کا سرے سے نکاح ہی نہیں ہوا۔ نکاح کی ولایت پہلے تو جدی قریب کو حاصل ہوتی ہے۔ بعد ازاں والدہ کو ماموں اس صورت میں ولی نہیں ہے۔ لہذا اس صورت میں تو فسخ ہو گیا اور مجسٹریٹ سے حکم لینے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر کوئی دوسرا ولی (جدی قریب) موجود ہو تو والدہ کے انکار کے باوجود یہ ان کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اجازت دے دی تو نکاح صحیح ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ لیکن نکاح کے صحیح ہونے کی صورت میں بھی اگر وہ بلوغ کے عین وقت انکار کر چکی ہے اور دو گواہ بنا لیے تو مجسٹریٹ (مسلم) کے پاس دعویٰ دائر کر کے خیار بلوغ کے حق سے فسخ کر سکتی ہے۔ اس صورت میں فیصلہ مجسٹریٹ کا ضروری ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ کے نکاح پر چچا کا ناخوش ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی بالغہ نے اپنا نکاح اپنی ماں کی موجودگی میں اپنی اجازت

سے اپنے کفو میں کر لیا ہے اور اس لڑکی کا چچا موجود نہ تھا۔ جب اس کو علم ہوا تو وہ اس نکاح سے ناخوش ہے۔ کیا اس صورت میں لڑکی نے اپنا جو نکاح اپنے کفو میں شرعی طور پر وکیل اور گواہوں کی موجودگی میں کیا ہے۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جبکہ لڑکی بالغہ ہے اور اس نے اپنا نکاح شرعی طور پر باقاعدہ وکیل اور گواہوں کے کی موجودگی میں پڑھایا ہے اور اپنے کفو میں نکاح کیا ہے تو یہ نکاح جائز اور درست ہے۔ ولی کی اجازت کے بغیر بھی اگر لڑکی بالغہ اپنا نکاح اپنے کفو میں کر لے تو وہ نکاح نافذ ہو جائے گا۔ نابالغ لڑکی کے لیے ولی کی ضرورت ہوتی ہے۔ درمختار ص ۵۵ ج ۳ میں ہے۔ وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی الخ۔ لہذا اس لڑکی کا یہ نکاح صحیح و درست ہے۔ چچا کی ناراضگی کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ اعلم

الحبيب سيد مسعود علی قادری مفتی و مدرس مدرسہ انوار العلوم

چونکہ بعد البلوغ ولی کو حق اجبار و اکراہ باقی نہیں رہتا۔ اس لیے یہ نکاح شرعاً صحیح و نافذ ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولا تجبر البکر البالغة علی النکاح لانقطاع الو لایۃ بالبلوغ انتھی ص ۵۸ ج ۳۔ واللہ ورسولہ اعلم سید احمد سعید کاظمی۔

اصاب من اجاب محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی نے عقد اول کی اجازت نہ دی ہو تو دوسرا عقد درست ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ بھرانواں بنت محمد نواز خان بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱ تحصیل ملتان اپنے حقیقی نانا سردار خان کے گھر بسلسلہ ملاقات چند دن کے لیے گئی۔ چنانچہ سردار خان کا بھائی رمضان خان نے لالچ میں آ کر بھرانواں کی مرضی کے خلاف سکندر خان سے نکاح پڑھوا دیا۔ برادری اور مسماۃ بھرانواں کے والد محمد نواز خان نے پنچائت کی اور اپنی لڑکی کا نکاح اپنے گھر میں لا کر دوبارہ اپنی جانب سے رمضان خان ولد کامو خان بلوچ سے اپنی لڑکی بھرانواں کی رضامندی سے کر دیا۔ جہاں وہ آباد ہے اور تین بچے بھی ہیں۔ مگر سکندر خان سابقہ نکاح والد پر اصرار ہے کہ بھرانواں بروئے نکاح میری منکوحہ ہے۔ مگر بھرانواں اس نکاح کو مسترد کرتی ہے۔ آیا کونسا نکاح صحیح ہے؟



## ﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر پہلے نکاح کے وقت لڑکی بالغہ تھی اور اس سے اجازت حاصل نہیں کی گئی اور اس کی اجازت کے بغیر بالغہ لڑکی کا نکاح غیر ولی اقرب نے کر دیا اور نکاح کے بعد بھی لڑکی نے اجازت نہیں دی تو دوسری جگہ بالغہ لڑکی کی اجازت سے جو نکاح ہوا ہے۔ یہ نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ اگر پہلا نکاح بھی بالغہ لڑکی کی اجازت سے ہوا ہے۔ تو دوسرا نکاح صحیح شمار نہ ہوگا۔ اس لیے تحقیق کی جائے۔ جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

## بالغہ کا والد کے نکاح سے انکار کرنا

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص غلام حسین نے بد رستی حواس خمسہ اپنی لڑکی امیراں مائی عمر ۱۶ سال نکاح کر کے دعاء خیر و شیرینی تقسیم کر کے مسمی غلام محی الدین صاحب کے ساتھ کر دی گئی اور نکاح کی تاریخ مقرر کر دی۔ لڑکے کے والد مسمی غلام حسین کو مجبور کر کے اس لڑکی مسماۃ امیراں مائی کو دوسری جگہ نکاح کرنے پر مجبور کر کے کرایا گیا۔ لیکن جب لڑکی کے باپ نے وکیل بن کر دوسرے نکاح کا نام لڑکی کے سامنے لیا تو لڑکی نے اپنی زبان سے اقرار نہ کیا اور نہ ہی انکار کیا۔ بلکہ بلند آواز سے رونا شروع کر دیا۔ لڑکی کے والد نے مجمع عام کے سامنے آ کر نکاح کی اجازت دے دی اور دو گواہوں کے بیان شہادت بھی کر دیے۔ نکاح خواں نے نکاح پڑھ دیا۔ جب برادری اور رشتہ دار چلے گئے تو بعد میں لڑکی سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو لڑکی نے اپنی والدہ کو جواب دیا کہ مجھے یہ موجودہ نکاح منظور نہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اگر نکاح جائز تصور ہو جائے تو اب جہاں دعاء خیر کر کے نکاح کی تاریخ مقرر کی گئی تھی اور پہلی جگہ جہاں لڑکی بھی رضا مند ہے۔ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اب والد اور والدہ بھی کہتے ہیں کہ برادری سے سخت مجبور ہونے پر زبردستی نکاح کر دیا ہے نہ اس وقت لڑکی رضا مند تھی نہ اب ہے اور نہ ہی آئندہ رضا مند ہونے کو تیار ہے۔ اس مسئلہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ والدہ کا کیا ہوا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ لڑکی بالغہ ہے اور نکاح سن بلوغ میں پایا گیا۔ لڑکی کی عمر ۱۶ سال تھی۔ نیز مذکورہ گواہ لڑکے کی طرف سے تھے اور وہ حق کی گواہی دینے کو تیار ہیں۔

مستفتی غلام حسین والد لڑکی مسماۃ امیراں مائی سلطان پور

## ﴿ج﴾

بالغ لڑکی خود مختار ہوا کرتی ہے۔ شریعت کی رو سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی نکاح نہیں کرا سکتا۔ باپ کی ولایت

اس کے اوپر بلوغ کے بعد نہیں رہتی۔ لہذا چونکہ اس جبری نکاح پر لڑکی ناراض تھی۔ اس لیے یہ نکاح نہیں ہوا ہے اور نہ یہ نکاح شرعاً شمار ہوگا۔ البتہ اگر وہ باپ کے سوال کے جواب میں خاموش ہو جاتی یا ہنس جاتی تو نکاح ہو جاتا۔ لیکن اس نے جواب میں رو کر ناراضگی کا اظہار کر دیا۔ اس لیے یہ نکاح بالکل صحیح نہیں۔ ولا يجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح اہ ہدایہ مع الفتح ص ۱۶۱ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ واللہ اعلم  
عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر اطلاع پہنچتے ہی بالغہ نے انکار کر دیا ہو تو نکاح نہ ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ کا نکاح اس کا ولی والد بغیر اجازت کر سکتا ہے یا نہیں۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک لڑکی جو کہ عرصہ چھ سات ماہ سے بالغہ ہو چکی ہے۔ اس کا نکاح اس کے والد نے بغیر اجازت اس لڑکی کے کر دیا۔ لڑکی کو جب اس کی ہمشیر نے ذکر کیا کہ تمہارا نکاح ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ میں خود بالغہ ہوں اور مجھ سے نہیں پوچھا گیا۔ میرا نکاح نہیں ہوا۔ اگر میرا نکاح ہوتا تو مجھ سے پوچھا جاتا۔ مجھے منظور نہیں ہے۔ صورت مسئلہ میں کیا نکاح ہوا یا نہیں۔ براہ شفقت از روئے شرع شریف جو بھی فیصلہ ہو بمع مہر دستخط فرمائیں۔

﴿ج﴾

چونکہ یہ لڑکی بالغہ ہے اور جس وقت اس کو نکاح ہو جانے کی خبر پہنچی۔ اس نے انکار کر دیا تو یہ نکاح جائز نہیں ہوا۔ کیونکہ ولایت اجبار ولی بلوغ تک ہے۔ بلوغ کے بعد عورت خود مختار ہو جاتی ہے۔ تمام فقہاء احناف کا اس پر اتفاق ہے۔ حیث قالوا ولا يجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح۔ النسخ ہدایہ مع الفتح ص ۱۶۱ ج ۳ واللہ اعلم  
عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
اگر واقعی لڑکی بالغہ ہے اور اس سے اجازت نہیں لی گئی اور اطلاع ملتے ہی اس کے انکار کا صحیح ثبوت موجود ہو تو ایسی صورت میں نکاح نہیں ہوا۔ ورنہ ہو چکا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ رجب ۱۳۷۹ھ

## اغواء کردہ لڑکی کا نکاح کسی رشتہ دار سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لال خان ولد محمد بخش قوم گورمانی نے اپنی لڑکی مسماۃ مبارک مائی اللہ بخش قوم سابقہ کے لڑکے محمد بخش کو دینے کا وعدہ کیا۔ جس پر مسمی لال خان کا بھانجا عبدالرحمن اور مسمی مذکور کا داماد محمد رمضان مخالف ہو گئے۔ مسمی محمد رمضان اور اس کی گھر والی جو مسماۃ مبارک مائی کی بہن ہے۔ انھوں نے اس کو سکھایا کہ تجھے عبدالرحمن مذکور کے ساتھ بیاہ کریں گے۔ جس پر وہ آمادہ ہو گئی۔ جس دن مسمی محمد بخش قوم سابقہ کی شادی ہونے والی تھی۔ عبدالرحمن اس سے پہلی رات سوتے میں مبارک مائی کو گھر سے جگا کر لے بھاگا۔ مسمی خیر محمد ولد عبداللہ قوم گورمانی جو مسمی عبدالرحمن مذکور کا چچا زاد بھائی ہے۔ اس کے گھر مسماۃ مذکورہ کو بٹھایا اور اسی رات سحری کے وقت عبدالرحمن اور مبارک مائی کا نکاح کیا گیا اور نکاح خوان غلام محمد ولد عبداللہ گورمانی تھا اور وکیل خیر محمد ولد عبداللہ اور گواہ حامد خان ولد اللہ بخش اور اللہ بخش ولد امام بخش قوم گورمانی ہوئے اور مذکورہ عورت نے اپنی زبانی بیان دیا جو اس مجلس میں موجود تھی۔ جب پوچھا نکاح خوان اور وکیل نے کہ تو بالغ ہے۔ اس نے کہا کہ میں چھ ماہ سے بالغ ہوں اور ویسے کاغذ پر عمر اس کی چودہ سال پانچ چھ ماہ تھی۔ محمد رمضان اور اس کی گھر والی کی بھی یہی تصدیق ہے کہ وہ چھ ماہ سے بالغ تھی۔ یہ سب بیان مسجد میں حلفیہ لیے گئے۔ مگر اس عورت مذکورہ کا ولی نکاح میں موجود نہ تھا۔ اس عورت مذکورہ کے بیانوں پر نکاح ہوا۔ کیا یہ نکاح شرعاً صحیح ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

اگر لڑکی مذکورہ بوقت نکاح بالغ تھی۔ اس کا عقد نکاح ہمراہ عبدالرحمن درست ہو گیا ہے۔ کیونکہ بالغہ لڑکی اپنی مرضی سے کفو میں اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ والد کو اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ بلکہ فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ رجب ۱۳۹۸ھ

بالغہ جب انکار کرتی رہے تو نکاح ہی نہ ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔ (۱) میری شادی حسین ولد فرید قوم سہو کے ساتھ عرصہ پانچ سال پہلے

ہوئی تھی۔ دو سال بعد میرا خاوند فوت ہو گیا اور میں بیوہ بن کر اپنے والدین کے پاس کرم پور محنت مزدوری کر کے وقت گزار رہی تھی۔

(۲) میرا حقیقی بھائی رجب علی مجھ کو دھوکہ دے کر موضع دھلو میں لے گیا اور وہاں ایک شخص فیض بخش ولد بصرہ قوم سہو کے ساتھ میرا نکاح زبردستی کروانے پر زور دیا۔ جب مجھ سے تین آدمی مطابق شرعاً نکاح کرنے پر میری رضامندی لینے آئے۔ جس پر میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ میں نے کافی واویلہ کیا اور اس جگہ سے بھاگ کر محمد بخش قوم بھانجہ کے گھر پناہ لے لی اور دوسرے دن میرا بڑا بھائی وچھا اللہ یار وہاں پہنچ گئے اور انھوں نے نجات دلوائی اور مجھ کو گھر واپس لائے۔ اب فیض بخش پروپیگنڈہ کرتا پھر رہا ہے کہ میرا نکاح ہے۔ کیا ان حالات کے تحت شرعاً نکاح ہے یا نہیں۔ فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔

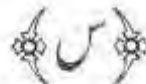


واضح رہے کہ عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر منعقد نہیں ہوتا۔ پس صورت مسئلہ میں پوری تحقیق کی جائے کہ اگر عورت نے صراحتاً نکاح کی اجازت نہیں دی ہے۔ بلکہ انکار کرتی رہی ہے تو اس کا نکاح منعقد نہیں ہوا اور اگر اس سے اجازت حاصل کی گئی ہو تو نکاح صحیح ہے۔ الغرض اگر اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا گیا ہے تو وہ معتبر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی بدریہ قاسم العلوم ملتان  
۷ اذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

کیا ۱۴ سال والی لڑکی بالغ ہو سکتی ہے؟

بالغہ باکرہ کا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا



کیا فرماتے ہیں علماء مسئلہ ذیل میں کہ لڑکی بھر چودہ سال و چند ماہ میں بالغ ہو سکتی ہے یا کہ نہیں؟ سائل حافظ غلام محمد



(۱) پندرہ سال سے قبل اور نو سال کے بعد عورت جوان ہو سکتی ہے۔ اگر وہ خود اقرار بلوغ کرے۔ بشرطیکہ اس کی جسمانی حالت اس قابل ہو۔ ہکذا فی الشامی و کتب الفقہ۔ (۲) باکرہ بالغہ کا نکاح بغیر اذن ولی کے ہو سکتا ہے۔ اس کو خود اختیار ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان



بالغہ کا زبردستی انگوٹھا فارم پر لگوانے سے نکاح جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت بالغہ کا نکاح پڑھانے کا جب وقت آیا تو اس کی رضامندی معلوم کرنے کے لیے وکیل اور گواہ اس کے پاس پہنچے۔ چنانچہ عورت نے دروازہ بند کر کے ان تینوں کو کہا کہ مجھے ہرگز منظور نہیں ہے۔ تینوں واپس چلے آئے۔ اب لڑکی کا والد اور لڑکا جس کا نکاح ہو رہا ہے۔ اس کے وارثان لڑکی جس نے نکاح سے انکار کیا تھا کے پاس دروازہ زبردستی کھلوا کر پہنچے۔ اس کو خوب مارا کہ تو نکاح کی رضامندی ظاہر کر۔ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اب نکاح رجسٹر میں عورت مذکورہ کے زبردستی انگوٹھا جات ثبت کیے گئے اور لڑکے کے وارثان واپس چلے گئے اور عورت اپنے والدین کے گھر بدستور مقیم رہی اور سر میل بعد ازاں کرنا قرار پا گیا۔ (۲) یہ اب چند یوم ہوئے ہیں۔ اس لڑکی کو جس کا زبردستی نکاح برضا مندی اس کے والد کے پڑھایا گیا تھا کو اس لڑکے کے وارثان بشمول اس لڑکے کے اس بغیر رضامندی کی منکوحہ کو اٹھا کر زبردستی رات کے وقت اپنے گھر لے گئے اور تاحال عورت مذکورہ ان کے پاس ہے۔ آیا نکاح مذکور جو عورت کی رضامندی کے بغیر صرف اس کے والد کی رضامندی تھی اور دیگر اہل کنبہ کی رضامندی بھی نہیں تھی۔ زبردستی پڑھایا گیا تھا اور اس کے انگوٹھا جات رجسٹر نکاح خوانی درجہ کیے گئے تھے۔ غلط ہے یا صحیح ہے۔ بینواتو جروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ بالغہ عاقلہ عورت نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کوئی نہیں کر سکتا۔ پس صورت مسئلہ میں شرعی طریقہ سے خوب تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی لڑکی نے دالۃ یا صراحۃً کوئی اجازت نہیں دی ہے بلکہ وہ انکار کرتی رہی اور اس کی رضامندی کے بغیر زبردستی اس کا انگوٹھا نکاح فارم پر ثبت کیا ہے تو شرعاً یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ البتہ اگر اس نے کسی قسم کی کوئی اجازت دی ہو تو پھر نکاح جائز شمار ہوگا۔ بہر حال خوب تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ صفر ۱۳۹۴ھ

## اگر لڑکی نے نکاح کی اجازت نہ دی ہو تو وہ نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی کا نکاح لڑکی کی اجازت کے بغیر پڑھ دیا ہے۔ جبکہ اس وقت لڑکی ڈیڑھ سال سے شرعاً بالغ تھی۔

﴿ج﴾

اگر بالغ لڑکی نے نکاح سے پہلے یا بعد کسی وقت بھی صراحۃً یا دلالتاً اجازت نہیں دی اور اس نکاح کا اس نے انکار کر دیا ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ بالغ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو بھی ولایت جبر حاصل نہیں اور اگر نکاح سے قبل یا بعد صراحۃً یا دلالتاً اجازت دی ہو تو نکاح صحیح شمار ہوگا اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ شرعی طریقہ سے خوب تحقیق کی جائے۔ جو بھی صورت ہو۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

بالغہ کا نکاح اگر اس کے والد نے جان کے ڈر سے کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

مسمی زید اپنی دختر ہندہ (بالغہ) کا نکاح بغیر اذن کے ساتھ عمرو (جو کہ مذہباً جدی شیعہ چلا آتا ہے) کے اس حال میں کر دیتا ہے کہ اول زید کو ایک دن کسی بے جا الزام کے تحت اتنا مارا پیٹا جاتا ہے کہ بے ہوشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ پھر رات کو اسے اپنے تسلط میں رکھ کر اگلے دن بزور اس سے اس کی دختر ہندہ کا نکاح کر والیا ہے۔ جب ہندہ کو نکاح کا علم ہوتا ہے کہ میرے والد سے دشمنوں نے زور دے کر میرا نکاح کرالیا ہے تو خوب روتی ہے۔ نیز خود زید بھی کہتا ہے کہ میں نے دشمنوں کے تسلط میں آ کر محض مارے خطرہ جان کے نکاح کر دیا ہے تو کیا یہ عقد عقد جبر کے حکم میں ہوگا یا نہ۔ ہندہ بالغہ سے اجازت نہ لینا اور بعد العقد علم ہونے پر ہندہ کا آواز سے رونا انعقاد یا عدم انعقاد عقد میں مؤثر ہوگا یا نہ۔ نیز سنیہ کا نکاح شیعہ سے کیا حکم رکھتا ہے۔ الغرض مذکورہ تینوں پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے شرعی تحقیق سے بہرہ ور فرما کر فتویٰ پر مہر ثبت فرمائیں۔ واضح رہے کہ ہندہ خود زید اور اس کا تمام خاندان سنی المذہب ہے۔ عمرو وغیرہ سے ان کا کوئی دور کا رشتہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ زید ایک مسافر واجنبی کی حیثیت سے ان کے شہر میں بوجہ غیر آبادی علاقہ کے عارضی طور پر مقیم ہے۔

## ﴿ج﴾

عاقلاً بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے۔ اسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے سوا اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح کر لیا تو یہ نکاح درست نہیں۔ غرضیکہ عاقلاً بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔ اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ اس کی رضاء کے بغیر اس کے والد کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں۔ آواز کے ساتھ رونا اجازت نہیں بلکہ رد نکاح ہے۔ لہذا یہ نکاح قطعاً صحیح نہیں۔ قال فی شرح التنویر ص ۵۸ ج ۳ ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ الخ . وفي الشامية تحت قوله فلو بصوت لم یکن اذنا (الی قوله) فیہ نظر وبعضہم قالوا ان کان مع الصیاح والصوت فہو رد والا فہو رضا وهو الاوجه وعلیہ الفتوی الخ . شامی ص ۵۹ ج ۳ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ  
۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

## بالغہ لڑکی کے لیے والد کی قسم کی پاس داری کا حکم

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک باپ اپنی بیٹی نابالغہ سے متعلق قرآن پاک ضامن دیتا ہے یعنی کسی سے یوں کہتا ہے کہ میں اپنی بیٹی کو تمہاری رضاء کے مطابق بیاہوں گا۔ اب لڑکی بالغ ہے۔ اگر وہ اپنے باپ کی قسم کا پاس نہیں کرتی۔ اس بارے میں اس کا باپ کیا کرے۔ جواب مفصل لکھیں۔

## ﴿ج﴾

بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس کا باپ نکاح نہیں کر سکتا۔ یعنی بالغ لڑکی جب تک خود قبول نہ کرے۔ یا کسی کو وکیل نہ بنائے اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ بالغ لڑکی پر ولایت جبر حاصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ  
۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

بالغہ لڑکی نے اصالۃ یا وکالۃ جو نکاح کیا اسے عدالت سے فسخ نہیں کر سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں (۱) ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۳/۱۴ سال تھی۔ اس کا نکاح ایک لڑکے سے جو ایک ماہ کا تھا کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لڑکی کے والد کی جائیداد تھی۔ پاکستان کے اندر وہ جائیداد لڑکی کے حق میں ہونے کے واسطے یہ نکاح لڑکی کے نانا نے اپنے پوتے کے ساتھ کر دیا۔ برادری ناراض ہو کے چلی گئی کہ یہ ناجائز بات ہے۔ مگر چند آدمی بیٹھ کر نکاح کر گئے۔ آج وہی لڑکی جس کو تقریباً ۱۸/۱۷ سال کا عرصہ ہوا۔ اب اس وقت عدالت جج صاحب نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔ اب لڑکی کی عمر تقریباً ۲۲/۲۳ سال ہے اور جس کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ اس لڑکے کی عمر تقریباً ۱۸/۱۷ سال ہے۔ اس وقت غیرت کو بحال رکھنے کے لیے عدالت عالیہ میں تینخ نکاح کرا لیا۔ اب ازروئے شریعت مجھے اجازت فرمائیں تاکہ اپنا جائز نکاح کر کے اپنی عزت محفوظ کر سکوں۔

بطور تنقیح گزارش ہے۔ کیا باوجود ان وجوہات کے نکاح اس لڑکی کا ازروئے شرع شریف صحیح ہے یا کوئی گنجائش بھی ہے۔ جبکہ اس کے ولی نے محض دنیوی اغراض کے لیے نکاح کا اقدام کیا ہے۔ نیز تینخ نکاح عدالتی اور لڑکی کی یہ عمر جوانی اگر تقاضا کرے کسی امر ناشائستہ کی تو اس کے سد باب کے لیے کوئی سہل تجویز ازروئے شرع شریف ہے۔

بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر یہ لڑکی نکاح کے وقت بالغہ تھی اور اس نے خود ایجاب و قبول کیا ہے یا کسی کو وکیل بنا چکی تھی۔ اگرچہ ولی کی مرضی نہ بھی تھی۔ تب بھی نکاح منعقد ہو گیا ہے اور بعد میں عدالت سے فسخ کر لینا صحیح نہیں ہے اور اگر اس وقت نابالغہ تھی اور اس کا ولی اقرب نانا کے علاوہ کوئی اور موجود تھا۔ مثلاً چچا زاد بھائی وغیرہ اور پھر بھی نانا نے نکاح کر دیا اور اس ولی اقرب نے اسے رد کیا تب نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں ہے اور اگر نانا ہی ولی اقرب تھا تو پھر نکاح ہو گیا ہے اور اسے خیار بلوغ حاصل ہے۔ اب اگر اس نے شرعی طریقہ سے حق خیار بلوغ استعمال کر کے عدالت سے نکاح فسخ کرا لیا ہے۔ پھر تو یہ دوسری جگہ نکاح کر سکے گی ورنہ نہیں۔ اس لیے ہمیں عدالتی فیصلہ کی نقل بھیج دیں اور فتویٰ حاصل کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبدالمطیف مغفرہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ ذی قعدہ ۱۴۸۴ھ



مُطلقہ ماں کے پاس رہنے والی ۱۶ سالہ لڑکی کا ولی کون ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید و ہندہ کا تنازعہ کی وجہ سے فیصلہ ہوا۔ یعنی زید نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے۔ ان کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ تو لڑکا باپ لے گیا اور لڑکی ماں کے پاس ہی ہے۔ اب لڑکی بالغ ہے۔ تقریباً سولہ سال عمر ہے۔ اب لڑکی کی مرضی نکاح ماں کی رائے کے مطابق کرنے کی ہے۔ یعنی نانکے میں اور باپ جبر کرتا ہے کہ میں لے جاؤں گا اور اپنی مرضی کے مطابق نکاح کروں گا۔ اب شریعت صافیہ لڑکی کے بارہ میں کیا فیصلہ فرماتی ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

لڑکی جب سولہ سال کی بالغہ ہے تو اسے اپنے نکاح کا خود اختیار ہے۔ شرعاً پندرہ سال کی عمر سے ہی لڑکی بالغ شمار ہوتی ہے اور اسے تمام امور (نکاح، بیع، شراء وغیرہ) میں مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں لڑکی باپ کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۶ صفر ۱۳۹۱ھ

مزنیہ کی بالغہ لڑکی کی ولایت نکاح کسے حاصل ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ چمن خاتون کے کسی دیگر شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ جس کے بطن سے ایک لڑکی بخت سوائی پیدا ہوئی۔ جو کہ اب سولہ برس کی ہے۔ مسماۃ چمن خاتون کی والدہ زندہ ہے اور مسماۃ چمن خاتون مسمی بہاول بخش کی منکوحہ ہے۔ لڑکی کا ماموں بھی زندہ ہے۔ جناب سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ اس بات کا فتویٰ دیا جائے کہ اس لڑکی بخت سوائی کا نکاح کون کر سکتا ہے۔ جناب کی عین نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

سولہ سالہ لڑکی شرعاً بالغہ ہے اور عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے۔ اسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کوئی شخص بھی نکاح نہیں کر سکتا۔ غرضیکہ عاقلہ بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔ اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ مسئلہ صورت میں لڑکی اپنے کفو میں

نکاح کر سکتی ہے۔ قال فی شرح التنویر ص ۵۸ ج ۳ ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع  
الولاية بالبلوغ وایضاً فی ص ۵۵ ج ۳ فنقد نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ اذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

بالغہ کا نکاح اگر والد زبردستی کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

سوال یہ ہے کہ محمد حسین ولد بہادر خان سیال ساکن موضع اوٹی تحصیل میلسی ضلع ملتان نے برادری میں چند  
وجوہات کے باعث بحالت غصہ اپنی دختر مسماۃ امیر مائی دختر محمد حسین ساکن مذکور کا عقد نکاح برادری سے باہر ایک شخص  
وریام ولد سلطان ذات سہو ساکن موضع چک نمبر ۴۷ تحصیل غانیوال ضلع ملتان سے بلا رضامندی دختر خود مسماۃ امیر مائی  
کر دیا ہے۔ حالانکہ لڑکی نے ایجاب و قبول نہیں کیا۔

کیا جبکہ لڑکی بالغہ ہو اور اصول کے مطابق اسے اپنے نکاح کا منظور کرنا ضروری ہو۔ مگر والد بلا رضامندی و  
ایجاب کے لڑکی کا نکاح کر دے وہ جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام بینوا تو جردا

۱۷ اکتوبر ۱۹۶۸ھ

﴿ج﴾

عاقلاً بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے  
بغیر اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح درست نہیں۔ غرضیکہ عاقلاً بالغہ عورت جب تک خود قبول  
نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔ اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ بنا بریں صورت مسئلہ میں جس وقت اس  
کے باپ نے اس سے اذن طلب کیا یا نکاح ہو جانے کی خبر پہنچی۔ اس نے انکار کر دیا تو یہ نکاح جائز نہیں ہوا اور اگر  
بوقت طلب اذن یا بلوغ خبر سنا کہ ہو گئی تو نکاح ہو گیا اور قبل یا بعد نکاح کے انکار کا اعتبار نہیں۔ جبکہ استیذان ولی یا  
بلوغ خبر کے وقت سکوت کیا ہو۔ کما فی الہدایۃ مع الفتح ص ۱۶۱ ج ۳۔ ولا يجوز للولی اجبار  
البکر البالغة علی النکاح و اذا استأذنها الولی فسکت او ضحکت فهو اذن . (الی ان قال) ولو  
زوجها فبلغها الخبر فسکت فهو علی ما ذکرنا ص ۱۶۷ ج ۳۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خاتم الافقاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۳ رجب ۱۳۸۸ھ

## عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ ہے اور اس کی دو بچیاں ہیں۔ ایک کی عمر ۹ سال اور دوسری کی چھ سال ہے۔ وہ تقریباً چھ سال سے بیوہ بیٹھی ہے۔ اس کے والدین اس کی شادی اپنی برادری میں کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ اس بات پر رضا مند نہیں اور وہ شادی برادری سے باہر کرنے کی خواہشمند ہے۔ برائے کرم اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں کہ آیا وہ اپنی مرضی کے مطابق برادری سے باہر شادی کر سکتی ہے اور آیا اسے شرعاً کوئی ممانعت تو نہیں۔

﴿ج﴾

بالغہ عاقلہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مرضی سے اپنے کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن غیر کفو میں اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ شوال ۱۳۹۱ھ

## جب لڑکی دادا کے نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا عقد نکاح لڑکی مذکورہ کے دادا نے اپنی مرضی سے ایک لڑکے سے کر دیا ہے۔ حالانکہ لڑکی کا حقیقی والد زندہ موجود ہے اور اس کے والد کے مشورہ و ارادہ سے نکاح نہیں کیا گیا اور لڑکی بھی ایسے نکاح سے انکار کرتی ہے۔ مگر اس کے دادا نے اپنی مرضی سے شرعی نکاح کر دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا دادا مذکور کی مرضی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔ جبکہ لڑکی کا حقیقی والد زندہ موجود ہے اور لڑکی بھی رضا مند نہیں ہے۔ لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً ۱۵ سال ہے۔ مفصل حل فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

بالغ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اگر اس نے دادا کو نکاح کا وکیل نہیں بنایا ہے اور نہ اجازت دی ہے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا ہے۔ غیر ولی اقرب کی اجازت میں سکوت کافی نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافقاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ شعبان ۱۳۸۸ھ

## ۲۰ سال عمر والی لڑکی کا نکاح زبردستی کرانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جو کہ مطلقہ عاقل بالغ عمر ۲۰ سال ہے۔ اس کے والدین نے ایک شخص کے ساتھ اس کا زبردستی نکاح پڑھا دیا۔ نکاح کے وقت لڑکی روتی اور چلاتی رہی کہ وہ اس شخص کے ساتھ شادی کرنے پر رضا مند نہیں ہے۔ والدین نے اس کی ایک نہ سنی اور زبردستی نکاح نامہ پرائگوٹھ لگوا لیا ہے۔ والدین نے برادری میں اپنی آن کی خاطر اس کا زبردستی نکاح کیا ہے تو کیا شریعت کی رو سے اس لڑکی کا نکاح ہوا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہوتی ہے۔ ولایت جبر اس پر کسی کو حاصل نہیں ہے۔ پس اگر لڑکی مذکورہ بوقت نکاح رضا مند نہیں تھی۔ تو شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ البتہ اگر اس نے انگوٹھ لگاتے وقت بادل ناخواستہ اس نکاح کو منظور کر لیا ہے تو یہ نکاح شرعاً منعقد تصور ہوگا۔ اس لیے مقامی علماء لڑکی کے بارہ میں تحقیقات کریں اور اس کے بعد علماء کے قول کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ مرضی سے کفو میں نکاح کر سکتی ہے

مذاق میں بھی نکاح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ (۱) ایک لڑکی عاقلہ بالغہ بغیر رضا مندی والدین و ورثاء کے کسی شخص کو رو برو دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا تو مرد نے جواباً کہا کہ میں نے قبول کیا تو کیا از روئے شرع اس کا نکاح اس مرد کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے

(۲) یا کسی لڑکی عاقلہ بالغہ نے بطور مذاق رو برو گواہان کسی مرد کو کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا اس کے برعکس مرد نے کہا میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔ دوسرے فریق نے کہا۔ میں نے قبول کیا۔ کیا نکاح ان دو صورتوں میں بھی منعقد ہو جائے گا یا نہ۔ بینوا تو جروا



﴿ج﴾

(۱) عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اگر شخص مذکور لڑکی مذکورہ کا کفو ہے۔ تو لڑکی مذکورہ کے اس کہنے سے نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ والدین کو اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

(۲) اگر دو گواہوں کے روبرو مذاق کے ساتھ ایجاب و قبول کیا گیا ہے۔ تب بھی اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔

لَقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلَاثُ جَدِّ هُنَّ جَدُّ وَهِيَ لَهْنُ جَدِّ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقُ وَالْيَمِينُ . فَقَطَّ وَاللَّهُ عَظِيمٌ  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۵ شوال ۱۳۹۷ھ

فرار ہو جانے والی لڑکی کا اپنی مرضی سے نکاح؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ جو اپنی مرضی خوشی سے اپنے رشتہ دار کے ساتھ گھر سے چلی گئی اور دوسرے شہر میں جا کر ماں باپ کی عدم موجودگی میں اپنا شرعی نکاح کر لیا ہے۔ پھر والدین نے کسی طرح لڑکی کو منگوا لیا۔ اب والدین اس نکاح پر راضی نہیں اور عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہ اور اگر عدالت تنسیخ بھی کر دے تو دوسری جگہ وہ لڑکی نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ نیز اس تنسیخ کی معاونت اور امداد کرنی جائز ہے؟

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ پس اگر نکاح میں مہر پورا باندھا گیا ہے اور کفو میں کیا گیا ہے تو وہ نکاح ہو گیا ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اس عورت کا دوسری جگہ نکاح درست نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۳ صفر ۱۳۹۶ھ

اغواء کرنے کے بعد اگر لڑکی سے زبانی ایجاب و قبول نہیں کرایا گیا تو نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ راسی دختر نور محمد کو خضر حیات، محمد

یوسف، شیر عباس، گلزار خان اقوام پٹھان ساکنان چک نمبر ۱۰/۸۴ علاقہ تحصیل خانیوال نے من مسمیٰ نور محمد کو زد و کوب کر کے دختر من مسمات راستی متذکرہ بالا کو جبراً اٹھا کر لے گئے اور بغیر رضامندی مسمات راستی کا نکاح اپنے نوکر چاندی ولد خان کے ساتھ کر دیا۔ جس کی بندہ نے تھانہ خانیوال میں رپورٹ درج کرائی تھانہ دار اور کبیر محمد سابقہ زیلدار چک نمبر ۱۰/۶۵ پٹھو کی امداد سے ان کے منجہ ظلم سے دختر خود مسمات راستی کو رہا کروایا مسمات راستی اب میرے قبضہ میں ہے۔ جو نکاح جبراً مسمات راستی کا بغیر رضامندی منکوحہ کے پڑھا گیا ہے۔ وہ نکاح منعقد اور جائز ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ پر روشنی قرآن شریف اور حدیث شریف کے ثبوت سے ڈال دی جائے۔ منشی فلک شیر خان کہتا ہے کہ تحریر بالا درست ہے اور میرے سامنے یہ واقعات ہوئے۔ بیان بالا حلفی درست ہے۔ فلک شیر خان چک ۸۵، ۸۳ فارم۔

کبیر بقلم خود چک نمبر ۱۵۳۱۶۵۔ اللہ ڈٹ چک نمبر ایل ۶۵/۱۵

کہا جائے کہ نکاح میں ایجاب و قبول ہوا ہے یا نہیں اور لڑکی سے زبردستی زبانی اجازت حاصل کی گئی تھی یا نہ۔ یا صرف اس سے زبردستی انگوٹھا لگوا یا گیا تھا۔ زبانی اجازت وغیرہ نہیں ہوئی۔ بہر حال جو صورت ہو تفصیل سے لکھیے تاکہ اس کے مطابق حکم لکھا جائے۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸۹۱۱۱ھ

حلفیہ بیان مسمات راستی بالغہ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ بصورت ڈاکہ مسمیان خضر حیات۔ محمد یوسف شیر عباس گلزار خان لے گئے اور خضر حیات کے گھر بٹھا دیا نہ مجھ سے زبانی اجازت حاصل کی اور نہ ہی کوئی میرا انگوٹھا کسی کتاب یا کاغذ پر لگوا یا گیا۔

﴿ج﴾

عائقہ بالغہ کا نکاح بغیر اس کی رضامندی اور اجازت کے منعقد نہیں ہوتا۔ پس مسئلہ صورت میں جبکہ مسمات راستی نے نہ ایجاب و قبول کیا ہے اور نہ ان سے اجازت لی گئی ہے تو یہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حزیرہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ محرم ۱۳۸۹ھ

صورت مذکورہ میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ فاطمہ بیوہ عرصہ دو سال یا کم و بیش بغیر شمولیت ولی عقد نکاح کفو میں جو کہ ولی خود مہر رقم کے لیے بذریعہ درخواست ڈپٹی کمشنر صاحب پیش کر کے نکاح زید سے کیا۔ جس میں آج تک نکاح کرنے کے بعد خوش اور راضی ہیں مگر چار سال کے بعد اب ولی دعویٰ داریں کہ ہماری رضامندی کے بغیر نکاح ہوا ہے۔ لہذا مسماۃ مذکورہ واپس دی جائے۔ اس میں صرف خواہش رقم وصول کرنا ہے۔ اجازت حاصل کردہ پیش خدمت ہے کیا نکاح بیوہ کا بغیر شمولیت ولی شرعاً صحیح و جائز ہے۔

﴿ج﴾

بالغہ عورت اپنے کفو میں بغیر اجازت ولی کے نکاح کر سکتی ہے اس لیے مذکورہ صورت میں نکاح صحیح ہے۔ واللہ اعلم  
 محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
 ۸ محرم ۱۳۷۹ھ

احناف کے ہاں بالغہ عورت اپنی مرضی سے کیونکر نکاح کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

بسم اللہ حامداً و مصلیاً۔ استفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بغیر اجازت ولی کفو میں یا غیر کفو میں نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔ اور حدیث ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل کا کیا جواب ہے اور کیا مطلب ہے۔ یہ مسئلہ مدلل باحادیث صحیحہ بیان فرمائیں۔ کسی قسم کے شبہ اور اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ مفصل بیان کریں۔

اگر بغیر اجازت ولی کے غیر کفو میں کسی عورت نے نکاح کر لیا۔ خواہ بیوہ ہو یا غیر بیوہ ہو۔ بالغہ ہو یا غیر بالغہ ہو۔ تو ولی کو تمسیح کرانے کا حق ہے یا نہیں۔ اگر تمسیح کرا لے تو شرعاً نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں۔  
 المستفتی عبدالرحمان بقلم خود

﴿ج﴾

احناف کے نزدیک مکلفہ کفو میں بغیر اجازت ولی بھی نکاح کر سکتی ہے۔ البتہ غیر کفو میں اس کا خود کردہ نکاح جائز نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۵۶ ج ۳ مطبوعہ مصر و مفتی فی غیر الکف بعدم جوازہ

اصلاً هو المختار للفتوی لفساد الزمان حدیث مذکور فی السؤال کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث محمول ہے غیر مکلفہ پر اور جو تصرف فی ملکیت نہ رکھتی ہو یا محمول ہے۔ عدم کمال پر جیسا کہ لا صلوة لجار المسجد الا فی المسجد یا نفی لزوم پر اور اسی وجہ سے بعض احناف نے غیر کفو میں لکھا ہے۔ وللولی فی غیر الکفو نیز حدیث مذکور کی روایت حضرت عائشہ کرتی ہیں۔ حالانکہ انھوں نے خود اپنی بھتیجی کا نکاح کر دیا تھا۔ جبکہ لڑکی کا باپ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ ہی ولی تھے۔ نیز اس حدیث کی سند میں کچھ کلام ہے۔ جس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

### بالغہ کے نکاح میں ولی کی اجازت ضروری نہیں



کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ مسلمی مراد اڑوڑ ایک دن میرے گھر پر چند آدمیوں کے ہمراہ آیا۔ لہی نے کہا کہ میں تمھاری لڑکیوں کے نکاح کے لیے آیا ہوں۔ لیکن میں نے انکار کیا۔ بعد ازاں میں ایک ضروری کام کی وجہ سے گھر سے باہر چلا گیا۔ جب میں واپس آیا تو مسلمی مذکور نے مجھ سے کہا کہ مبارک ہو کہ تمھاری دونوں لڑکیوں کا نکاح ہو گیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ میری اجازت کے بغیر نکاح کیسے ہو سکتا ہے۔ جب یہ اعلان میری لڑکیوں نے سنا تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ ہمارا نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ جو آدمی ہمارے پاس آئے تھے انھوں نے ہم سے صرف کلمہ طیبہ پڑھوایا اور اس کے بعد وہ چلے گئے اور کسی قسم کا ایجاب و قبول نہیں ہوا۔ کیا شرعاً جائز ہے کہ ولی کی غیر موجودگی میں یا بغیر ایجاب و قبول کے نکاح ہو جاتا ہے اور کلمہ طیبہ کو ایجاب و قبول کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ نیز جبکہ دونوں لڑکیاں جو کہ نو جوان ہیں۔ اس سے انکاری ہیں۔ بیٹو اتو جروا

سد و ولد مہری قوم اڑوڑ ساکن چک نمبر ڈبلیو بی ۱۴۱ تحصیل وہاڑی ضلع ملتان  
نشان انگوٹھا سد و ولد مہری



اگر لڑکی بالغ ہو اور کلمہ طیبہ پڑھاتے وقت اسے یہ بتلایا گیا ہے کہ فلاں ابن فلاں سے تمھارا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور اس نے خوشی سے کلمہ پڑھکر اجازت دے دی ہے تو نکاح منعقد ہو گیا۔ ولی کی اجازت بالغہ کے نکاح میں شرط نہیں اور اگر اسے یہ نہ بتلایا گیا ہو کہ تمھارا نکاح فلاں سے کرنا چاہتے ہیں تو نکاح نہیں ہوا۔ مقامی طور پر حالات ملٹی تحقیق کر کے فیصلہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

محمد، عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان



جب بالغہ نے نکاح سے انکار کر دیا ہو تو وہ ختم ہو گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بالغہ باکرہ لڑکی کا نکاح بغیر گواہان و وکیل و بغیر اذن بالغہ باکرہ اس کے والد نے کر دیا۔ جب اس لڑکی کو علم ہوا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہ۔ نیز لڑکی کی عمر ۱۷ سال ہے۔ (۲) جب لڑکی کا نکاح ہوا تو اس کو زمینداروں نے مجبور کیا کہ اس لڑکی کے بھائی کو شادی کے لیے کوئی رقم دے دو تو اس نے صاف انکار تو نہ کیا مگر کوئی معمولی رقم بتائی تو انھوں نے کہا کہ اس معمولی رقم سے کیا بنتا ہے۔ تو میں اس لڑکی سے فارغ ہوں۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ تین چار دفعہ کہا۔ جس مجلس میں فریقین کی طرف سے دس پندرہ آدمی موجود تھے۔ خصوصی بیان جو میرے سامنے ہوئے۔ وہ تین آدمیوں کے ہیں۔ غلام مصطفیٰ خان ولد محمد خان، سردار رب نواز خان ولد حاجی قادر بخش، اللہ وسایا ولد بدھو جٹ نیولہ۔

تو کیا ان بیانات سے لڑکی فارغ ہے اور دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ بالغ لڑکی پر کسی کو ولایت جبر حاصل نہیں۔ یعنی اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ پس صورت مسئلہ میں تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی بالغ لڑکی نے نکاح سے قبل یا بعد کسی وقت بھی صراحتاً یا دلالتاً اجازت نہیں دی۔ بلکہ نکاح کے علم ہونے پر اس نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے تو نکاح فسخ ہو گیا، دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ شرعی طریقہ سے تحقیق واقعہ ضروری اور لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ صفر ۱۳۹۸ھ

بالغ لڑکا اگر چہ نکاح میں خود مختار ہے لیکن والد کے مشورہ پر عمل کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرا ایک لڑکا عمر ۱۸، ۱۹ سال کا ہے۔ اس کے نکاح کرنے کے واسطے ماموں کی لڑکی تجویز کی گئی۔ مگر وہ انکار کرتا ہے۔ اب چونکہ دوسری جگہ شادی کرنے سے براوری کا تعلق خراب ہو جاتا ہے اور خرچ بھی زیادہ آتا ہے۔ میری لڑکی بھی بالغہ موجود ہے۔ ہمارے ہاں عوضانہ بازو کا رواج ہے۔ بغیر بازو دینے کے کام نہیں ہوتا۔ اب چونکہ آپ علماء۔ مسائل دینیہ سے واقف ہو۔ عوضانہ بازو لینا دینا جائز ہے یا نہ اور لڑکے کا یہ

سوال اپنے ارادہ والہ درست ہے یا غلط ہے۔ اگر دوسری اقوام کے ساتھ شادی کی جائے تو قطع رحمی ہو جاتی ہے۔ اس کا کوئی گناہ ہے یا نہ۔ اولاد بالغہ کو اپنا ارادہ ظاہر کرنا جائز ہے یا نہ۔ جیسے مناسب کوئی تدابیر کتب ائمہ میں درج ہو یا اپنی رائے سے مستفیض فرما کر بندہ کو ممنون و مشکور فرمائیں۔ اگر اولاد نہ مانے اور اس کی شادی کر دی جائے تو والد پر کوئی گناہ تو نہیں ہے۔

السائل حکیم دوست محمد متولی بمقام بسنی چھابری بالاضلع ڈیرہ غازی خان

### ﴿ج﴾

لڑکا بالغ اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ شرعاً اس کو مجبور نہیں کرایا جاسکتا اور اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح منعقد بھی نہیں ہو سکتا۔ نیز نکاح نہ کرنے سے صلہ رحمی منقطع نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دوسری قوموں میں نکاح کرنے کا عام رواج تھا۔ البتہ اگر دوسری وجوہ سے لڑکے کو اس کا والد اور دوسرے بڑے مشورہ دیں تو اس کو چاہیے کہ ان کے مشورہ پر عمل کرے اس میں اس کا فائدہ ہے۔ بہر حال مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

### مُطلّقه عورت کی بچیوں کی شادی مرضی سے کرنا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری ہمیشہ اقبال بیگم کا نکاح محمد حسین سے ہوا تھا۔ بعد میں ان سے دو بچیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد محمد حسین نے اقبال بیگم کو طلاق دے دی۔ محمد حسین نے اپنے حق مہر میں اپنا مکان لکھوایا تھا۔ اب محمد حسین میری ہمیشہ سے اپنی دو بچیوں کو زبردستی لینا چاہتا ہے اور بچیوں کا اپنی مرضی سے کسی جگہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ دو بچیوں کے علاوہ دو بیٹے خاوند نے اپنے پاس رکھ لیے تھے۔ لڑکیاں جوان ہیں۔ کیا وہ اپنی مرضی سے والد کی رضا کے بغیر نکاح کر سکتی ہیں یا نہیں۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ یہ دو لڑکیاں جب بالغ ہیں تو وہ دونوں اپنے بارے میں خود مختار ہیں۔ اپنی مرضی سے کفو میں (جہاں چاہیں) نکاح کر سکتی ہیں۔ ان کی والدہ بھی مطلقہ ہو گئی ہے۔ وہ بھی اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے۔ ان لڑکیوں کا والد ان کو اپنی مرضی سے عقد نکاح کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکی بالغ ہونے کے بعد خود نکاح کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر انیس ۱۹ سال ہے۔ اس لڑکی کا نکاح کرنا ہے۔ اب والد کے نکاح پر لڑکی راضی نہیں ہے اور لڑکی کے نکاح پر اس کا والد راضی نہیں ہے۔ البتہ چچا لڑکی کا ساتھ دیتا اور دونوں نکاح اپنی قوم میں کر سکتے ہیں۔ کیا لڑکی بالغ ہونے کی صورت میں خود نکاح کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں اگر لڑکی بالغ ہے تو وہ خود مختار ہے اپنی مرضی سے جہاں چاہے کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔ باپ اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ البتہ باپ اور لڑکی دونوں ایک جگہ نکاح کرنے پر رضا مند ہو جائیں تو بہتر ہے۔ باپ یا چچا جو اس کا نکاح کرنا چاہیں وہ لڑکی سے اجازت لے کر نکاح کر سکتے ہیں۔ بغیر اجازت لڑکی کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سید مرد اور ارائیں عورت کے بچے کا نکاح سادات میں جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک سید بخاری خاندان کے فرد نے ایک ارائیں قوم کی منکوحہ عورت بلا نکاح اپنے پاس عرصہ تین سال رکھی اور اس عرصہ میں سید بخاری کے نطفہ اور مسماۃ مذکورہ ارائیں قوم سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ بعد ازیں پنچائست وغیرہ کی وجہ سے عورت اپنے والدین کے پاس چلی گئی اور دو ماہ بعد خاوند سے طلاق حاصل کر لی۔ فوراً ہی حصول طلاق کے بعد سید بخاری مذکور کے پاس آگئی اور اس سید بخاری سے نکاح کر لیا۔ (۲) یہ کہ سید بخاری اور ارائیں قوم عورت سے جو بچہ پہلے تولد ہوا کیا اس کی شادی سادات خاندان میں ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

نا بالغ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت و رضا مندی سے سادات قوم کی لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے شرعاً جائز ہے۔ بالغ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

اگر بالغہ غیر کفو میں نکاح کرے تو ورثاء کے لیے کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک سید صاحب نے اپنی لڑکی عاتقہ بالغہ کا نکاح بقانگی ہوش و حواس کسی مرد غیر سید سے جو کہ نہایت شریف ہے تقریباً عرصہ سات ماہ سے کر دیا ہے۔ اس کا اب تک سر میل یعنی شادی نہیں ہوئی۔ اب وہ شخص شادی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن لوگ اسے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سید زادی کا نکاح کسی غیر سید سے منع نہیں ہوتا اور سید زادی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ آپ یہ فرمادیں کہ اس کا نکاح ہوایا نہیں۔ اگر ہو گیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔ مینواتو جروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ بنی ہاشم کی عورتوں کا نکاح بالغہ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت سے ہر قوم کے مسلمانوں میں ہو سکتا ہے۔ لیکن بغیر رضاء اولیاء قریش کے علاوہ کسی دوسرے خاندان میں کرنا درست نہیں اور یہ حکم فقط بنی ہاشم کی عورتوں کا نہیں۔ بلکہ جملہ اقوام کا یہی حکم ہے کہ غیر کفو میں نکاح کر لینے پر اولیاء کو فسخ کرنے کا حق ہوتا ہے۔

قال فی الہدایۃ مع الفتح ص ۱۷۸ ج ۳ واذا زوجت المرأة نفسها من غیر کفو فللا ولیاء ان یفرقوا بینہما دفعا لضرر العار عن انفسہم انتہی . والفتویٰ علی روایۃ الحسن من انہ لا ینعقد کما صرح بہ فی الدر المختار . ص ۵۶ ج ۳

بنابرین صورتہ مسئلہ میں اگر یہ نکاح خود بالغہ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت سے ہوا ہے تو یہ نکاح با یریب صحیح اور درست ہے۔ جو لوگ بنی ہاشم کی عورتوں کے نکاح کو غیر بنی ہاشم سے حرام کہتے ہیں۔ سخت گنہگار ہیں۔ قال تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام . (فتاویٰ دارالعلوم قدیم ص ۱۱۰۸ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

کیا بالغہ کفو میں باپ کی مرضی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ باپ اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح اپنی کفو میں نہیں کرنے



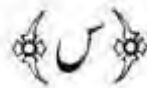
دیتا۔ اس غرض سے کہ مجھے اس کا معاوضہ بازو ملے۔ چنانچہ ناکح منکوحہ دونوں راضی ہیں۔ کیا لڑکی بالغہ اٹھارہ سال اپنے ہم کفو مرد سے بغیر رضاء باپ نکاح کر سکتی ہے۔ مینواتو جروا



بلوغ سے ہی ولایت نکاح باپ کی ختم ہو چکی۔ غیر کفو میں اس کو حق اعتراض تھا۔ اگر ناکح دینداری، دنیا داری، دیانتداری کسبکاری میں منکوحہ سے کم نہیں تو وہ کفو شرعی ہے۔ جس کے ساتھ وہ لڑکی بالغہ بغیر رضاء باپ کے نکاح کر لے جائز ہے۔ فی الدر المختار ص ۵۸ ج ۳ ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ اه اور ص ۴۳۶ پر ہے واكفانه حق الولی لاحقها فلو نکحت رجلا ولم تعلم حاله فاذا هو عبد لا خيار لها بل للاولياء . والله اعلم

سید احمد سعید کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عجموں میں کفو سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا



ایک بالغ لڑکی کو اس کی سوتیلی ماں بھائی غیر کفو دھوکا دے کر زبردستی اغوا کر کے لے گئے۔ مگر کچھ ایام کے بعد اس لڑکی نے عدالت میں اپنے بیان دیے کہ میں رضامندی سے اغوا کنندہ کے ہمراہ آئی ہوں اور اپنا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ دیگر حالات سے پتہ چلا ہے کہ اس لڑکی نے اپنے باپ کی عدم موجودگی و اجازت کے بغیر اغوا کنندہ کے ساتھ برضاء خود نکاح کر لیا۔ دو ماہ کے بعد لڑکی کے باپ نے بذریعہ پولیس لڑکی کو واپس کر لیا اور عدالت میں اغوا کنندگان کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ اسی لڑکی نے عدالت میں پھر بیان دیے کہ مجھے زبردستی اغوا کیا گیا اور میری رضامندی کے بغیر نکاح درج ہوا۔ حالانکہ محرر نکاح مولوی صاحب اور دوسرے شامل نکاح نے بیان دیے کہ نکاح لڑکی کی رضامندی سے ہوا۔ کیا یہ نکاح از روئے شریعت درست ہے یا نہیں۔ اسی لڑکی کا نکاح اپنی خالہ کے لڑکے سے دوبارہ پڑھا گیا۔ حالانکہ باپ راضی نہ تھا۔ باپ کو موقع نکاح کی اطلاع نہیں دی گئی اور ماموں متولی ٹھہرا۔ مگر لڑکی بروقت نکاح ہذا راضی تھی۔ کیا یہ نکاح از روئے شریعت درست ہے یا نہیں۔



جب لڑکی بالغہ تھی تو اس کو اختیار ہے کہ اولیاء کی مرضی اور اجازت کے بغیر اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ عجم میں نسبتی وغیر

کفو ہونے کا فرق نہیں ہے۔ پیشہ وغیرہ سے کفو وغیرہ کفو کا فرق ہوتا ہے لیکن یہاں حسب بیان سائل پیشہ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ لہذا پہلا نکاح صحیح ہے اور دوسرا نکاح محض باطل ہے اور نہ اور کسی جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ پہلے خاوند سے طلاق حاصل نہ کرے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ عورت کا کفو میں والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ (۱) عورت کا پہلا نکاح شرعاً تھا۔ تقریباً دس سال آباد خانہ خود رہی۔ عورت کے لطن سے اولاد مزینہ بھی پیدا ہوئی۔ (۲) مرد تقریباً تین چار سال متواتر اپنی منکوحہ کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرتا رہا۔ نیز مارنا تنگ کرنا اور خود بد چلن تھا۔ عورت ان غلط کاریوں سے روکتی تھی۔ باوجود روکنے کے التماسز اپاتی تھی۔ آخر تب وہ نہایت صبر و سلوک کے ساتھ گزر اوقات کرتی رہی۔ (۳) علاوہ ازیں مرد نے عورت کو دو تین دفعہ گھر سے نکال بھی دیا تھا۔ تب بھی وہ اپنے بچوں کے سہارے اپنے گھر بیٹھ گئی۔ آخر مرد نے طلاق ثلاثہ زبانی دے کر عورت کو اپنے تن سے حرام کر کے گھر سے نکال دیا۔ اس کے بعد عورت تقریباً ایک سال اپنے والدین کے گھر بیٹھی رہی۔ پھر عورت نے اپنی مرضی سے ایک آدمی کے ساتھ نکاح شرعاً کیا ہے۔ جس کے لطن سے ایک لڑکا بھی ہے۔ اس نکاح میں والدین اور دیگر رشتہ دار شامل نہیں ہیں۔ اب ان کا نکاح رجسٹر میں درج کرانا ہے۔ کیا نکاح رجسٹر میں اندراج ہو سکتا ہے۔

﴿ج﴾

بالغہ عورت اپنے کفو میں والدین کی مرضی کے بغیر بھی نکاح کر سکتی ہے۔ لہذا مذکورہ صورت میں نکاح عورت کا شرعاً صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ رمضان ۱۳۷۸ھ

بالغہ لڑکی کا نکاح کفو میں ماموں اور والدہ کرا سکتے ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی بالغہ ہے۔ جس کے والد نے بیوی اور بچوں کا خرچہ عرصہ تیرہ سال سے بند کر دیا ہے اور دس سال پہلے اس کی والدہ کو طلاق دے دی ہے۔ والدہ اور ماموں نے اس کو پالا ہے۔ باپ بھٹی برادری سے تعلق رکھتا ہے اور پیشہ دوکانداری ہے۔ ماں اور ماموں لڑکی کا نکاح لڑکی کی رضامندی سے ایک

نوجوان سے کرنا چاہتے ہیں۔ جو بلوچ برادری سے تعلق رکھتا ہے اور حافظ قرآن ہے اور اس کا پیشہ امامت ہے۔ کیا ماں اور ماموں اس بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے کرنے کے حقدار ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

عاقلاً بالغ لڑکی کا نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو ولایت جب حاصل نہیں۔ بالغ لڑکی کی اجازت اور رضامندی کے ساتھ کفو میں نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ شوال ۱۴۱۸ھ

بالغ لڑکی کفو میں نکاح کر سکتی ہے

جب دونوں طرف سے مہر مقرر ہو تو یہ نکاح شغار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت بالغہ کو ولایت خود حاصل ہے یا نہ۔ بالخصوص جب کہ اس کے والدین اس کا نکاح نہ کر دیتے ہوں تو وہ اپنا نکاح بغیر اجازت ولی کے کر سکتی ہے یا نہ۔ (۲) آئینے سامنے نکاح کرنا جبکہ دونوں لڑکیوں کا حق مہر الگ الگ مقرر ہو۔ جائز ہے یا نہ۔ کیا یہ نکاح شغار کی تعریف میں داخل ہوگا یا نہیں۔ بینوا بالکتاب تو جو ایوم الحساب

المستفتی مولوی محمد حیات سکندر چک ۱۶ ذیلیول تحصیل و ہارمی ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱) نکاح کے متعلق بالغہ عورت کو شریعت نے اختیار دیا ہے۔ یعنی ولایت نکاح اس کو حاصل ہے۔ والدین کی رضا و عدم رضا اس میں برابر ہے۔ لیکن یہ ضروری جان لو کہ اگر اس نے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو ولی کو صرف حق اعتراض نہیں۔ بلکہ سرے سے یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ لان کم من واقع لا يدفع۔ آئینک متاخرین نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔ (۲) یہ نکاح جائز ہے۔ بل لڑکی کو مہر مقرر دینا واجب ہے۔ یہ نکاح شغار نہیں ہے۔ نکاح شغار میں مہر مثل واجب ہوتا ہے۔ نیز نکاح شغار میں مہر کا ذکر نہیں ہوتا۔ (۱) حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو۔

ویفتی فی غیر الکف بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان کذا فی الدر المختار ص ۵۶ ج ۳ والشغار ان یزوج الرجل ابنته علی ان یزوجہ ابنته ولیس بینہما صداق مسلم شریف ص ۱۴۵ ج ۱۔ واللہ اعلم

عبد الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب حج محمد رضا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
انحر ۱۳۸۰ھ

بالغہ کی اجازت سے چچا کا کسی شیعہ سے اس کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بندہ باکرہ بالغہ کا عقد نکاح مسکمی زید کے ساتھ کیا گیا۔ بندہ مذکورہ کا والد فوت ہو گیا۔ با اجازت بڑے چچا کے نکاح کیا گیا اور مسکمی مذہب شیعہ رکھتا ہے۔ منکوحہ بالا سے جبراً ایجاب و قبول کرایا گیا۔ وہ خواہاں نکاح نہ تھی۔ اب مسماۃ بالا کہتی ہے کہ شیعہ کے گھر میں جانا نہیں چاہتی۔ میرا نکاح شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ مسماۃ مذکورہ کے چھوٹے تین چھوٹے چچوں کی رضامندی نکاح کرنے کی نہیں تھی۔ فقط بڑے چچا نے رضامندی دے کر نکاح کر دیا۔

﴿ج﴾

اذا زوجت المرأة نفسها غير كف ورضى به أحد الاولياء لم يكن لهذا الولی ولا لمن هو مثله او دونه فی الولایة حق الفسخ ویكون ذلك لمن فوقه . فتاوی قاضیخان ص ۱۳۵ ج ۱۔  
اس عبارت مرقومہ بالا سے معلوم ہوا کہ دوسرے چچا کی رضامندی کے بغیر بھی پہلا نکاح صحیح ہے۔ کیونکہ پہلا نکاح چچا نے باندھا ہے۔ جس کا درجہ دوسروں سے کم نہیں ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ نکاح شیعہ سے ہوا۔ پس اگر شیعہ اس قسم کا ہے کہ افک حضرت عائشہ کا قاتل ہو یا صحابیہ صدیق اکبر کا منکر ہو یا قرآن کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ہو کہ یہ موجودہ قرآن پورا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ البتہ اگر شیعہ تفضیلی ہے۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تمام صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں وغیرہ تو نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم

مدیر الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود رضا اللہ عن مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ

بالغہ لڑکی کا پہلا نکاح اگر کفو میں ہوا ہے، وہی درست اور دوسرا غلط ہے

﴿س﴾

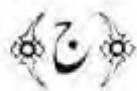
کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نامی غلام محمد ولد اللہ بخش قوم چٹو سکنہ بیتو تحصیل بھکر ضلع میانوالی نے اپنے کنبہ قریبی رشتہ دار میں سے ایک لڑکی عاقلہ بالغہ عمر تقریباً ۱۸ سال بغیر رضامندی اپنے والدین کے بموجب مندرجہ ذیل اشخاص عقد نکاح کر دیا ہے۔ لڑکی کا نام مسماۃ غلام سیکین دختر اللہ بخش قوم چٹو سکنہ بیتو تحصیل



بھکر ضلع میانوالی۔

- (۱) نکاح خواں مولوی فتح شیر صاحب ولد حاجی محمد نواز قوم بھون سکنہ حال چاہ عباسیاں والا داخلی موضع یتو
- (۲) محمد ریاض ولد جیون قوم بڑینگ سکنہ یتو۔
- (۳) رستم ولد غلام حسن قوم کچر سکنہ چاہ بکیو الہ داخلی موضع یتو۔
- (۴) غلام شبیر ولد خدا بخش قوم کچر سکنہ چاہ بکیو الہ داخلی موضع یتو۔
- (۵) احمد نواز ولد محمد ریاض قوم بڑینگ سکنہ یتو۔

یہ تمام گواہان و نکاح خواں حضرات کی موجودگی میں مسماۃ غلام سیکنہ خاتون نے خود حاضر ہو کر عقد نکاح کرایا ہے۔ قبل ازیں مسماۃ غلام سیکنہ کا کوئی نکاح وغیرہ نہیں تھا۔ کیا یہ نکاح بغیر رضا مندی و رثاء غلام سیکنہ کے اپنے کفو میں عند الشریعہ درست ہے یا نہ؟ نیز اس نکاح کے ہوتے ہوئے اور ایک خاص و عام میں مشہری کے باوجود غلام سیکنہ کے والد نے اپنی اسی لڑکی غلام سیکنہ پر جبر و تشدد کر کے ایک دوسری جگہ نکاح ہمراہ محمد حیات ولد مکھنہ قوم چڈو سکنہ یتو کر دیا ہے۔ حالانکہ کئی مرتبہ بوساطت چند ثرفاء شہر غلام سیکنہ کے و رثاء کو روکا گیا اور شریعت کی دعوت بھی دی گئی اور غلام سیکنہ نے بھی دوسری جگہ شادی کرانے سے انکار کیا۔ مگر باوجود شدید کوشش کے انھوں نے شریعت پاک سے انحراف کر کے دوسری جگہ نکاح کر دیا ہے۔ کیا نکاح پہلا ہمراہ غلام محمد ولد اللہ بخش درست ہے یا نہیں اور جو اشخاص دیدہ و انتہا دوسرے نکاح کی مجلس میں بیٹھے ہیں اور شادی میں شریک ہوئے۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ واضح دلائل سے جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں و عند الناس مشکور ہوں۔ خاص طور پر مولوی صاب جو کہ مسجد میں امام ہے اور نماز پڑھاتا ہے۔ وہ بھی شادی میں شریک ہوا ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نانائی جو حجامت اور دیگر گھریلو کاروبار کرتا ہے۔ اس کے متعلق تحریر فرمائیں۔ فقط



عاقلاً بالغ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اگر اس لڑکی نے شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں اپنے کفو کے ساتھ عقد نکاح کیا تو یہ نکاح درست شمار ہوگا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا نکاح پر نکاح اور حرام کاری شمار ہوگا اور نکاح خواں اور دیگر شرکاء نکاح اگر باوجود اس بات کے جاننے کے کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ شریک ہوئے ہیں تو اگرچہ ان کے اپنے نکاح تو فسخ نہیں ہوئے لیکن یہ لوگ سخت کنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ کرنا لازمی ہے۔ توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ طرفین میں تفریق کے لیے ہر ممکن کوشش کر کے لڑکی کو

سابقہ خاوند کے حوالہ کریں۔ امام مسجد اگر توبہ تائب نہیں ہوا تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ لیکن اگر پہلا نکاح شرعی طریقہ سے نہ ہوا ہو تو دوسرا نکاح صحیح شمار ہوگا۔ نیز واضح رہے کہ عاقلہ بالغہ اگر اپنے کفو میں نکاح کرے تو اس کے لیے والد کی اجازت ضروری نہیں۔ بہر حال سابقہ نکاح کے بارے میں پوری تحقیق کی جائے۔ اگر وہ شرعی طریقہ سے ہوا ہے تو لڑکی کو اسی خاوند کے حوالے کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳ رجب ۱۳۹۰ھ

لڑکے کا مہاجر ہونا کفو پر اثر انداز ہوگا یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ موکلہ بنت معزز زمیندار کو ایک مہاجر لڑکا جو کہ لڑکی عاقلہ بالغہ کے پدر حقیقی معزز زمیندار کا نوکر تھا۔ لڑکی عاقلہ بالغہ موکلہ بنت زمیندار کو مہاجر لڑکے کو کرتے اغواء کر کے اپنا نکاح بغیر رضامندی پدر حقیقی مغویہ سے کر لیا ہے۔ اس لڑکی مغویہ کی عمر تقریباً ساڑھے چودہ سال ہے تو عند الشرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر پدر حقیقی مغویہ اس نکاح کے جواز کو تسلیم نہ کرے۔ یہ صحیح ہوگا یا باطل۔ مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔ کما فی الدر ص ۵۵ ج ۳ شامی۔ ففسد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی۔ پس اگر یہ لڑکا مذکور لڑکی مذکورہ کا کفو ہے اور مہر میں بھی انھوں نے غبن فاحش نہیں کیا تو پھر یہ نکاح منعقد ہو گیا۔ اولیاء لڑکی کو اس کے رد کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ کفایت میں لوکل اور مہاجر ہونے کو کوئی دخل نہیں۔ یعنی لڑکے کا مہاجر ہونا اس کو لڑکی مذکورہ کے لیے غیر کفو نہیں بناتا۔ اگر کوئی اور وجہ عدم کفایت کی موجود نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لنائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

عاقلم بالغہ کفو میں مرضی سے نکاح کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عاقلم بالغہ جس کی عمر تقریباً ۲۴/۲۵ سال ہے۔ اس کے والد صاحب نے آج تک اس کا نکاح نہ کیا۔ کیا اب وہ لڑکی اپنی مرضی سے کسی شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

عاقلم بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ کفو میں اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ پس اگر عاقلم بالغہ لڑکی اپنا نکاح کفو میں کر لے اور مہر میں بھی غبن فاحش نہ ہو۔ اگرچہ یہ نکاح اولیاء کی اجازت کے بغیر ہو تو شرعاً وہ نکاح منعقد ہوگا۔ اولیاء عورت کے اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ کما فی الدر ص ۵۵ ج ۳ فنقد نکاح حرۃ معکلفۃ بلا رضا ولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ  
۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

درج ذیل صورت میں لڑکی اور لڑکا دونوں کفو ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی مسلمی فوزیہ خوشی کے ساتھ ایک لڑکے مسلمی اشتیاق کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے اور لڑکی کی عمر ۱۴ سال کی ہے اور اس کے اقرار کے مطابق اس کو حیض بھی آتا ہے۔ لیکن ان کے اہل خانہ کفو کے لحاظ سے شیخ ہیں اور لڑکا جو یہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ نیز ان کے اہل خانہ اس رشتہ سے راضی نہیں ہیں۔ مگر لڑکی اپنی خوشی سے اس لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ بینوا تو جروا

خادم حسین ولد واحد بخش قوم جوئیہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

اگر لڑکی مذکورہ کو حیض آتا ہے تو شرعاً وہ بالغہ ہے اور اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے لیے کفو ہیں۔ لہذا اگر یہ لڑکی لڑکے مذکورہ سے نکاح کر لیتی تو شرعاً نکاح منعقد ہو جائے گا۔ البتہ مہر میں کمی نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ مدرسہ مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان  
۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

## بیوہ غیر کفو میں اولیاء کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ ہے اور اس کی دو بچیاں ہیں۔ ایک کی عمر ۹ سال اور دوسری کی ۶ سال ہے۔ وہ تقریباً ۶ سال سے بیوہ بیٹھی ہے۔ اس کے والدین اس کی شادی اپنی برادری میں کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ اس بات پر رضا مند نہیں اور وہ شادی اور سے باہر کرنے کی خواہشمند ہے۔ برائے کرم اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں کہ آیا وہ اپنی مرضی کے مطابق برادری سے باہر شادی کر سکتی ہے اور آیا اسے شرعاً کوئی ممانعت تو نہیں۔

﴿ج﴾

بالغہ عاقلہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مرضی سے اپنے کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن غیر کفو میں اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ شوال ۱۳۹۱ھ

## بیوہ اگر کفو میں نکاح کرے تو بھائی اور بیٹے کو اعتراض کا حق نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و حامیان شرع متین علیہ السلام اہل سنت ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔ اندریں صورت کہ مسماۃ ہندہ جس کا مسلک اہل حدیث (غیر مقلد) ہے کہ عرصہ ۱۰/۱۲ سال سے بیوہ ہے۔ اس کا ایک بیٹا ۲۰/۲۲ سال اور دو بھائی عمر تقریباً ۴۵/۵۰ سال ہے۔ بقید حیات ہیں۔ ہندہ کا والد بھی اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا بیٹا اور دونوں بھائی بھی مسلک اہل حدیث ہیں ہندہ کا پہلا خاوند مسمی بکر مسلک حنفی سے تعلق رکھتا تھا۔ مسمی بکر اور مسماۃ ہندہ کی کفو بھی (رشتہ داری) ایک تھی۔ بکر کی وفات کے بعد مسماۃ ہندہ کم و بیش ۱۰/۱۲ سال تک بیوہ بیٹھی رہی بعد ازاں ہندہ نے اپنے ایک دیور مسمی زید اور دو مزارعان کی موجودگی میں اپنے ایک رشتہ دار خالد سے نکاح کر لیا۔ ہندہ کا بیٹا اور دونوں بھائی اس نکاح میں نہ تو موجود تھے اور نہ ہی اس نکاح کے کرنے پر رضا مند تھے۔ خود ہندہ رضا مند تھی۔ ہندہ کے دیور زید نے نکاح خوان کے فرائض انجام دیے اور دو مزارعان گواہ بنائے گئے۔ وکیل کوئی نہیں بنایا گیا۔ بوقت نکاح طرفین کی جانب سے صرف ایجاب و قبول کیا گیا اور نہ ہی بر موقع نکاح تعین حق مہر کیا گیا اور نہ ہی خطبہ مسنونہ پڑھا گیا۔ ہندہ نے خالد سے جو نکاح کیا ہے۔ خالد مسلک حنفی رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہندہ کے بیٹے نے اپنی والدہ اور



اپنے ماموں سے بات چیت کر کے ہندہ کو خاوند کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ ہندہ کے لڑکے اور دونوں بھائی کہتے ہیں کہ جب تک وارث موجود ہو۔ نہ بیٹا نکاح کرنے پر رضامند ہے اور نہ دونوں بھائی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا ہندہ نے خالد سے جو نکاح بغیر رضامندی لڑکی اور بھائیوں اپنے کے اپنی ہی کفو میں کیا ہے اور نہ ہی بوقت نکاح حق مہر مقرر کیا گیا ہے اور نہ ہی خطبہ نکاح پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں کیا نکاح درست ہوا ہے یا نہیں۔ حوالہ کے طور پر قرآن وحدیث اور فقہ (ہر سہ) سے صورت مذکورہ کا جواب عنایت فرمایا جائے۔ کیا ہندہ عاقلہ نکاح ثانی کرنے میں خود مختار ہے یا نہیں اور اس کو یہ حق پہنچتا ہے یا نہیں کہ وہ بیٹے اور بھائیوں کو وارث بنائے۔ ہندہ کا بیٹا اور دونوں بھائی فقہ کا حوالہ شاید نہ مانیں۔ ان کے لیے حدیث و قرآن کی روشنی میں یہ بتلایا جائے کہ کیا ہندہ کا یہ نکاح خالد کے ساتھ بوجہ وارث کے موجود نہ ہونے کے درست ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

بالغہ عورت خود مختار ہے۔ اپنے نفس کی آپ ہی ولی ہے۔ قرآن شریف میں جا بجا نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے۔ مثلاً حتی تنکح زوجاً الایة۔ قرآن پاک میں ہے ان ینکحن ازواجہن اور مسلم شریف میں صریح حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا یم احق بنفسها من ولیها ترجمہ۔ بالغہ غیر منکوحہ زیادہ حقدار ہے اپنے ولی سے بھی اپنی جانگی۔ کیونکہ اپنے کفو میں ہے بیٹے اور بھائی اکو اعتراف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ علی محمد عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم کبیر والہ  
۵ ذی الحج ۱۳۸۸ھ

صورت مسئلہ میں مہر مثل واجب ہے۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ صفر ۱۳۸۹ھ

### عاقلہ بالغہ کا نکاح غیر کفو میں جائز نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی تقریباً گیارہ سال پہلے اس کا عقد ہوا۔ اس کو زچگی ہونے سے قبل اس کا خاوند ایک سیڈنٹ سے جان بحق ہو گیا۔ اس کی عمر اب تقریباً ۲۴ سال ہے۔ قوم سے سید کہلاتے ہیں۔ لڑکی کا والد جہاں اپنی لڑکی کا رشتہ کرنا چاہتا ہے تو لڑکی کی والدہ وہاں رشتہ کرنے کو قبول نہیں کرتی اور جہاں لڑکی کی والدہ کرنا چاہتی ہے تو لڑکی کا والد وہاں رشتہ قبول نہیں کرتا۔ لڑکی کا ایک بچہ ہے۔ تقریباً عمر ۱۰ سال ہے۔ جہاں لڑکی کا والد رشتہ کرنا چاہتا ہے۔ لڑکی کا پھوپھی کا لڑکا ہے۔ اس کی پہلی تین شادیاں ہوئی ہیں۔ عمر تقریباً ۶۰ سال کے لگ بھگ ہے۔

لڑکی کو وہ رشتہ پسند نہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ بوڑھا ہے اور دوسرا اسے شک ہے۔ کیونکہ اس کی ممتا کو بھیس نہ پہنچے۔ لڑکی کسی غیر جگہ اپنی پسند سے عقد کرنا چاہتی ہے۔ قومیت سے وہ سید نہیں ہے۔ اس کو پورا یقین ہے کہ وہاں اس کی ممتا کو بھیس نہیں پہنچے گی۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

﴿ج﴾

لڑکی کے غیر کفو میں والد کی صریح اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ فی الدر المختار ولہ ای للولی (اذا كان عصبه) ولو غیر محرم کا بن عم فی الاصح خانیہ وخرج الأرحام والام والقاضی (الاعتراض فی غیر الکف) (الی قولہ) ویفتی فی غیر الکف (بعدم جوازہ اصلاً) وهو المختار للفتوی (لفساد الزمان) ۱۵ ص ۵۶ ج ۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادمہ الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۸ شوال ۱۳۸۵ھ

اور نہ والد لڑکی کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر سکتا ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں کفو کون ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے رشتہ داروں میں کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ اس کے حقیقی بھائی کا بیٹا موجود ہے اور اس کے حقیقی بھائی نے بھی رشتہ مانگا ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے۔ میں پہلے ان سے (دوسرے رشتہ داروں سے) زبان کر چکا ہوں اور جن سے اس نے زبان کی ہے۔ وہ اس لڑکی کے والد کا چچا ہے اور اسی چچا کا ایک لڑکا ہے۔ جس سے نکاح ہوگا۔ بین طور پر فرمائیں کہ حقیقی بھائی کے لڑکے کی بجائے اس چچا کے لڑکے کو زیادہ حق ہے یا حقیقی بھائی کے لڑکے کو دینا اور اس کے حقیقی بھائی کے لڑکے میں کوئی غیر شرعی اعتراض نہیں۔ جس کی وجہ سے اس کے لیے رشتہ موزوں نہ ہو۔ حقدار کے حق کو واضح طور پر فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر لڑکی بالغہ ہے تو اس کے باپ کو اس کی رضا مندی اور اجازت کے ساتھ نکاح پڑھانا چاہیے۔ اگر لڑکی اپنے باپ کے چچا کے لڑکے کے ساتھ رضا مند ہو تو اس سے نکاح کرنا چاہیے ورنہ حقیقی بھائی کے لڑکے کے ساتھ صرف زبان کرنے سے کوئی بات نہیں بنے گی۔ لڑکی کی اجازت ضروری ہے۔ دونوں کفو ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۷ اپریل ۱۹۶۹ھ  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ محرم ۱۳۸۹ھ

لڑکی کی راہ اگر کفو سے باہر نہ ہو تو والدین کو اس کی رائے پر عمل کرنا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ فاطمہ کے والدین نے اس کے بالغ ہونے سے قبل یعنی بچپن میں ایک لڑکے کے ساتھ نکاح کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اب بالغ ہونے کے بعد فاطمہ کے والدین کا ارادہ زید سے نکاح کر دینے سے ملتا ہی ہو گیا ہے۔ بلکہ دوسرے لڑکے سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے۔ مگر لڑکی فاطمہ چاہتی ہے کہ میرا نکاح اسی سابقہ لڑکے سے یعنی زید سے ہو جائے اور اسی بات پر لڑکی اور لڑکا دونوں راضی ہیں۔ مگر والدین دوسرے لڑکے کے بارہ میں راضی ہیں کیا والدین کی رضامندی لڑکی کے لیے ضروری ہے یا شرع میں اس کو نکاح کے بارہ میں پورا اختیار ہے۔ اپنی رضامندی سے جہاں چاہے نکاح کرے۔

﴿ج﴾

بالغ یعنی جوان عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ کسی کو اس پر ولایت حاصل نہیں۔ لیکن اگر اپنے کفو (میل) میں نکاح نہیں کیا تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا۔ نفاذ نکاح حرة مکلفة ولو من غیر کفو بلا ولی وله الاعتراض هنا وروی بطلانہ بلا کفو ولا یجبر الولی بالغة ولو بکرا (شرح الوقایہ مع الشرح ص ۲۰ ج ۲) وقال فی العلانیة ویفتی فی غیر الکف بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتوی لفساد الزمان وفي الشامیة ص ۵۷ ج ۳ وهذا اذا كان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده بحر . وأما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً . لیکن خوش زندگی گزارنے کے لیے بہتر یہی ہے کہ والدین کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادمہ الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

جس حافظ قرآن کا والد موچی کا کام کرتا ہو وہ عام لڑکی کے لیے کفو ہو سکتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص قومیت کے لحاظ سے کھوکھر اور مشہور کٹمانہ ہے اور شغف بر عمل تعلیم و تعلم اور دوسری طرف سے قومیت کھوکھر اور حافظ قرآن و شریف الطبع با حیا ہے۔ لیکن اس کا والد موچی کا کسب

کرتا ہے۔ کیا یہ آپس میں کفو ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ مذکورہ صورت میں لڑکی کا والد بھی راضی ہے اور والدہ بھی راضی ہے۔ البتہ لڑکی کے والد کے بھائی اور لڑکی کی باری راضی نہیں ہے۔

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی رضا مندی اور اولیاء کی اجازت کے ساتھ ہر قوم کے مسلمان مرد کے ساتھ جائز ہے۔  
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ شوال ۱۳۹۶ھ

بالغہ لڑکی اگر مرضی سے کفو میں نکاح کر لے تو درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی بالغہ عاقلہ مسلمان ہے۔ اس کے والدین نے ایک جگہ پر جو لڑکا مسلمان ہے۔ اس کو رشتہ دینے کے بہانے اس لڑکے سے روپے کھائے ہیں۔ اس کے بعد لڑکی کے والدین نے مذکورہ بالا کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد لڑکی نے دو گواہوں مسلمان عقل مند اور بالغوں کی موجودگی میں مذکورہ بالا لڑکے سے نکاح شرعی کر لیا۔ لڑکی کا یہ نکاح کرنا درست ہو گا یا نہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر بالغہ لڑکی نے شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں اپنی رضا مندی کے ساتھ اپنے کفو میں نکاح کر لیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

عاقلہ بالغہ ولی کی اجازت کے بغیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر ایک لڑکی باکرہ بالغہ جو کہ تقریباً دس سال کی ہے نے بغیر رضا باپ کے اپنے کفو میں نکاح کیا ہے۔ کیا ایسی لڑکی کا نکاح شرعاً صحیح ہے یا نہ۔ کتب فقہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی لڑکی کا نکاح صحیح ہے۔ پھر صاحبین کے متعلق شراح نے لکھا ہے کہ ایسی لڑکی کا نکاح صحیح نہیں۔ شرح وقایہ چلبی کے حاشیہ میں



امام محمد کے متعلق ہے کہ آپ کا قول ہے کہ ایسی لڑکی کا نکاح قطعاً صحیح نہیں ہے۔ خواہ کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔ اگر متون پر فتویٰ دیا جائے تو موجودہ فتنہ کے زمانہ میں اغوا کا اندیشہ ہے اور اگر بالکل صحت نکاح رضا ولی پر موقوف ہو تو اس طرح لڑکیوں پر لوگ ظلم کرتے ہیں کہ ان کا نکاح کہیں نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ کئی لڑکیاں بوڑھی ہو چکی ہیں۔ اب تک ان کا نکاح نہیں ہوا۔ ایسے حالات میں کس بات پر فتویٰ دیا جائے۔ امید ہے کہ مدلل طور پر مسئلہ کی تحقیق فرمائیں گے۔ بینوا تو جروا

﴿رج ۱۰﴾

عاقلاً بالغہ لڑکی بغیر اجازت ولی کفو میں نکاح لے سکتی ہے۔ وهو المذہب۔ اور غیر کفو میں اس کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں۔ وهو المفتی بہ وهو روایا حسن بن زیاد عن ابی حنیفہ غیہ کفو میں نکاح کرنے سے ولی کو شدید عار لاحق ہے۔ مندرجہ صورت میں اس کا سد باب کر دیا گیا ہے۔ کفو میں نکاح کرنے میں کچھ زیادہ عار نہیں۔ اس لیے اس کو برداشت کرتے ہوئے لڑکی پر ظلم کا راستہ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عثمانی مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضا مندی سے کفو میں جائز ہے

﴿س ۱۰﴾

میرا چھوٹا بھائی محمد بخش ولد الہی بخش میرا حقیقی بھائی ہے۔ اس کی ایک لڑکی زیتون بی بی دختر محمد بخش جس کی عمر تقریباً چودہ ۱۴ سال ہے اور بالغ ہو چکی ہے۔ میرا بھائی محمد بخش اس لڑکی زیتون بی بی کی شادی اپنی لڑکی زیتون بی بی کی مرضی کے خلاف اپنے سسرال کے رشتہ داروں کے ایک لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ کل لڑکی نے جب وہاں نکاح (شادی کرنے) سے انکار کیا تو اس کو زبردستی مارا پیٹا اور منانے کی کوشش کی۔ مگر زیتون بی بی نے پھر انکار کیا اور کہا کہ میں شادی کروں گی تو اپنے چچا زاد شبیر احمد سے کروں گی تو اس کے بعد وہ لڑکی زیتون بی بی کو بالوں سے پکڑ کر ہمارے گھر بٹھا گیا ہے اور وہ لڑکی ہمارے گھر موجود ہے۔ اب میں اللہ بخش ولد الہی بخش آپ سے یہ فتویٰ لینا چاہتا ہوں کہ آیا اس لڑکی (زیتون بی بی) کی شادی میں اپنے لڑکے شبیر احمد سے کر سکتا ہوں یا نہیں۔

﴿رج ۱۱﴾

بالغہ لڑکی پر کسی کو ولایت جبر حاصل نہیں۔ وہ نکاح میں خود مختار ہے۔ پس بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضا مندی اور

اجازت کے ساتھ اپنے کفو میں جائز ہے۔ صورت مسئلہ میں چچا زاد لڑکے سے نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ رجب ۱۴۲۹ھ

بالغہ لڑکی کی اجازت سے کفو میں ساجہ یا نہ ہے اگرچہ والد وہاں موجود نہ ہو

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ فتح بی بی دختر نواب اور مسمی حاجی ولد اللہ بخش سے چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تولد شدہ ہیں۔ جس میں سے ایک لڑکا یسین عرف شاہدی بالغ ہے۔ اسی طرح ایک لڑکی شادی شدہ ہے اور چار لڑکیوں میں سے اس وقت ایک لڑکی مسماۃ حفیظاں بی بی عرصہ تقریباً ۳ سال سے بالغ ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ مسمی حاجی ولد مسماۃ حفیظاں بی بی کا چال چلن خراب ہے عرصہ ۳-۳ سال گھر سے گھر غائب رہتا ہے۔ نشہ آور چیزیں بھی استعمال کرتا ہے۔ خرچہ خوراک بھی اہل و عیال کو مہیا نہیں کرتا۔ مسماۃ فتح بی بی خود محنت مزدوری کر کے بسر اوقات کرتی ہے۔ نیز مسمی حاجی مذکور میں یہ عادت بد بھی ہے کہ اکثر جگہ لڑکی کا وعدہ شدہ کر کے پھر ان کو نقصان دے کر بدل جاتا ہے۔ مسماۃ فتح بی بی غریب بھی ہے اور شریف بھی۔ چاہتی ہے کہ میں اس بار کو یسینی دختر حفیظاں کا بھی نکاح کر کے شرعی طور پر سرخرو ہو جاؤں اور اس رشتہ پر یسین عرف شاہدی بالغ برادر حفیظاں بی بی اور اس کے دیگر رشتہ داران حقیقی نانا و نانی بھی راضی ہیں۔ کیا مسماۃ فتح بی بی والدہ حفیظاں بی بی و برادر و نانا نانی حفیظاں کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ بروئے احکام شرع محمدی نکاح عمل میں لائیں۔

### ﴿ج﴾

بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو وائیت جب حاصل نہیں۔ لہذا بالغہ لڑکی کی اجازت اور رضا مندی سے کفو میں نکاح کرنا جائز ہے۔ اچھ والد نکاح میں موجود نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ شعبان ۱۳۹۹ھ

اگر دادا کے کرائے ہوئے نکاح پر چچا و نانا راضی نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس کے دادا نے اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔ جبکہ لڑکی نابالغ تھی۔ لڑکی کا نانا اور چچا ناراض ہیں اور کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا۔ ہم اس کے وارث ہیں۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ نکاح درست ہے یا غلط اور نانا نکاح کا متولی ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

### ج

جب لڑکی نابالغ کا باپ فوت ہو گیا ہے تو اس کا ولی دادا ہے اور دادا نے جب اس لڑکی کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے۔ نانا یا چچا کے عدم اجازت یا ناراضگی کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس صورت میں لڑکی کو خیار بونع بھی حاصل نہیں۔ قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ (وللولی) انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغین فاحش وفي الشامیة (قوله ولزم النکاح) ای بلا توقف علی اجازة احد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الأب والجد والمولی وكذا الابن علی مایأتی (رد المحتار ص ۶۶ ج ۳) وفي العلانیة الوالی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسه (الی ان قال) علی ترتیب الارث والحجب وفي الشامیة (قوله لا المال) فانه الولی فیہ الأب ووصیه والجد ووصیه والقاضی ونائبه فقط الخ (شامی ص ۷۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ماتان  
۲ رجب ۱۳۹۱ھ

چچا اور بھائی کے ہوتے ہوئے والدہ کو حق ولایت حاصل نہیں

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ پٹھانی ولد غلام رسول کا نکاح نابالغی میں اس کی والدہ نے کیا تھا۔ لڑکی پٹھانی وہ اس بات سے بے خبر تھی۔ لڑکی پٹھانی کے بھائی اور چچا نے اس نکاح ہونے پر انکار کر دیا۔ عرصہ تک جھگڑا کیا۔ اس کے بعد والدہ لڑکی نے داماد سے مل کر اور لڑکی کے بھائی اور چچا سے چوری اور دھوکہ سے لڑکی کو نکاح والے کے پاس بھیج دیا اور زبردستی سے ایک سال اپنے پاس رکھا۔ ایک سال کے بعد لڑکی کو فرصت ملی تو اس نے کچہری جا کر دعویٰ کر دیا کہ میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ اس پر میں راضی نہیں ہوں اور نہ نکاح کیا ہے۔ کچہری سے لڑکی کو اجازت مل چکی ہے اور لڑکی دوسری جگہ شادی کرنے پر راضی ہے اور اس کا بھائی اور چچا کہتے ہیں کہ نقد رقم جو کہ ایک ہزار روپیہ ملنے پر وہ لڑکی دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ لڑکی اور اس کی والدہ اس لالچ کے بغیر شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس پر آپ سے درخواست ہے کہ فتویٰ دیں کہ یہ لڑکی اس مرد سے شادی کر سکتی ہے؟

### ج

چچا اور بھائی کے ہوتے ہوئے والدہ نے جو کیا ہے۔ وہ نکاح اندروے شریعت باطل ہے۔ الدر المختار ص ۸۷ ج

۳ میں ہے۔ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للاب والدرہ واس وقت ولایت نکاح پہنچتی ہے۔ جبکہ عصبہ میں سے کوئی ولی اقرب نہ ہو۔ لڑکی اگر اب بالغ ہوگئی ہو تو وہ خود مختار ہے۔ جس کے ساتھ چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ نکاح کفو میں ہو تا کہ بھائی یا چچا کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو نکاح پر رقم لینا حرام ہے۔ کفو کا معنی یہ ہے کہ نکاح کسی ہم پلہ آدمی کے ساتھ ہو جائے۔

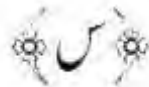
عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی نے بیوہ کے بعد نکاح اپنی مرضی سے نہیں کیا تو اس صورت میں نکاح درست نہیں ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ

حقیقی بھائی کی موجودگی میں چچا ولی نہیں بن سکتا



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں۔ بکر کا برادر حقیقی بقضائے الہی فوت ہو گیا اور متوفی کی اولاد سے ایک لڑکا بالغ اور ایک دختر نابالغ تھی جو چچا حقیقی بکر نے بغیر مرضی اپنے بھتیجے باغ اور بھتیجی نابالغہ کے نکاح زمیندارہ طریق پر ہر دو کو مرعوب کر کے زید سے کر دیا۔ لڑکی یعنی بھتیجی نابالغہ اور بھتیجے بوقت نکاح روتے چلاتے رہے۔ مگر نکاح خوان جو کہ خود زمیندار ہے۔ مذکور ان کے واویلا پر کوئی شنوائی نہ کی اور زبردستی نکاح پڑھکر نابالغہ کا انگوٹھا رجسٹر نکاح پر لگوا لیا۔ اس مسئلہ پر مکمل روشنی ڈالی جائے کہ لڑکی نابالغہ کے بھائی حقیقی اور بالغ کی موجودگی میں چچا حقیقی کا زبردستی کیا ہوا نکاح بروئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

خاکسار محمد اشرف



حقیقی بھائی کی موجودگی میں چچا کو حق ولایت حاصل نہیں ہے۔ اس لیے یہ نکاح نہیں ہوا۔ و فی فسخ القدیر ص ۷۵ ج ۳ والترتیب فی ولایۃ النکاح کالترتیب فی الارث والا بعد محجوب بالاقرب فتقدم عصبۃ النسب وأولاهم الابن وابنه (الی قوله) ثم الاب ثم الجد أبوه ثم الأخ الشقیق اه۔ والنداء علم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ



درج ذیل صورت میں دونوں نکاح غلط ہیں، لڑکی تیسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی بیوی کو کسی جھگڑے کی بنا پر طلاق دے دی۔ مطلقہ کی گود میں اس وقت ایک لڑکی تھی۔ جس کی عمر تقریباً ایک سال تھی۔ مطلقہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ چھ یوم بعد مطلقہ نے اپنے بھائی کے بدلے میں اپنی اس گود کی لڑکی کا نکاح کر دیا (یعنی جس سے اپنے بھائی کا رشتہ لیا ان کے کسی لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا) لڑکی کے والد کو جب اس کا علم ہوا تو آ کر پچاسنت وغیرہ کر کے اپنی لڑکی کو لے گیا۔ طلاق وغیرہ کچھ نہیں۔ اب یہ لڑکی کا والد کراچی چلا گیا۔ اس لڑکے کے دادا نے بغیر اپنے لڑکے کے مشورہ کے اور کسی جگہ نکاح پڑھا دیا۔ لڑکی کے والد کو پتہ چلا تو وہ آیا اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ دوسرے۔ اس نکاح کو بھی کئی سال ہو گئے۔ اب یہ لڑکی بالغہ ہونے کو ہے یا ہو گئی ہے۔ اس نکاح ثانی والے شادی لینا چاہتے ہیں۔ لڑکی کا والد بھیجنا نہیں چاہتا اور لڑکی بھی انکار کرتی ہے۔ بتائیں کہ ان دونوں نکاح میں سے کوئی نکاح ہوا ہے یا دونوں ہی نہیں ہوئے اور اب اس کی کیا صورت ہے۔

﴿ج﴾

والدہ کو حق ولایت نکاح نہیں ہے۔ اس لیے والدہ نے جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ نیز دادا نے جس جگہ نکاح پڑھا ہے۔ وہ بھی فضول ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ حق ولایت نکاح صرف والد کو پہنچتا ہے۔ وہ جس کے ساتھ چاہے بلوغ سے پہلے نکاح کر دے۔ ہاں بعد از بلوغ لڑکی خود مختار ہوگی۔ باپ بھی بعد از بلوغ اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہیں پڑھا سکتا۔ والد کے ہوتے ہوئے دادا کا تصرف بے کار ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ

قریب البلوغ لڑکی کا ولی کون ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی قریب البلوغ ہو بالغ نہ ہو۔ اس لڑکی کے نکاح کا اختیار اس

کیا ہے؟ اس لڑکی کے ولی کو۔



نابالغہ لڑکی کے نکاح کا اختیار ولی، قریب کر ہے۔ اگر قریب البلوغ لڑکی اپنا نکاح کر دے تو وہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر ولی نکاح کو جائز قرار دے تو نافذ ہو جاتا ہے۔ اگر منہج کر دے تو منہج ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ شعبان ۱۳۹۱ھ

جب لڑکی والد کے نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح درست نہیں



کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ آج سے ۹ سال قبل کرم خان کی لڑکی جو کہ صرف ۷ سال کی تھی کا نکاح شرعی کرم خان کے والد وہاب خان نے اپنے بیٹے کرم خان کی مرضی کے خلاف کسی جگہ پڑھوا دیا۔ لڑکی فیضان مائی کا والد کرم خان برابر انکار کرتا رہا۔ کرم خان کے باپ وہاب خان کی اپنے بیٹے کرم کو جائیداد سے عاق کر دینے کی دھمکی کے باوجود بھی کرم خان راضی نہ ہوا اور محفل سے اٹھ کر چلا گیا۔ لڑکی کا دادا وہاب اپنی ضد پر اڑا رہا اور اپنی پوتی کا نکاح پڑھوا دیا۔ اب لڑکی جوان ہے اور لڑکی کا والد کرم خان بدستور انکاری ہے۔ شرع شریف کے احکام کے مطابق کیا نکاح ہے یا نہیں۔ اب لڑکی کا والد کرم خان کسی دوسری جگہ نکاح اپنی مرضی سے اپنی بیٹی کا کر سکتا ہے یا نہیں۔

(نوٹ) جب دادا نے نکاح کیا تھا تو باپ نے اسے نامنظور کیا تھا۔ لڑکی کی نابالغی کے وقت یہ نکاح باپ نے

نامنظور کیا تھا۔ بینوا تو جروا



صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال ولی اقرب (باپ) کی موجودگی میں ولی البعد (دادا) کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ الدر المختار ص ۸۱ ج ۲ پس اگر باپ نے لڑکی کی صغریٰ میں دادا کے اس نکاح کو نامنظور کیا تو نکاح منہج ہو گیا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ پہلا نکاح نافذ نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ

نابالغہ کا نکاح جب والد نے کرایا ہو تو دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک سنیہ عورت جس کا شرعی نکاح نابالغہ ہونے کی صورت میں منعقد ہوا تھا۔ بالغ ہونے کے بعد اس کو ایک شیعہ مرد نے اغوا کر لیا اور اگر وہ اب اس شیعہ کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کر لے یا اسے نکاح پر مجبور کیا جائے۔ کیا اس صورت میں اس سنی عورت شرعی نکاح والی کا شیعہ رافضی مرد کے ساتھ از روئے شریعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(نوٹ) نابالغہ کا نکاح باپ نے کر دیا تھا۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر لڑکی کی صغریٰ میں شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں والد نے نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور جب تک خاوند طلاق نہ دے۔ دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں اور نسخ نکاح اس بنا پر اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ پس صورت مسئلہ میں شیعہ مرد سے شرعاً نکاح جائز نہیں ہے۔ قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرة ولو ثیباً ولزم السکاح ولو بغین فاحش وفي الشامیة قوله ولزم النکاح ای بلا توقف علی اجازة أحد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الأب والجد الخ ص ۶۶ ج ۳ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد النور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان  
۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

درج ذیل صورت میں تین احتمال ممکن ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک لڑکی اغواء کر کے لے گیا۔ لڑکی کے ورثاء اس شخص کے بھائی پر دباؤ ڈالوا کر مغویہ کا عوض لینا چاہتے تھے یا وہ لڑکی۔ آخر کار بھائی نے ایک بھینس اور اپنی نابالغہ بہن کا نکاح عوض میں کر دیا۔ باپ کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ باپ نے واپس آ کر اس معاملہ کو قبیح سمجھا۔ خلاصہ یہ کہ اب لڑکی جوان ہو گئی ہے وہ کہتی ہے کہ میرا کوئی اس کے ساتھ نکاح نہیں تم نے کیوں کیا تھا۔ میں اس وقت چھوٹی تھی اور اس کے ورثاء بھی کہتے ہیں کہ ہم نہیں دیتے تو کیا اس صورت میں نکاح مذکورہ ہو گیا ہے یا نہ۔

## ﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کا والد جب ایسی جگہ ہو کہ اس کا مشورہ حاصل کیا جاسکتا ہو تو ایسی حالت میں والد کی اجازت کے بغیر بھائی کا کیا ہوا نکاح والد کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ مسئلہ صورت میں ظاہر ہے کہ والد سے اجازت لینا اور مشورہ کرنا کوئی دشوار نہ تھا۔ لہذا یہ نکاح والد کی اجازت پر موقوف رہا۔ مگر سوال میں مذکور ہے کہ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ لہذا اس میں تین احتمال متصور ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک کا جدا گانہ حکم تحریر ہے۔

(۱) اگر والد نے لڑکی کی صغر سنی میں بھائی کے کیے ہوئے نکاح کو جائز قرار دیا ہو اور نکاح کے علم ہونے پر اس کی اجازت دے دی ہو تو نکاح صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں۔

(۲) لڑکی کے بلوغ سے پہلے ہی والد نے نکاح کو رد کر دیا ہو تو اس صورت میں نکاح باطل ہو گیا۔

(۳) لڑکی کے بلوغ تک باپ خاموش رہا ہو تو اب بلوغ کے بعد والد کا رد کرنا معتبر نہیں۔ لڑکی خود مختار ہے۔ پس اگر بعد بلوغ لڑکی نے نکاح کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی کوئی فعل دال علی الرضا کیا تو اس کے نامنظور کرنے سے نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ جو صورت ہو تحقیق کے بعد اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ قال فی المدر المختار ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ شفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

اگر چچا کے کرائے ہوئے نکاح سے لڑکی انکاری ہو تو کیا حکم ہے؟

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت میں کہ سماءہ خفین کا نکاح اس کے چچا محمد صدیق نے سید جلال دین سے کر دیا۔ جب نکاح ہوا تو اس کی عمر تین چار سال کی تھی مگر جس وقت سے اس نے ہوش سنبھالا اور اسے معلوم ہوا کہ میرا نکاح جلال دین سے میرے چچا نے کر دیا ہے تو اس نے انکار کر دیا کہ یہ نکاح مجھے نامنظور ہے۔ میں اس کے ہاں نہیں جاتی۔ وہ تو بوڑھا ہے اور سفید بالوں والا ہے۔ اس نے بہت آدمیوں کے سامنے کہا مگر جب بالغ ہوئی تو اس وقت بھی اس نے کئی آدمیوں کو کہا کہ میرا نکاح جلال دین سے کوئی نہیں ہے۔ بے شک اس کو کہہ دو۔ میرا انتظار نہ کرے۔ میں نے اس سے کوئی نکاح نہیں کیا۔ اب تک لڑکی کو جوان ہوئے دو تین سال ہو چکے ہیں۔ مگر اس کا بیٹھنا اب محال ہے۔ اب وہ لڑکی اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کسی دوسرے آدمی سے۔ تو کیا عند الشریعت نکاح کر سکتی ہے یا



نکاح۔ جواب۔ سے سرخرو فرمائیں۔

(نوٹ) نیز جب صدیق نے خفیض کا نکاح کیا تھا تو اس وقت خفیض کی ماں نے بھی اجازت نکاح نہیں دی۔ بلکہ صدیق نے زبردستی خفیض کا نکاح جلال سے کر دیا اور میر صدیق خفیض کا سگہ چچا نہیں بلکہ خفیض کی ماں کا خاندان ہے۔ عرف میں اس کو بھی چچا کہہ لیتے ہیں۔

بیاں تامل خان ولد مہو خان قوم راجپوت سکھ خانپور

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں اور خدا اے الہی کو حاضر ناظر ہاں کر کہتا ہوں کہ مسماۃ خفیض نے مجھ کو بھی بلکہ کئی آدمیوں کو کہا۔ جواں ہو۔ نے سے پہلے بھی اور بلوغ کے بعد بھی کہ جو نکاح میرا میرے چچا محمد صدیق نے جلال دین سے میرے بچپن کی عمر میں کیا ہے۔ میں اس کو منظور نہیں کرتی۔ وہ تو میرے باپ کی طرح بوڑھا ہے۔ میرا اس سے کوئی نکاح نہیں ہے۔ میں اپنی مرضی سے دوسری جگہ نکاح کروں گی۔ یہ بات مسماۃ نے بالغ ہونے سے پہلے بھی کہی ہے اور بالغ ہونے کے بعد بھی کہی کہ وہ نکاح مجھے منظور نہیں۔ یہ بیاں میں نے سن کر تسلیم کیا۔ نشان انگوٹھا۔

رشید ولد مہر باج قوم راجپوت سکھ خانپور۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مسماۃ خفیض نے مجھ کو کہا کہ میرے چچا محمد صدیق نے جو میرا نکاح جلال سے کیا ہے۔ میں اس کو جائز نہیں رکھتی۔ وہ تو ایسا ایسا ہے۔ میں اپنی مرضی سے نکاح کروں گی۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ مسماۃ جب سمجھدار ہوئی ہے تو اس وقت بھی لڑکی نے مجھے یہی کہا کہ میرا جلال سے کوئی نکاح نہیں ہے۔ میں نے دوسرے آدمیوں سے بھی سن رکھا تھا۔ مگر جب سے میرے سامنے اس نے کہا تو اور بھی یقین ہو گیا کہ اس نے تو بچپن سے ہی انکار کر رکھا ہے اور کہتی رہتی ہے کہ میرا جلال سے کوئی نکاح نہیں۔ یہ بیان میں نے سن کر تسلیم کیا ہے۔ نشان انگوٹھا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ لڑکی کے صغریٰ میں نکاح کرانے کا حق سب سے قبل اس کے عصبات (جدی وارث) کو بترتیب حق وراثت ملتا ہے۔ ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو اس کے بعد ماں وغیرہ رشتہ داروں کو ترتیب کے ساتھ نکاح کرانے کا حق پہنچتا ہے۔ صورت مسئلہ میں محمد صدیق مذکور حسب بیان سائل چونکہ خفیض کا جدی وارث نہیں ہے نہ قریب کا نہ دور کا۔ اس لیے اس کو نکاح کرانے کا حق حاصل نہیں تھا۔ لہذا اس نے جو نکاح کرایا وہ نکاح فضولی کہلائے گا۔ جو لڑکی کی صغریٰ میں اس کے ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور ولی اقرب سکوت اختیار کر جائے تو لڑکی کے بالغ ہونے پر خود لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ صورت مسئلہ میں اگر ماں سے قریب

کوئی جدی وارث نہ ہو تو بشرائحت سواں کہ اس کی ماں نے اجازت نہیں دی تھی۔ اگر ماں نے نکاح ہو جانے کے بعد اس نکاح کو نا منظور کر کے رد کر دیا، تو وہ رد ہو گیا ہے اور اگر اس نے سکوت اختیار کیا ہو تو اجازت دی ہو اور نہ رد کر رکھی ہو تو لڑکی کے بالغ ہونے پر لڑکی کو حق حاصل ہے۔ لڑکی نے چونکہ بالغ ہونے پر رد کر دیا ہے۔ لہذا نکاح کا عدم شمار ہوگا اور اس کو دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کرنا جائز ہے۔ کما قال فی الدر المختار ص ۸۱ ج ۳۔

فلر زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ولو تحولت الولاية الیہ لم یجز الا باجازتہ بعد التحول قہستانی وظہریہ وفی الدر ایضا قبیل ذالک صغیرۃ زوجت نفسہا ولا ولی ولا حاکم ثمہ توقف ونفذ باجازتہا بعد بلوغہا لآلہ. مجیزا وهو السلطان. ص ۸۰ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر دادا نکاح کرادے اور نانا و چچا ناراض ہوں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس کے دادا نے اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔ جبکہ لڑکی نابالغ تھی۔ لڑکی کا نانا اور چچا ناراض ہیں اور کہتے ہیں۔ نکاح نہیں ہوا۔ ہم اس کے وارث ہیں۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ نکاح درست ہے یا غلط اور نانا نکاح کا متولی ہے یا نہیں اور دادا کی موجودگی میں چچا نکاح کے متولی ہیں یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

جب لڑکی نابالغہ کا باپ فوت ہو گیا ہے تو اس کا ولی دادا ہے اور دادا نے جب اس لڑکی کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح باریب صحیح اور نافذ ہے۔ نانا یا چچا کے عدم اجازت یا ناراضگی کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس صورت میں لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں۔ قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغین فاحش وفی الشامیہ (قوله ولزم النکاح) ای بلا توقف علی اجازۃ أحد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الأب والجد والمولی وكذا الابن علی مایاتی (رد المحتار ص ۶۶ ج ۳) وفی العلانیۃ الرالی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ (الی ان قال) علی ترتیب الارث والحجب وفی الشامیہ (قوله لا المال) الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط الخ (شامی ص ۷۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ رجب ۱۳۹۱ھ

اگر چچا نے نکاح کرایا ہو اور والد نے اجازت دی تو دوسری جگہ نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ نیامت بی بی عمر تقریباً ۳۵/۴ سال دختر احمد ذات شجر اسکنہ گوہند گڑھ کا عقد نکاح مسمی بہادر سلطان ذات شجر اسکنہ مخدوم پور آج سے قبل تقریباً ۱۰/۱۱ سال ہوا۔ بوقت نکاح لڑکی کے والدین رضامند نہ تھے۔ والدہ برادری کو گھر میں داخل ہوتے ہی دیکھ کر دوسرے گاؤں میں چلی گئی۔ والد کو اس کے بھائیوں نے زبردستی پکڑ کر چٹائی پر بٹھالیا۔ نکاح خوان کو والد نے اجازت نہیں دی۔ مسماۃ مذکورہ کے حقیقی چچا مسمی فاضل نے دی۔ والد خاموشی اختیار کر گیا۔ لڑکی کے پاس گواہ وکیل گئے تو والدہ موجود نہیں تھی۔ لڑکی نابالغ تھی۔ لڑکی کی چچی نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اجازت دی۔ بہر حال اس وقت کا نکاح تصور ہو گیا۔ لیکن اسی روز سے تا حال والد کہتا ہے کہ میں نے تو کوئی اجازت نکاح نہیں دی۔ لہذا نکاح جائز نہیں ہے۔ اب لڑکی کے بالغ ہونے پر لڑکی بھی اس لڑکے کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ آیا یہ نکاح از روئے شریعت جائز ہے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شریعت اسلامیہ میں والد چچا یا تایا کی نسبت ولی اقرب ہے اور ولی اقرب کی موجودگی میں ولی بعد کو اجازت نکاح کا حق نہیں۔ والد نے اجازت نہیں دی۔ جس کے شاہدین کے سماع شہادت کے بعد یہ فیصلہ کر رہا ہوں کہ نکاح فاسد ہے اور نکاح ثانی ہو سکتا ہے۔ اس کے گواہ بہادر ولد عبدالوہاب، رمضان ولد میر داد ہیں۔ ہنگذا فی الحدیث والکتب المعترہ للفتاویٰ الحنفیہ۔ واللہ اعلم

محمد عبدالرحمن الہی صدر مدرس مدرسہ مظہر العلوم دربار حضرت عبدالکیم صاحب

۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ بات تو درست ہے کہ چچا ولی بعد ہے۔ والد کی اجازت کے بغیر اگر وہ نکاح کر دے تو وہ والد کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ والد نے اگر اجازت دی تو نکاح منعقد ہو گیا ہے اور اگر رد کر چکا ہو تو نکاح رد ہو گیا ہے۔ والد کی خاموشی اجازت شمار نہیں ہوتی۔ لیکن یہ فتویٰ ہم فریقین دونوں کے بیان لیے بغیر نہیں دے سکتے کہ احمد کی لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر فریق ثانی یعنی بہادر ولد سلطان بھی یہ تسلیم کرے کہ چچا نے نکاح کرایا تھا اور لڑکی کے والد نے اجازت نہ دی تھی۔ تب تو لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت ہے اور اگر وہ اس کو تسلیم نہ کرے تو یہ متنازعہ فیہ واقعہ ہے۔ اس کا فیصلہ شرعی ثالث یا حاکم مجاز ہی کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ



اگر چچا کے نکاح کرانے پر والد نے ناراضگی ظاہر کی ہو تو نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ (۱) مسماۃ مدنیہ کا نکاح اس کے چچا نے ہمراہ عبدالمجید کے اُس وقت کیا تھا جب کہ مدنیہ کی عمر ۳ سال اور عبدالمجید کی عمر بھی تقریباً اتنی ہی تھی۔ یعنی اس وقت دونوں نابالغ تھے۔ (۲) جس وقت مدنیہ کا نکاح اس کے چچا نے ہمراہ عبدالمجید کیا تھا۔ اس وقت اس لڑکی کا والد زندہ تھا۔ مگر اپنے شہر سے کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ واپس آنے کے بعد اس نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس نے کہا میں نے کیا اجازت دی تھی کہ میری لڑکی کا نکاح مذکور لڑکے سے کیا جائے؟ (۳) مسماۃ مدنیہ جب سن بلوغت کو پہنچی یعنی (۱۶) سال کی ہو گئی۔ اس نے عبدالمجید کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کیا از روئے شریعت طلاق ہو جائے گی یا نہیں ہوگی۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ استفتاء میں دو باتیں درج ہیں۔ ایک یہ کہ چچا نے نکاح پڑھایا تھا اور لڑکی کا والد زندہ تھا۔ لیکن کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ دوسری یہ کہ عدالت نے بحق خیار بلوغ تنسیخ بھی کر دی۔ پہلی بات کے متعلق تو حکم یہ ہے کہ اگر لڑکی کے والد کا یہ تھا کہ فلاں جگہ ہے اور اس کی رائے اس بارہ میں معلوم کی جاسکتی تھی لیکن نہ اس کے آنے کا انتظار کیا گیا اور نہ اس کی رائے معلوم کی گئی اور چچا نے لڑکی کے والد کی غیبت میں اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح فضولی کہلائے گا اور والد کو علم ہو جانے کے بعد اس کو اختیار ہے۔ اگر وہ اس نکاح کو منظور کر چکا ہو تو نکاح لازم ہو گیا ہے اور لڑکی کو بعد از بلوغ حق خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا اور اگر اس نے اس نکاح کو رد کر دیا تو یہ نکاح رد ہو گیا اور لڑکی کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نکاح کرے۔ کسی عدالتی تنسیخ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر لڑکی کے والد نے سکوت اختیار کر لیا ہو تب لڑکی کو بعد از بلوغ رد کرنے اور قبول کرنے کا اختیار ہے اور وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس میں بھی تنسیخ کی ضرورت نہیں اور اگر لڑکی کا والد غائب تھا اور اس کی رائے معلوم نہیں کی جاسکتی تھی اور ناکح نے انتظار نہیں کیا تو ایسی صورت میں تو نکاح درست ہے۔ لیکن لڑکی کو بعد از بلوغ حق خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر لڑکی نے بالغ ہوتے ہی فوراً نکاح رد کر دیا ہو اور اس پر گواہ بھی بنا لیے ہوں۔ بشرطیکہ یہ لڑکی باکرہ ہو تو اس میں اس بناء پر اگر عدالتی تنسیخ ہو گئی ہو تو تنسیخ صحیح ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان



والدہ اور چچا زاد بھائیوں میں سے ولی کون ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ علیمہ کا باپ، اور دادا فوت ہوئے تو اس کی پرورش اس کی اپنی والدہ اور اس کی پھوپھی سیکینہ زوجہ حافظ عبدالرشید کے سپرد رہی۔ تقریباً اس کی عمر اس وقت چار سال کی تھی۔ ساریات سال کی عمر تک پرورش پاتی رہی۔ اب اس کی عمر گیارہ سال ہے۔ اب مسئلہ زیر غور یہ ہے کہ اس لڑکی کی ماں جو غیر کنوینشنل شادی شدہ ہے۔ شرعاً متولی فی النکاح ہو سکتی ہے یا اس کا چچا زاد بھائی جو کہ اس لڑکی کی خالہ کا گھر والا بھی ہے۔ شرعاً متولی ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

لڑکی مذکورہ نابالغہ کے نکاح کا متولی عبدالرشید اس کا چچا زاد بھائی ہے۔ اگر اس نابالغی کے وقت وہ اس کا نکاح کسی سے کر لیا تو بالغ ہونے پر وہ لڑکی اس نکاح کو رد کر سکتی ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ بالغ ہونے تک اس کا نکاح نہ کیا جائے۔ بالغ ہونے پر اس کی رضامندی کے مطابق اس کا نکاح کر دیا جائے۔ البتہ پرورش کا حق نہ اس کی ماں کو حاصل ہے اور نہ ہی اس کی خالہ سیکینہ کو کیونکہ دونوں کے خاوند لڑکی مذکورہ کے لیے غیر محرم ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ محمد اسحاقی شہر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
گیارہ سال کی لڑکی اگر بالغ ہے تو وہ نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو ولایت حاصل نہیں اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح کر سکتا ہے۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ اذی تعدہ ۱۳۹۷ھ

فاتر العقل باپ کے سامنے بھائی کا اپنی نابالغہ بہن کا عقد کرانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی نابالغہ بہن کا نکاح پڑھوا دیا۔ جبکہ اس کا اصل ولی باپ بھی زندہ موجود تھا۔ لیکن وہ اس وقت فاطر العقل تھا اور لڑکی نے بھی اب تک خیار البلوغ کا اظہار نہیں کیا ہے۔ لیکن اس کی والدہ اور دوسرے رشتہ داروں نے یہ طے کر لیا ہے کہ رشتہ نہیں کرنا ہے تو کیا اس صورت میں یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

مسور ہے کہ اول میں بشرط صحت سوال یعنی اگر لڑکی کا باپ، فاطر العقل یعنی بالکل مجنون ہے کہ اس کو معاملات کا کچھ پر نہیں چلتا تو لڑکی کا ولی بھائی ہے۔ پس بھائی کی اجازت سے اگر شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نابالغہ کا نکاح کیا گیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے۔ لڑکی کو خیار بلوغ کا بوقت بلوغ اختیار نہیں اور خاندان سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳ ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ

والدین اگر جہیز نہ ہونے کی وجہ سے شادی نہ کرائیں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و ریس مسئلہ کہ ایک خاتون با عمر تقریباً بائیس سال ہے اور اس کے والدین نہایت غریب ہیں۔ وہ جہیز کی خاطر اس خاتون کی شادی نہیں کر سکتے۔ گناہ سے بچنے کے لیے بموجب شریعت از روئے قرآن کریم و حدیث فرمان حضور وہ اپنا کوئی اور ولی بنا کر عقد کر سکتی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اس کے والدین شادی کرنے کے لیے غریبی کی وجہ سے مجبور ہیں۔ جواب از روئے قرآن و حدیث تحریر فرما کر ماجور عند اللہ ہوں۔

(۲) اگر جہاز لڑکی بالغہ کی شادی اس کے والدین نہ کریں تو والدین مجرم ہوتے ہیں یا نہیں۔ از روئے قرآن و حدیث تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

عائقہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ ولی کی اجازت کے بغیر کفر کے ساتھ اگر نکاح کر لے تو شرعاً نکاح صحیح ہوگا۔ والدین پر لازم ہے کہ وہ کسی دنیاوی رسم و رواج کی پرواہ کیے بغیر لڑکی کی شادی کر دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بلوغ کے بعد بغیر کسی وجہ کے نکاح میں اگر تاخیر کی اور کوئی گناہ سرزد ہوا تو اس کا گناہ والد پر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ

مطلقہ نے اگر بچی کا نکاح کر دیا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے زید سے نکاح کیا۔ اس عورت کی زید سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زید نے اپنی عورت کو طلاق دے دی تو عورت اپنی لڑکیاں اپنے ساتھ لے گئی اور ان دو میں سے ایک لڑکی کا نکاح کر دیا۔ کیا عورت کو اپنی لڑکی کے نکاح کا حق حاصل ہے جبکہ لڑکی کے والد نے اجازت نہیں دی۔ علاوہ ازیں جب وہ منکوحہ لڑکی سن بلوغت کو پہنچی تو اس نے کہا۔ مجھے میری والدہ کا نکاح کیا ہوا منظور نہیں ہے۔ میں خود مختار ہوں۔ جہاں چاہوں نکاح کر دوں گی۔ کیا اس صورت میں اس لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

بینوا تو جروا

﴿ج﴾

نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے۔ والدہ کو ولایت نکاح حاصل نہیں۔ والدہ کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر لڑکی کے بلوغ سے قبل باپ نے اس نکاح کو نامنظور کیا ہو تو نکاح فسخ ہو چکا ہے اور اگر منظور کر چکا ہو تو نکاح صحیح ہے اور لڑکی کو اختیار بلوغ بھی حاصل نہیں اور اگر لڑکی کے بلوغ تک باپ نے سکوت اختیار کر لیا ہے تو بلوغ کے بعد لڑکی کی نامنظوری کی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ نفلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۵ ذیقعدہ ۱۴۹۱ھ

نابالغ بہنوں کے نکاح کا حق بھائیوں ہی کو ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رحیم بخش متوفی کی ایک بیوی اور تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے دو لڑکیوں کا نکاح ہو چکا ہے اور متوفی کے انتقال کے بعد اس کے لڑکوں نے اپنی ماں کو گھر سے نکال دیا اور وہ بہنیں چھوٹی جن کا نکاح ابھی تک نہیں ہوا۔ ان کو بھی ماں کے ساتھ نکال دیا تھا اور ماں اور لڑکیاں ایک شخص کی پرورش میں رہیں۔ اب ان کے عقد کے لیے بھائی وارث ہیں یا نہیں اور اب وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ نیز والدہ کے زیورات جو اس کے اپنے ذاتی تھے وہ بھی چھین لیے تھے۔ جو ان کی والدہ کے نہیں تھے۔ وہ ان زیورات کے لینے کی مستحق ہے یا نہیں۔ نیز اگر بھائی وارث ہو سکتے ہیں تو والدہ ان لڑکیوں کا خرچ خوراک لے سکتی ہے یا نہیں۔

## ﴿ج﴾

ان دو چھوٹی نابالغ لڑکیوں کے نکاح کرانے کا حق ان کے بھائیوں کو ہے۔ ماں کو نہیں ہے۔ جب بالغ ہو جائیں تو پھر یہ لڑکیاں اگر چاہیں اپنے بھائیوں کا نکاح اختیار بلوغ کے ذریعہ حاکم مسلمان سے فسخ کرا سکتی ہیں اور جب بالغ ہو جائیں اور بھائیوں نے ابھی تک نکاح نہ کرایا ہو تو پھر ان کی مرضی ہے جہاں چاہیں نکاح کریں۔ ان کی والدہ کے جو ذاتی زیورات جو ان لڑکوں نے زبردستی چھین لیے ہیں۔ واپس کر دینا ضروری اور لازم ہے۔ باقی ان لڑکیوں اور بیوی کا بھی رجیم بخش کی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ میں سے مندرجہ ذیل حصے ہیں۔

بیوی	چار لڑکیاں	تین لڑکے
۱۰	۷، ۷، ۷، ۷	۱۴، ۱۴، ۱۴

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۴ رجب ۱۳۸۴ھ

چچا زاد بھائی کا بہن کا نکاح چچا کی اجازت کے بغیر کرانا

## ﴿ج﴾

استفتاء کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام کہ ایک آدمی کی لڑکی کا نکاح اس کے بھتیجے نے اس کی عدم موجودگی میں کر دیا تھا۔ لیکن لڑکی اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ اس کا والد کہیں باہر کام کرنے کے لیے چلا گیا تھا تو بعد میں برادری نے اس آدمی کے بھتیجے کو مجبور کر کے نکاح کروالیا۔ جب لڑکی کا والد واپس گھر آیا تو اس کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ جہاں تو نے نکاح کرایا ہے۔ میں اس جگہ پر نہیں دینا چاہتا۔ لیکن لڑکی اب بالغ ہو چکی ہے۔ اس نے اپنی بلوغت کے بعد بیان دیے ہوئے ہیں کہ میں اس جگہ پر نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ یعنی اس وقت لڑکی کا باپ اور خود لڑکی رضا مند نہیں ہیں۔ آپ برائے مہربانی فتویٰ عنایت فرمائیں۔

سائل محمد بخش ولد غلام حیدر موضع دائرہ دین پناہ

## ﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں جب لڑکی کے والد نے بھتیجے کے کیے ہوئے نکاح کو رد کیا تو یہ نکاح ختم ہو گیا۔ کیونکہ ولی اقرب تو والد ہے۔ بھتیجے کا نکاح والد کی رضا پر موقوف تھا۔ جب اس نے انکار کر دیا تو نکاح ختم ہو گیا۔ پھر لڑکی نے بھی



بوقت بلوغ انکار کر دیا ہے۔ اس کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ اب لڑکی آزاد ہے۔ جہاں چاہے نکاح کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بزرگوار احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب لڑکی کے والد نے عقد اول سے انکار کیا ہو تو دوسرا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل صورت مسئلہ میں کہ ایک شخص کی غیر حاضری میں اس شخص کے والد نے بغیر سمجھے سو۔ چہ اور رضا لیے بغیر اس شخص کا نابالغ بچہ ایک سال کا نکاح نابالغ لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ جب والد کو پتہ چلا تو اس نے زبردستی کے ساتھ اس نکاح سے صاف صاف انکار کر دیا ہے۔ اب وہ لڑکی بلوغت کو پہنچ چکی ہے۔ باپ اس لڑکی کا اب اپنی سہرابہ دید کے مطابق لڑکی کی رضوانہ کے مطابق نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا اس شخص کا نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

ولی اقرب کی موجودگی میں ولی الہر کا کیا، رانکاح ولی اقرب کی اجازت پر وقف ہوتا ہے۔ سورۃ - کولہ میں لڑکی کا ولی اس وقت باپ تھا۔ بشرط صحت و مال جب لڑکی کے والد نے اسی وقت، اس نکاح سے انکار کر دیا اور اس نکاح کو رد کر دیا تو یہ نکاح رکن ہوا۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فلو زوج الایمۃ ایما یتیم الا قرابہ فوقفہ، علی اجازتہ (درمختار ص ۸۱ ج ۳) فقط والہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان  
۱۱ صفر ۱۳۸۸ھ

سگے چچا کی موجودگی میں لڑکی کے دادا کے بھائی کا نکاح کرانا



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے فوت ہونے کے بعد اس کی اہلیہ کے ساتھ اس کے حقیقی بھائی نے عقد نکاح کیا ہے۔ اس عورت سے پہلے گھر سے ایک لڑکی اور دو لڑکے تھے نابالغ۔ اس چچا کی پرورش میں اس لڑکی نے بلوغت پائی ہے۔ نابالغی کی عمر میں اس کا عقد نکاح کرایا گیا تھا۔ لڑکی کا ولی دادا کا بھائی بنا۔ اس نے نکاح

کرایا۔ اس چچا کی عدم موجودگی میں جو صحیح ولایت کا حق، کھتا ہے۔ نہ اس کا ارادہ ہے اور نہ لڑکی کی والدہ کا ارادہ اب وہ لڑکی مدت بلوغت کو پہنچ چکی ہے۔ جب پہلی مرتبہ ایام لڑکی کو آئے اس سے پوچھا گیا کہ پہلے عقد نکاح پر تو راضی ہے یا نہیں تو اس نے صاف طور پر انکار کیا ہے۔ اس بیان پر گواہ بھی موجود ہیں۔ لہذا آپ مہربانی فرما کر شرعی قانون کے ساتھ فتویٰ عنایت کریں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

### ﴿ج﴾

دادا کے بھائی کو شرماء اس لڑکی کی ولایت نکاح حاصل نہیں۔ بلکہ صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال ولی نکاح اس کا چچا ہے اور ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد یا فضولی کا نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ صورت مسئلہ میں اگر چچا نے دادا کے بھائی کے کیے ہوئے نکاح کو رد کر دیا ہے تو یہ نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فی الدرالمختار علی هامش تنویر الابصار ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ وفی الشامیة (قوله توقف علی اجازتہ) فلا یكون سکرته اجازة لنکاح الأبعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً أو دلالة تأمل الخ (ردالمحتار ص ۸۱ ج ۳) فقط واللہ اعلم

حرر محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ محرم ۱۳۸۹ھ

اگر والد صاحب کی رائے رشتہ کے متعلق بدل جائے تو لڑکا کیا کرے؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک جگہ پر میں نے اپنے والد صاحب کے فرمان پر اپنی لڑکی کا عہد کر دیا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد میرے والد صاحب نے کہا کہ جہاں تو نے میرے کہنے پر عہد کیا ہے۔ وہاں اپنی لڑکی کا رشتہ نہ کرو۔ بلکہ اب دوسری جگہ جہاں میں کہتا ہوں وہاں کرو۔ حالانکہ کوئی وجہ بھی نہیں ہے پہلی جگہ پر رشتہ نہ دینے کی اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں میرے والد صاحب کہ اگر تو میرے کہنے پر دوسری جگہ پر رشتہ نہیں کرے گا تو میری جائیداد کا تو وارث نہیں بن سکتا۔ میں تجھے اپنی جائیداد سے محروم کر دوں گا۔ اب سائل کے بارے میں شریعت مطہرہ کے مطابق فتویٰ عنایت فرمائیں۔ تاکہ بندہ از روئے شریعت عمل کر کے نجات حاصل کرے۔



سائل کو چاہیے کہ اپنی لڑکی کے مستقبل کے سکون و آرام کا خیال کر کے اپنے والد کے مشورہ کو قبول کرے۔ جہاں والد لڑکی کے رشتہ دینے کے لیے سائل کو مجبور کر رہے ہیں۔ اگر وہاں لڑکی کی زندگی آرام و سکون سے گزرنے کا اطمینان ہو تو بہتر یہی ہے کہ والد کی خوشی پوری کی جائے۔ اگر خدا نخواستہ اس جگہ حالات تسلی بخش نہ ہوں تو سائل اپنی لڑکی کو عمر بھر کے لیے عذاب میں نہ ڈالے۔ والد کی ناراضگی پھر بے جا ہے۔ اس کی عند اللہ کوئی گرفت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

الحجیب ابوالانور محمد غلام سرور القادری نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۲۳ اگست ۱۹۶۸ء

الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ شعبان ۱۳۸۸ھ

کیا نانائو نانی کو اپنی پروردہ نواسی کی ولایت حاصل ہے؟



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ متوفی اللہ وسایا کے چار دختران دو پسر موجود ہیں۔ جن میں تین دختران شادی شدہ ہیں اور ایک کنواری ہے۔ جس کی عمر بیس برس کے لگ بھگ ہے۔ بڑا بھائی وٹہ کے بغیر کنواری بہن کی شادی کرنا نہیں چاہتا۔ چھوٹا بھائی وٹہ کو برا جانتا ہے۔ بڑے نے کہہ دیا ہے کہ اگر وٹہ نہ کیا گیا تو میں خود کشی کر لوں گا۔ کنواری لڑکی نانائو نانی کے پاس رہتی ہے۔ انھوں نے پرورش کی ہے۔ کیا نانائو نانی کو نکاح کر دینے کا حق ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ آجکل وٹے کے نکاح کا جو رواج ہے۔ یعنی کہ ایک شخص اپنی لڑکی بہن وغیرہ کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پر کرتا ہے کہ وہ دوسرا شخص بھی اپنی لڑکی بہن وغیرہ کا نکاح پہلے شخص سے کرے اور دونوں جانب سے مہر مقرر ہوتا ہے۔ شرعاً جائز ہے۔ اس لیے دونوں بھائیوں کو آپس میں مصالحت کرنی چاہیے اور ایک جائز کام میں اختلاف نہ کریں۔ باقی لڑکی چونکہ بالغہ ہے۔ وہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے اور اس پر کسی کو ولایت حاصل نہیں۔ اس لیے وہ اپنا نکاح از خود (بلا اذن ولی) کر لے یا بھائیوں یا نانائو نانی کے مشورے سے کرے۔ ہر صورت میں نکاح درست ہے۔ لیکن از خود غیر کفو میں یا مہر مثل سے کم پر نکاح نہ کرے۔ فنفس نکاح حرة مکلفہ

لا رعی ولی ولہ الاعتراض فی غیر الکف (در مختار ص ۵۶ ج ۳)

مرہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

ماموں کا کرایا ہوا نکاح اگر اور ارادے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں جسکی تفصیل حسب ذیل درج ہے۔ من اینکہ مسماة مائی حواء دختر محمد نواز مسماة مذکورہ نوزائیدہ تھی جو کہ مسماة مذکورہ کے پیدا ہونے کے بعد تقریباً دو چار ماہ والد مسماة مندرجہ بقضائی الہی فوت ہو گیا۔ پھر مسماة مذکورہ اپنے حقیقی چچا مسمی احمد کے زیر سایہ پرورش پاتی رہی۔ پھر مسماة مذکورہ تقریباً دو تین سال کی ہو گئی مسمی عبداللہ ماموں نے مسماة مندرجہ کا نکاح سرقہ و خفیہ بغیر صلاح مشورہ و بلا اجازت مسماة مذکورہ کے چچا حقیقی و دادی کے موجود ہوتے ہوئے نکاح خواں مولوی سے دوسرے موضع میں مسماة مذکورہ کا اپنے فرزند مسمی غلام حسین سے کروا لیا جس کا وارثان حقیقی مثلاً چچا و دادی کو بعد میں علم ہوا کہ یہ واردات ہو چکی ہے۔ یہ کارروائی ہو چکی۔ (۲) اینکہ مسماة مندرجہ بالا بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۶۹ء بروز سوموار بہ لحاظ شرعی حد بلوغت کو پہنچ کر تقریباً ۱۲ بجے دن ایام ماہواری اول نمودار ہوتے ہی اس جگہ بیٹھے ہی اپنے حقیقی چچا مسمی احمد مسمی محمد جلال ولد ملک احمد علی اپنے رشتہ دار محمد رمضان برادر محمد جلال کو بلا کر بیانات حسب ذیل دیے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے ماموں نے میرا نکاح میرے وارثان حقیقی سے خفیہ و بغیر اجازت و علم و میری معصوم حالت میں اپنے لڑکے کے ساتھ نکاح کرایا تھا۔ اب میں شرعاً بہ اظہار ماہواری اول بالغ ہو چکی ہوں اور بطور گواہاں بیان حلفیہ باقرار صالح و رضا مندی خود و بلا اکراہ و اجبار کرتی ہوں کہ جو نکاح میرے ماموں نے میرا اپنے فرزند کے ساتھ خفیہ کیا تھا۔ مجھے ہر حال میں منظور نہیں تو کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مندرجہ تحریر و بیانات مسماة و گواہاں مندرجہ بالا کے حلفیہ پر کہ یہ نکاح عند الشریعہ محمدیہ علیہ السلام جائز ہے یا ناجائز۔ نیز جب وارثان حقیقی کو نکاح خفیہ کا علم ہوا۔ تقریباً آٹھ سال بعد علم ہوا تو وارثان حقیقی نے عدم رضا مندی کا اظہار کیا اور کہا ہم کو قطعاً یہ نکاح منظور نہیں اور ہم فسخ کرائیں گے تو ایسی بات کا علم وہاں کے زمیندار کو بھی ہوا۔ حتیٰ کہ لڑکی نے بوقت بلوغ ماہواری اول رو برو گواہاں انکار کر دیا۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

جبکہ لڑکی کے بلوغ سے قبل چچا نے اس نکاح کو رد کر لیا ہے تو یہ نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ قال فی شرح التنبیہ ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الابد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ۔ بہر حال صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال یہ نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مشق مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ  
الجواب صحیح محمود غفرلہ عنہ مشق مدرسہ قاسم العلوم ملتان



اگر کوئی اجنبی باکرہ لڑکی کو نکاح کی اطلاع کر دے تو اس کی خاموشی رضاء شمار ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیا تھا۔ بعد گزرنے عدت کے اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ طلاق کے وقت پہلے خاوند کی مملکت سے ایک لڑکی بھی تھی۔ جو بوجہ نابالغی اپنی والدہ کے ساتھ چلی گئی۔ جب لڑکی بالغ ہوئی اور اس کے والد کو اس کا علم ہوا تو والد نے بغیر اجازت اپنی لڑکی کا نکاح رو بروگداہان کر دیا اور اسکے مربی کو اس امر کی اطلاع کر دی کہ میں نے لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ آپ کو اطلاع ہونی چاہیے۔ لڑکی کو جب اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے اقرار کیا انکار کوئی اظہار نہیں کیا۔ لیکن قلباً وہ والد کے نکاح پر رضامند نہیں ہے۔ یہ نکاح ہو جائے گا (باقی رہے گا یا نہیں) نیز لڑکی کا مربی خرچہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ کیا شرعاً اس کا مطالبہ درست ہے اور والد پر خرچ دینا واجب ہے یا نہیں۔ فقط بینوا تو جبروا

﴿ج﴾

باکرہ بالغہ سے اجازت لینے والا اگر ولی اقرب نہیں ہے تو اس صورت میں باکرہ کا سکوت کافی نہیں بلکہ اجازت بالقول ضروری ہے اور صورت مسئلہ میں تو سرے سے اجازت طلب بھی نہیں کی گئی۔ اجنبی آدمیوں کی طرف سے اطلاع ہونے کی صورت میں لڑکی کا خاموش رہنا رضامندی نہیں۔ لہذا اس لڑکی نے اگر زبان سے اس نکاح کی اجازت نہیں دی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ قال فی شرح التنویر فان استاذنھا غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتھا بل لا بد من القول کالثیب البالغہ (الدر المختار ص ۶۲ ج ۳)

باقی لڑکی کو والد کے حوالہ کرنا ضروری ہے۔ اگر لڑکی کو والد کے حوالے نہیں کرتا تو مربی کا دعویٰ خرچ کا صحیح نہیں۔ گذشتہ عرصہ کا خرچہ بھی اگر مربی نے از خود کیا ہے تو اس خرچ کا حق بھی اب مربی کو نہیں پہنچتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
کیم ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

باپ اور دادا کے انکار سے نکاح فسخ ہو چکا ہے، دوسری جگہ عقد درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جو کہ بالغہ ہے۔ اس کا عقد نکاح اس کے دادا نے بغیر اذن والد کے کر دیا ہے۔ اس عقد پر لڑکی کا والد راضی نہ تھا۔ نیز یہ عقد طوعاً و کرہاً لڑکے کے دادا سے کرایا گیا تھا۔ خوب مار

کنائی کی گئی ہے اور لڑکی کا باپ دادا بے ہوش ہو گئے۔ ان کی بے ہوشی کی حالت میں لڑکے کے دادا نے عقد نکاح کرادیا تھا۔ اب لڑکی کا باپ اور دادا دونوں ان کے پاس گئے کہ ہمارے سے لڑکی کا کام کر لیں۔ لیکن وہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہاں آ کر اپنی دختر کا کام کر دیں۔ تمہارے گھر ہم نہیں آتے۔ یہ کئی دفعہ گئے۔ لیکن وہ نہیں آتے اب اس کا کیا حل ہو سکتا ہے کہ لڑکی اب بالغ ہو چکی ہے کہ اس کا آگے نکاح کر دیا جائے یا وہی عقد صحیح ہے جب لڑکی کے باپ کو ہوش آیا تو اس نے اس عقد کو نا منظور کیا۔

### ﴿ج﴾

ولی اقرب یعنی باپ کی موجودگی میں بعد یعنی دادا کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب (باپ) کی رضامندی پر موقوف ہوتا ہے۔ لہذا بشرط صحت سوال اگر باپ نے ہوش میں آنے کے بعد اس نکاح کو نا منظور کر لیا ہے تو یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ قال فی شرح التئویر فلو زوج الأبعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ وفی الشامیۃ (قوله توقف علی اجازتہ) فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الأبعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً أو دلالة تأمل (شامی ص ۸۱ ج ۳) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

دادا کا کرایا ہوا نکاح جب لڑکی کے باپ نے فسخ کر دیا تو ختم ہو گیا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عائشہ بنت غلام یسین بدون اجازت غلام یسین کے اس کے دادا سلطان خان نے نکاح مسمی غلام فرید کے ساتھ پڑھا دیا۔ حالانکہ غلام یسین کے والد سلطان خان نے اپنی پوتی کا نکاح مسمی مذکور سے کر دیا۔ جب غلام یسین دوسرے روز بھکر سے واپس آیا تو بہت شدید ناراض ہوا اور اپنے والد سلطان خان کو خوب ڈانٹا کہ تم نے بدون اجازت میری کے نکاح کیوں پڑھا دیا۔ اس کے بعد غلام یسین نے کوئی ایسی چیز قبول نہیں کی۔ جس سے نکاح کی رضامندی پر دلالت کرے اور ہمیشہ مسلسل غلام یسین سے ناخوشی ہی ظاہر ہوتی رہی۔ تقریباً پندرہ برس ہو گئے۔ جب لڑکی کی عمر نکاح کے وقت دو سال کی تھی۔ اب لڑکی جوان ہے اور مسمی غلام فرید کہتا ہے کہ مجھے شادی کر دو اور غلام یسین والد عائشہ کہتا ہے کہ شروع سے جب کہ میں نے نکاح سے انکار کیا تھا۔ اب کیسے شادی کر

دوں۔ جب میری لڑکی کا نکاح منعقد ہوا ہی نہیں۔ کیسے رخصتی کر دوں۔ اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ عائشہ بنت غلام نسین کا نکاح صحیح ہوا ہے یا نہیں۔ اگر غلام یسین دوسری جگہ اپنی لڑکی کا نکاح کر دے۔ از روئے شرع شریف مجرم ہے یا نہیں۔ جبکہ اس کے پاس عدالت عالیہ کا فیصلہ متمنیخ موجود ہے۔ یعنی عدالت عالیہ نے بھی انھی وجوہات کی بنا پر نکاح باطل کر دیا۔ علاوہ ازیں جب کہ لڑکی بالغ ہوئی فوراً اپنے نکاح سے انکار کر دیا۔ مینواتو جروا

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ نابالغہ لڑکی کا والد جب ایسی جگہ ہو کہ اس کا مشورہ حاصل کیا جاسکتا ہو تو ایسی حالت میں والد کی اجازت کے بغیر دادا کا کیا ہوا نکاح والد کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ مسئلہ صورت میں ظاہر ہے کہ والد سے مشورہ کرنا اور اجازت لینا دشوار نہ تھا۔ لہذا یہ نکاح والد کی اجازت پر موقوف رہا۔ مگر سوال میں مذکور ہے کہ لڑکی کے بلوغ سے قبل ہی والد نے نکاح کر دیا تو (بشرط صحت واقعہ) اس صورت میں نکاح باطل ہو گیا۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ کما فی الدر المختار علی ہامش تنویر الابصار ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الخ۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافناء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بشرط صحت واقعہ لڑکی مذکورہ کا نکاح منعقد نہیں ہوا اور بفرض تقدیر انعقاد والد کے رد کرنے سے کالعدم ہو چکا ہے۔ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر امدارس ملتان  
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۸۸ھ

والدہ اگر بیٹے کو بدچلن گھرانے میں رشتہ کرنے پر مجبور کرے تو کیا حکم ہے؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی ایک لڑکی ہے اور شخص مذکور کی والدہ بھی زندہ ہے اور شخص مذکور کو اس کی والدہ اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ تو اپنی لڑکی کا نکاح فلاں جگہ کر دے ورنہ میں تیرے سے راضی نہیں ہوں اور کبھی بھی راضی نہیں ہوں گی۔ شخص مذکور جواب میں کہتا ہے کہ جہاں آپ مجھے مجبور کر رہی ہیں اس گھر کے افراد بدچلن ہیں۔ یعنی برائی کی عورتوں تک نوبت پہنچی ہوئی ہے۔ ماسوائے اس گھر کے اور جہاں چاہے آپکا اختیار ہے اور میں راضی ہوں تو کیا شریعت کی بنا پر اپنی والدہ کے کہنے پر اگر کام نہ کرے تو اپنی ماں کا بے وفات ہے۔



## ﴿ج﴾

حق ولایت نکاح شخص مذکور کو شرعاً حاصل ہے۔ جس جگہ کے بارے میں اس کی ماں اسے مجبور کر رہی ہے۔ اگر یہ ایسی جگہ ہو کہ وہاں جا کر لڑکی کی ابتلائے معصیت کا اندیشہ ہو تو ہرگز اپنی والدہ کی بات نہ مانے اور اپنی مرضی کے مطابق لڑکی کا نکاح کر دے کوئی گناہ نہیں۔ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

اگر لڑکے کا حقیقی چچا ولی بننے سے انکار کرے تو اب ولایت کسے حاصل ہوگی؟

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں صورت مسئلہ کہ ایک غیر بالغ یتیم لڑکے کے نکاح کرنے کی ضرورت درپیش ہے۔ اس کا متولی چچا حقیقی موجود ہے۔ مگر وہ برادری کے تنازعات کے باعث کسی صورت میں اپنے بھتیجے کا نکاح کرنے کے لیے تیار نہیں۔ بلکہ وہ حلف اٹھا چکا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں لڑکے کا نکاح ولایت کروں تو میرے اوپر خدا کا نازا ہو۔ لڑکے کو بازو دینے والا اس کے معاوضہ لڑکے کی ہمشیرہ کے ساتھ تو اپنے لڑکے کا نکاح پہلے سے کر چکا ہے۔ اب وہ لڑکی دینے کے لیے تیار ہے۔ چچا قبول نہیں کرتا اور نہ ہی چچا کی لڑکی موجود ہے۔ جس سے قطع الرحم کا مدیشہ موجود ہو۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکے کی ماں بہن موجود ہے۔ وہ لڑکے کے نکاح کرانے کے لیے تیار ہیں۔ مگر درمختار کی اس عبارت کے سبب مشکل درپیش ہے۔ فان لم یکن العصبۃ فالولایۃ للام۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عصبہ کی موجودگی میں ماں کو ولایت حاصل نہیں حالانکہ اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ لڑکے کے بلوغ تک معاملہ نکاح موقوف رکھا جائے تو یہ بازو (رشتہ) میسر نہ آ سکے اور یتیم کی حق تلفی ہو جائے۔ اب ان حالات میں لڑکے کی ماں یا بہن کو ولایت نکاح حاصل ہو سکتی ہے اور لڑکے کی طرف سے قبول کر سکتی ہے یا نہیں۔ عبدالعزیز مدرس مدرسہ مخزن العلوم خانیپور۔

## ﴿ج﴾

جس مقام کی نسبت سوال کیا گیا ہے۔ یہ نکاح ماں کی ولایت سے جائز نہیں ہے۔ اگرچہ کفو کے فوت ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو۔ لیکن دوسرا اہل طریقہ علامہ شامی نے بتایا ہے کہ اس قسم کا نکاح جس میں ولی اقرب اگر ظالم ہو تو یہ نکاح کسی مسلمان حاکم سے کرایا جائے۔ یاد رہے کہ درمختار کی ایک عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ولی اقرب حاضر ہو اور ممتنع للترتیب ہو تو ولایت اقرب سے بعد کی طرف منتقل ہوگی اور بعد درمختار ص ۸۲ ج ۳ کی اس عبارت میں



عام لیا گیا ہے۔ حیث قال وبثت للأبعد من أولياء النسب الى قوله التزويج بعصل الأقرب ای بامتناعه عن التزويج، لیکن صاحب درمختار نے ص ۸۲ ج ۳ میں بھی یہ قول شرح وقضائیہ سے نقل کر کے اس کے بعد یوں لکھا ہے۔ لکن فی القہستانی عن الغیائی لو لم یزوج الأقرب زوج القاضی عند فوت الکفو، اس پر علامہ شامی نے قولہ لکن فی القہستانی استدراک عن ما فی شرح الوہبانیہ فانہ لم یستند فیہ الی نقل صریح و ہذا منقول (اس کے بعد علامہ شامی نے قہستانی کی روایت کی خوب تائید کی ہے اور بہت ساری کتابوں کی عبارات شرح رہبانیہ کے رد میں نقل کی ہیں۔ نیز اس بیان کے آخر میں یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ بعض صورتوں میں ولی اقرب باہر ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ حق بجانب ہوتا ہے۔ پس اس صورت مسئلہ میں جو ولی اقرب ہے۔ اگر واقعی ناحق ہے تو یہ نکاح اگر مجسٹریٹ سے کرایا جائے بالکل صحیح ہوگا۔ اگرچہ اس کا چچا حقیقی اس پر راضی نہ ہو کذا فی ردالمحتار ص ۳۴۲ ج ۸۔ فقط واللہ اعلم

عبدالرحمن ۹ ذوالقعد ۱۳۷۹ھ

## باپ ایک جگہ اور بھائی دوسری جگہ رشتہ کر دے تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ میں نے اپنی مرضی سے اپنی لڑکی اپنے بھتیجے کو دے رکھی ہے۔ اب میرے لڑکے نے میری لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ حالانکہ نہ لڑکی سے پوچھا گیا ہے اور نہ مجھ سے اور یہ نکاح رجسٹر میں درج ہے۔ اب لڑکی جوان ہے۔ لڑکی سے پوچھا گیا تو لڑکی کہتی ہے کہ میں بھائی کے کیے گئے نکاح پر رضا مند نہیں ہوں۔ باپ نے جس کو میرا رشتہ دیا ہے۔ میں اس پر رضا مند ہوں تو کیا بھائی کا کیا ہوا نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر آپ نے ایسی لڑکی کا نکاح صغریٰ میں شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے یا بالغ ہونے کی صورت میں لڑکی کی اجازت سے کیا ہے تو ہر دونوں صورت میں آپ کا کیا ہوا نکاح نافذ اور صحیح ہے اور اس کے بعد آپ کے لڑکے کا اس بہن کا دوسری جگہ نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے اور منعقد نہیں ہوا اور اگر آپ نے باقاعدہ شرعی نکاح نہیں کیا۔ صرف منگنی یعنی بھتیجے سے وعدہ نکاح کیا ہے تو آپ کے لڑکے کا کیا ہوا نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر اس نے رد کر دیا ہے تو نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ سوال مجمل ہے۔ اس لیے دونوں صورتوں کا حکم لکھ دیا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ صفر ۱۳۹۷ھ

مطلقہ عورت کی بچیوں کی ولایت باپ کو حاصل ہے یا والدہ کو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص درمختص ولد محمود نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور عرصہ آٹھ سال سے اپنی بیوی سے دور رہا۔ نہ بیوی کو خرچہ دیا نہ بچوں کو نفقہ دیا اور اب اس عید قربانی پر اس نے اپنی نابالغہ بچی کا نکاح بلا اطلاع اس کی والدہ کسی کو کر کے دے دیا۔ تو یہاں از روئے شرع اس کی والدہ کا بھی کوئی حق ہے۔ جو اس بچی کو آج تک اپنے خرچہ پر پالا یا صرف والد کا حق ہے۔ بلا نفقہ بچوں کے ادا کیے جہاں چاہے نکاح کر دے۔ مینو اتو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں ولی نکاح باپ ہے اور نان و نفقہ بھی باپ کے ذمہ ہے۔ نکاح صحیح ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

شیعہ لڑکی کا نکاح اگر دادا نے وہابی سے کر دیا ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک دادا نے حقیقی پوتی نابالغہ عمر پانچ سالہ کا نکاح شرعاً اس کے والد کی عدم موجودگی میں کر دیا۔ لڑکی کا والد اہل تشیع سے تعلق رکھتا ہے اور لڑکی کا رشتہ کہیں نہیں کرتا۔ دوسری طرف جس کو رشتہ دیا یا نکاح کر دیا تھا۔ وہ وہابی ہے۔ کیا اندریں حالات اس لڑکی کا نکاح ہوایا نہیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کا ولی اقرب باپ ہے۔ اگر باپ نے نکاح سے قبل یا بعد اس نکاح کی اجازت دیدی ہے تو نکاح صحیح ہے اور اگر باپ نے دادا کے کیے ہوئے نکاح کو اطلاع ہونے پر رد کر دیا ہے تو نکاح نافذ نہیں ہوا۔ تحقیق کی جائے۔ جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ رجب ۱۳۹۶ھ

ہندوستان میں نانا کے ساتھ رہ جانے والی لڑکی کا ولی کون ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں صورت کہ ایک لڑکی تین سال کی عمر میں تھی کہ اس کا والد فوت ہو گیا تھا۔ لیکن اس ۱۰ ادا اور نانا موجود ہے۔ اس انقلاب میں اس لڑکی کا دادا پاکستان آ گیا اور لڑکی نانا کے پاس ہندوستان میں رہ گئی اور کوئی ولی اس لڑکی کا ہندوستان میں نہ تھا۔ اب نانا نے اس لڑکی کا نکاح بغیر اجازت دادا کے اسی تین سال کی عمر میں کروا دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ نکاح شرعاً معتبر ہے یا نہیں۔ ایک سال کے بعد وہ لڑکی پاکستان آ چکی ہے۔ کیا دادا کا حق ہے کہ نکاح جدید کروادے یا نہیں؟

﴿ج﴾

عالمگیری ص ۲۸۵ ج ۱ پر ہے۔ وان زوج الصغير او الصغيرة أبعد الاولياء فان كان الأقرب حاضراً وهو من أهل الولاية توقف نكاح الأبعد على إجازته وان لم يكن من أهل الولاية بأن كان صغيراً أو كان كبيراً مجنوناً جاز وان كان الأقرب غائباً غيبة منقطعة جاز نكاح الأبعد كذا في المحيط اور البحر الرائق ص ۲۲۲ ج ۳ پر ہے۔ للأبعد التزويج بغيبة الأقرب مسافة القصر أي ثلاثة أيام فصاعداً لأن هذه ولاية نظريه وليس من النظر التفويض الى من لا ينتفع برأيه ففوضناه الى الأبعد اور در مختار ص ۸۱ ج ۳ میں ہے۔ وللولى الأبعد التزويج بغيبة الأقرب (الى أن قال) ولا يبطل تزويجه السابق بعود الأقرب لحصوله بولاية تامة الخ ص ۸۳ ج ۳ مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ ولی اقرب کے سفر کی مسافت کے ساتھ غائب ہونے کی صورت میں ولی البعد کا صغیر یا صغیرہ کا نکاح کرنا درست ہے اور اگر ولی اقرب حاضر بھی ہو جائے۔ ولی البعد کا کیا ہوا نکاح باطل نہیں ہوتا۔ لہذا صورتہ مسئلہ میں نانا کا کیا ہوا نکاح شرعاً معتبر ہے اور دادا کے پاس آنے سے نکاح سابق باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ بدستور باقی ہے۔ اس لیے دادا کو نکاح جدید کرانے کا حق حاصل نہیں۔ البتہ اگر لڑکی نابالغ ہوتی تو عین بلوغ کے وقت اس کو اختیار بلوغ حاصل تھا۔ لیکن بالغ ہونے کے بعد وہ بھی نہیں رہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

بھائی اگر بہن کا نکاح والد کی اجازت کے بغیر کر دے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے باپ انور کی اجازت کے بغیر اپنی ہمشیرہ نابالغ کا عقد نکاح کر دیا ہے۔ باوجود کہ انور موصوف نے اپنے بیٹے زید کو رکو منع بھی کیا ہے کہ فلاں جگہ اپنی برادری کے مجمع میں تم جا کر شمولیت کرنا۔ مگر دیکھنا اپنی ہمشیرہ کا عقد نہ کرنا اور نیز جب انور نے سنا کہ زید نے نکاح کر کے دے دیا ہے تو اپنے بیٹے سے سخت ناراض ہو گیا۔ بلکہ صاف کہہ دیا کہ چونکہ یہ نکاح میری مرضی کے بغیر ہوا ہے اس لیے میں اس کو نکاح نہیں سمجھتا اور اب لڑکی کا نکاح دوسری جگہ خود کرنا چاہتا ہے۔ اندریں حالات پہلا نکاح از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں۔ دوسری جگہ باپ عقد کرنے کا مجاز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

یہ نکاح جو باپ کی مرضی کے بغیر ہوا ہے۔ نافذ نہیں ہے۔ لہذا اس لڑکی کے باپ کو از روئے شریعت یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دے اور پہلا نکاح کا عدم سمجھا جائے۔ ہدایہ مع فتح القدیر ص ۵۷۵ ج ۳ میں ہے۔ والابعد محجوب بالاقرب اور ظاہر بات ہے کہ اولیاء میں بھائی ابعدا ہے باپ اقرب ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۰ھ

لڑکی کے ماموں اور چچا میں سے زیادہ حقدار کون ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا حقیقی بھائی مسی عبد الجبار جو ۱۹۵۳ء میں فوت ہو گیا تھا، اس کی بیوی ۱۹۵۵ء میں فوت ہو گئی تھی۔ ان کی ایک لڑکی میری بھتیجی حقیقی مسماۃ غلام فاطمہ ہے۔ والدین کے فوت ہونے کے کچھ عرصہ بعد تک وہ میرے پاس پرورش پاتی رہی۔ اس کے بعد اس کی نانی ہماری اجازت سے اپنے پاس لے گئیں۔ میری ہمشیرہ بھی ان کے گھر بیاہی ہوئی تھی۔ لڑکی اپنی پھوپھی اور میری ہمشیرہ کے پاس پرورش پاتی رہی اور کپڑہ وغیرہ کا خرچہ ہم دیتے رہے۔ اس کے علاوہ ۱۱/۲ ایکڑ اراضی زرعی برائے لڑکی کی پرورش کے لیے ان کے سپرد کی ہوئی ہے۔ اب لڑکی کی عمر تقریباً ۱۲ سال ہے۔ مجھے تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا ہے۔ سنا ہے کہ لڑکی کا رشتہ کسی جگہ میری مرضی کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس وقت میں برادری کے آدمی بطور پنچایت لے کر ان کے پاس گیا کہ آپ کو کیا حق ہے کہ



میری بھتیجی کا رشتہ میری مرضی کے خلاف کر رہے ہو تو اس کے ماموں نے بمعہ پنچایت کے جواب دے دیا کہ ہم اپنی مرضی کریں گے تو پھر میں نے یونین کونسل ۱۱۴ میں دعویٰ دائر کیا۔ یونین کونسل نمبر ۱۱۴ نے ۶۴/۷/۱۵ کو فیصلہ میرے حق میں کر دیا ہے۔ اب ہم شرعی فیصلہ بھی چاہتے ہیں کہ لڑکی واپس لی جاسکے۔ مہربانی کر کے شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔

### ج

لڑکی کی عمر بارہ سال ہے۔ اب اگر یہ بالغہ بھی ہو گئی ہے تو پھر نکاح اس لڑکی کی مرضی پر موقوف ہے۔ ماموں کرائے یا چچا کرائے یا خود یہ لڑکی کسی کے ساتھ نکاح کرے صحیح ہے۔ ادنیٰ مدت بلوغ لڑکیوں کے حق میں نو سال ہے اور اکثر پندرہ سال۔ اگر اسے حیض (ماہواری خون) آنے لگا ہے تو پھر تو یہ بالغہ ہے اور اس کی اجازت پر اس کا نکاح موقوف ہے۔ ماموں بھی اس سے اجازت لے کر وکالت اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ چچا بھی اور اجنبی آدمی بھی اور خود اپنے الفاظ سے بھی یہ لڑکی نکاح کر سکتی ہے۔ ہاں بلوغ کی صورت میں اگر یہ لڑکی خود یا ماموں بطور وکالت اس کا نکاح شرعی کسی غیر کفو میں کرے اور چچا نہ چاہے تو اس صورت میں اس کا نکاح نہیں ہوگا اور اگر یہ ابھی تک بالغ نہیں ہوئی ہے تو پھر چچا کی موجودگی میں چچا کا حق مقدم ہے۔ ماموں کا نکاح کرانا چچا کی اجازت پر موقوف ہے۔ چچا اگر اجازت نہ دے تو نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ قال فی الدر المختار ص ۸۱ ج ۳ (وللولی الابدع التزویج بغیبة الاقرب) فلو زوج الابدع حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ . واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

منگنی کے وقت اگر ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح ہوا ہے تو وہی کافی ہے

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کو زوجہ اولیٰ سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکا عالم و عاقل بالغ تھا تو زید نے اپنی لڑکی کو عالم لڑکے سے مشورہ لے کر عمر سے منگنی کر دی اور بوقت منگنی نکاح خوانی خود والد صاحب نے کرادی۔ کیونکہ زید خود عالم ہے اور یہ نکاح خوانی روبرو حاضر مجلس ہوئی اور مبلغ سات یا آٹھ سو روپے مہر اپنی لڑکی کے لیے مقرر کر دیا اور یہ بھی کہا کہ جب مہر مذکورہ بالا کو ادا کرو گے تو تمھاری شادی ہو جائے گی ورنہ مہر مقررہ سے شادی موقوف ہے تو عمر نے دو تین سال تک مہر کے پیسے آدھے ادا کیے اور پھر زید کی لڑکی بالغ ہوئی حتیٰ کہ دو تین برس بلوغ کے بعد گزر گئے تو لوگوں نے زید اور اس کے عالم لڑکے سے کہا کہ عمر تنگدستی کی وجہ سے پانچ سو روپے ادا نہیں کر سکتا۔

آپ مہربانی کر کے لڑکی بالغہ کو بغیر نکاح کے نہ روکو۔ بہت لوگوں نے نصیحت کی۔ مگر وہ اپنی ضد سے دور نہیں ہوا تو لوگ اسکے لڑکے مولوی کو تنگ کرنے لگے کہ یہ اچھا نہیں ہے تو والد صاحب کے قول کو مان کر لڑکی کو گھر پر نہ بٹھا تو لڑکے کے دل میں رحم آیا اور داماد کو پوشیدہ خط لکھا کہ مبلغ ۴۰۰ روپے لے کر آ۔ میں نکاح کا ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ عمر ۴۰ روپیہ لے کر آیا اور زید کے لڑکے نے کسی اور مولوی صاحب کو نکاح خوانی کے لیے طلب کیا اور عمر کے ساتھ اپنی بہن کی نکاح خوانی کر دی۔ لڑکی ہمیشہ اپنے بھائی کے پاس رہتی تھی۔ اس کی والدہ مر گئی تھی۔ اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی تھی۔ اس لیے وہ بھائی کے ساتھ رہ رہی تھی۔ والد اس وقت ۵۰، ۴۰ میل دور فاصلہ پر رہتا تھا۔ جب زید کو معلوم ہوا کہ میرے لڑکے نے میرے اذن کے بغیر بہن کا نکاح کر دیا ہے تو غصہ ہو کر کہنے لگا۔ میرا لڑکا ماق ہے۔ جس مولوی صاحب نے نکاح خوانی کی ہے۔ ان سے میرا دعویٰ ہے۔ اس پر رپورٹ کرنے کو تیار ہوں تو جو مولوی صاحب نکاح کرتا ہے۔ اس پر کوئی جرم شرعاً ہے یا نہیں۔ اس مولوی صاحب کا دعویٰ قابل سماع ہے یا نہیں۔ مولوی نکاح خواں اگر مجرم ہے تو اس کا جرم کیا ہے۔

عبدالحکیم حاجی نواب شاہ سندھ پوسٹ آفس فارسی

### ج

اگر منگنی کے وقت باقاعدہ ایجاب و قبول کر کے عقد نکاح رو برو گواہان والد صاحب نے خود کر دیا ہو تو وہی نکاح ہے۔ دوسرے نکاح کی حاجت نہیں۔ اس لیے لڑکی مذکورہ کا نکاح عمر کے ساتھ بلاشبہ درست ہے اور مولوی صاحب پر کوئی جرم نہیں ہے اور اگر منگنی کے وقت فقط وعدہ نکاح ہوا ہے اور باقاعدہ ایجاب و قبول نہیں ہوا تو بھائی کے نکاح کے متعلق اب دیکھا جائے گا کہ یہ نکاح کفو میں ہے۔ اگر کفو میں ہے تو بھی نکاح درست ہے۔ باپ کی ولایت بالغہ لڑکی پر نہیں ہوتی۔ نسبی کفالت کا عجم میں اعتبار نہیں ہے۔ صرف پیشہ وغیرہ کو دیکھا جاسکتا ہے اور اگر غیر کفو میں ہے تو باپ کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ شعبان ۱۳۸۶ھ

اگر شوہر نے زندگی میں لڑکی کی ولایت نکاح کا حق بیوی کو دیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد قائم رہے گا؟

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ (۱) ایک شخص کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اس کی بیوی نے پرورش میں ذرا کوتاہی کی۔ خاوند نے کہا کہ تم اس کی پرورش دل سے کرو۔ جب بڑی ہو جائے تو اس کے نکاح کا حق تم کو حاصل ہے۔ جہاں

تمہارا دل چاہے شریعت کی حدود کے اندر اندر اس کا نکاح کر دینا۔ اب فوتگی کے وقت وصیت کر گیا کہ شریعت اسلام کے اندر میرا میری بیوی کو لڑکی کا ولی قرار دینا جائز ہے تو ٹھیک ہے اور اگر اس کو ولی قرار دینا ٹھیک نہیں تو میرا بڑا بیٹا جس جگہ چاہے اس کا نکاح کر دے۔

(۲) ایک شخص نے فوتگی کے وقت وصیت کی کہ بیٹے زید اور بکر میں سے جو کہ اس کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ جو شرعاً اقرب ہے۔ اس کو ایک رشتہ ضرور دینا۔ زید اس کا بھتیجہ ہے۔ اس کے سگے بھائی کا لڑکا ہے۔ مگر اس کی بیوی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ بکر کا بذاتہ اس سے کوئی رشتہ نہیں مگر بکر کی بیوی اس کی بھانجی سگی بہن کی لڑکی ہے۔ اب شرعی رو سے جو زیادہ اقرب ہو اس کا شرعاً زیادہ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اسکے لڑکے سے وصی کا فرزند اپنی بہن کا رشتہ کرے۔



اس میں شرعی ترتیب یہ ہے کہ جو ولی اقرب ہو اسی کو نکاح کا حق حاصل ہے۔ والولی فی النکاح هو العصبہ ولی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ولایت دوسرے کسی کے ملک کر دے۔ لہذا اس کے مرجانے کے بعد اگر لڑکی بالغ ہے تو اسے خود نکاح کا اختیار ہوگا۔ اگر نابالغ ہے تو اس کے ہر ایک عاقل بالغ بھائی کو اس کی ولایت نکاح حاصل ہے۔ اس کا ہر عاقل بالغ بھائی اس کا نکاح مناسب جگہ پر کر سکتا ہے۔

(۲) زید جو کہ متوفی کا سگے بھتیجہ ہے۔ زید سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتا ہے۔ لیکن نکاح کرانے کی وصیت جائز نہیں۔ اس لیے شخص مذکور کی اس وصیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ اگر لڑکی کے لیے موجودہ اولیاء دونوں میں سے کسی کو مناسب اور موزوں نہ سمجھیں تو کسی کو رشتہ نہ دیں اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو زیادہ بہتر سمجھیں تو اس کو دے دیں۔ لڑکی کے نفع کا لحاظ رکھا جائے نہ کہ وصیت کا۔ اگر لڑکی بالغ ہے تو اس کی مرضی سے جہاں چاہے نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکی کے بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماموں کا نکاح کرانا



مرد مذہب اہلسنت والجماعت ہے اور عورت بھی اہلسنت والجماعت ہے اور نکاح خواں کا مذہب شیعہ ہے۔ عورت کے دو بھائی بالغ ہیں اور پوری عقل سمجھ رکھتے ہیں۔ عورت کے دونوں بھائی نکاح کے وقت موجود نہ تھے بلکہ عورت کے ماموں حقیقی نے زبردستی عورت کی رضا کے بغیر نکاح پڑھوا دیا ہے اور رقم لے لی ہے۔ براہ کرم اس سوال کو حل کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی کہ آیا عورت اور مرد کا نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں ہو سکتا۔ مولوی محمد حسین سکنہ کھیوڈاک خانہ حیدر آباد تحصیل بھکر

## ﴿ج﴾

بصورت نابالغہ ہونے عورت کے اگر بھائی کو علم ہوا اور اس نے اس نکاح کی اجازت دے دی تو نکاح ہو گیا۔ اگر اجازت نہ دی تو نکاح نہیں ہوا۔ ایک دفعہ رد کر دینے کے بعد اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔  
(نوٹ) اگر بالغہ ہے تو اگر اس نے اجازت دے دی ہے تو نکاح ہو گیا۔ اگرچہ اجازت مجبوری سے دی ہو۔  
واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ ارجمضان ۱۳۷۷ھ

## فوت شدہ شخص کی بیچی کا ولی اس کی والدہ ہے یا چچا؟

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید مر گیا ہے اور وہ دختر نابالغہ چھوڑ گیا اور اب زید کی عورت نے دوسری جگہ پر نکاح کر لیا ہے اور زید کا بھائی یعنی چچا اس لڑکی کا موجود ہے۔ اب تنازعہ اس لڑکی پر ہے کہ لڑکی کا متولی زید کا بھائی ہے یا زید کی عورت اور لڑکی نابالغہ ہے۔ اس کی زمین موروثی والد والی کی کاشت کاری یا نگہبانی کون کرے۔ فقط بینوا تو جروا

تحریر کنندہ حافظ عبد العزیز ذریہ غازی خان تحصیل تونسہ ڈاکخانہ وہوا بمقام جلو والی

## ﴿ج﴾

جب تک لڑکی نابالغہ ہے۔ اس کے نکاح کی ولایت اس کے چچا کو ہوگی۔ اس کی والدہ کو اس کے نکاح کرانے کا ہرگز اختیار نہیں ہے اور بوجہ دوسری جگہ نکاح کر لینے کے وہ لڑکی کے حق پرورش سے بھی محروم ہوگئی۔ باقی رہی لڑکی کے مال کی ولایت تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر لڑکی کے باپ نے کسی وصی (سربراہ) لڑکی کے متعلق مقرر کر لیا ہے تو وہ مال کا ولی ہے ورنہ کسی مسلمان مجسٹریٹ کے فیصلہ سے کسی دیانتدار شخص کو لڑکی کا سربراہ مقرر کر کے اس کے جملہ اموال کا اس کو اختیار دیا جائے اور وہ مال میں صرف وہ تصرف کرے جو اس کی نظر میں لڑکی کے لیے بہتر ہو۔ البتہ حسب ضرورت اس کی حفاظت یا لڑکی کے ضروری اخراجات مہیا کرنے کا حق اس کے چچا کو ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ



بھڑا در حقیقی اور لڑکی دونوں اگر نابالغ ہوں تو چچا زاد بھائی کو اعتراض کا حق حاصل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے اپنا نکاح بولایت برادر حقیقی زید کے ساتھ کیا اور شادی بھی ہو گئی ہے۔ اب عرصہ تین ماہ کے بعد بکر کہتا ہے کہ مسماۃ ہندہ منکوحہ کا دادا کا میرا والد چچا زاد بھائی ہے۔ لہذا میرا حق تھا کہ نکاح اپنی ولایت سے کرتا اور عورت انکار کرتی ہے کہ مجھے اس کی ولایت ہرگز منظور نہیں۔ کیونکہ میرے والد کے فوت ہونے کے بعد میرا حال پرسان بھی نہیں ہوا۔ اب میرا نکاح کرنے کا کیا حق ہے۔ بلکہ اپنے والد کے فوت ہونے کے عرصہ سات، آٹھ سال بعد بھی میں نے دیکھا بھی نہیں۔ لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ منکوحہ کے نکاح کا اعتراض کر سکتا ہے یا نہ اور منکوحہ نے نکاح اپنی کفو میں کیا ہے۔ بینوا تو جروا

امستفتی محمد بخش بک سیلرز مقام واصو آستانہ تحصیل ضلع جھنگ

﴿ج﴾

اگر عورت بالغہ ہے تو نکاح میں خود مختار ہے۔ کسی ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ بشرطیکہ کفو میں نکاح کیا ہو۔ کسی رذیل پیشہ والے کے ساتھ نکاح نہ کیا ہو اور اگر نابالغہ ہے اور اس کا برادر حقیقی بالغ ہے تو ولایت اس کے بھائی کو حاصل ہے۔ بکر کو نہیں اور اس کا بھائی حقیقی بھی نابالغ ہے تو اس صورت میں اگر بکر سے قریب کوئی جدی رشتہ دار نہیں ہے تو بکر کو اعتراض کا حق ہے اور اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوگا۔ آپ نے کوئی تفصیل نہیں لکھی۔ اس لیے جواب میں تفصیل کر دی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

اگر لڑکی کو والد نے نانا کو سوئپ دیا ہو تو ولی کون ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے وہ لڑکی اپنے سر اور ساس کے حوالے کر دی کہ یہ آپ کی ہے۔ آپ ہی پرورش کرو اور اس کی شادی وغیرہ بھی آپ ہی کرنا۔ اب وہ لڑکی جوان ہو گئی ہے اور وہ اپنے نانا کے پاس ہی پرورش پاتی رہی۔ اب نانا اپنی نواسی کی شادی کرنے کے لیے تیار ہے اور باپ اس کا پہلے تو اپنی بیوی کو اجازت دے گیا ہے۔ لیکن اب وہ انکار کرتا ہے کہ اب میں اپنی مرضی سے شادی کروں گا۔ میں نانا کو شادی

نہیں کرنے دیتا اور نانہانے بات چیت شادی کی پکار کر نکاح کا وقت مقرر کر دیا ہے۔ اب شریعت مطہرہ اس مسئلہ میں کیا حکم دیتی ہے کہ نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو ولایت جبر حاصل نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ والد کی اجازت اور رضا مندی حاصل کی جائے۔ لیکن اگر والد کی رضا مندی کے بغیر بالغہ لڑکی کی اجازت سے نکاح کیا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ بہر حال نانہانہ ولی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ صفر ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی لڑکی کی ولایت کس کو حاصل ہوگی

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت نکاح شدہ کو اغوا کر کے کافی عرصہ ہو گیا ہے کہ اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ اسکے اپنے نطفہ سے ایک لڑکی اسی عورت اغوا شدہ منکوحہ غیر سے ہوئی۔ لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیا ہے۔ اپنے بھائی کے لڑکے کے ساتھ اور لڑکا بالغ ہے۔ لڑکی سات سال کی ہے اور لڑکا اس وقت بالغ ہے۔ بیس سال کا ہے۔ آیا نکاح کرنے کا صحیح متولی بن سکتا ہے یا نہ اور نکاح جائز ہے یا نہ۔ اغوا کر کے چار سال کے بعد مغویہ کے ساتھ اپنا نکاح کیا ہے۔ عورت مغویہ منکوحہ نے پچھلے خاوند سے طلاق لے کر عدت گزارنے کے بعد زانی مرد کے ساتھ نکاح کیا ہے۔

### ﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں اس لڑکی کا۔ مغویہ عورت کے خاوند اول سے ثابت ہے، وہی اس لڑکی کا ولی ہے اور مغویہ نے جو نکاح اس لڑکی کا کیا ہے۔ وہ خاوند اول کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ منظور کر لے تو نکاح صحیح رہے گا اور اگر وہ نا منظور کر لے تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا حق ولایت رضاعی والدہ کو بھی حاصل ہو سکتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی اولاد پیدا ہونے کے بعد فوت ہو گئی۔ اس کی بیوی دوسرے ایک رشتہ دار کی بیوی کے پاس گئی اور اس نے استدعا کی کہ وہ اپنی لڑکی جس کی عمر گیارہ دن تھی مجھے دے دے اور اس نے لڑکی دے دی۔ اب وہ عورت (لڑکی لینے والے) کہتے ہیں کہ اس کو لڑکی بخش دی ہے۔ مگر لڑکی کی اصل ماں کہتی ہے کہ اس نے لڑکی نہیں بخش دی ہے۔ اس کا کوئی گواہ نہیں ہے۔ اس وقت اس لڑکی کی عمر ۱۸ سال ہے۔ اب اس کے اصل والدین لڑکی کو زبردستی اپنے گھر لے گئے ہیں۔ اصل والدین کہتے ہیں کہ اس دوران میں انھوں نے لڑکی کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر فریق دوئم کہتے ہیں کہ لڑکی کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ اس کا کوئی گواہ نہیں۔ صرف دو عورتیں ہیں۔ کیا لڑکی کو اب اصل والدین لینے کے حقدار ہیں۔ کیا اصل والدین لڑکی کا خرچہ ادا کرنے کے حقدار ہیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کے حقدار اس کے والدین ہی ہیں۔ البتہ مجازی ماں یعنی مرضعہ کو بوجہ پرورش اور خدمت کچھ معاوضہ مالی اگر وہ مطالبہ کرے تو دینا مناسب ہے۔ لیکن تولیت نکاح اور وراثت اور نسب وغیرہ معاملات میں حقیقی والدین ہی اہل حق ہیں اور اس خادمہ کی دلجوئی اور خوش قلبی کے لیے جو مروت ہو سکتی ہو کرنے سے دریغ نہ کیا جائے۔ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان . فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سگے چچا کے ہوتے ہوئے سوتیلے چچا کا نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی عمر ۶ ماہ کی تھی کہ اس کا نکاح اس کے سوتیلے چچا نے جس کا نام قلندر خان ہے۔ سگے چچا کی عدم موجودگی میں بلکہ سگے چچا کے روکنے پر بھی سوتیلے چچا نے اس لڑکی کا نکاح دوسرے کنویں پر جا کر نکاح پڑھ دیا ہے۔ یعنی لڑکی کی والدہ کا نکاح لڑکی کے سگے چچا کے ساتھ ہے اور لڑکی بھی اپنے سگے چچا کے گھر اپنی والدہ کے ساتھ رہتی ہے۔ سوتیلے چچا نے اپنے کنویں پر جو دوسری جگہ ہے نکاح اپنی مرضی سے پڑھ دیا ہے۔ سگے چچا اس کو قبول نہیں کرتا اور نہ اس وقت قبول کیا تھا۔ بلکہ روک رہا ہے۔ اب ولی اقرب کی موجودگی میں ولی

ابعد کا نکاح پڑھ دینا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ایسا نکاح، نکاح شمار ہوگا یا نہیں۔ اس لڑکی کا چچا دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لڑکی اب تک بالغ نہیں ہے۔ کیا وہ سگا چچا دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ کیا ایسے نکاح کے لیے قضاء قاضی برائے فتح ضروری ہوگی یا نہیں۔

السائل اللہ ڈیوایا برنا نوالی

### ﴿ج﴾

سگے چچا کے ہوتے ہوئے سوتیلے چچا کو حق ولایت نکاح نہیں پہنچتا۔ اس لیے یہ نکاح صحیح نہیں۔ یہ نکاح نکاح شمار نہ ہوگا۔ والا بعد محجوب بالاقرب ”ہدایہ“ مع فتح ص ۱۷۵ ج ۳ سگا چچا دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے۔ قضاے قاضی کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

اگر باپ نے نانا کو کسی قسم کی اجازت نہ دی ہو تو نکاح والد کی مرضی پر موقوف ہوگا

### ﴿س﴾

باپ کی موجودگی میں نانا نے ایک سال کی لڑکی کا نکاح اپنے پوترے سے رجسٹرار سے زبردستی رجسٹر نکاح لے کر کسی اور آدمی سے نکاح درج کر دیا۔ لڑکی کا والد ناراض ہوا اور کہا کہ میری لڑکی کا نکاح نہیں ہے۔ بعد میں لڑکی جب جوان ہوئی تو لڑکی کے والد کے پاس لڑکے والے گئے تو لڑکی کے باپ نے کہا کہ میری لڑکی کا نکاح نہ ہے اور میں شادی نہیں دیتا تو لڑکی کے نانا نے لڑکی کے والد کی عدم موجودگی میں اپنے پوترے سے شادی کر دی۔ ایجاب و قبول نہ کروایا۔ چند ماہ کے بعد جب والد واپس آیا تو اپنی لڑکی کو گھر لے گیا اور آج تک وہ والد کے گھر موجود ہے۔ لڑکے والوں نے مارشل لا میں درخواست دی تو لڑکی نے بیان کیا کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہے اور نہ ہی میں نے ایجاب و قبول کیا ہے اور نہ یہ میرا مرد ہے۔ تو کیا شرعی قانون میں لڑکی کا نکاح ہے یا نہیں۔ لڑکی دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے یا کہ نہیں۔

### ﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کے ولی اس کے باپ کے ہوتے ہوئے نانا کو ولایت حاصل نہیں۔ پس صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال اگر باپ نے نکاح سے پہلے یا بعد نانا کو نکاح کرنے کی صراحت یا دلالت کسی قسم کی اجازت نہیں دی اور نانا نے نکاح کیا تو یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر باپ نے لڑکی کی صغریٰ میں نکاح کو نا منظور کیا ہے تو نکاح فتح



ہو چکا ہے۔ اور بلوغ کے بعد اگر بالغ لڑکی کی اجازت سے شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح نہیں کیا گیا تو صغر سنی میں نانا کے کیے ہوئے نکاح کا اعتبار نہیں۔ نانا کا نکاح تب معتبر شمار ہوگا کہ اگر باپ نے اجازت دے دی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ وغفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۵ صفر ۱۳۹۸ھ

### متعدد سوالوں کے جوابات

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ (۱) ایک شخص مسمی عطاء محمد نے اپنی بیٹی مسماۃ فرہاد بیگم کا نکاح عام مجلس میں مسجد محلہ کے اندر اپنے سگے بھانجے گل حیات کے ساتھ مولوی محمد یوسف امام محلہ سے پڑھوایا ہے۔ لڑکی نابالغ ہے۔ بلوغ تک نہیں پہنچی تھی۔ کیا لڑکی بالغ ہونے کے بعد نسخ نکاح کا حق رکھتی ہے۔ کیا حکومت وقت اس نکاح کو اگر نسخ کرے تو نسخ عند الشرع صحیح ہو گا یا نہ۔ (۲) اسباب نسخ کتنے ہیں اور یہاں پر کونسا سبب موجود ہے۔ (۳) جب باپ نے نکاح کر دیا ہو تو اس کے بالغ ہونے یا نہ ہونے میں کچھ فرق پڑتا ہے یا نہیں۔ (۴) اس لڑکی کا نکاح اس کے ماموں یا والدہ نے اگر دوسرے کسی شخص سے بغیر رضائے والد کے پڑھوایا تو نکاح ثانی صحیح ہو گا یا نہ۔ جس عالم نے جان بوجھ کر چند پیسوں کے لیے نکاح پڑھوایا ہو اس کا عند الشرع کیا حکم ہے۔ بیٹو! تو جروا

﴿ج﴾

سبوت مسئلہ میں اگر لڑکی کا باپ معروف بنو الاختیار نہ ہو اور نکاح کرتے وقت لڑکی کے مصالح کا خیال کیا ہو۔ غیر کفو میں نکاح نہ ہو تو باپ کا کیا ہوا نکاح شرعاً صحیح اور لازم ہے۔ اس میں لڑکی کو خیال بلوغ حاصل نہیں۔ اس صورت میں عالم کا نسخ صحیح نہ ہوگا اور نکاح بدستور رہے گا۔ ماموں یا والدہ کا لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا۔ شرعاً صحیح نہیں۔

بندہ احمد رضا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ رضا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ

چچا کو غیر عاقلہ بالغہ بھتیجی پر ولایت جبر حاصل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ مسماۃ عطاء الہی دختر سید حیدر حسین شاہ صاحب مرحوم جو گوئی زبان سے اور کانوں سے بہری بھی ہے۔ بناء علی ذالک غیر عاقلہ اور بالغہ ہے۔ اپنے نفع و نقصان کی تمیز نہیں رکھتی۔ اس کا کوئی بھائی نہیں۔ چچا علی سید نور محمد شاہ موجود ہے۔ اس وقت اس کو اس کی والدہ باشارہ اپنے میکے کے جو اس لڑکی کے نانکے ہیں ورغلا کر شادی کرنا چاہتی ہے۔ بعض دنیاوی مفاد کی بناء پر۔ چنانچہ قبل ازیں مسماۃ صالحہ بی بی سید حیدر حسین شاہ کی ہمشیرہ کو جو بعینہ اسی لڑکی کی طرح گوئی اور بہری تھی۔ ورغلا کر اسی خاندان مذکور میں اس کی شادی کی گئی تھی۔ بہت ایزاء رسانی کے بعد مطلقہ کیا گیا تھا۔ جو آج تک لوگوں کے دروں پر ٹھو کریں کھا رہی ہے۔ اندریں حالات سید نور محمد شاہ چچا کو جو اس وقت ولی اقرب ہے۔ کیا حق حاصل ہے کہ اس لڑکی کے جمیع مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے ایجاب و قبول لڑکی عطاء الہی مذکور کی جو بالغہ غیر عاقلہ ہے۔ کسی مناسب جگہ پر اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا سید نور محمد شاہ ساکن مظفر گڑھ چاہ حیدر والہ

﴿ج﴾

مسماۃ عطاء الہی کا ولی اس کا چچا ہے اور ولی کو بالغہ غیر عاقلہ پر ولایت اجبار حاصل ہے۔ در مختار ص ۵۵ ج ۳ میں ہے۔ والولاية تنفيذ القول على الغير شاء أو أبى وهي هنا نوعان ولاية ندب على المكلفة ولو بكرة ولاية اجبار على الصغيرة ولو ثيباً ومعتوهة و مرقوفة كما افاده بقوله وهو أى الولی شرط صحة نكاح صغير ومجنون ورقيق الخ . عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ محتوہ اور مجنونہ اگرچہ بالغ ہو۔ اس پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں وہ چچا ہی اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر سکتا ہے اور اس کی والدہ کا نکاح اگر وہ نکاح کر بھی دے۔ شرعاً اس وقت تک صحیح نہ ہوگا۔ جب تک لڑکی کے چچا کی اجازت حاصل نہ ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نا بالغہ کا نکاح اگر چچا نے کیا ہو تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نا بالغہ لڑکی ہے۔ جس کا والد فوت ہوا۔ اب اس کے بھائی حقیقی

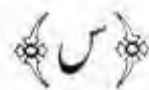
اور چچا موجود ہیں۔ اگر اس لڑکی کا چچا بغیر اجازت و رضا مندی بھائی کے نکاح کر دے۔ کیا وہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔  
بیّنہ تو جروا



نابالغ لڑکی کی ولایت نکاح عصبہ قریبہ کو ہوتی ہے۔ لہذا اگر بھائی عاقل بالغ موجود ہیں تو وہی نکاح صغریٰ کے مختار ہیں۔ چچا ان کی مرضی کے بغیر صغیرہ کا نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر کر لیا ہے۔ تو صحیح نہیں۔ اگر چند بھائیوں میں سے ایک نے بھی اجازت دے دی ہو تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ دوسروں کی رضا مندی کی ضرورت نہیں۔ کذا فی المکتب الفقہیہ۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ کے ایجاب قبول اور باپ کی ولایت سے متعلق ایک مفصل فتویٰ



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت میں کہ زید نے خالد کی بالغ لڑکی سے نکاح کیا۔ اس نکاح کے عوض اپنی مرہقہ لڑکی کا نکاح خالد کے صغیر لڑکے کے ساتھ طریقہ ذیل سے کیا کہ نکاح خوان نے زید سے دریافت کیا کہ اس نکاح کے عوض خالد کے صغیر لڑکے کے ساتھ تیری لڑکی کا نکاح کر دینا تجھے منظور ہے۔ زید نے کہا، ہاں، بعد میں نکاح خوان نے خالد کے صغیر لڑکے سے کلمہ شہادت پڑھایا اور اس صغیر سے کہا کہ تجھے زید کی لڑکی اپنی ہمشیرہ کے نکاح کے عوض نال شرع شریف کے منظور ہے اور اس صغیر سے قبلت کہلوا یا اور صغیر کے باپ نے کوئی الفاظ قبول وغیرہ نہیں کہلوائے۔ نکاح خوان نے مسجد شریف میں چند معتبر گواہوں کے سامنے بیان دیے۔ اب لڑکی بالغ ہے اور خالد کے صغیر لڑکے کو بالغ ہونے میں چار پانچ سال دیر ہے اور بسبب فساد زمانہ اور غلبہ جوانی کے زید کی لڑکی اتنی مدت برداشت نہیں کر سکتی۔ خصوصاً اب زید اور خالد کے درمیان آپس میں خانہ جنگی اور فساد برپا ہو گیا ہے۔ جس سے فریقین کو اندیشہ اور خطرہ جان ہے۔ جن کا اتفاق کسی صورت میں نظر نہیں آتا۔ لڑکی بیچاری کا کیا قصور ہے۔ باپ میں جو شفقت اور خیر خواہی صغیرہ مظنونہ تھی اس کا لحاظ نہیں کیا۔ بلکہ اپنی شہوت رانی کے عوض اپنی معصومہ کو قربانی کا بکر ا بنا دیا اور اسے آگ میں دھکیل دیا۔ کیا اس حالت میں باپ کی ولایت شرعاً قائم رہتی ہے۔ یا سؤ الاختیار میں داخل ہے اور نابالغ کا ایجاب یا قبول شرعاً معتبر ہے یا مجبور اور مردود ہے اور الفاظ بالا سے شرعاً ایجاب و قبول ہوتا ہے یا نہ اور نکاح بعوض نکاح شرعاً جائز ہے یا نہ۔ نکاح خوان کے پہلے بیانوں میں حق مہر کا نام نہ تھا۔ مگر بعد میں دریافت پر دوبارہ بیان کیا کہ

اس میں حق مہر کا نام لیا گیا تھا۔ مگر گواہان حلفیہ کہتے ہیں کہ حق مہر کا کوئی نام نہیں لیا گیا۔ بلکہ نکاح کے عوض نکاح جس کو ہمارے عرف میں وٹہ کہتے ہیں کیا گیا ہے۔ زید کی لڑکی مفلس ہے۔ برداشت خلع نہیں رکھتی۔ خصوصاً خالد کا لڑکا صغیر ہے۔ نہ محل طلاق ہے۔ اور نہ ان سے خانہ آبادی یا طلاق کی توقع ہے کہ معاملہ سخت ضدیت میں پڑ گیا ہے کہ فریقین بلوچ سخت جاہل ہیں اور جب ندبہ جوان اور فساد زمانہ کے خطرہ گناہ ہے۔ ایک خط بھی مصیبت سے گزرتا ہے۔ خیالات فاسدہ کی وجہ سے نہ نماز ہوتی ہے نہ روزہ۔ شریعت السہامۃ البیضاء میں اس بے قصور لڑکی کی جان رہائی کی کوئی صورت ہے یا نہ۔ مہربانی فرما کر جلد سے جلد اس کا جواب یا صواب لفافہ مرسلہ میں ارسال فرما کر روانہ فرمائیں۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین، جزاک اللہ۔

السائل صوفی حسین بخش ولد غلام حسن نرالی دوکاندار حاجی سوچھل سکھ یاروڈ میرہ غازی خان

### ﴿ج ۶﴾

صورت مسئلہ میں اگر اس لڑکی کا زوج صغیر عاقل ہے۔ تو باوجود نابالغ ہونے کے اس کا قبول صحیح ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ فإن النکاح الصبی العاقل یتوقف نفادہ علی اجازۃ ولیہ انتہی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ولی اس لڑکی کا ولی شرعی ہے یا نہیں۔ تو جاننا چاہیے کہ ولایت باپ کی اس وقت ناقص ہوتی ہے۔ جبکہ وہ نکاح سے قبل معروف بسوء الاختیار ہونہ یہ کہ اس نکاح کے کر دینے سے اس کے سوء الاختیار لاپٹی اور بے باک ہونے کا تحقق ہو۔ علامہ شامی نے باب الولی کتاب النکاح ص ۶۷ ج ۳ میں لکھا ہے۔ والحاصل أن المانع ہو کون الأب مشهوراً بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشهوراً بذالک ثم زوج بنته من فاسق صح۔ وان تحقق بذالک أنه سبی الاختیار واشتہر به عند الناس فلو زوج بنتاً أخرى من فاسق لم یصح الشانی الخ۔ اس کے علاوہ باپ کو معروف بسوء الاختیار تسلیم کرنے کی صورت میں بھی نکاح بالکل باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس صورت میں بمنزلہ ولی غیر الأب والجد شمار ہوگا اور لڑکی کو بعد از بلوغ حق فسخ حاصل ہوگا۔ گویا معروف بسوء الاختیار باپ ایسا ولی ہوگا جس کے نکاح کو عورت خیار بلوغ سے فسخ کر سکتی ہے۔ نہ یہ کہ معروف بسوء الاختیار باپ کا سرے سے نکاح ہی صحیح نہیں۔ شامی صفحہ مذکورہ میں ہے۔ ثم اعلم أن ما مر من النوازل من أن النکاح باطل معناه أنه سیبطل كما فی الذخیرۃ لأن المسئنة مفروضة فیما اذالم ترض البنت بعدما کبرت كما صرح به فی الخانیة والذخیرۃ وغیرهما الخ اور صورت مسئلہ میں لڑکی نے اس نکاح کو جو اس کے سنی الاختیار باپ نے منع کیا تھا۔ بلوغ کے وقت فسخ نہ کیا۔ خیار بلوغ کے فسخ میں قضاء قاضی شرط ہے اور عورت نے کسی مسلمان حاکم سے اپنا نکاح بلوغ کے وقت فسخ نہیں کرایا۔ اس لیے سنی الاختیار تسلیم کرتے ہوئے بھی اب تو بہر حال



نکاح لازم ہو گیا ہے۔ اب تو لامحالہ خاوند کے بالغ ہونے تک انتظار کرنا ہوگا۔ اس کے بعد وہ اسے رکھے یا طلاق دے۔ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس کا باپ بھی اس کی طرف سے طلاق کرنے کا مجاز نہیں ہے اور یہ شبہ بھی صحیح نہیں کہ یہ نکاح معاوضہ ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح معاوضہ (شفار) میں نکاح صحیح ہوتا ہے اور مہر مثل واجب کر دیا جاتا ہے۔ بہر حال خود کردہ راجعہ علاج۔ اپنی غلطی کو شریعت کے سر تھوپنا عقلمندی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ

جب ولی سے اجازت لیے بغیر نکاح ہوا ہے تو ولی دوسری جگہ نکاح کروا سکتا ہے

﴿س﴾

مسمی غلام رسول نے اپنی بیوی حاملہ کو طلاق دی اور طلاق کے وقت یہ کہا ہے اس حمل کو میں اس کی والدہ کو ہبہ کرتا ہوں اور ہبہ کر دیا اور کہا کہ میرا کوئی واسطہ نہیں۔ اس کی والدہ کا مال ہے۔ مطلقہ غلام رسول نے مسمی خوشی محمد سے نکاح کر لیا اور مطلقہ سے لڑکی پیدا ہو گئی۔ جو غلام رسول کی تھی۔ جب وہ لڑکی چار پانچ سال کی ہوئی۔ تو مسمی خوشی محمد نے چار سو پر فروخت کر دی اور نکاح کر دیا۔ مگر ابھی تک لڑکی اپنی والدہ کے پاس ہے۔ نکاح بھی والدہ کی خوشی سے ہوا۔ اب قابل دریافت یہ ہے کہ کیا آزاد عورت کا محل ہبہ ہو سکتا ہے۔ کیا بعد ہبہ والدہ کو اس نابالغہ لڑکی کا نکاح بغیر اجازت والد کے کر دے۔ کیا یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہ۔ اب والد اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں کر کے دوسری جگہ نکاح کر دینا چاہتا ہے۔ کیا والد کو شرعاً حق حاصل ہے؟

﴿ج﴾

لڑکی نابالغہ کا ولی شرعاً اس کا والد ہے۔ ولایت نکاح ہبہ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس غیر ولی کے کیے ہوئے نکاح کی اجازت ولی نے کسی وقت نہیں دی ہے۔ تو وہ اس کا دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کی اجازت کے بغیر دیگر رشتہ داروں کا لڑکی کا نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں۔ امید ہے شرع محمدی کے مطابق فتویٰ سے آگاہ فرمایا جائے گا جناب

عالیٰ۔ گزارش ہے۔ (۱) وطن سابق ہندوستان میں جس کو عرصہ بیس سال کے قریب ہو گیا ہے۔ دختر جمال الدین قوم گجھر کی بعمردو سال یعنی کہ شیرخوار کو برادری میں اپنے ذاتی پرانے ٹکرار و فسادات کی وجہ کو مد نظر رکھ کر معصوم مسماۃ جیما کو اپنے ماں باپ سے جدا کر کے یعنی کہ زبردستی کسی دوسرے مکان میں مسماۃ مذکورہ کے والدین کو دھوکہ دے کر یہ افواہ اڑا دی کہ چوڑا ولد رمضان کے ہمراہ نکاح ہو گیا ہے اور دختر جمال الدین کی مسمیٰ مذکور کے ہمراہ روانہ کر دی۔ والدین کی نہ تو اس وقت رضامندی اور نیت سے لڑکی روانہ ہوئی ہے اور نہ ہی اب وہاں لڑکی کو روانہ کرنے کی نیت و خواہش ہے۔ اس میں برادری کے فیصلے پنچائیت وغیرہ کے ہونے کے باوجود عرصہ دو سال کے بعد چوڑا مذکور دختر جمال الدین کو گجھر پر چھوڑ گیا اور خود چلا گیا۔ عرصہ آٹھ دس سال سے جس کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ واللہ اعلم دنیا پر زندہ ہے یا نہیں ہے۔ اب لڑکی کی عمر ۲۱، ۲۰ سال ہے۔ اس کو گجھر میں نہیں بٹھا سکتے۔ بلکہ ہم نے عدالتی کارروائی ہر طرح سے کر لی ہے۔ جو فیصلہ عدالتی لف ہذا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ شرعی کے طور پر مسماۃ اپنا دوسرا نکاح کرنے کی اجازت حاصل کرتی ہے۔ علماء دین کی طرف سے فتویٰ عطاء فرمایا جائے۔

سرپرست ولی محمد ولد عبداللہ قوم گجھر سکندر کھانا اسٹیشن ریلوے چک نمبر ۹ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

### ﴿ج﴾

مقامی طور پر تحقیق کر لی جائے۔ اگر واقعہ اسی طرح ثابت ہو جائے۔ جیسے کہ سوال میں درج ہے۔ تب اس پر عمل کیا جائے۔ ورنہ نہیں۔ اگر واقعی ثابت ہو جائے کہ نابالغہ چھوٹی لڑکی کا نکاح اس کے والد کی اجازت کے بغیر برادری کے سابقہ فساد کو رفع کرنے کی غرض سے کر دیا ہے اور نکاح کے بعد بھی لڑکی کے والد نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ انکار کرتا رہا۔ تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ لڑکی جہاں چاہے۔ نکاح کر سکتی ہے اور اگر لڑکی کے والد نے اجازت دے دی یا نکاح کے بعد انکار نہیں کیا۔ بلکہ اجازت دے دی تو نکاح صحیح ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

نابالغ کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ نکاح نابالغ لڑکی کا یا لڑکے کا شرعاً درست ہے یا نہ۔



نابالغ چونکہ خود مختار نہیں۔ لہذا ان کا نکاح موقوف باجازۃ ولی یا رداز ولی تک موقوف ہے۔ رد نکاح از ولی زمانہ عدم بلوغ تک محدود ہے۔ بعد از بلوغ خود مختار ہیں۔ ولی کی اجازت یا عدم اجازت کی پھر ضرورت نہیں۔ اگر صورت مسئلہ میں نکاح خود صغار ممیزین سے صادر ہوا ہو یا کسی اور فضولی نے کیا ہو اور ان سے نابالغ ہونے کے زمانے میں ولی نے رد نکاح کزائیہ سے کیا ہو تو نکاح چونکہ درست نہیں۔ ناکح کے طلاق دینے کے بغیر ولی اس صغیرہ کو دوسری جگہ میں دے سکتا ہے۔ اگر اب بالغ ہو گئے ہوں تو وہ اپنے نفس کے خود مختار ہیں۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الحجیب فقیر عبدالقادر از چک آر ۱۱/۸ تحصیل خانیوال ضلع ملتان  
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ

نابالغہ کا نکاح اگر ولی کی اجازت کے بغیر پڑھایا گیا ہو اور بلوغ کے بعد لڑکی انکار کرے؟



بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح بغیر ولی شرعی پڑھا جائے اور لڑکی بالغ ہو کر اس نکاح سے انکار کرے تو کیا ضرورت طلاق ہوگی یا کہ اس کا انکار کافی ہوگا۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔



نابالغ لڑکی کا نکاح جب باپ کی اجازت کے بغیر کسی اور نے کر لیا ہے۔ تو یہ نکاح ولی اقرب (باپ) کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر لڑکی کے بلوغ سے قبل لڑکی کے نکاح ہو جانے کے بعد باپ نے اس نکاح کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ اس نکاح کو نامنظور کر لیا ہے۔ پھر تو یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے اور اگر باپ نے اجازت دی ہے تو پھر نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ فلو زوج الابدع حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار ص ۸۱ ج ۳) کسی ثالث معتمد علیہ کے سامنے تحقیق کی جائے۔ اگر سائل کا بیان درست ہو تو فتویٰ پر عمل جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

جب لڑکی کے باپ نے اجازت نہیں دی تو نکاح فسخ ہو گیا

﴿س﴾

زید نے اپنی حقیقی پوتی نابالغ کا دوسرے گھر میں جا کر نکاح کر دیا۔ حالانکہ اس لڑکی کا حقیقی باپ زندہ ہے۔ نکاح ہونے سے پہلے بھی وہ باپ سخت ناراض تھا۔ جب کہ دادا نے بغیر اجازت کے اور رضا بطلی کے نکاح کیا۔ تو باپ بیچارہ بہت رویا اور پینا اور کہتا رہا کہ اتنا ظلم اتنا ظلم کوئی نکاح نہیں۔ بلکہ نکاح خوان مولوی سے بھی جا کر جھگڑا کیا کہ تو نے کیوں نکاح پڑھایا ہے۔ جب کہ میں راضی نہ تھا۔ تو نے کیوں نکاح پڑھایا۔ جواب لکھ دیں کہ اب نکاح شرعاً منعقد ہوتا ہے یا کالعدم ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر باپ نے نکاح کو نا منظور کیا ہے۔ تو نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ بہر حال صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال نکاح فسخ ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار ص ۸۱ ج ۳)  
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ ذوالقعد ۱۳۸۹ھ

باپ ناراض ہو اور دادا نکاح کرادے تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ باپ کی موجودگی میں دادا لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے۔ جبکہ باپ کی اجازت نہ ہو اور باپ ناراض ہو اور اگر اس طرح نکاح کیا جائے تو کیا باپ کی موجودگی اور عدم رضا مندی میں نکاح ہو جائے گا یا نہ۔ بینوا تو جروا۔ نیز نکاح ہو جانے کے بعد والد نے اس نکاح کو نا منظور کیا تھا۔

﴿ج﴾

مذکورہ بالا صورت میں سائل کے سوال کے مطابق جبکہ باپ سفر پر نہ ہو اور باپ کی اجازت نہ ہو۔ رضا مندی نہ ہو تو دادا شرعاً نکاح کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ کیونکہ ولی اقرب باپ ہے۔ لہذا صغیرہ کا نکاح صرف باپ ہی پڑھا سکتا ہے۔ کسی اور نے اس کی اجازت اور رضا مندی کے بغیر اگر نکاح پڑھایا تو نکاح نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب  
احقر محمد مسعود غفرلہ مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم کوٹ ادو



ولی اقرب (باپ) کی موجودگی میں ولی ابعدا (دادا) کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب (باپ) کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر باپ نے لڑکی کے بلوغ سے قبل اس نکاح کو نا منظور کیا ہے۔ جیسا کہ سائل کے سوال سے معلوم ہوتا ہے تو یہ نکاح فسخ ہو گیا ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۵ شوال ۱۳۸۹ھ

نابالغہ کا نکاح اگر والدہ نے کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر اڑھائی سال تھی اور اس کے والد نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح کر دوں گا اور جب ہم نکاح کرنے کے لیے ان کے گھر گئے تو لڑکی کا والد موجود نہ تھا اور اس لڑکی کی والدہ نے نکاح کی قبولیت کر دی اور اب لڑکی کا والد اپنے وعدہ سے منحرف ہو گیا اور اب والدہ کا کیا ہوا نکاح باقی رہ سکتا ہے یا کہ نہیں۔ جواب فرمائیں۔

﴿ج﴾

کسی ثالث کے سامنے تحقیق کی جائے۔ اگر نابالغہ کا نکاح والدہ نے کیا ہے اور والد نے اجازت نہیں دی ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا ہے۔ بلکہ یہ نکاح والد کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر والد نے اجازت دے دی ہے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر والد نے رد کر دیا تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ فلو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار ص ۸۱ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ رجب ۱۳۸۹ھ

والد کا نابالغہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسلمی حاجی احمد ولد فتح شیر قوم اعوان سکنہ جہی کی دختر مسماۃ غلام فاطمہ نابالغہ عمر تقریباً ایک ماہ کا نکاح مسلمی میاں محمد ولد نواب کی ہمشیر کا خاوند ہے۔ بصورت دھوکہ نکاح کر دیا۔ مسماۃ مذکورہ کے والد نے کوئی اجازت وغیرہ اپنی دختر نابالغہ کے نکاح کی نہ دی۔ بعد نکاح اسی بناء پر مذکور حاجی احمد بالکل قطعاً

انکاری رہا۔ مسماۃ مذکورہ کا بالغ ہونے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر دینا چاہتا ہے۔ کیا شرع محمدی میں نابالغہ کا نکاح بغیر ولی کی اجازت کے جائز ہے۔ کیا نکاح ثانی مذکورہ کر سکتی ہے۔ مینو اتو جروا

### ﴿ج﴾

واضح رہے کہ باپ کی موجودگی میں کسی اور کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر باپ نے نکاح سے قبل یا بعد اجازت نہیں دی ہو۔ بلکہ قطعاً انکاری رہا ہو۔ تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اور دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ بشرط صحت سوال۔ فلو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الخ (الدر المختار ص ۸۱ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ صفر ۱۳۹۰ھ

درج ذیل صورت میں دوسری جگہ نکاح درست ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کی عمر ۹ ماہ تھی۔ اس کے والد نے اس کا نکاح ۱۳ سال کے لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ یعنی شربت پلایا۔ اب اس لڑکے کی عمر ۳ سال ہے۔ لڑکی کی عمر ۱۸ سال میں داخل ہو چکی ہے۔ لڑکا اب اپنی بیوی کو نہیں لے جاتا۔ شریعت کا فیصلہ کیا ہے کہ جب بیوی کو نہیں لے جاتا اور طلاق بھی نہیں دیتا۔ اب کس طرح کیا جائے۔

### ﴿ج﴾

سائلہ کی زبانی معلوم ہوا کہ لڑکی کا شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح نہیں ہوا۔ بلکہ مولوی صاحب نے صرف پانی لڑکی کو پلایا۔ بس بر تقدیر صحت بیان سائل و سوال صرف پانی پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوا تھا۔ لہذا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۵ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

## والد کا بالغ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ مسمی زید نے ایک عورت اغواء کر لی۔ مغویہ کے ورثاء کے خطرے سے ۱۴ میل دور اقامت پذیر ہو گیا۔ مغویہ کے ورثاء نے بدلہ لینے کی خاطر مسمی زید کے ذریعہ پر حملہ کر دیا۔ جمع اسلحہ بارہ بجے رات محاصرہ کر لیا۔ دو مکانوں کے تالے بھی توڑے۔ تاکہ زید کی کوئی رشتہ دار عورت لے جائیں یا زید کو قتل کر دیں۔ صبح کو جب گرد و نواح کے لوگ اکٹھے ہوئے۔ واقعہ دریافت کیا گیا۔ انھوں نے حملہ آوروں کو تسلی دی کہ محاصرہ شدہ جگہ سے زید جمع اہل و عیال باہر ہے تو حملہ آور زید۔ بھائی کی بیوی بیٹی اٹھانے پر اڑ گئے۔ تب فیصلہ کرنے والوں نے کہا کہ ہم تمہیں اغواء کا بدلہ دیتے ہیں۔ تم محاصرہ چھوڑ دو۔ حملہ آوروں نے مطالبہ کیا کہ ہمیں مغویہ کی ضرورت نہیں۔ زید کی تین لڑکیاں ہمیں نکاح کر دی جائیں۔ بنا بریں تصفیہ کنندگان نے زید کو ڈھونڈا اور سمجھایا کہ اگر زید نے ایسا نہ کیا تو تیرے بھائی کو قتل کر جائیں گے۔ تو اپنی لڑکیاں ساتھ لے کر گھر واپس ہو۔ جو اس کی پہلی بیوی سے تھیں اور نکاح کر دے۔ چنانچہ زید نے اسی ارادہ سے گھر جانے کا ارادہ کیا اور لڑکیوں کو ساتھ جانے کے لیے کہا تو بڑی لڑکی مسماۃ ہذا جس کی عمر سترہ سال تھی جوان تھی۔ اس نے انکار کر دیا کہ میں اس بدلہ میں نکاح نہیں کرانا چاہتی۔ فیصلہ کنندگان نے بھی لڑکی کو مجبور کیا۔ لڑکی کے ماموں نے بھی اسے دھمکایا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ بعد ازاں والد نے جا کر اپنی تینوں لڑکیوں کا نکاح اغواء کے بدلہ میں کر دیا۔ مسماۃ کا نکاح بھی مسمی عمر کے ساتھ کر دیا۔ جب لڑکی ہذا کو نکاح ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے انکار نکاح کیا۔ شور برپا کیا کہ میں کنویں میں چھلانگ لگا دوں گی۔ کیا لڑکی ہذا کا نکاح عمر کے ساتھ جو اس کے والد نے کر دیا ہے۔ جائز ہے یا نہ؟ مینو اتو جروا

﴿ج﴾

عائقہ بالغ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ کوئی شخص بھی اسے نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے سوا اس کی طرف سے کسی نے نکاح قبول کر لیا تو نکاح درست نہیں۔ پس صورت مسئلہ میں اگر لڑکی نے نکاح سے قبل یا بعد باپ کو نکاح کی اجازت نہیں دی بلکہ نکاح سے انکار کرتی رہی۔ جیسا کہ سوال میں درج ہے۔ تو اس کی رضا کے سوا اس کے والد کے نکاح کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ نکاح قطعاً صحیح نہیں۔ بشرط صحت سوال دوسری جگہ لڑکی کا نکاح جائز ہے۔

قال فی الشرح التنویر ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ. الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۵۸ ج ۳ وایضاً فیہ وولاية اجبار علی الصغیرة ولو ثیباً معنویة

ومرفوقہ کما افاء دہ بقولہ (وہو) ای اوللی شرط نکاح صغیر و محنون و رقیق لا مکلفہ فقط  
واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان  
۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ

## بھائی کی موجودگی میں والدہ کو ولایت حاصل نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی سلطان ولد شہامد دعویٰ کرتا ہے کہ میرا مسماۃ تسلیم بی بی دختر امام بخش سے عرصہ سات آٹھ سال ہونے کو ہیں جب کہ وہ نابالغہ تھی قیمہ تھی اس کا اس کی والدہ مسماۃ آعلاں نے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیا تھا۔ وہ اپنے نکاح کے گواہ کا لو ولد احمد جو سلطان کا مادری بھائی ہے اور نامدار ولد شہامد جو اس کا حقیقی بھائی ہے۔ نکاح خواں اپنا امیر شاہ کو بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مسماۃ تسلیم مذکورہ کا بھائی منظور حسین بھی نکاح کے وقت موجود تھا اور نکاح کا وقت رات بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مذکورہ بالا افراد کے سوا اور کوئی آدمی نکاح میں موجود نہ تھا۔ اب مسماۃ تسلیم کی والدہ مسماۃ آعلاں اس نکاح کا انکار کرتی ہے کہ میں نے سلطان ولد شہامد کو اپنی بیٹی تسلیم بی بی کا نکاح نہیں کیا تھا اور نہ کسی کو اس کے نکاح کی اجازت دی تھی۔

گواہ نمبر اکا لو ولد احمد بھی کہتا ہے کہ ہم نے امیر شاہ نکاح خواں کو مسماۃ آعلاں کی طرف سے اجازت نکاح کی کوئی اطلاع نہیں دی تھی اور نہ ہی کوئی نکاح ہوا تھا۔ بلکہ نکاح کے لیے ابھی ہم گئے ہی تھے کہ مسماۃ آعلاں کا بھائی محمد حیات ظاہر ہوا جو سلطان و نامدار پسران شہامد مذکور اس کا مخالف تھا۔ اس کو دیکھ کر ہم سب بغیر نکاح کیے واپس گھر چلے گئے تھے۔ یہ بات نکاح خواں امیر شاہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ مجھے خود مسماۃ آعلاں نے کوئی اجازت نہ دی تھی۔ بلکہ کا لو ولد احمد مذکور و نامدار ولد شہامد نے مسماۃ آعلاں کی طرف سے اجازت کی اطلاع مجھے دی تھی۔ جبکہ کا لو امیر شاہ کے منہ پر اس کی تکذیب و تردید کرتا ہے۔ اسی طرح منظور حسین برادر مسماۃ تسلیم بھی کہتا ہے کہ میں اس موقع پر کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ گھر آیا تو یہ لوگ گھر پہلے آئے ہوئے تھے۔ ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ میرا ماموں محمد حیات آ گیا۔ تو یہ لوگ اس کو دیکھ کر واپس چلے گئے تھے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ میری ہمشیرہ تسلیم بی بی کا نکاح ہمراہ سلطان مذکور کرنے آئے تھے۔ مگر میرے ماموں کو دیکھ کر بغیر نکاح کیے واپس چلے گئے ہیں۔ بہر حال سوائے ایک نامدار جو سلطان کا حقیقی بھائی ہے۔ باقی تمام افراد مذکورہ بالا جو نکاح میں موجود بیان ہوئے ہیں وہ اس نکاح کو ثابت کرنے میں ناکام معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بیانات حافیہ مفصل لف استفتاء ہیں۔ ملاحظہ فرما کر بحوالہ کتب معتبرہ فتویٰ دے دیں کہ ان بیانات کے مطابق



سلطان ولد شہامہ کا نکاح ہمراہ تسلیم بی بی مذکورہ صحیح و جائز ہے یا ناجائز و باطل؟ آخر میں استدعا حسب ذیل ہے۔  
 (۱) کیا اصل وارث بھائی کی موجودگی میں ماں کو نابالغہ لڑکی کے نکاح کا حق بھی حاصل ہے یا نہ۔ جبکہ بھائی نے ماں کو یہ حق تفویض نہ کیا ہو۔  
 (۲) کیا ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں شرط ہیں یا ایجاب ایک مجلس میں ہو اور قبول دوسری مجلس میں اس طرح بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

(۳) کیا صرف اجازت نکاح دینے سے ایجاب ہو جاتا ہے یا باقاعدہ قبول کے وقت ایجاب بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر اس صورت میں صرف اجازت پر اکتفا کر کے ایجاب نہ کرایا جائے تو نکاح ہو جائے گا یا نہ۔  
 (۴) کیا نکاح کا خطبہ نکاح سے پہلے ہوتا ہے یا بعد میں۔ اگر ایجاب کرنے والا ایک مجلس میں ہو اور قبول کرنے والا دوسری مجلس میں تو کیا اس صورت میں نکاح جائز ہوگا یا نہ۔

(نوٹ) سلطان ولد شہامہ نے ایک اقرارنامہ ظاہر کیا۔ جو اصل لف با استفتاء ہے۔ اس پر جن آدمیوں کے دستخط ہیں۔ ان میں امیر شاہ اور کالوان دستخطوں سے انکاری ہیں اور اس بارے میں ان کی تفصیل ان کے بیانات میں لکھی ہوئی ہے۔ بینو اتوجروا

المستفتی حق نواز ولد علی قوم دھنوا یا سکھ پتی غوث پر تھیم تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ بھائی کی موجودگی میں والدہ کو ولایت نکاح حاصل نہیں۔ ولی کے مجلس عقد میں موجود ہونے سے اذن ثابت نہیں ہوتا۔ (کذا فی الشامی ص ۵۶ ج ۳)  
 لف بیانات میں مسماۃ آعلاں والدہ تسلیم بی بی، مسمی منظور حسین ولد امام بخش برادر مسماۃ تسلیم اور کالوتینوں اس نکاح کے ایجاب و قبول سے انکاری ہیں۔ محمد امیر شاہ نکاح خوان مسماۃ آعلاں کی اجازت کے ساتھ نکاح پڑھانے کا اقرار کرتا ہے۔ لیکن مسمی منظور حسین ولد امام بخش کے انکار کی بناء پر یہ نکاح نافذ نہیں ہوا۔ پس یہ نکاح شرعاً غیر معتبر ہے۔ الحاصل بشرط صحت بیانات مسماۃ تسلیم کا نکاح مسمی سلطان کے ساتھ شرعاً ثابت نہیں۔ لہذا مسماۃ تسلیم کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

لڑکی کی والدہ سے "رکھ چہ راو بھائی نکاح کا زیادہ حق دار ہے

﴿س﴾

یعقوب فوت ہو گیا، ایک لڑکی اور والدہ اور زوجہ اور ایک چچا زاد بھائی بھی چھوڑ گیا۔ نیز جنتاں اور زینو یہ دونوں دوسری جگہ نکاح کر چکی ہیں۔ یعقوب کی لڑکی سداں جو کہ نابالغہ ہے اس کا نکاح یہ دونوں کر سکتی ہیں۔ جبکہ یعقوب چچا زاد بھائی حیدر موجود ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر۔

واحد بخش کوٹ ادو مظفر گڑھ

﴿ج﴾

لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے والد کا چچا زاد کر سکتا ہے۔ اس کی والدہ اور بہن وغیرہ کو اختیار نکاح نہیں ہے۔ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی کا ماموں نکاح کرادے اور دوسرے ولی انکار کریں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں۔ ایک نابالغہ لڑکی نعمت بی بی جس کا نکاح مسیحی حسن محمد سے لڑکی کے ماموں جمال الدین نے عمر تقریباً دس گیارہ سال کر دیا تھا۔ نکاح کے چند روز بعد مسیحی حسن محمد مفقود الخمر ہو گیا۔ جس کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی۔ عرصہ آٹھ سال سے اس کا کوئی پتہ نہیں۔ تلاش کی بہت کوشش کی گئی۔ مگر ناکامی ہوئی۔ براہ کرم اس لڑکی کے مستقبل کے لیے حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔ فسادات پنجاب کے دوران میں لڑکی مذکور کا والد شہید ہو گیا تھا اور والدہ بھی پھڑ گئی تھی۔ جو دو سال بعد مل گئی تھی۔ اس وقت لڑکی اپنی والدہ کے پاس ہے اور اس کی عمر اب تقریباً اٹھارہ انیس سال ہے۔

سائل عبدالواحد بیگ دہلی گیٹ

﴿ج﴾

لڑکی کا نکاح اگر اس کے ماموں نے لڑکی کے والد یا دوسرے کسی ولی کی اجازت لیے بغیر کر دیا ہے۔ تو یہ نکاح غیر نافذ ہے اور لڑکی اگر بعد از بلوغ کہہ دے کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے یا لڑکی کا کوئی دوسرا ولی اس کی نابالغی کے زمانہ میں اس نکاح کو رد کرے۔ تو نکاح نہیں رہتا اور لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے اور اگر ماموں نے یہ نکاح اولیاء کی اجازت سے پڑھایا ہے۔ یا لڑکی نے بعد بلوغ کے اس کو قبول کر لیا ہے۔ تو اب کسی مسلمان حج سے حسب قواعد شرع جس میں تفصیل ہے۔ رجوع کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ شوال ۱۳۷۹ھ

## بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ بندہ کی ہمشیر کا گھر والا پاگل ہو گیا ہے۔ ان کی دو بیٹیاں یہاں ہیں۔ جب وہ پاگل ہو گیا تھا۔ تو اس کو کبھی ہوش بھی آتا تھا۔ تو اس نے اپنے بھائی کو ایک رقعہ لکھ دیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ میرے مال بچے اور گھروالی کا مالک میرا حقیقی سالہ (عظیم شاہ) ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ میرے بال بچے اپنے پاس رکھے اور جیسے کرے کر سکتا ہے۔ وہ رقعہ اس کے بھائی نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ مجھے دکھا کر پھر واپس لے لیا اور میری ایک ہمشیر اور تین بھانجیاں ہیں۔ میری ایک بھانجی کی شادی اس کے دادا نے اپنے ہاتھ سے کی تھی اور میری بھانجی کے دو چچا بھی ہیں۔ مگر میری بھانجی کے دادا نے کہا کہ میری دونوں پوتریوں کا مالک عظیم شاہ ہے۔ جہاں کام کرے کر سکتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد لڑکیوں کا دادا فوت ہو گیا۔ میں اپنی ہمشیر اور بھانجیوں کو اپنے گھر لے آیا۔ بعد میں میری بھانجی کی شادی اپنے دادا نے کی تھی۔ باقی دو بھانجیاں اور ایک ہمشیر رہ گئی۔ اب ان کو تین سال گزر چکے ہیں کہ نہ تو لڑکیوں کا والد مالک بنانہ خرچ وغیرہ دیا اور نہ دو چچوں میں کوئی مالک بنانہ پتہ کیا۔ اب تین سال گزر گئے۔ اب ایک لڑکی جوان ہے۔ لڑکی کے چچوں کو اطلاع دی ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ لڑکیاں مجھے دے دو۔ مگر لڑکیاں اپنے چچا اور والد کے گھر جانے سے انکاری ہیں اور کہتی ہیں کہ تین سال اگر میرے چچے اور والدہ پتہ کرنے نہیں آئے تو ہمارا کوئی نہیں سوائے ماموں کے اور کہتی ہیں کہ ہمارا مالک ماموں ہے۔ اب میں اس کی شادی کرنے کی کوشش میں ہوں۔ مگر شرع اجازت دے۔ تین سال سے اس لڑکی کے چچوں نے مجھے کوئی خرچ نہیں دیا اور نہ باپ نے ان لڑکیوں کو یاد کیا اور کہتا ہے کہ میرے بال بچے بھی نہیں اور لڑکی جوان ہے۔ کیا عند الشریعت جوان لڑکی کا بٹھانا جائز ہے؟

عظیم شاہ سائل

﴿ج﴾

بالغہ ہو جانے کے بعد لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے نہ چچا اس کا ولی ہے اور نہ کوئی دوسرا۔ لہذا اس کی مرضی سے ہی اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نکاح کفو میں ہو۔ ورنہ چچا کی مرضی کے بغیر صحیح نہیں ہوتا اور مہر بھی اس کا اپنے خاندان کی عورتوں سے کم نہ ہو۔ ورنہ پھر اس کے چچا کو فتح کرنے کا حق ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ذی الحج ۱۳۷۵ھ

باپ اور ماموں کے رائے۔ کئے نکاحوں میں سے کونسا صحیح ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی ایک ماہ پہلے شادی ہوئی۔ پھر اس نے دوسری شادی کی۔ پہلی عورت اپنے میکے چلی گئی۔ ایک سال ڈیڑھ سال کی لڑکی ساتھ لے گئی۔ تیرہ سال گزر گئے۔ وہ نامانی۔ زید نے اپنی لڑکی جو اس لی پہلی عورت کے پاس تھی۔ اس کا نکاح کر دیا۔ عرض یہ ہے کہ لڑکی کو آج تک ماہواری بالکل نہیں ہوئی اور اس کی عمر تیرہ سال ہے اور لڑکی کا ماموں کہتا ہے کہ لڑکی کی عمر چودہ سال ہے۔ اس لیے فرمائیں کہ پہلا نکاح صحیح ہے یا دوسرا اور جب لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کیا گیا تو اول نکاح کی اس نے کوئی بات نہیں کی اور خاموش رہی اور اس کے ماموں کا بیان ہے کہ لڑکی انکاری ہے۔ لیکن اس نے کوئی انکار نہیں کیا اور نہ اقرار کیا۔

﴿ج﴾

باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔ وہ اس کا شرعاً ولی ہے اور ماموں کا نکاح غیر صحیح ہے۔ وہ اس کا ولی نہیں ہے اور لڑکی بھی نابالغہ ہے اور پہلے ایک نکاح صحیح بھی ہو چکا ہے۔ تو دوسرے نکاح کی صحت و عدم صحت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ محض لغو ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر اور کوئی رشتہ دار نہ ہو تو والد کا چچا زاد بھائی ولی ہو سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بالاندکورہ صورت میں کہ مسماۃ بچومائی نابالغہ تقریباً دو تین سال کی عمر ہے۔ مسماۃ مذکورہ کا والد مسمی اللہ ذلہ اور دادا مٹھو مذکور دونوں فوت شدہ ہیں۔ اللہ وسایا مسماۃ مذکورہ کا بھائی نابالغ عمر تقریباً ۱۲ سال کا موجود ہے۔ لیکن مسماۃ مذکورہ کا دادا مسمی مٹھو کے چچا زاد بھائی یعنی سوتر مسمی خدا بخش بالاندکورہ نے اپنے مسمی بلو کے لڑکے مسمی نوید سے مسماۃ مذکورہ بچومائی کا نکاح کر دیا ہے۔ کیا مسماۃ مذکورہ کے بھائی نابالغ کے ہوتے ہوئے۔ حق ولایت نکاح کر دینے کا مسمی خدا بخش مذکور کو ہے یا نہ اور نکاح مسمی زبیر کا مسماۃ بچومائی کے ہمراہ شرعاً جائز ہے یا نہ۔

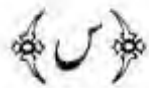
بینواتو جروا





جب خدا بخش کے قریب کوئی عصبہ مسماۃ بچو مائی کا نہیں ہے۔ تو وہی اس کے نکاح کا ولی ہے۔ بشرطیکہ مہر مثل سے کم مہر مقرر نہ کیا جائے۔ یعنی اس کی بہن یا خاندان کے قریبی عورتوں کے مہر مقرر کردہ سے اس کا مہر کم نہ ہو۔ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر ولی کے کرائے ہوئے نکاح کو اگر لڑکی کا باپ رد کر دے تو وہ نکاح نہیں ہوتا



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فدوی کی دختر مسماۃ کنیرہ جس کی عمر اب سترہ سال کی ہے اور جس کی پیدائش پاکستان میں ہوئی ہے۔ جبکہ فدوی کی دختر کی عمر تقریباً چھ سال کی ہوگی۔ میری اور میری بیوی کی غیر حاضری میں مسمی عبدالغفور عزیز نے میری دختر مسماۃ اکبری کا عقد مسمی بشیر ولد نظام الدین سکنہ ڈیرہ غازی خان سے کر دیا تھا جو کہ ناجائز تھا۔ اس کے بعد فدوی نے اپنی دختر کا عقد ہمراہ چشم ولد کھتی قوم راجپوت سکنہ شاہ عالم تحصیل بھکر ضلع میانوالی سے کر دیا۔ اس کے بعد مسمی بشیر نے میرے برخلاف ڈیرہ غازی خان میں مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ جس میں تاریخ مقررہ پر ڈیرہ غازی خان پہنچا تو ملزمان مسمی بشیر، عزیز، عبدالغفور اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی تھے لڑکی کو زبردستی اغوا کر کے لے گئے۔ اب فدوی فتویٰ شرعی حاصل کرنا چاہتا ہے کہ ہر دو نکاح میں کونسا شرعی اور جائز ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لڑکی کی نابالغی میں ولی دسر پرست اس کا باپ ہوتا ہے اور ولی خود اس کا نکاح کرا سکتا ہے یا اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے۔ چچا یا کوئی دوسرا شخص لڑکی کی نابالغی میں اس کے والد کی موجودگی میں اس کا نکاح نہیں کرا سکتا اور اگر کر دے تو وہ لڑکی کے والد کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ پتہ چل جانے کے بعد اگر نکاح کو منظور کرے تو نکاح ہو جاتا ہے اور اگر رد کرے تو رد ہو جاتا ہے۔ صورت مسئلہ میں اس لڑکی کے والد نے اس کی نابالغی میں چچا کے نکاح کرائے کا پتہ چل جانے کے بعد اگر اس کو رد کر دیا ہے۔ تو وہ نکاح رد ہو گیا ہے اور اس کے بعد جو اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا ہے۔ وہ شرعاً درست اور صحیح شمار ہوگا اور اگر والد کو پتہ چل جانے کے بعد اس نے سابقہ نکاح کی منظوری دیدی ہو تو وہ نکاح شرعاً درست ہو گیا ہے اور اس کے بعد دوسری جگہ اس کا نکاح درست شمار نہ ہوگا۔ لہذا اس کی تحقیق کر لی جائے۔ مسئلہ واضح کر دیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

درج ذیل صورت میں دونوں برابر کے سرپرست ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ منشی خان و عبداللطیف و محمد شریف پسران علی محمد تین بھائی ہیں۔ محمد شریف فوت ہو گیا۔ عرصہ ۱۲ سال کے قریب گزر گئے۔ شریف متوفی کی بیوی سے عبداللطیف نے نکاح کر لیا۔ عدت وغیرہ پوری ہو جانے کے بعد اس وقت ایک نابالغ بچی بھی تھی۔ جواب جوان ہو چکی ہے۔ اس کی پرورش نان و نفقہ عبداللطیف ہی کرتا رہا۔ اب جس وقت لڑکی کا رشتہ بیاہ وغیرہ رچانے لگے تو سرپرست منشی خان بن گیا اور لڑکی کے پیسے وغیرہ خرچہ بیاہ کے کہہ کر لیے۔ چونکہ عبداللطیف کی منکوحہ اور منشی خان کی منکوحہ دونوں حقیقی نہیں ہیں۔ اس لیے منشی خان نے لڑکی کی والدہ کو اپنے ساتھ کر کے اس کے خاوند لطیف کو یہ بھی ڈر دکھایا کہ اگر زیادہ سرپرستی دیکھاؤ گے تو میں بذریعہ سفارش تمنیخ نکاح کرا لوں گی۔ یہ بھی ساز باز منشی مذکور کی ہے۔ اب آپ اصل مقدمہ لڑکی کا سرپرست کس کو قرار فرماتے ہیں۔ تاکہ شرعاً اجازت نکاح ولی نکاح و دیگر شرائط کس پر عائد ہوں گی۔ وضاحت فرماویں۔ خداوند کریم ہمارے علماء دین کو اور دین کو تاقیامت زندہ رکھیں۔ آمین ثم آمین

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی اور عبداللطیف دونوں لڑکی کے چچا ہیں۔ اس لیے دونوں ہی اس کے برابر کے ولی و سرپرست ہیں۔ کسی کا حق دوسرے سے مقدم نہیں ہے۔ لڑکی کے بلوغ کے بعد لڑکی اپنے نکاح کی خود مالک ہے۔ وہ جس شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہے کر سکتی ہے اور اس کی مرضی ہے۔ اپنے ان چچوں میں سے جس کو اپنا ولی و سرپرست اور وکیل بنائے بنا سکتی ہے۔ اس کو پابند نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حق مہر بھی لڑکی کی ملکیت ہوا کرتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ محرم ۱۳۸۷ھ

ماموں کے کرائے ہوئے نکاح کو لڑکی کا بھائی رد کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ عرصہ چار سال ہوئے کہ میری بہن جو کہ تقریباً آٹھ سال تھی۔ میرے ماموں نے بغیر میرے مشورے کے نکاح کر دیا ہے اور مجھے کچھ پوچھا بھی نہیں حالانکہ میں پندرہ میل کے فاصلہ پر تھا

اور ابھی میری بہن حاملہ ہو چکی ہے۔ کیا اس صورت میں میرے ماموں نے جو بہن کا نکاح کیا ہے صحیح ہے یا نہیں۔  
 باوجود اس کے میں وارث بھی تھا اور جس وقت مجھے نکاح کا پتہ چلا ہے تو میں نے جا کر ان سے باز پرس کی ہے اور اب  
 نک کرتا چلا آ رہا ہوں۔ فقط والسلام

### ﴿ج﴾

الوالی فی النکاح العصبۃ بترتیب الارث ھکذا فی جمیع کتب الفقہ لہذا لڑکی مذکورہ کا ولی نکاح  
 بھی اس کا بڑا بھائی ہی تھا۔ ماموں نے جب ان سے پوچھے بغیر نکاح لڑکی کا کرایا اور پھر بعد اطلاق کے لڑکی کے بھائی  
 نے اس پر اعتراض کیا تو وہ نکاح کا عدم ہو گیا۔ اب بالغ ہونے کے بعد لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم  
 محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ تاسم العلوم ملتان

### نانا اور نانی کا اپنی نواسی کا نکاح کرانا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں (۱) لڑکی بالغہ ہے۔ جس کی والدہ دس ماہ کی چھوڑ کر مر گئی تھی۔  
 (۲) جس نے نانا نانی کے گھر پرورش پائی ہے۔ اب عمر تقریباً سولہ سترہ سال کی ہے۔ (۳) نانا نانی اس کا رشتہ شادی  
 کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں نانا نانی رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں لڑکی بھی رضامند ہے۔ (۴) مگر والد اس جگہ رشتہ کرنے  
 سے اتفاق نہیں کرتا۔ کچھ نیت کی خرابی ہے۔ جبکہ درمیان میں رشتہ والی جگہ سے پیسوں کا مطالبہ بھی کر چکا ہے۔ (۵) کیا  
 والد کی غیر موجودگی میں یا بغیر اجازت نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کفو میں لڑکی عاقلہ بالغہ ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کر سکتی ہے اور غیر کفو میں ولی کی  
 اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے نکاح نہیں کر سکتی۔ لیکن کفو میں بھی بہتر یہی ہے کہ لڑکی ولی کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی  
 سے نکاح نہ کرے۔ اگرچہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لینے کی صورت میں نکاح جائز اور نافذ ہوگا۔ کما قال فی  
 الہدایۃ مع الفتح ص ۱۵۷ ج ۳ ویعقد نکاح الحرة العاقلۃ البالغة برضاها وان لم یعقد علیہا  
 ولی بکراً کانت أو ثیباً عند أبی حنیفۃ وأبی یوسف الخ۔  
 لڑکی مذکورہ کا ولی اس کا باپ ہے نانا نانی نہیں۔

وفیہا بعد اسطر ص ۱۵۹ ج ۳ ثم فی ظاہر الروایۃ لا فرق بین الکف و غیر الکف ولكن

للولی الاعتراض فی غیر الکف وعن أبی حنیفة وأبی یوسف أنه لا يجوز فی غیر الکف لان کم  
من واقع لا یرفع ویروی رجوع محمد الی قولهما . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ محرم ۱۳۸۷ھ

بالغہ باکرہ کا چچا اگر راضی نہ ہو تو کیا نکاح ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا نکاح میرے ساتھ پڑھوایا گیا جس کے لیے لڑکی اور اس کی  
والدہ رضامند تھیں۔ جس میں تقریباً دس آدمیوں نے شمولیت کی اور باقاعدہ وکیل اور لوگ رکھے گئے اور یونین کونسل  
کے فارم پُر کیے گئے اور مولوی صاحب جس نے نکاح کی رسم ادا کی تھی۔ گورنمنٹ سے اسے باقاعدہ نکاح پڑھوانے کا  
لائسنس ملا ہوا تھا۔ نکاح کی رجسٹری کے فارم جس پر لڑکی کے دستخط اور اس کی والدہ کا انگوٹھا ثبت ہیں۔ حق مہر کی ادائیگی  
بھی کی گئی ہے۔ نکاح شریعت کے بمطابق کیا گیا۔ جبکہ لڑکی اور میں دونوں بالغ تھے۔ نکاح باقاعدہ رجسٹرڈ ہے اور لڑکی  
کے سرپرست کافی عرصہ سے رحلت فرما گئے تھے۔ اس وقت لڑکی نابالغ تھی۔ اب جبکہ لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے۔ ایک  
عالم نے یہ فرمایا ہے کہ لڑکی کے چچا موجود ہیں۔ وہ نکاح میں بھی شامل نہیں تھے۔ اس نے میرا نکاح ناجائز قرار دیا ہے  
اور نکاح پر دوسرے نکاح کی اجازت دی ہے۔ لڑکی کے چچا اور لڑکی کی والدہ کی تقریباً پندرہ سال سے بلکہ لڑکی کا والد  
جب زندہ تھا۔ اس وقت سے لڑائی چلی آ رہی ہے اور ان کی آپس میں بالکل لا تعلقی ہو چکی تھی۔ لڑکی کے والد کی وفات  
کے بعد اس لڑکی کی سرپرستی اس کی والدہ کر رہی تھی نہ کہ اس کے چچا کرتے تھے۔ نئی جب تک لڑکی کی کفالت کا مسئلہ  
تھا۔ وہ وارث نہ بنے اب جبکہ لڑکی بالغ اور شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ تو وہ وارث بن گئے ہیں۔ مزید یہ کہ اس نکاح پر  
لڑکی اور اس کی والدہ دونوں رضامند تھے۔ ان کے چچا وغیرہ کو نکاح میں شرکت کے لیے کہا گیا تھا۔ چونکہ چچا صاحبان  
کا اپنا مفاد اس میں نہ تھا۔ انھوں نے لڑائی کے بہانے اس میں شرکت نہ کی اور وارث کے طور پر بھی شریک نہ ہوئے۔  
چونکہ ان حضرات کا مفاد اس مسئلہ سے وابستہ تھا اور وہ چاہتے تھے کہ لڑکی کی رضامندی کو بالائے طاق رکھ دیا جائے۔  
تاکہ وہ اس کا نکاح اپنی مرضی سے کر سکیں۔ ان کا اس تقریب میں شرکت نہ کرنا قدرتی فعل نہ تھا۔ بلکہ طمع کی وجہ سے  
تھا۔ لہذا ان کا یہ فعل شریعت کے اصولوں کے منافی تھا۔ ان حالات کے پیش نظر میری آپ سے درخواست ہے کہ اس  
سلسلہ میں میری رہنمائی فرمادیں۔



## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح ہے کہ اگر نکاح مذکور کفو کے اندر ہوا ہے تو یہ نکاح نافذ ہے۔ لڑکی عاقلہ بالغہ خود اپنا نکاح بغیر اجازت ولی کے اپنے کفو میں کر سکتی ہے اور ایسا نکاح جائز اور نافذ ہوتا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں بشرط صحت بیان سائل نکاح مذکور درست ہے۔ اگرچہ لڑکی کا چچا رضامند نہ بھی ہو۔ کما قال فی الہدایہ ص ۱۵۷ ج ۳ وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم یعقد علیہا ولی بکراً کانت أو ثیباً عند أبی حنیفة وأبى یوسف فی ظاہر الروایة.... و فیہا ایضاً بعد أسطر ثم فی ظاہر الروایة لا فرق بین الکف و غیر الکف و لكن للولی الاعتراض فی غیر الکف وعن أبی حنیفة وأبى یوسف أنه لا یجوز فی غیر الکف لأن کم من واقع لا یرفع ویروی رجوع محمد الی قولہما ص ۱۵۹ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

## باپ کی موجودگی میں دادا کا نکاح کرانا

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک دادا نے اپنے دو بیٹوں کے ہونے کے باوجود اپنی دو پوتیوں کا نکاح ایک دوسرے کے پوتوں سے کر دیا۔ اب یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ ان دو پوتیوں کا نکاح ان پوتوں سے دادا کا کیا ہوا قابل اعتماد ہے یا والد لڑکوں کا اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ بینوا تو جروا

## ﴿ج﴾

الوالی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ہر تریب الارث (فہو مصرح فی کتب الفقہ مثل الدر المختار ص ۷۶ ج ۳) اگر لڑکیوں کا باپ موجود نہیں تو ولایت نکاح کا حق دادا کو نہیں پہنچتا اور دادا نکاح منعقد کرنے کا حقدار نہیں اور نہ نکاح صحیح ہے۔ البتہ اگر لڑکیوں کا باپ بعد علم بالنکاح کے راضی ہو چکا ہے۔ یعنی ایک دفعہ رضامندی ظاہر کر چکا ہے۔ تو نکاح صحیح ہو گیا۔ فسخ نہیں ہو سکتا۔ نیز اگر لڑکیوں کا باپ کسی سفر پر چلا گیا ہو کہ اس کی رائے معلوم کرنا دشوار ہو۔ تو یہی دادا نکاح کا مختار ہے اور اس کا نکاح صحیح ہوگا۔ خوب غور کر لیا جائے۔ وقال فی

الذخيرة الاصح انه اذا كان في موضع لو انتظر حضوره او استطلاع رأيه فات الكف الذي  
حضر فالفية منقطعة الخ . شامی ص ۸۱ ج ۳ کتاب النکاح

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کی وفات کے بعد چچا ہی ولی ہے، خالہ کو نکاح کرانے کا حق نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص فوت ہو گیا اور اس کے دو لڑکے اور ایک لڑکی بھی ہے اور ان لڑکوں کی متولی  
والدہ صاحبہ اور چچا اور دادی بھی تھی اور ان لڑکوں کی والدہ صاحبہ کا ارادہ نہ تھا لڑکی کے نکاح کرنے کا اور ان لڑکوں کی  
خالہ نے جبراً نکاح کر دیا اور اس نکاح میں چچا دادی بھی نہ تھی اور جن لڑکوں سے نکاح ہوا ہے وہ نابالغ ہیں اور لڑکی  
بالغ ہے۔ کیا شریعت میں نکاح جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کے نکاح کا ولی اور مختار چچا ہے۔ چچا کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر بعد از نکاح رضا مندی  
کا اظہار قبل از نسخ کرے تو نکاح صحیح نافذ ہے۔

اگر شوہر بوقت طلاق لڑکی کی تولیت بیوی کو تفویض کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

مسمی عبد الرشید نے بوجہ افلاس و دیگر وجوہ کی بنا پر اپنی اہلیہ کو طلاق مغلظہ دی۔ ابھی تک اسی اہلیہ کا مہر جو کہ مبلغ  
چار صد روپے ہیں ادا نہ کیے تھے ان پیسوں کے عوض تولیت دی تھی اور اسی اہلیہ مسمی عبد الرشید کو ایک لڑکی بھی تھی۔ مسمی  
عبد الرشید نے اپنے طلاق نامہ پر تحریر کیا کہ اپنی لڑکی کی تولیت نکاح زوجہ کو دیتا ہوں۔ بعوض حق مہر اور اس کی زوجہ  
بروئے گواہان یہ تحریر قبول کر لیتی ہے۔ کیا حق تولیت نکاح لڑکی کا اس کی والدہ کو ہے یا والد کو یا اور وراثت کو بصورت عدم پھر  
مہر واپس لے سکتی ہے یا نہ۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

حق ولایت کے عوض کچھ لینا جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار ص ۵۱۸ ج ۴ لا يجوز الاعتياض  
عن الحقوق المجردة كحق الشفعة الخ وقال ورد المختار قال فی البدائع الحقوق المفردة لا

تحتمل التملیک ولا يجوز الصلح عنها. قال الشامی تعلیقاً علی قول الدر (کحق الشفعة) فلو صلح عنها بمال بطلت ورجع ولو صلح المخیرة بمال لاحتاره بطل ولا شیء لها ولو صلح احدی زوجتیه بما لترك نوبتها له یلزم ولا شیء لها. حق خیار کے بدلہ میں مخیرہ اگر کوئی مال یا شفع کے حق کے بدلہ میں مال لے اور حق شفعہ اور خیار و ساقط کرے تو یہ تو ساقط ہو جائیں گے اس لیے کہ یہ حقوق نفس اسقاط سے ساقط ہو کر باقی نہیں رہ سکتے۔ لیکن حق قسم کے بدلہ میں اگر عورت مال لے کر اپنا حق تولیت چھوڑ دے تو حق ساقط نہیں اور سب صورتوں میں مال پر واپس رجوع ہوگا۔ مسئلہ بالا میں بھی ابراء عن دین المهر مطلق نہیں۔ بلکہ مقید ہے۔ شرط تولیت سے اور جب حق تولیت اس کو نہیں تو ابراء دین بھی نہیں۔ لہذا ولایت نکاح برابر والد کو ہوگا۔ والدہ کو نہیں اور عورت دین مہر پر رجوع کرے گی۔ یہ ابراء مقید ہے۔ مطلق نہیں۔ کما ہر مذکور بقسمیہ فی کتب الفقہ۔

الجواب صحیح محمد شفیع مہتمم مدرسہ

### ولی اقرب موجود ہو تو ابعد کو اختیار نہیں



گزارش ہے کہ مسماۃ تاج بی بی کا ماموں نے باوجود چچا زاد بھائی کی موجودگی کے اور اس کی عدم رضا کے نکاح کر دیا ہے۔ لڑکی بوقت نکاح قریب البلوغ تھی۔ مگر نکاح کا انکار کرتی رہی۔ بلکہ یوں کہتی رہی۔ کسی وقت نکل کر چلی جاؤں گی۔ یہ نکاح مجھے منظور نہیں۔ چار ماہ بعد بالغہ ہوئی اور اس کا چچا زاد بھائی جو اس وقت نکاح میں باوجود موجودگی کے شامل نہیں کیا گیا۔ جب اسے نکاح کی اطلاع ملی تو اس نے کہا کہ یہ نکاح میری مرضی کے خلاف ہے۔ میں موقع پا کر اس لڑکی کا نکاح کہیں اور کر دوں گا۔ چنانچہ اب چچا زاد بھائی نے موقع پا کر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے اور لڑکی دوسرے نکاح کے پاس پہنچ گئی ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ باوجود موجودگی ولی اقرب اور عدم رضائے ولی اقرب ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے یا نہ۔ صورت مذکورہ بالا میں نکاح اول درست ہے یا ثانی۔



الوالی فی النکاح العصبۃ بنفسہ (در مختار ص ۶ ج ۳ مطبوعہ مصر) چچا زاد بھائی بھی لڑکی نابالغہ کے نکاح کا ولی و مختار ہے۔ جب وہ غائب بالغیۃ المنقطعة بھی نہیں ہے۔ تو ولی ابعد کو نکاح کا کوئی اختیار نہیں ہے اور اس کا کردہ نکاح ولی اقرب کے انکار سے کالعدم اور باطل محض ہو جاتا ہے۔ لہذا ماموں کا نکاح یقیناً نکاح فاضول ہو کر ولی اقرب کے انکار سے باطل ہو جاتا ہے۔ اب جہاں لڑکی کا نکاح ہوتا ہے وہ نکاح صحیح ہوگا۔ کذا فی جمیع کتب الفقہ فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ الخ در مختار ص ۸۱ ج ۳ مطبوعہ مصر کتاب النکاح۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان

کیا باپ کے کرائے ہوئے نکاح کو مجسٹریٹ ختم کر سکتا ہے؟

﴿س﴾

عرض خدمت ہے کہ یہاں پر ایک مسلم مجسٹریٹ سینئر جج نے ایک نکاح کی تہنیک کی ہے اور باپ کے نکاح کے لیے خیار البلوغ کو عمل میں لا کر نکاح کو فسخ کیا ہے۔ تحریر کرتا ہے کہ مدعا علیہ خاوند نے تسلیم کیا ہے کہ میرا نکاح لڑکی مدعیہ نابالغہ کے ساتھ نابالغی کی حالت میں لڑکی مدعیہ کے والد نے کیا تھا میں نے اس نکاح کی قبولیت حالت نابالغی میں کی تھی۔ اس بیان پر مجسٹریٹ نے اپنی رائے دیتا ہے کہ یہ نکاح نہیں ہے۔ کیونکہ نابالغ لڑکی کی قبولیت کا عدم ہے یہ اس کے انگریزی فیصلہ کا ضائع ہے۔ مگر اس نے اپنے فیصلہ میں زیادہ زور خیار البلوغ پر دیا ہے کہ لڑکی نے خیار بلوغ کو اختیار کر کے اپنے باپ کے نکاح کو فسخ کر دیا ہے۔ یہ قابل استفتاء بات یہ ہے کہ کیا شرعاً نابالغ لڑکی کی قبولیت بغیر ولی وکیل کے نافذ اور معتبر ہو سکتی ہے یا نہ اور صورت مذکورہ بالا میں نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہ۔ حوالہ کتب معتبرہ سے جواب سے سرفراز فرماویں۔ راقم الحروف عبد القدوس جامع مسجد ڈیرہ اسماعیل خان۔

(نوٹ) بعد بالغ ہونے کے لڑکے نے دوسری جگہ پر شادی کر لی تھی اور نکاح میں لڑکی کے رہا جس کا دعویٰ تہنیک کیا گیا۔

﴿ج﴾

خیار بلوغ لڑکی کو باپ کے نکاح میں حاصل نہیں ہوتا۔ قال الشامی علی قول الدر ولزم النکاح ای بلا توقف علی اجازة أحد و بلا ثبوت خیار فی تزویج الأب والجد الخ ص ۶۶ ج ۳ مطبوعہ مصر۔ البتہ اگر باپ پہلے سے دوسری لڑکیوں کے نکاح غیر مناسب مقامات میں کر چکا ہے اور اس کا سوء اختیار معروف و مشہور ہو چکا ہے۔ پھر تو اس کی ولایت ہی مسلوب ہو جاتی ہے اور اس کا نکاح بالکل صحیح ہی نہ ہوگا۔ لیکن جب ایک دفعہ اس ولایت کی وجہ سے نکاح کی صحت کو تسلیم کر لیا گیا اور اس کے فسخ کی درخواست دی گئی۔ نیز مجسٹریٹ نے بھی نفس نکاح کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن بوجہ خیار بلوغ کے فسخ کر دیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ باپ کے نکاح کی صحت کو بوجہ ولایت کے باقی ہونے کے تسلیم کر لیا۔ اب کسی صورت سے باپ کے صحیح شدہ نکاح کا فسخ خیار بلوغ سے نہ ہوگا۔ کوئی ضعیف روایت بھی ایسی نہیں ہے کہ بعد صحت نکاح اب اس کو خیار بلوغ سے فسخ کیا جائے اور کتاب القضاء میں شامی نے تصریح کی ہے کہ قضاء قاضی علی خلاف مذہب صحیح نہیں۔ ظاہر ہے کہ مجسٹریٹ حنفی المذہب ہوگا۔ تو اس کا فیصلہ مذہب حنفی کے خلاف ہرگز نافذ نہ ہوگا۔ باقی دوسری بات کہ نابالغ کا قبول صحیح ہے یا نہیں۔ اس میں عرض ہے کہ صبی عاقل قبول



کا اہل ہے وہ قبول نکاح کر سکتا ہے۔ اس کے الفاظ معتبر ہیں۔ لیکن ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر بعد علم کے ولی اس کا راضی ہو گیا ہے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ لسان نکاح الصبی العاقل وان كان منعقدا علی اصل اصحابنا فهو غیر نافذ بل یتوقف نفاذه علی اجازة ولیہ کتاب النکاح بدائع صنائع ج ۲۔ واللہ اعلم محمود عفا اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چچا کے ہوتے بہنوئی ولی نہیں بن سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی احمد فوت ہو گیا اس کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی مسمی غلام حسین کو دیدی۔ دوسری لڑکی قادر بخش کو دیدی۔ ایک لڑکی نابالغہ ہے۔ اب مسمی غلام حسن کہتا ہے کہ میں اپنی نابالغہ سالی کا متولی ں۔ جبکہ مسمی احمد مرحوم کے بھائی اور بھتیجے موجود ہیں۔ تو اس صورت میں مسمی احمد مرحوم کی نابالغہ لڑکی کے نکاح کا ولی کون گا۔ غلام حسین یا اس کے بھائی اور متوفی کی جائیداد کن کو ملے گی؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ غلام حسین مذکور اپنی نابالغہ سالی کا شرعاً ولی نہیں ہے۔ مسماۃ مذکورہ کے چچے اس کے متولی ہیں اور اس کے نکاح کی ولایت بھی انہیں چچوں کو ہے۔ اگر غلام حسین مذکور اس لڑکی کا کہیں نکاح کرے گا تو اس کے چچوں کو اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار ہے اور متوفی احمد کی جائیداد کے وارث اس کی لڑ ں اور اس کے کی ہیں۔ شرعاً داماد کو خسر کے ترکہ سے حصہ نہیں ملتا۔ فقط وا ۱

بندہ محمد سحاق غفر لہ نائب

کیم جمائی لاخری ۱۴۰۰ھ

جب قریبی اولیاء موجود نہ ہوں تو ماں ولی بن سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین (۱) مسماۃ آمنہ بیگم زوجہ ممتاز علی مرحوم نے اپنی نابالغ لڑکی مسماۃ حسینہ بیگم کا جسکا بھائی باپ دادا ماموں چچا و رثاء میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ایک بالغ لڑکے مسمی سید علی سے روبرو گواہان مجلس عام میں نکاح کر دیا ہے۔ کیا از روئے شرع مذکورہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

جب عصبہ قریبہ و بعیدہ یعنی جدی اقرباء کوئی نہ ہو تو نکاح کا اختیار ماں کو ہے۔ بر تقدیر صحت واقعہ مذکورہ بالا نکاح صحیح ہے۔ فان لم یکن عصبہ۔ واللہ اعلم

لڑکی کے چچا کے ہوتے ہوئے والدہ کا نکاح کرانا

﴿س﴾

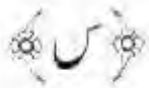
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نابالغ کا نکاح اپنے والد کے فوت ہونے کے بعد چچا حقیقی کی بغیر رضامندی کے اس کی والدہ نے کر دیا۔ بعد میں اسکی والدہ نے دوسری جگہ نکاح کر لیا اور لڑکی کو ہمراہ لے گئی۔ وہاں لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس کو وہ دوسری جگہ مجبور کرتے رہے نہ وہ ثانی نکاح پر رضامند ہوئی اور نہ اس جگہ رضامند ہے۔ بالغ ہو کر اپنی ماں کے پاس ۱۰ سال رہی۔ اب وہ لڑکی اپنی والدہ سے روانہ ہو کر اپنے نانکے پاس آ گئی۔ اب لڑکی دوسری جگہ شادی کرنے پر رضامند ہوتی ہے۔ اب لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں۔ اس وقت لڑکی کی عمر ۲۸، ۳۰ برس ہے۔ فقط

﴿ج﴾

لڑکی جب نابالغ تھی تو اس کے نکاح کا اختیار چچا کے ہوتے ہوئے والدہ کو ہرگز ہرگز حاصل نہیں۔ لہذا وہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ قال فی الدر المختار ص ۶ ج ۳ الولی فی النکاح العصبہ بنفسہ (الی ان قال) فان لم یکن عصبہ فالولاية للام ص ۸ ج ۳ اور بعد بالغ ہو جانے کے وہ نکاح میں خود مختار ہے۔ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (در مختار)

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## ولی اقرب مفقود ہو تو ولی ابعدا نکاح کر سکتا ہے



نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر زائد سے زائد بارہ سال ہوگی اور ظاہر دیکھنے میں بھی غیر مرہقہ ہے۔ اس کا باپ عرصہ ڈیڑھ سال سے گم اور مفقود الخبر ہے۔ لڑکی مذکورہ کا بھائی اور دادا بھی نہیں۔ چچا موجود ہے۔ وہ اس لڑکی کا نکاح اپنی ہی کفو میں کرنا چاہتا ہے۔ کیا شرعاً وہ اس بات کا مجاز ہے۔ نیز عرض ہے کہ لڑکی کا باپ کبھی کبھی دورہ جنون میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ فقط والسلام



نابالغہ کے نکاح کا اختیار ولی اقرب کو ہوتا ہے۔ لیکن جب ولی اقرب ایسا غائب ہو کہ اگر اس کی رائے معلوم کرنے کا انتظار کیا جائے تو موقع ہاتھ سے نکلتا ہے اور کفو حاضر اس کا انتظار نہیں کر سکتا۔ تو ولی ابعدا کو نکاح کرنا مجاز ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کفو میں ہو اور مہر مثل سے کم پر نہ ہو ورنہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ و اللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ سال والی لڑکی کا نکاح اگر والدہ کرادے تو کیا حکم ہے؟



کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ہندہ کا نکاح اس کی والدہ نے زید سے کر دیا ہے اور بیان کرتی ہیں کہ اس کی عمر پورے پندرہ برس ہو چکی ہے اور دایہ کی شہادت بھی گزرتی ہیں۔ حالانکہ اس کی عمر اس وقت تیرہ برس کئی ماہ تھی اور اس کے ولی تربیت یعنی چچا زاد بھائی موجود تھے۔ جن کو بالکل اطلاع نہیں تھی۔ بکثرت کو خفیہ نکاح منعقد کیا گیا اور ولی جب سنتے ہیں اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اور اب تک مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ نکاح ہم ہرگز منظور نہیں کرتے ہیں۔ (۲) اس کے سوا کوئی علامت بلوغت یعنی ایام ماہ داری وغیرہ موجود نہ تھی۔ کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ کیا قریب یا بعید اس سے اچھا برتاؤ نہ کریں تو ولایت بالکل ہوتی ہے یا نہ۔ بینوا تو جروا۔



لڑکی کو اگر حیض آجائے یا حمل ٹھہر جائے تو وہ بالغہ ہے، حیض آنے میں اس کا اقرار معتبر ہوگا۔ اب اگر یہ لڑکی اپنے بالغہ ہونے کا اقرار کسی وقت کر چکی ہے اور اقرار بلوغ کے بعد نکاح ہوا ہے۔ تو نکاح جب اس کی اجازت سے

ہے۔ تو صحیح ہے۔ نیز پندرہ سال پورے ہونے پر بھی بالغہ متصور ہوگی۔ لیکن اس کے لیے باقاعدہ شہادت دو دیندار مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گزاری ہوگی۔ فقط ایک یا دو عورتوں سے اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اب اگر نہ تو دو گواہ پندرہ سال کی عمر کی گواہی دیتے ہیں اور نہ اقرار سے بلوغ لڑکی کا ہو چکا ہو تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔ جبکہ اولیاء نے ناراضگی کا اظہار کیا اور اجازت نکاح کی نہ دی اولیاء بدستور اولیاء ہیں۔ جب تک کہ وہ معروف بہ سوء الاختیار نہ ہوں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دادا کے کرائے ہوئے نکاح والدین کی اجازت پر موقوف ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ ایک شخص نے اپنے پوتے اور پوتی نابالغان کا نکاح کرالیا ہے اور ان نابالغان کے والدین یعنی اس شخص مذکور کے لڑکوں سے نہیں پوچھا گیا۔ وہ دونوں گھر سے باہر اور کہیں ملازم ہیں۔ اب کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صغیر اور صغیرہ یعنی نابالغان کے نکاح کا مختار والد ہی ہوا کرتا ہے۔ دادا کو باپ کی زندگی میں ولایت نکاح نہیں۔ البتہ جب والد یعنی دلی قریب اتنی دور چلا گیا ہو کہ اس کی رائے معلوم نہ ہو تو ولی بعید کو اختیار نکاح ہوتا ہے۔ لیکن مسئلہ مذکورہ میں جب نابالغان کے والد (جو باہر ملازم ہیں) کی رائے معلوم کرنی آسان ہے تو جو نکاح ان کے پوتے کے بغیر دادا نے کر لیا ہے۔ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغہ کا ولی باپ کے بعد حقیقی بھائی ہے

﴿س﴾

میں ملک محبوب علی ولد ملک جان محمد ونیس مرحوم سکنہ چاہ تالاب والا موضع دان لب دریا تحصیل ملتان کا باشندہ ہوں۔ میرا ایک بڑا بھائی ملک شید علی ہے اور ہماری ایک ہمیشہ مسماۃ حاجرہ عمر تقریباً ۱۴ سال کے قریب ہے میرا بھائی اس کا ایسے آدمی کے ساتھ رشتہ کرنا چاہتا ہے۔ جس کو میں پسند نہیں کرتا۔ کیا مجھے حق ہے کہ میں اپنی بہن نابالغ کا نکاح خود بیٹھ کر کروا سکتا ہوں۔ مطابق اپنی ہمیشہ کی مرضی کے۔



### ﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کے دونوں بھائی اگر سگے حقیقی ہیں تو ہر ایک کو اس کے نکاح کا اختیار ہے۔ جس نے پہلے نکاح کر دیا اس کا صحیح ہو گیا۔ دوسرے کو اس کے منخ کرنے کا اختیار نہیں۔ بشرطیکہ نکاح کفو میں ہو اور مہر مثل سے ہو۔ نیز یہ بھی خیال رہے کہ جب لڑکی چودہ سال کی ہے۔ اس کے بلوغ کا احتمال ہے۔ اس سے دریافت کر لیا جائے۔ اگر وہ اقرار بلوغ کا کرے پھر اس پر کسی کی ولایت اجبار نہیں۔ وہ خود مختار ہے۔ ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق الخ (درمختار ص ۸۱ ج ۳) کاخوین شقیقین (شامی) واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

اگر چچا ظالم ہو تو اب ولی کون ہوگا؟

### ﴿س﴾

ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ نے چچا کے ہوتے ہوئے کر دیا ہے۔ لڑکی ابھی نابالغہ ہے۔ مگر چچا نابالغہ کے اس نکاح پر ناخوش ہے۔ لالچی اور یتیم سے انس نہ رکھنے والا اور بیچ کھانے کے لیے آمادہ ہے۔ بلکہ اس کی کوشش ہے کہ کسی طرح یہ میرے ہاتھ آ جائے۔ جس طرح میں در بدر بھٹک رہا ہوں۔ اس کو بھی ساتھ رکھوں۔ اس کے بر خلاف والدہ یتیمہ مادرانہ شفقت سے کام لے رہی ہے۔ اس کے متعلق مفصل تحریر فرمائیے۔

### ﴿ج﴾

اگر چچا ظالم غیر مشفق ہو اور کفو سے نکاح کرنے سے مانع ہو تو ولایت کا نبوت چچا کے بعد جو ولی قریب ہو اس کو ہوگا یا قاضی کو ہوگا۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض ولی بعید کے لیے ولایت ثابت کرتے ہیں اور بعض قاضی یعنی حاکم مسلم کو۔ اب اگر والدہ کے بغیر اس لڑکی کا کوئی عصبہ قریب یا بعید موجود نہ ہو تو ایک قول پر اس کی ولایت صحیح ہوگی۔ لیکن یہ قول مختار نہیں۔ کما ہو مصرح فی الشامی۔ اور اگر اس صغیرہ کا کوئی ولی عصبہ موجود ہو۔ تب تو والدہ کو بالاتفاق حق ولایت نہیں۔ نیز یہ بھی واضح ہو کہ اگر چچا کی نظر میں کوئی دوسری جگہ اس سے زیادہ موزوں ہو۔ اس لیے اس رشتہ کو منع کرے تو اس کی ولایت باقی رہے گی۔ واللہ اعلم

لڑکی کا نکاح جب دادا نے کر لیا ہو تو والد دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ میری لڑکی عمر دس سال کی ہے۔ جس کا نکاح میرے والد نے میری

عدم موجودگی میں میرے ماموں کے لڑکے سے کرادیا ہے اور میرا ماموں سنی شیعہ ہے۔ میں انکے لڑکے کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتا۔ کیا میری ناپسندی کے باوجود سنی شیعہ سے میری لڑکی کا نکاح صحیح ہو سکتا ہے؟ کیا میں اب اپنی لڑکی کا کسی دوسرے سے نکاح پڑھا سکتا ہوں؟

سائل غلام محمد معرفت مولوی محمد رمضان میانوالی

### ج

اگر لڑکی کے والد کی موجودگی میں نکاح کر دیا ہو تو نکاح بدون اجازت والد کے نافذ نہ ہوگا۔ البتہ اگر اتنی دور چلا گیا ہو کہ اس کے آنے تک انتظار کرنے میں کفو کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ اب مذکورہ صورت میں جب دادا نے نکاح سنی شیعہ سے کر دیا ہے۔ تو بوجہ غیر کفو ہونے یہ بات ثابت ہے کہ ولایت نکاح دادا کی طرف منتقل نہیں ہوئی۔ نیز سنی شیعہ سب کو جائز اور کارِ خیر سمجھنے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہیں۔ اس لیے ان سے نکاح سرے سے صحیح ہوتا ہی نہیں۔ اس لیے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

### بالغہ یتیم لڑکی کا ولی کون ہوگا؟

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو حقیقی بھائیوں میں سے ایک فوت ہو گیا تو اس کی بیوہ اور یتیم کچھ دنوں دوسرے بھائی کی کفالت میں رہے۔ لیکن اس زندہ بھائی نے اس بیوی سے نکاح کرنا چاہا تو اس بیوہ نے انکار کر دیا اور اس تلخی میں اس کی کفالت سے بھی چلی گئی۔ اپنے سگے بھائی کے ساتھ رہنے لگی تو مدت چھ سال تک اس کا بھائی ہی اپنے بھانجوں اور بیوہ بہن کے خرچہ کی کفالت کرتا رہا۔ اب متوفی کا بھائی یہ کہتا ہے کہ وارث میں ہوں اور بچوں کے نکاح کا حق صرف مجھے ہے اور خرچہ کا ذمہ دار نہیں بنتا تو اسے روئے شریعت ان یتیموں کا خرچہ اس کے ذمہ آتا ہے یا نہیں اور لڑکیاں بالغ ہیں۔ کیا وہ اپنے نکاح میں تایا کی اجازت کی پابند ہیں کہ نہیں اور وہ بیوہ اپنی بچوں کا کوئی حق رکھتی ہے یا نہیں اور ان یتیموں کا ماموں بھی کوئی حق رکھتا ہے یا نہیں۔ جو ان کی چھ سال تک چھ آدمیوں کی کفالت کرتا رہا ہے۔

### ج

بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو ولایت جبر حاصل نہیں۔ بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا اور نہ شرعاً کسی کی اجازت کی پابند ہے۔ لہذا بالغہ لڑکی کی اجازت اور رضا مندی سے اپنے کفو میں اس کا نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ جمادی ۱۴۰۰ھ

جب پہلا نکاح قریبی رشتہ داروں کی مرضی سے ہوا تو وہی درست ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ مسماں گانمی یتیم لڑکی تھی۔ اس کا نکاح اس کی والدہ نے مسمیٰ شمس الدین کے ساتھ کر دیا۔ عقد نکاح کے وقت مسماں منکوحہ کے دو رشتہ دار بعید تعلق کے تھے اور ان دو سے اور کوئی زیادہ قریب نہ تھا۔ ایک یہاں سردار بخش دوسرا منشی احمد دونوں کے شجرہ کا نقشہ ساتھ ہے۔ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ معاملہ یہ ہوا کہ لڑکی مسماں گانمی منکوحہ جب حد بلوغت کو پہنچ گئی۔ قریباً دو سال کے بعد اس کی مرضی ایک اور شخص مسمیٰ رجب کے ساتھ ہو گئی۔ حیلہ یہ کیا کہ مسماں منکوحہ کا ایک عینی بھائی نابالغ تھا۔ اس کو ہمراہ کر کے ساتھ چلی گئی۔ وہاں جا کر رجب کے ساتھ دوبارہ اپنا نکاح پر نکاح کر لیا۔ بلوغت کے بعد سال دو گزرے۔ مسماں مذکورہ نے اس عرصہ کے اندر پہلے نکاح کا کوئی انکار وغیرہ نہ کیا۔ اس کے بعد شمس الدین اور اس کے باقی اور رشتہ داروں نے کوشش کر کے زمینداروں اور پولیس کے ذریعہ مسماں مذکورہ کو واپس لے آئے۔ اس کے بعد مقدمہ کچہری میں شروع ہو گیا۔ مجسٹریٹ نے عورت طلب کی۔ شمس الدین نے عورت پیش نہ کی۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ رجب کے حق میں کر دیا اور یہ حکم نامہ پولیس کو دے کر کہ عورت جہاں ملے گرفتار کر لو۔ عورت پکڑی گئی اور حاکم کے روبرو کہا کہ میرا خاوند رجب ہے۔ ان میں سے منشی احمد رجب کی پارٹی کا ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ میں پہلے نکاح پر راضی نہ تھا۔ لیکن مقدمہ سے پہلے اس کا انکار ثابت نہیں۔ دوسرا میاں سردار بخش وہ پہلے بھی اور اب بھی نکاح پر راضی ہے۔

### ﴿ج﴾

الوالی فی النکاح العصبۃ کے مسئلہ قاعدہ کے تحت منشی احمد اور میاں سردار بخش دونوں برابر کے عصبہ ہیں۔ دونوں کو لڑکی کی نابالغی میں ولایت نکاح حاصل ہے اور فقط ایک کی رضا سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دوسرے کی رضا نہ بھی ہو۔ در مختار ص ۵۷ ج ۳ پر ہے فرضا البعض من الاولیاء قبل العقد او بعده کالکل لثبوتہ لکل کملاً الخ۔ اور عصبہ کے بعد پھر ولایت والدہ کی ہوتی ہے۔ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (در مختار ص ۸ ج ۳) یہاں عصبہ اور والدہ دونوں کی رضا سے نکاح لڑکی کی نابالغی کے زمانہ میں ہو چکا ہے۔ اس لیے پہلا نکاح صحیح ہے۔ دوسرا نکاح جائز نہیں۔ واللہ اعلم

اگر ولی قریب نابالغ ہو تو ولی بعید کو حق نکاح حاصل ہوگا

﴿س﴾

اللہ یار

اللہ بخش

مٹھو

خدا بخش پلو

اللہ ڈتہ

زوریر

مسماۃ بچو مائی

اللہ وسایا

کیا فرماتے ہیں علماء دین مذکورہ بالا صورت میں کہ مسماۃ بچو مائی نابالغہ عمر تقریباً دو برس کی اور مسماۃ مذکورہ کا والد مسمی اللہ ڈتہ اور دادا مٹھو مذکورہ دونوں فوت شدہ ہیں۔ مسمی اللہ وسایا مسماۃ مذکورہ کا بھائی نابالغ عمر تقریباً دس سال کا موجود ہے۔ مسماۃ مذکورہ کے دادا مسمی مٹھو کے چچا زاد بھائی سوتر مسمی خدا بخش بالامذکورہ نے اپنے بھائی مسمی پلو کے لڑکے مسمی زوریر سے مسماۃ بچو مائی کا نکاح کر دیا ہے۔ حالانکہ مسماۃ مذکورہ بچو مائی کا بھائی مسمی اللہ وسایا نابالغ اور مسماۃ بچو مائی کی والدہ صدو مائی اور مسماۃ بچو مائی کا نانا گانے خان اور مسماۃ بچو مائی کے تین مائیں مسمی اللہ یار واللہ دتہ و محمد نواز ان سب کی مجلس عقد میں عدم موجودگی عدم رضامندی کے مسمی خدا بخش بالامذکورہ نے اپنے بھائی مسمی پلو کے لڑکے مسمی زوریر سے مسماۃ بچو مائی مذکورہ کا نکاح کر دیا ہے۔ قابل دریافت یہ چیز ہے کہ مسماۃ مذکورہ کے بھائی نابالغ اللہ وسایا اور والدہ صدو مائی اور نانا نانی اور تین ماموں کے عدم موجودگی اور عدم رضامندی میں مسمی خدا بخش مذکور کا بحیثیت ولی ہونے بچو مائی کے مسمی زوریر سے نکاح کر دینا شرعاً جائز ہے یا نہ۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

جب مسماۃ بچو مائی کا عصب قریب اللہ وسایا ہے اور اس کے بعد خدا بخش ہے اور جب اللہ وسایا نابالغ ہے۔ تو اسکی ولایت اپنی بہن پر نہیں ہے۔ لہذا خدا بخش ہی لڑکی کے نکاح کا مختار ہے۔ والدہ کو نیز والدہ کے اقرباء یعنی بچو مائی کے نانے اور ماموں وغیرہ کو خدا بخش کے ہوتے ہوئے ولایت نکاح ہرگز حاصل نہیں۔ بغیر العصبات من الاقارب ولایۃ التزویج عند ابی حنیفہ ہنا عند عدم العصبات الخ (ہدایۃ) لہذا بچو مائی کا نکاح زوریر مذکور کے ساتھ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ صفر ۱۳۷۳ھ



## باپ کی موجودگی میں چچا کو ولایت حاصل نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں رمضان ولد بہادر قوم جھمٹ سکنہ موضع جودھ پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان کا کہ میں اپنے گھر سے باہر کسی خاص کام کے لیے عبدالحکیم چار یوم کے لیے گیا ہوا تھا۔ میرے بعد میری غیر موجودگی میں میرے بھائی سلطان نے میری نابالغ لڑکی شہناز مائی جس کی عمر اس وقت چار پانچ سال تھی کا نکاح شرعی اسلم ولد نور قوم بھٹہ سے بغیر رضامندی میری کے کر دیا۔ جس وقت واپس گھر آیا تو میں اس ماجرا کو سن کر بھائی سلطان سے بہت ناراض ہوا اور اس سے قطع رحمی کر لی۔ اب لڑکی بالغ ہو گئی ہے اور رشتہ پر رضامند نہیں تو اس صورت میں کیا کیا جائے۔

﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کا ولی باپ ہے۔ باپ کی موجودگی میں چچا کو ولایت حاصل نہیں۔

شادی شدہ بہنوں سے چچا زیادہ حق دار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید و عمر ہر دو برادر یعنی اند و عمر از دنیا فانی بملک جاویدانی رحلت کر دو پس خود چند دختر شادی شدہ و دو دختر غیر شادی شدہ و دو پسر نابالغ گذاشت آیا انہوں دختران شادی شدہ و پسران نابالغان عمر و خواہران غیر شادی شدگان خود را بلا اجازت و رضاء زید کہ عمش است نکاح دادن تو انہ یا نہ؟ ورنہ اگر نکاح دادند بلا رضاء زید نکاح صحیح نہیں و پس حکمش چیست از روئے شرع متین؟

﴿ج﴾

عم و دختران نابالغان ولی ایشان است۔ خواہران شادی شدگان راجع ولایت نکاح نہ رسد۔ اگر نکاح ایشان در نابالغی شدہ باشد۔ پس بغیر اجازت عم صحیح نہ شدہ۔ و اگر بعد از بلوغ ایشان خود با اجازت ایشان شدہ باشد نکاح ایشان صحیح است۔ نکاح بالغہ با اجازت خود صحیح شود۔ و اما اموال فرزند زید کہ انہوں نابالغان اند۔ در ولایت عم یا خواہران نے آید۔ فقط وصی اب یا جد اگر باشد ورنہ قاضی را لازم است کہ برائے حفاظت اموال ایشان کے را وصی مقرر کردہ اموال با و سپارد۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## بالغہ باکرہ کا چچا کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک شخص نے بے نکاح اپنے گھر میں آباد کی ہوئی ہے۔ اس عورت کا پہلا خاوند زندہ ہے۔ اس عورت کی اولاد بالغ اس زانی سے ہے۔ یعنی اولاد حرام ہے اور اس اولاد بالغ کا نکاح کس طریقہ پر کیا جائے۔ آیا شرعاً ان کا کوئی ولی ہو سکتا ہے۔ السائل مولوی قادر بخش صاحب امام چک نمبر ۱۹۔

﴿ج﴾

حدیث شریف میں ہے۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر لہذا ان نابالغوں کا باپ وہی ہے۔ جو اس عورت کا خاوند ہے۔ زانی سے نسب ثابت نہیں ہے۔ اس لیے ان کا نکاح زانی نہیں بلکہ اس عورت کا خاوند ہی کرا سکے گا۔ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ رجب ۱۳۷۷ھ

• دادا کی ولایت ہوتے ہوئے نانا کے نکاح کر دینے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مسمی محمد حیات فوت ہو کر اپنے بعد سے ایک بیوہ مسمی زہرہ مائی لڑکے میاں حنیف عمر آٹھ سال محمد الطاف عمر تین سال نابالغہ لڑکیاں مسماں رشید مائی عمر گیارہ سال حفیظ مائی عمر چھ سال والد حقیقی فتح محمد خان چھوڑ گیا ہے۔ متوفی کی بیوہ اور نابالغہ بچوں کو مسمی احمد خان اپنے گھر لے جا کر کچھ عرصہ بعد مسماں رشید مائی نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں مسمی احمد خان نے لڑکی کے حقیقی دادا فتح محمد خان کی بغیر رضامندی سے کر دیا ہے۔ حالانکہ لڑکی کا حقیقی دادا فتح محمد خان موجود تھا۔ اس سے کسی قسم کا ذکر نہیں کیا۔ شرعاً دادا کی موجودگی میں نانا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔  
المستفتی فتح محمد خان ولد دادا خان سکھہ ور شاہ تحصیل لودھراں ضلع ملتان

﴿ج﴾

شرعاً ایسی صورت میں نابالغ بچوں کے نکاح کی ولایت ان کے دادا فتح محمد خان کو حاصل تھی۔ ان کے نانا کو نکاح کرانے کا اختیار نہیں تھا۔ پس اگر نانا نے بدون اجازت فتح محمد خان نکاح کر دیا ہو۔ پھر فتح محمد خان نے اس نکاح کو رد کر دیا ہو تو نکاح شرعاً مسترد ہو جائے گا۔ لیکن اگر فتح محمد خان نے نکاح ہو جانے کے بعد اس کی اجازت دے دی ہو تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہو جائے گا۔ کما هو الحال للنکاح الموقوف اور اگر اطلاع پانے پر دادا خاموش رہا ہو تو اب

تک اس نے اجازت دی ہو اور نہ ہی رد کیا ہو تو یہ نکاح بدستور موقوف رہے گا۔ دادا کا محض سکوت اجازت نکاح نہیں قرار دیا جائے گا۔ (شامی ص ۳۴۱ جلد ۲)

غلام قادر مفتی دارالافتاء محکمہ امور مذہبیہ بہاول پور ڈویژن  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
المرقوم ۲۵ مارچ ۱۹۵۹ء ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ

## کیا عصبہ کو ولایت حاصل ہے

﴿س﴾

غلامناں اور حسینہ زندہ ہیں۔ اب مسماۃ بختور کھانی نے اپنے بطن سے متوفی کی دونوں لڑکیوں تاجو و عائشہ کا اپنے بھائی کے نابالغ بیٹوں سے اپنی مرضی اور عصبہ غلامناں مذکور کے مشورہ کے مطابق نکاح پڑھا دیا۔ بقول مولوی نکاح خواں وہ غلامناں کے پاس گیا۔ بعد از نماز مغرب قبل از نکاح اس سے پوچھا کہ صغیرہ بچیوں کی والدہ نکاح پڑھاتی ہے۔ تمھارا کیا مشورہ ہے۔ اس نے کہا کہ میری طرف سے تمھیں کوئی رکاوٹ نہیں۔ بلکہ اجازت ہے۔ میرا کوئی اعتراض نہیں۔ باقی جدی امراء یعنی ورثاء موجود نہ تھے۔ سفر میں تھے۔ یہ سب عصبہ ایک درجہ کے ہیں یا دو۔ رمضان، عیسیٰ حسینہ ناراض اور معترض ہیں۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہ۔ بینوا تو جردا

﴿ج﴾

نابالغ لڑکیوں کے نکاح کی ولایت کا حق عصبہ کو ہے۔ عصبہ مساوی فی الدرجہ ہیں ہر ایک بلا مشورہ دوسرے کے ان کا نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ صورت مذکورہ میں اگر واقعی غلامناں عصبہ کو یہ بتا دیا گیا ہو کہ لڑکیوں کا نکاح فلاں فلاں شخص سے کرنا چاہتے ہیں اور انھوں نے اجازت دے دی ہے اور نکاح مہر مثل سے ہو چکا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ لیکن اگر لڑکی عین بلوغ کی فہم میں اس نکاح کو فسخ کر کے گواہ قائم کر دے اور پھر کسی مسلمان مجسٹریٹ سے تمسیح نکاح کرا لے تو وہ نکاح فسخ بھی ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## درج ذیل الفاظ سے نکاح درست ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مثلاً العمل کی لڑکی خاٹونامی عورت کا نکاح احمد نے پڑھایا ہے جو کہ عورت منکوحہ کے والد کا چچا ہے۔ روہرو گواہوں کے اور نکاح پڑھانے کے وقت کوئی قرہی رشتہ دار موجود نہیں تھا۔ اسی

پچا کی پرورش میں تھی اور اب بھی ہے۔ نکاح پڑھانے کے وقت جو الفاظ نکالے گئے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ احمد نے کہا کہ میری پوتری خاطر لال کی لڑکی کا نکاح میں نے محمد بخش کے ساتھ کر دیا ہے۔ کیا یہ نکاح ثابت ہے یا کہ نہیں۔

### ﴿ج﴾

لڑکی نابالغہ کے نکاح کا جائز ولی (باپ، دادا، چچا، چچا زاد بھائی اور حقیقی بھائی بالغ کی عدم موجودگی میں) اس کے دادا کا حقیقی بھائی ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے۔ الوالی فی النکاح العصبۃ بترتیب الارث۔ لہذا صورت مسئلہ میں احمد مذکور خاطر کے حقیقی دادا کا بھائی ہی اس کے نکاح کا ولی ہے اور اس کا نکاح صحیح نکاح ہوگا۔ چونکہ عرف عام میں بھائی کی پوتی کو بھی پوتی کہا جاتا ہے اور اس کا استعمال بالکل عام ہے۔ اس لیے اس کہنے سے کہ (میری پوتری) کوئی خلل نکاح میں واقع نہیں ہوتا۔ جبکہ نکاح خوان اور گواہوں کے خیال میں اسی خاطر کا نکاح پڑھا گیا۔ جو احمد کی پوتی ہے۔ لہذا نکاح میں کوئی شبہ نہیں اور نہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ ذوالقعد ۱۳۸۸ھ

والد نے اگر نابالغہ کے نکاح کا انکار کیا ہو تو دوسری جگہ نکاح درست ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں۔ آج سے کئی سال پیشتر میرے والد صاحب نے میری نابالغ بیٹی کا نکاح میری رضاء کے خلاف ایک شیعہ لڑکے کے ساتھ کر دیا جو کہ سنی قسم کا شیعہ ہے۔ میں نے اسی وقت اس نکاح کے خلاف احتجاج کیا اور اپنے والد صاحب سے عرض کیا کہ میں اپنی لڑکی کبھی ان کو نہیں دوں گا۔ اب عزیزہ بالغ ہو رہی ہے۔ وہ بھی اس نکاح کے خلاف اظہار ناراضا مندی کر چکی ہے۔ علمائے دین اور مفتیان اسلام براہ کرم شرع شریف کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں۔ مندرجہ بالا میں شرعاً نکاح ہو گیا یا نہیں۔ کیا میں عزیزہ کا نکاح کسی اور جگہ پڑھا سکتا ہوں یا نہیں۔

المستفتی مقام خاص بھکرہ بمعرفت پوسٹ ماسٹر غلام مہری ای ڈی

### ﴿ج﴾

ولی اس کا باپ ہوتا ہے۔ لڑکی کا دادا باپ کی موجودگی میں نکاح کرانے کا شرعاً مجاز نہیں ہے۔ خواہ کسی سے ہو۔ جبکہ وہ نکاح شیعہ سے کر رہا ہو۔ لہذا صورت مسئلہ میں نکاح والد صاحب کے انکار کی صورت میں منعقد ہی نہیں ہوا۔ دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ذوالقعد ۱۳۸۸ھ



## دس سال والے لڑکے کا ایجاب و قبول کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے زینب کو اغواء کر کے بکر کے ہاتھ میں فروخت کر دیا۔ بکر سے زینب کے بال بچے پیدا ہوئے۔ چند سال گزرنے کے بعد خالد آیا اور آکر دعویٰ کیا کہ زینب میری بیوی ہے اور یہ واقعی ٹھیک تھا کہ زینب خالد کی بیوی ہے۔ جھگڑتے جھگڑتے آخر کار خالد نے بکر کو کہا۔ اگر تو مجھے گیارہ سو روپے دے تو میں زینب کو طلاق دے کر تیرے حوالے کر دوں گا۔ بکر نے طلاقیں دے دیں۔ اب بکر نے اپنے بیٹے جو کہ زینب سے زنا کے نتیجہ میں متولد ہوا ہے سے بوقت عمر دس سال نکاح پڑھایا ایجاب و قبول عمر نے کیا جو کہ دس سال کا بچہ تھا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ از روئے شرع شریف رقیہ مذکورہ کا نکاح عمر کے ساتھ ثابت ہے۔ بات لازماً یہ یاد رہے کہ عمر کا نکاح جو لڑکپن میں عمر کے ایجاب قبول سے ہوا ثابت ہے؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

عمر کا نکاح لڑکپن میں بغیر از ولی درست نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کا ولی جو کہ خالد ہے۔ عمر کا نکاح کسی عورت کے ساتھ پڑھا دے تو درست ہوگا۔

عبد الرحمن نائب مفتی مدرسہ ہذا  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ ذی الحج ۱۳۸۵ھ

## قریبی رشتہ داروں کے ہوتے ہوئے دور والا رشتہ نہیں کرا سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ سکینہ کا نکاح جب کہ وہ آٹھ ماہ کی تھی۔ اس کی والدہ نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر رسمی اسماعیل جو کہ سکینہ کا کفو ہے۔ روہ روئے گواہان پڑھا دیا ہے۔ حالانکہ سکینہ کا والد اور اس کا حقیقی چچا بھی زندہ تھے جن سے اس نکاح خوانی کے لیے کوئی اجازت حاصل نہیں کی گئی۔ برائے مہربانی فتویٰ دیا جائے کہ از روئے شرع شریف مسماۃ مذکورہ کا نکاح رسمی مذکور سے منعقد ہو گیا یا کہ نہیں۔ بینوا تو جروا  
(السلمہ عائشہ بی بی والدہ سکینہ چک ای بی ۷/۶ تحصیل عارف والا ضلع منگھڑی)

﴿ج﴾

یہ نکاح چونکہ ولی ابعدا نے ولی اقرب کی موجودگی میں باندھا ہے۔ بغیر اجازت کے اس لیے جائز نہیں ہے۔

والابعد محجوب بالاقرب كما في الفتح القدير ص ۱۷۵ ج ۳ مطبوعه مكتبه رشيديه  
 كونه. البتة اگر نکاح کے بعد کسی وقت ولی قریب نے اجازت دی ہو تو نکاح درست ہوگا۔ واللہ اعلم  
 عبد الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دور کے رشتہ دار کا کرایا ہوا نکاح قریبی رشتہ دار کی اجازت پر موقوف رہے گا

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ عورت جس کے بطن سے پہلے ایک لڑکی تھی۔ بیوہ نے دوسرا نکاح کر لیا جو کہ مرحوم خاوند کا بھتیجا تھا۔ اس نے اس کی سابقہ لڑکی کا نکاح نابالغی کی حالت میں ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا۔ لڑکی کے چچا بھی ہیں۔ وہ نکاح میں موجود نہ تھے۔ کیا یہ نکاح جائز ہے۔

غلام سرور زندہ ----- محمد ----- غلام محمد فوت

عزیزو اللہ بخش زندہ بالغ محمد شفیع خاوند ثانی عاشر کا

﴿ح﴾

واضح رہے کہ ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔  
پس صورت مسئلہ میں لڑکی عزیز و کا ولی اقرب اس کا بھائی اللہ بخش ہے۔ محمد شفیع کا کیا ہوا نکاح اللہ بخش کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر نکاح سے قبل یا بعد اس نے نکاح کی اجازت دی ہو تو نکاح صحیح ہے۔ اگر رد کر چکا ہو تو نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ لیکن اگر اب تک اجازت یا رد کا قول نہ کر چکا ہو تو اب بھی یہ نکاح اللہ بخش کی اجازت پر موقوف ہوگا۔  
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ

باب فوت ہونے کے بعد حقیقی چچا ہی ولی ہے

۵

کیا فرماتے ہیں علماء دین و بریں مسئلہ کہ دونوں بالغ لڑکیاں جو کہ یتیمہ ہیں۔ ان کا نکاح ان کے ولی و ارث حقیقی کی رضا کے بغیر ان کی والدہ، نانا اور ان کے والد کے ابن العم نے کرایا ہے اور چچا بھی اسی شہر میں موجود تھا۔ اس سے

پوشیدہ ہو کر نکاح منعقد کیا گیا ہے۔ اب ان لڑکیوں کا نکاح عصبہ بنفسہ کے بغیر ذوی الارحام اور عصبہ بعد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ان کو ان لڑکیوں کی ولایت نکاح حاصل ہے یا نہیں اور یہ نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں۔ جواب بالتفصیل بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں۔ بینواتو جروا

### ﴿ج﴾

ولی فی النکاح عصبات بنفسہ ترتیب الارث ہیں۔ قال فی العلانیۃ الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ (الی ان قال) ۷ لی ترتیب الارث والحجب ۵۱۔ الدر المختار ص ۷۶ ج ۳ قاضیخان ص ۳۵۵ ج ۱ میں ہے۔ قال محمد الاب احق لانه یملک التصرف فی المال والنفس والابن لا یملک التصرف فی مالها وكذلك ابن الابن وان سفل ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم بنوهما علی هذا ترتیب ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم بنوهما علی هذا الترتیب ثم عم الأب لاب وام ثم عم الاب لاب ثم بنوهما علی هذا الترتیب ..... وعند عدم العصبۃ کل قریب یرث الصغیر والصغیرۃ من ذوی الارحام یملک تزویج الصغیر والصغیرۃ ..... والأقرب عند أبی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ الأم ثم البنت ثم بنت الابن ثم بنت البنت الخ۔ قاضیخان۔ ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں ان اقرب چچا ہے۔ پس اگر چچا نے صراحت یا دلالت اذن نہیں دیا تو یہ نکاح موقوف ہے۔ چچا کی اذن (اجازت) پر چچا کے سکوت سے اذن ثابت نہ ہوگا۔ اگر چچا نے صراحت یا دلالت اجازت دیدی تو صحیح ہو جائے گا اور اگر نہ دی تو باطل ہو جائے گا۔ قال فی شرح التنویر فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ وفی الشامیۃ تحت (قوله توقف علی اجازتہ) فلا یكون سکوتہ اجازۃ لنکاح الأبعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا أو دلالة تأمل رد المحتار ص ۸۱ ج ۳) لڑکیوں کے بلوغ تک چچا خاموش رہا تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا اور اب نکاح خود لڑکیوں کی اجازت پر موقوف ہو جائے گا۔ قال فی الشامیۃ صغیرۃ زوجت نفسها ولاولی ولا حاکم ثمہ توقف ونفذ باجارتها بعد بلوغها لأن له مجیزا وهو السلطان الخ (الدر المختار ص ۸۰ ج ۳) وایضا فی العلانیۃ قبیل باب المهر سیجی فی البیوع توقف عقودہ (الی الفصولی) کلها ان کان لها مجیز حالة العقد والابطال الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغ لڑکی کا پہلا نکاح اگر کفو میں ہوا ہے۔ وہی درست اور دوسرا غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کنواری کا ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کو ڈرا کر لڑکی کے چچا اور ر کے بڑے بھائی نے نکاح کر دیا ہے اور جب لڑکی کے باپ دادا کو پتہ چلا تو انھوں نے انکار کیا کہ ہم کو یہ نکاح منظور ہے۔ کیا اب یہ جو نکاح ہوا ہے۔ جائز ہے یا کہ نہیں۔ ہمیں اس مسئلہ کے بارہ میں تسلی نہیں۔ آپ واضح کر کے س مسئلہ کو حل کر دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی لڑکی کے والد نے نکاح سے قبل یا بعد نکاح کی اجازت نہیں دی ہے۔ بلکہ نکاح کے علم ہونے پر انکار کر دیا ہے۔ تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ لڑکی کا دوسری جگہ ولی کی اجازت سے نکاح جائز ہے۔ فی الدر المختار ص ۸۱ ج ۳ قلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ رجب ۱۳۹۰ھ

سو تیلے بھائی اور باپ میں زیادہ حقدار ولایت کا کون ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ جیون مائی نے مثلاً زید سے شادی کی زید کا پہلی عورت سے ایک لڑکا تھا۔ جس کا نام مثلاً بکر ہے اور جیون مائی سے لڑکی پیدا ہوئی۔ بعد ازیں مسمی زید مر گیا۔ تو جیون مائی نے بعد گزر جانے عدت کے ثانی مرد سے نکاح کر لیا اور جیون کے خاوند ثانی نے بکر سے کہا کہ لڑکی کا وارث تو ہوگا۔ جہاں اس کا عقد ثانی کر دے اور اب خاوند ثانی نے بکر کو حق دار بنانے سے انکار کر دیا ہے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس لڑکی جو کہ جیون کے بطن سے پہلے خاوند سے ہوئی ہے۔ اس کا نکاح کرنے کے لیے وارث کون ہے۔ آیا اس کا سو تیلہ بھائی یا سو تیلہ باپ یا ماں تفصیل سے بیان فرمائیں۔

﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کا ولی اس کا باپ شریک بھائی ہے۔ سو تیلے باپ کو ولایت حاصل نہیں۔ قال محمد الاب احق



لانه يملك التصرف في المال والنفس والابن لا يملك التصرف في مالها وكذلك ابن الابن وان سفل ثم الأخ لأب وام ثم الأخ لأب ثم بنوهما على هذا الترتيب الخ . قاضیخان۔ ۳۵۵ ج ۱

اگر لڑکی بالغہ ہے تو اس پر کسی کو ولایت حاصل نہیں ہے۔ بالغ لڑکی کی رضا مندی کے بغیر اس کا نکاح کوئی نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ شوال ۱۳۹۳ھ

### بیوہ کے نکاح کے متعلق فتوے پر فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین صاحبان مسماۃ ہندہ بیوہ نے اپنی رضاء و رغبت سے بغیر رضا مندی اپنے بیٹے اور بھائیوں کے مسمی زید سے بمرضی اپنے دیوروں کے نکاح کیا۔ زید ہندہ کی برادری میں سے ہے اور گواہان نکاح غیر برادری کے آدمی تھے۔ نکاح پڑھنے کا کام ہندہ کے دیور نے سرانجام دیا۔ زید و ہندہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ نکاح خوان نے مسماۃ ہندہ سے پوچھا کہ تو زید سے نکاح کرنے پر رضامند ہے۔ ہندہ نے گواہان کے روبرو یہ اقرار کیا کہ میں مسمی زید کو قبول کرتی ہوں اور یہی الفاظ زید نے بھی گواہوں کے روبرو اقرار میں کہے کہ میں بھی مسماۃ ہندہ کو نکاح کے لیے قبول کرتا ہوں۔ خطبہ مسنونہ نکاح نہیں پڑھا گیا اور نہ ہی گواہوں کے سامنے بروقت نکاح حق مہر باندھا گیا ہے۔ ناگ مذہب حنفی رکھتا ہے اور منکوحہ اہلحدیث ہے اور کئی سال سے بیوہ اب دریافت طلب یہ امر ہے کیا یہ نکاح شرع محمدی کی رو سے جائز ہو یا نہیں۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ حق مہر بھی نہیں باندھا گیا۔

﴿ج﴾

بعون اللہ الوہاب بشرط صحت سوال جواب یہ ہے کہ نکاح مذکور الصدر صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ عورت نے اپنا نکاح کراتے وقت اپنا ولی مقرر نہیں کیا۔ بلاولی نکاح کیا ہے۔ حدیث میں ہے۔ بروایت عائشہؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأة کحت نفسها بغير اذن وليها فنکاحها باطل فنکاحها باطل فنکاحها باطل الخ۔ ایک روایت میں ہے۔ لانکاح الابولی ہیں۔ لاتزوج المرأة المرأة ولا تزوج نفسها یعنی جو عورت اپنے وارث ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے تو اس کا نکاح باطل ہے۔ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ ہی اپنے نفس کا نکاح کرے۔ خلاصہ مطلب یہ کہ عورت بغیر

وارث حقیقی کے اپنا نکاح خود بخود نہیں کر سکتی۔ اگر بغیر ولی کے اپنا نکاح کر لیتی تو وہ اس کا نکاح نہیں ہوگا۔ قرآن کریم نے مرد کو عورت کا ولی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا، اس آیت میں عورتوں سے نکاح کر دینے کی نسبت ان کی طرف کی ہے اور دوسری آیت وَلَا تَعْضَلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ آیت کا مفہوم ہے۔ اگر کوئی عورت شرعی نقطہ نگاہ کے بعد مطابق کسی مناسب مقام پر اپنا نکاح کر لیتی ہے تو اس کو روکو نہیں بلکہ اجازت دے دو۔ ان ہر دو آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ امر تزویج کا حق عورت کے وارثوں کو ہے۔ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ اپنی صواب دید کے مطابق اپنے نکاح کی تجویز کر سکتی ہے۔ مگر بوقت نکاح اپنی طرف سے کسی اور مرد کو جو وارث حقیقی ہے۔ ولی بنانا ضروری امر ہے۔ ولی کے بغیر اس کا نکاح صحیح ہرگز نہیں ہوگا اور حق ولایت باپ کو ہے یا بیٹے یا بھائی کو یا چچا کو یا چچا کے بیٹے کو ہوگا۔ جو عصبہ ہیں۔ وہی حق ولایت میں معتبر جانے گئے ہیں۔ مذکورہ نکاح جو دیور وغیرہ کا کرایا ہوا نکاح ہے۔ ان کو عورت پر حق ولایت نہیں ہے۔ عورت مذکورہ کا ولی اس کا بیٹا یا اس کے بھائی ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں بلکہ ان سے پوری یہ نکاح پڑھایا گیا ہے۔ لہذا یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ ان کا عورت مذکورہ پر غاصبانہ قبضہ ہے جو سراسر شریعت کے خلاف ہے۔ عرخت عورت کی رضامندی سے کام نہیں۔ تاوقتیکہ اس کا ولی ہمراہ نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ۔ دوسری وجہ درست نہ ہونے کی یہ ہے کہ عورت مرد کے لیے غیر کفو ہے اور مرد عورت کے لیے غیر کفو ہے۔ کیونکہ نکاح مذہب ہر دو کا ایک نہیں۔ جیسا کہ بیان سوال سے ظاہر ہے اور شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۰ میں ہے۔ وَلَهُ الْاِعْتِرَاضُ هَهُنَا أَى لِلْوَلِيِّ وَالْاِعْتِرَاضُ فِي غَيْرِ الْكُفُو وَرَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَدَمَ جَوَازِهِ أَى عَدَمَ جَوَازِ نِكَاحٍ مِنْ غَيْرِ كُفُوٍ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى قَاضِي خَانٍ۔ یعنی اگر کسی کی عورت کا نکاح غیر کفو سے ولی کی عدم موجودگی میں کیا جائے تو جب ولی کو اطلاع ہو جائے تو اس کو اس نکاح پر اعتراض کرنے کا حق ہے اور امام ابو حنیفہ سے بروایت حسن ثابت ہے کہ یہ نکاح صحیح نہیں اور فتاویٰ قاضی خان میں بھی نکاح صحیح نہ ہونے کا فتویٰ ہے اور اس کتاب کے حاشیہ نمبر ۶ پر ہے۔ قَوْلُهُ وَلَهُ أَى لَوْ زَوْجَتِ نَفْسَهَا مِنْ غَيْرِ الْوَلِيِّ لَهُ أَنْ يَعْتَرِضَ فَيُفَرِّقُ الْقَاضِي إِلَى آخِرِهِ۔

یعنی اگر عورت نے بغیر رضامندی اپنے وارث ولی کے نکاح کر لیا تو ولی نے اعتراض کیا کہ یہ نکاح میری رضامندی کے بغیر کیوں کیا گیا ہے۔ تو قاضی ایسے نکاح کو فسخ کر دے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کوئی نکاح بالکل صحیح نہیں۔ پس صورت مذکورہ میں عورت مذکورہ کا نکاح دلائل بالاندکوارہ کی وجہ سے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ایسے گھر میں عورت

کا آباد ہونا جرم عظیم کا ارتکاب ہوگا۔ ہَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ  
عبدالرحمن خطیب جامع مسجد المحدثہ خانوال  
۸ مارچ ۱۹۶۹ء

یہ امر صحیح ہے کہ بغیر ولی نکاح نہیں ہے۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں کہ صورت مسئلہ کا نکاح باطل ہے۔ مشتاق احمد مدرس مدرسہ دارالحدیث محمدی ملتان ۱۱/۳/۶۹  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ پس مخفی نہ رہے کہ بشرط صحت سوال نکاح مذکور جس میں کسی قسم کے ولی مقرر کرنے کا ذکر نہیں۔ لہذا نکاح مذکور باطل ہے۔ مطابق حدیث شریف لانکاح الابولسی هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعنده علم الکتاب

حررہ فقیر بدرانی قدیر علی محمد جامعہ سعید یہ خانیوال

### جواب از دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جواب بالاصح صحیح نہیں بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ بشرطیکہ نکاح غیر کفو میں نہ ہو۔ قرآن مجید میں کئی جگہ نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے۔ مثلاً حتی تنکح زوجاً غیرہ الا یہ دوسری آیت ان ینکحن ازواجہن اور مسلم شریف کے حدیث میں ہے۔ الایم احق بنفسها من ولیها وغیر ذلک۔ بہر حال مسئلہ صورت نکاح صحیح ہے اور مہر مثل واجب ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۳۸۹ھ

### کیا لڑکی کے والد کا چچا شرعاً متولی ہو سکتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ، نابالغ لڑکی کے نکاح کا متولی کون ہے۔ جب باپ زندہ ہے اور باپ کا چچا نکاح کر کے دینا چاہتا ہے۔ کیا شرعاً متولی بن سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ن﴾

شرعاً نکاح نابالغ کا متولی باپ ہے۔ باپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا متولی نہیں بن سکتا ہے اور اگر باپ زندہ ہو اور اس کی عدم موجودگی میں نکاح کر دیا تو نکاح موقوف ہوگا۔ کما هو مصرح فی کتب الفقہ

کتبہ انقرا العبد الی اللہ رشید احمد مدرس مدرسہ عربیہ فاروقیہ شجاع آباد  
اللہ وسایا معلم مدرسہ عربیہ اسلامیہ اشاعت العلوم محل والہ

نابالغ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے۔ اگر باپ کی اجازت کے بغیر کسی اور نے نکاح کر دیا تو وہ باپ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر لڑکی کے بلوغ سے پہلے باپ اس نکاح کو رد کر دے تو وہ فسخ ہو جاتا ہے۔ فلو زوج الابد

حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ کذا فی کتب الفقہ۔ مثل الدر المختار ص ۸۱ ج ۳  
والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
یکم ربیع الاول ۱۳۹۳ھ



باپ اگر ناراضگی کے باوجود اجازت دے تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جو رشتہ کے لحاظ سے دادا لگتا ہے۔ قبل از بلوغ یعنی دودھ پلا کر لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ جبکہ اس لڑکی کا باپ بھی موجود تھا اور نکاح کرنے پر بالکل راضی نہیں تھا۔ اس بنا پر کہ میں بڑا ہوں میرا حق زیادہ ہے۔ اب لڑکی جوان ہو چکی ہے اور باپ اب تک راضی نہیں ہے۔ مطلوب یہ ہے کہ باپ کو نکاح فسخ کرنے کی اجازت ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کا ولی اقرب اس کا باپ ہے۔ دادا کو اگر لڑکی کے باپ نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ دادا کے کئے ہوئے نکاح کو باپ نے نا منظور کر لیا ہو۔ تو نکاح فسخ ہو چکا ہے اور اگر باپ نے باوجود ناراضگی کے اس وقت اجازت دے دی ہو تو پھر اب نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔ فلو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

بالغہ کا نکاح والدہ ایک جگہ اور بھائی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت نے جس کے ہاں اسی کے بطن سے اس کے خاوند متوفی (غلام رسول) کی پشت سے ایک دودھ پیتی بچی تھی۔ مذکورہ عورت نے بعد عدت گزر جانے کے ایک دوسرے مرد صدیق نامی سے نکاح کیا۔ اس ناکح محمد صدیق کا ایک لڑکا پہلی عورت سے تھا۔ جس کی والدہ فوت ہو چکی تھی۔ اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ جس اول الذکر بیوہ عورت نے محمد صدیق سے نکاح کیا تھا۔ وہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی اپنے متوفی خاوند کی پشت سے چھوڑ کر محمد صدیق کے ساتھ چلی گئی۔ اب اس عرصہ کو تقریباً چودہ، پندرہ برس گزر چکے ہیں کہ وہ لڑکی محمد صدیق کی زیر کفالت رہی اور اب کچھ مدت سے بالغ ہے۔ مندرجہ کیفیت کے تحت قابل تفصیل یہ امر ہے کہ مذکورہ اول الذکر بیوہ کی لڑکی کا نکاح محمد صدیق اپنی پہلی عورت والے لڑکے سے کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس لڑکی کا حقیقی بھائی، حقیقی چچا، حقیقی نانا، اس معاملہ کے خلاف ہیں۔ وہ لڑکی اپنے قبضہ میں لینا چاہتے ہیں۔ برائے کرم نوازی اب اس معاملہ میں وضاحت فرمائیں کہ زیادہ حقداران ولیوں میں سے کون ہے۔ ماں ہے یا لڑکی خود مختار ہے یا مندرجہ بالا برادر، چچا، نانا وغیرہ۔ بینوا تو جروا



## ﴿ج﴾

عاقلاً بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے۔ اسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کر لیا ہے تو یہ نکاح درست نہیں ہوگا۔ غرضیکہ عاقلاً بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔ اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ قال فی شرح التتویر ص ۵۸ ج ۳۔ ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (الی قولہ) فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی۔ والأصل أن کل من تصرف فی ماله تصرف فی نفسه ومالا فلا الخ ص ۵۵ ج ۳ واضح رہے کہ بلوغ کے ساتھ ولایت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے مذکورہ رشتہ داروں میں سے کوئی بھی لڑکی کی رضا مندی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ صفر ۱۳۹۲ھ

باپ کی مرضی کے بغیر چچا کے نکاح کرانے کے بعد لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق۔ ایک شخص بنام ملو نے اپنی دختر بنام امانت بی بی کی رسوم منگنی فتح محمد ولد نظام الدین کے ساتھ کر دی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد ملو اور نظام الدین کے درمیان بدسلوکی پیدا ہو گئی۔ تو ملو نے اپنی دختر امانت بی بی کی منگنی اب دوسری جگہ محمد رمضان ولد مولا بخش کے ساتھ کر دی اور عقد نکاح کے دن تاریخ مقرر کر دیے۔ جب مقرر شدہ دن قریب آیا تو نظام الدین کو پتہ چلا کہ ملو نے اپنی دختر امانت بی بی کا رشتہ دوسری جگہ کر دیا ہے تو جس دن محمد رمضان ولد مولا بخش کی برات آئی تھی۔ اسی دن برات کے آنے سے پہلے نظام الدین بذریعہ پولیس امانت بی بی دختر ملو کا نکاح اپنے لڑکے فتح محمد کے ساتھ کرا کے اپنے گھر لے گیا۔ اس کے بعد جب محمد رمضان ولد مولا بخش کی برات آئی اور ان کو معلوم ہوا کہ نظام الدین بذریعہ پولیس امانت بی بی کا نکاح اپنے لڑکے فتح محمد کے ساتھ کرا کے اپنے گھر لے گیا تو برات والوں نے محمد حنیف سے کہا کہ ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہو گیا ہے۔ اب تم ہمارے ساتھ یہ احسان کرو کہ اپنی دختر کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ کر دو تا کہ ہماری عزت رہ جائے اور ہم یہ وعدہ وعید کرتے ہیں کہ جب ملو کی لڑکی بنام امانت بی بی محمد رمضان کے نکاح میں آ جائے گی اور اس کے گھر آباد ہو جائے گی تو تمہاری لڑکی کو طلاق دے دیں گے۔ بس اتنی بات سنتے ہی محمد حنیف نے جواب دیا کہ میں تو اپنی دختر کا نکاح کسی صورت بھی نہیں دیتا اور نہ میں نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ اس کے بعد برادری میں سے ایک شخص بنام مہر

الدین اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں بھی لڑکی کا چچا ہوں میرا بھی کچھ حق ہے۔ میں اجازت دیتا ہوں۔ تم نکاح پڑھاؤ حتیٰ کہ نکاح پڑھا دیا گیا اور اس وقت لڑکی کی عمر ۴ یا ۵ ماہ کی تھی۔ اب آپ برائے کرم نوازی بندہ کو شریعت کی روشنی میں اس بات سے آگاہ فرمائیں کہ محمد حنیف کی دختر کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ ہو گیا یا کہ نہیں۔ جبکہ محمد حنیف نے نکاح کی اجازت بھی نہیں دی اور نہ نکاح کرنے پر راضی تھا اور لڑکی کی عمر بھی اس وقت ۴ یا ۵ ماہ کی تھی۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب لڑکی نابالغہ کا والد موجود نہ تھا اور وہ نکاح میں دینے سے انکاری تھا اور نکاح ہونے کے بعد بھی انکار کرتا رہا ہے۔ تو چچا کی اجازت سے نکاح نہیں ہوا ہے۔ لڑکی اپنی مرضی سے دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ کیونکہ باپ ولی اقرب ہے اور چچا ولی البعد ہے۔ ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد کا نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور جب نکاح کے بعد وہ اس کو رد کر چکا ہے تو نکاح رد ہو گیا ہے اور لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر بیان سائل کا صحیح ہے اور وہ اس بیان کو ثابت کر دے تو جواب درست دیا گیا ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ محرم ۱۳۸۵ھ

چچا کا کرایا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہوگا



کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ اللہ جو انکی دختر پہلوان قوم ماچھی سکندھ حال چک نمبر ۲ ایٹ آر بمر تقرباً تین چار سال کا عقد خاوند کے خلاف مرضی پہلوان کی بیوی مسماۃ نوران نے بولایت نامہ جو کہ پہلوان کا حقیقی بھائی تھا۔ مسمیٰ بشیر ولد سعد اللہ سے جو نوران کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے لڑکی اپنی گود میں بٹھا کر نانا کی ولایت سے نکاح کر دیا۔ کلمہ خود نوران نے پڑھا اور اس وقت لڑکی کا باپ پہلوان چک نمبر ۳۱۵۱۳ ایل میں اپنی برادری کی فوتگی کے سلسلہ میں گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا تو اس معاملہ کو سن کر بہت بیوی اور بھائی سے ناراض ہوا۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور وہ بھی اس ناطہ سے بہت متنفر ہے اور باپ بھی اسی طرح بدستور ناراض ہے تو ان کے بارہ عرض ہے کہ آیا شرعاً یہ نکاح منعقد ہو گیا ہے یا کالعدم ہے۔ بنیوا تو جروا

(نوٹ) نکاح چک نمبر ۶ کے کرایاں بلو چال میں ہوا تھا۔

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ولی اقرب (باپ) کی موجودگی میں ولی ابعد (چچا) کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار ص ۱ ج ۳) صورت مسئلہ میں لڑکی کے بلوغ سے قبل اگر والد نے صراحۃً اجازت دی ہو تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر رد کر چکا ہو تو رد ہو گیا ہے اور اگر لڑکی کے بلوغ تک یہ خاموش رہا تو اس کے بعد لڑکی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس کے قبول سے ہو جائے گا اور اس کے رد کرنے سے رد ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

جس لڑکی کا نکاح دادا نے کرایا ہو اور باپ کی اجازت نہ ہو تو وہ آزاد ہے۔

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ ایک شخص مسمیٰ ولید بخش قوم درکھان سکنہ نمبر ۹۵ تحصیل دہاڑی نے اپنی پوتی نابالغہ مسماۃ شہنشاہی کا نکاح اس کے والد کی اجازت کے بغیر کر دیا ہے اور لڑکی کا والد مسمیٰ خدا بخش نے مجلس نکاح میں اس کا انکار کر دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ لڑکی جوان ہو چکی ہے اور دادا کا کیا ہوا نکاح والد کی اجازت کے بغیر شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

شرعاً نابالغ لڑکی کا ولی حقیقی باپ ہوتا ہے۔ دادا نہیں ہوتا۔ لہذا باپ کی اجازت کے بغیر دادا کا کیا ہوا نکاح جائز نہیں۔ لہذا مسماۃ شہنشاہی کا نکاح درست نہیں ہے۔ اب دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ لہذا فی کتب الفقہ۔  
محمد حکیم اللہ مفتی و خطیب جامع مسجد میلی شہر  
اگر باپ نے نکاح کی اجازت نہ دی ہو اور دادا کے کیے ہوئے نکاح کو رد کر دیا ہو۔ جیسا کہ سائل کی زبانی معلوم ہوا تو بشرط صحت بیان سائل لڑکی کا نکاح نہیں ہوا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

نابالغہ کا نکاح اگر ماں نے کرایا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

ایک لڑکی جس کی عمر ۴/۵ سال تھی۔ جب اس کا نکاح کیا۔ لیکن اس وقت اس لڑکی کا باپ موقع پر حاضر نہیں تھا۔ صرف لڑکی کی ماں تھی۔ اب لڑکی جوان ہو گئی ہے۔ اب اس کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں اور اب جو نکاح کرتا ہے اس لڑکی کا باپ وہ نکاح کیسا ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماں کا کرایا ہوا نکاح لڑکی کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر باپ نے نکاح کا علم ہو جانے کے بعد اس نکاح کی اجازت دی ہو تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی اور اگر باپ نے اس نکاح کو رد کر دیا ہو تو نکاح کا عدم ہو گیا ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر باپ نکاح کے بعد بلوغ تک خاموش رہا تو بلوغ کے بعد لڑکی کی مرضی ہے اگر اجازت دے دے نکاح صحیح شمار ہوگا اور رد کر دے تو رد ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ذوالقعد ۱۳۸ھ

نابالغ لڑکے کا نکاح اگر ماموں کرادے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک چھوٹے لڑکے (بمعر ۳ سال) کا نکاح اس کے ماموں نے پڑھادیا۔ باوجود اس کے اس کا ولی اقرب اس لڑکے کے باپ کا چچا زاد بھائی تھا اور اس سے نہیں پوچھا گیا۔ اب لڑکا تقریباً ۱۸ سال کا ہے۔ کیا یہ نکاح ہو گیا یا نہیں۔

﴿ج﴾

ماموں چونکہ ولی ابعد ہے اور اس کے باپ کا چچا زاد بھائی ولی اقرب ہے۔ ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کا کرایا ہوا نکاح ولی اقرب کی رضامندی پر موقوف ہوتا ہے۔ صورت مسئلہ میں اگر نکاح کرانے کے بعد ولی اقرب نے اس نکاح کو رد کر دیا ہو تو پھر رد ہے اور لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اگر منظور کر دیا ہو تو پھر نکاح ہو گیا ہے اور



لڑکی اس لڑکے کی ہی منکوحہ ہے اور اگر وہ خاموش رہا ہے نہ اس نے رد کیا ہے اور نہ منظور کیا ہے۔ یہاں تک کہ لڑکا بالغ ہو گیا ہے تو بعد از بلوغ لڑکے کی رضا مندی پر موقوف ہے۔ اگر بعد از بلوغ لڑکے نے رد کر دیا ہے تو رد ہے اور اگر منظور کر لیا ہے تو پھر اسی کی منکوحہ ہے اور اگر ابھی تک خاموش ہے تو اسے اختیار ہے چاہے قبول کرے چاہے رد کرے۔

قال فی العالمگیریۃ ص ۲۸۵ ج ۱. وان زوج الصغیر أو الصغیرۃ أبعد الأولیاء فان کان الأقرب حاضراً وهو من أهل الولاية توقف نکاح الأبعد علی اجمارته وان لم یکن من أهل الولاية بأن کان صغیراً أو کان کبیراً محنوناً جاز وان کان الأقرب غائباً غیبة منقطعة جاز نکاح الأبعد کذا فی المحيط وفيها ایضاً ص ۲۸۶ ج ۱ سئل القاضی بدیع الدین عن صغیرۃ زوجت نفسها عن کف ولا ولی لها ولا قاضی فی ذلک الموضع قال ینعقد ویوقوف علی اجمارتها بعد بلوغها کذا فی التارخانیۃ . فتقواللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ

ولی بعد کے نکاح کرانے کے بعد اگر ولی اقرب اجازت دے تو نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی سلطان ولد رمضان اپنے والد کو کہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی مسماۃ و ساء بی بی اپنے بھتیجے افضل کو دوں گا۔ جبکہ سلطان مذکور کا والد اسے مجبور کرتا ہے کہ تو بھی اپنی لڑکی اپنے چچا زاد بھائی کے عوض دے۔ مگر وہ برابر اسے انکار کرتا رہا۔ مگر چونکہ لڑکی مذکورہ کی عمر تین چار برس تھی اور سلطان اپنے والد کا حکم نہیں مانتا تھا۔ سلطان کے والد نے اس لڑکی مسماۃ کا عقد اپنی مرضی کے مطابق شہر کے مولوی صاحب کو بلا کر اپنی مطلوبہ جگہ کر دیا۔ سلطان کہتا ہے کہ میں اس مجلس نکاح میں بھی نہ موجود تھا اور میں نے اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے حقیقی برادران کی موجودگی میں اپنے والد کو منع بھی کیا تھا کہ میری لڑکی کا نکاح اس جگہ نہ کرو۔ مگر والد مرحوم برابر اپنی ضد پر قائم تھے اور نکاح کر دیا۔ سلطان کے برادران بھی حلفیہ سلطان کے بیانات کی تصدیق کرتے ہیں۔ سلطان کا والد اس وقت فوت ہو گیا ہے۔ نکاح خوان بیان کرتا ہے کہ واقعی نکاح سلطان کے والد نے ہی کر دیا تھا اور چونکہ یہ لڑکی اس کی پوتی تھی۔ لہذا میں نے بلا جھجک نکاح کر دیا۔ مگر مجھے قطعاً یہ معلوم نہیں تھا کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح اس کے والد کی رضا مندی یا بغیر رضا مندی کیا جا رہا ہے اور نہ مجھے معلوم ہے کہ سلطان مجلس نکاح میں موجود تھا۔ ان واقعات کے علاوہ فریقین اور کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو گیا ہے یا نہ۔ نیز اس کی لڑکی نے بالغ ہوتے ہی اس دادا والے نکاح سے انکار کر دیا ہے اور اس میں گواہ بھی بنائے ہیں۔

### ج

ولی اقرب اس صغیر لڑکی کا باپ ہے اور دادا ولی ابعد ہے۔ ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کا نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور اس ولی اقرب نے ولی ابعد کو نکاح کرانے سے روکا تھا۔ پس ولی اقرب نے اگر صراحۃً نکاح پڑھائے جانے کے بعد اس نکاح کا انکار کیا ہے تب تو نکاح فسخ ہے اور اگر رضا صراحۃً یا دلالت ثابت ہو تب نکاح صحیح اور نافذ ہے اور اگر اس نے سکوت اختیار کیا ہو تب بھی نکاح اس کی مرضی پر قبل از بلوغ لڑکی کے موقوف ہے اور اس لڑکی نے بھی بعد از بلوغ اس نکاح کا انکار کر دیا ہے۔ لہذا ظاہر ہے کہ اندریں حالات صورت مسئلہ میں نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا ہے۔ قال فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۸۱ ج ۳ وللولی الأبعد التزویج بغیة الأقرب فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ وقال الشامی تحتہ (قوله توقف علی اجازتہ) تقدم ان البالغة لو زوجت نفسها غیر کف فللولی الاعتراض مالہ یرض صریحاً أو دلالة کقبض المهر ونحوه فلم يجعلوا سکوتہ اجازة والظاهر أن سکوتہ هنا كذلك فلا یكون سکوتہ اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالہ یرض صریحاً أو دلالة تأمل . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

لڑکی کی والدہ کا کرایا ہوا نکاح والد رد کر سکتا ہے ۔

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نابالغ لڑکی جس کی عمر تقریباً پانچ یا چھ سال ہے اور اس کی والدہ کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیتی ہے اور خود ایجاب و قبول کرتی ہے اور اس لڑکی کا والد بوقت نکاح موجود نہیں۔ تین چار کوس کہیں باہر گیا تھا اور بعد میں جب اس کو نکاح کا علم ہوا تو اپنی گھر والی یعنی لڑکی کی والدہ پر بہت ناراض ہوا اور ابھی تک وہ اس نکاح پر راضی نہیں۔ کیا از روئے شرع اس لڑکی کا نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

### ج

نکاح مذکور نافذ نہیں ہوا ہے۔ لڑکی مذکورہ کا نکاح جہاں کرنا چاہتے ہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ والدہ کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب جو لڑکی کا باپ ہے کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت حاصل کیے موقوف تھا۔ اس لڑکی نابالغ کے باپ کی

رضامندی پر۔ لیکن جب اس لڑکی کے باپ کو نکاح کا علم ہو گیا اور اس نے ناراضگی کا اظہار کر کے رد کر دیا تو رد ہو گیا ہے اور اب جہاں چاہے لڑکی کا نکاح کرا سکتے ہیں۔ قال فی العالمگیریہ ص ۲۸۵ ج ۱ وان زوج الصغير والصغيرة ابعد الاولياء فان كان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولاية توقف نكاح الابعد على اجازته وان لم يكن من اهل الولاية بان كان صغيراً او كان كبيراً مجنوناً جاز وان كان الاقرب غائباً غيبة منقطعة جاز نكاح الابعد كذا فی المحيط . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

واقعی جب لڑکی کے باپ نے نکاح کی اجازت نہیں دی تو نکاح نہیں ہوا۔  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر داد انکاح کرائے اور باپ انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ داد نے اپنی پوتی کا نکاح بغیر اجازت باپ کے کیا ہے اور جس گاؤں میں نکاح ہوا ہے۔ وہ باپ کے گاؤں سے تقریباً چھ فرلانگ دور ہے۔ جب داد واپس آیا تو لڑکی کے باپ نے صراحتاً انکار کیا کہ میں اپنی لڑکی نہیں دیتا تو آیا یہ دادے کا کیا ہوا نکاح صحیح ہو گا یا نہ۔ بنو اتو جروا

﴿ج﴾

اگر لڑکی مذکورہ نابالغہ ہے۔ تب تو دادے کا کیا ہوا نکاح باپ کی رضامندی پر موقوف ہے۔ جب باپ نے صراحتاً انکار کر دیا تو نکاح باطل ہو گیا۔ قال فی العالمگیریہ ص ۲۸۵ ج ۱ وان زوج الصغير والصغيرة ابعد الاولياء فان كان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولاية توقف نكاح الابعد على اجازته وان لم يكن من اهل الولاية بان كان صغيراً او كان كبيراً مجنوناً جاز وان كان الاقرب غائباً غيبة منقطعة جاز نكاح الابعد كذا فی المحيط وقال ايضاً ثم قدر الغيبة بمسافة القصر وهو اختيار اكثر المتأخرين وعليه الفتوى الخ . اور اگر لڑکی بالغہ ہے اور اس نے اپنے دادا کو وکیل بنایا ہے اور اس نے اس کا نکاح کفو میں کیا ہے تب نکاح صحیح ہے ورنہ نہیں۔ کما هو مبين في كتب الفقه . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ صفر ۱۳۸۵ھ



دادا کا کرایا ہوا نکاح بیٹے کی اجازت یا انکار تک موقوف ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رحیم بخش کی لڑکی معصومہ شیرخوار کا نکاح رحیم بخش کے والد یعنی احمد بخش نے ایک شخص سے بغیر رضامندی رحیم بخش کر دیا لیکن احمد بخش نے جو نکاح کر دیا ہے وہ اپنے دوسرے لڑکے کے عوض میں کیا ہے تو کیا نکاح صحیح ہے یا باطل۔ بحوالہ کتب جواب تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دادا ولی الی بعد ہے اور باپ ولی اقرب ہے۔ ولی اقرب کی موجودگی میں ولی الی بعد کا کرایا ہوا نکاح ولی اقرب کی رضامندی پر موقوف ہوتا ہے۔ صورت مسئلہ میں لڑکی کا باپ رحیم بخش اگر اس نکاح کو منظور کر دے تو نکاح لازم ہو جائے گا اور اگر وہ نامنظور اور رد کر دے تو نکاح کا عدم ہو جائے گا۔ کما قال فی عالمگیریہ ص ۲۸۵ ج ۱ وان زوج الصغير أو الصغيرة أبعد الأولياء فان كان الأقرب حاضر أو هو من اهل الولاية توقف نکاح إلا بعد علی اجازته وان لم یکن من اهل الولاية بأن کان صغيراً أو کان کبیراً مجنوناً جاز الخ۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

اگر نکاح میں والد کا دخل نہ ہو تو بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی

﴿س﴾

تین بھائی ہیں انھوں نے ایک دوسرے کو لڑکی دینے کا وعدہ کر کے دعائے خیر کی۔ بعد میں بوجہ کسی تنازعہ کے دو بھائیوں نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے اگر آپ کے بیٹے کو لڑکی دی تو ہماری عورت کو تین طلاق تو تیسرے بھائی نے بھی ایسا کہا کہ اگر میں نے بھی تمہیں لڑکی دی تو میری عورت کو تین طلاقیں ہوں گی۔ بعد ازیں ان دونوں بھائیوں نے اپنی لڑکیوں کی شادی غیر جگہ کر دی۔ تیسرے بھائی کی لڑکی بالغ ہو گئی اس نے بھی انھیں نہ دی۔ مگر اس کے والد صاحب نے اس کی غیر موجودگی کے وقت بغیر اجازت کے شادی کر دی تو اپنی لڑکی سے غصہ وغیرہ کیا۔ مگر بوجہ حیاء اپنے والد صاحب کو کچھ نہ کہا۔ اب کیا اس تیسرے کی عورت کو طلاق ہو جائے گی یا نہ۔ بینو اتوجروا

المستفتی فقیر محمد نصیر الدین بقلم خود



### ج

بالغہ لڑکی اپنے نکاح کی خود مختار ہے۔ اگر اس کے والد کی مرضی کے بغیر اس کے دادا نے نکاح کر دیا ہے۔ نہ تو اس میں شریک ہوا اور نہ شادی رخصتی میں کوئی تعاون کیا اور بالکل اس شادی سے الگ تھلگ رہا تو اس کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوگی ورنہ اگر اس نے اپنی لڑکی کو دینے میں حصہ لیا تو اس کی عورت مغلط ہو جائے گی۔ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر چچا نکاح کرادے اور باپ انکاری ہو تو کیا حکم ہے؟

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح صغرنی میں اس کے چچا نے پڑھا دیا اور اس لڑکی کا باپ اس وقت موجود تھا اور اس نکاح پر رضا مند نہیں تھا۔ چچا کے نکاح پڑھانے کے بعد اس لڑکی کا باپ آج تک انکاری ہے۔ کیا یہ نکاح شرعاً ہو گیا ہے یا نہیں۔

### ج

چچا کا یہ مذکورہ نکاح شرعاً صحیح نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ اس کا ولی اقرب باپ موجود تھا اور وہ اس وقت سے اب تک انکاری ہے۔ لہذا یہ نکاح صحیح اور نافذ نہیں ہے۔ لڑکی دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ اذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

باپ کے خاموش بیٹھنے سے اجازت ثابت ہوگی یا نہیں؟

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص محمد نے اپنی صغیرہ پوتی کا نکاح اللہ بخش کے لڑکے سے کر دیا۔ جب محمد نے اپنی پوتی صغیرہ کا نکاح دیا تو لڑکی کا والد یعنی محمد کا لڑکا بالکل قریبی کھیت میں تھا اور اس کو اپنی لڑکی کے نکاح کا علم بھی تھا اور راضی بھی تھا۔ اگر وہ والد کو اپنی لڑکی کے نکاح سے روکتا تو روک بھی سکتا تھا۔ لیکن بخوشی راضی رہا۔ نکاح کے بعد طرفین کے تعلقات بہتر رہے۔ تحفہ تحائف میں دین کا معاملہ بھی جاری رہا۔ کچھ عرصہ بعد جب لڑکی بالغ ہوئی تو لڑکی کے والد نے کہا کہ میں لڑکی کا رشتہ نہیں دیا۔ یہ ناکہ شروع سے مجھے لڑکی کا رشتہ دینے کا ارادہ نہیں تھا اور وہ اپنے اس انکار پر کوئی شرعی گواہ بھی قائم نہیں کر سکا۔ اب پہلے نکاح کی موجودگی میں لڑکی والوں نے لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر

دیا۔ فقہ حنفی کی رو سے بتائیں کہ لڑکی کا سابقہ نکاح باقی ہے یا نہیں۔ اگر نکاح قائم ہے تو لڑکی کے پہلے خاوند سے طلاق حاصل کرنے کی کوشش کی جائے یا نہ۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

لڑکی کا ولی اقرب باپ ہے۔ ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد ادا کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ یعنی اگر باپ نے صراحۃً یا دلالتاً اذن نہیں دیا تو یہ نکاح موقوف تھا۔ باپ کے اذن پر۔ باپ کے سکوت سے اذن ثابت نہیں ہوگا۔ اگرچہ باپ مجلس عقد میں موجود ہو۔ قال فی شرح التوسیر فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ وفی الشامیۃ (قوله توقف علی اجازتہ) فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الأبعد وان کان حاضرًا فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً أو دلالة تأمل (ردالمحتار ص ۸۱ ج ۳) پس صورت مسئلہ میں تحقیق کی جائے کہ اگر باپ نے نکاح سے پہلے یا بعد لڑکی کی صغریٰ میں صراحۃً یا دلالتاً اجازت دی ہے تو نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ اگر باپ نے نکاح کو رد کیا ہے تو فسخ ہو چکا ہے۔ اگر باپ لڑکی کے بلوغ تک خاموش رہا تو اب بلوغ کے بعد لڑکی کو اختیار ہے کہ صغریٰ کے نکاح کو جائز قرار دے یا فسخ قرار دے۔ پس جو صورت ہو تحقیق کے بعد اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ

جب باپ بیٹی دونوں نکاح سے انکاری ہیں تو نکاح درست نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماٹ پٹھانی (جس کی عمر بوقت نکاح چار سال کی تھی) کا نکاح اس کے چچا نے بغیر رضا اس کے والد کے پڑھادیا تھا اور اس کی عدم رضا کی وجہ سے باوجود گھر میں ہونے کے مجلس نکاح میں شامل نہیں ہوا۔ لیکن اس کا بھائی چونکہ بہت جابر تھا۔ اس لیے اس نے بغیر کسی پرواہ کے نکاح کر دیا۔ بعد ازاں طلاق کی کوشش بھی کی اور ناکح نے وعدہ بھی گواہان کے سامنے کیا۔ لیکن مخرف ہو گیا۔ اب لڑکی تقریباً چار پانچ ماہ سے بالغ ہے۔ لیکن لڑکی نے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ اس نکاح سے انکاری ہے۔ لیکن کسی خاص مجلس میں گواہ وغیرہ نہیں بنائے ہیں۔ اب جواب طلب دو امر ہیں۔ (۱) اس لڑکی مسماٹ پٹھانی کا نکاح بغیر اس کے والدین کی رضا کے ہو گیا ہے یا نہیں۔ (۲) اگر نکاح ہو گیا ہے تو اب اس کے انکار سے جبکہ وہ بلوغ سے قبل بھی انکاری تھی اور اب بھی بدستور انکاری ہے۔ فسخ ہو جاتا ہے یا نہ۔

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ باپ کے ہوتے ہوئے چچا کو ولایت نکاح حاصل نہیں۔ اگر باپ نے صراحۃً یا دلالتاً اذن نہیں دیا تو یہ نکاح موقوف ہے۔ باپ کے سکوت سے اذن ثابت نہ ہوگا۔ اگرچہ باپ مجلس عقد میں ہی موجود ہو۔  
قال فی شرح التنویر فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ وفی الشامیۃ تحت قوله (توقف علی اجازتہ) فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الأبعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد ما لم یرض صریحاً أو دلالة تأمل (ردالمحتار ص ۸۱ ج ۳) بہر حال صورت مسئلہ میں جب والد نے اجازت نہیں دی ہے اور لڑکی بھی بلوغ کے وقت سے انکاری ہے تو یہ نکاح باطل ہے اور اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافقاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی کے والد نے نکاح سے انکار کر دیا تو اسی وقت نکاح ختم ہو گیا۔  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

اگر والد نے صراحۃً یا دلالتاً اجازت نہ دی ہو تو لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ منظور اس دختر رینواز قوم نونانی سکنتہ چک نمبر ۶ تحصیل کبیر والہ جس کی عمر ۱۹۵۸ھ میں تقریباً دو سال کی تھی۔ اس کے دادا مہر حق نواز ولد مہر چھتہ نے بلا اجازت باپ نکاح پڑھ دیا اور باپ بھی مجلس نکاح میں موجود تھا۔ کیونکہ اس روز اس کی شادی حاکم دختر مہر کرم سے مقرر تھی۔ نکاح خوان نے باپ سے پوچھا کہ اجازت ہے تو باپ نے کہا کہ نہیں میں رضامند نہیں ہوں تو فوراً دادا نے کہا کہ نکاح پڑھو پڑھو میں اجازت دیتا ہوں۔ نکاح پڑھا گیا۔ بعد نکاح باپ سے مجلس نکاح کے چند آدمیوں نے کہا کہ تم رضامند ہو تو باپ نے کہا کہ میں رضامند نہیں ہوا اور نہ ہی اب تک راضی ہوں۔ لڑکی اس وقت ۱۹۷۱ھ میں تقریباً ۱۵، ۱۶ سال کی ہے اور اس وقت لڑکی اپنی والدہ کے ساتھ نانا کے ہاں گئی ہوئی تھی۔ کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کر لیا جائے۔ وہ شرعی طریقہ سے تحقیق کریں۔ اگر تحقیق سے



یہ بات ثابت ہو جائے کہ والد نے نکاح کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ نکاح سے قبل اور بعد میں بھی انکار کرتا رہا ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر والد کی اجازت سے نکاح پڑھایا گیا ہے تو پھر نکاح صحیح ہوگا اور بعد میں انکار کا اعتبار نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

نکاح کی اطلاع کے بعد اگر لڑکی اجازت دے چکی ہے تو اب انکار نہیں کر سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی محمد دین نے ایک بالغ لڑکی مسماۃ غلام عائشہ کو جہر انکح کر لیا۔ لڑکی کے وارثوں نے کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کو حاصل کر لیا اور اول ہی میں مغوی پر مقدمہ دائر کر دیا۔ چنانچہ مغوی کو سزا یا بی کا جب خطرہ ہوا تو اس کے ورثاء نے صلح کی بات شروع کر دی۔ لڑکی والوں نے چار رشتہ لینے پر صلح کی آمادگی ظاہر کی۔ بامر مجبوری ورثاء نے شرط قبول کی اور نکاح کر دیے۔ جن میں سے دو لڑکیاں بالغ تھیں اور دو غیر بالغ۔ اب قابل استفتاء یہ بات ہے کہ وہ لڑکیاں جو صلح کے بدلہ میں نکاح کر کے دی گئیں۔ ان میں سے ایک مسماۃ نوراں ہے۔ جو کہ مغوی کے چچا کی لڑکی ہے۔ اس کا نکاح اس صورت سے ہوا کہ چونکہ وہ بالغ تھی۔ تو اس سے اجازت حاصل کرنے کے لیے نکاح خوان اور اس لڑکی کا والد مسمی ملنگ اور تیسرا شخص مسمی ودھا گئے۔ جب اس کے گھر کے قریب پہنچے۔ جس میں مسماۃ نوراں بمعہ دیگر اہل خانہ عورتوں کے بیٹھی تھی تو مسمی ودھا راستہ پر ہی کھڑا ہو گیا اور دونوں آگے گھر کی طرف گئے تو وہاں سے بقایا عورتیں روتی اور گالی گلوچ دیتی ہوئی انھیں اور نکاح سے باز رہنے کو کہنے لگیں تو اس وقت جبکہ یہ دونوں صاحب یعنی نکاح خوان اور لڑکی کا والد ان عورتوں سے تقریباً پچاس فٹ دور تھے تو لڑکی کے والد مسمی ملنگ نے اپنی لڑکی نوراں کو اپنی طرف بلایا اور وہ اس محفل سے اٹھی۔ مگر عورتوں کی گالیوں اور شور سے تنگ آ کر اس لڑکی کے والد نے نکاح خوان کو کہا کہ چلو جی پھر کسی وقت لڑکی کا انگوٹھا لگالیں گے۔ اس وقت عورتیں شور مچاتی ہیں۔ چنانچہ مسماۃ نوراں وہاں عورتوں میں رہی اور یہ دونوں صاحب بغیر اجازت حاصل کیے واپس مردوں کی محفل میں آ گئے اور واپس آ کر ملنگ نے اپنی لڑکی نوراں کا نکاح پڑھادیا اور اب عرصہ تقریباً چار سال گزر گیا ہے۔ اب تک نہ ہی لڑکی نے انگوٹھا لگایا ہے اور نہ ہی کبھی نکاح کا اقرار کیا ہے۔ بلکہ ہمیشہ انکار کرتی چلی آ رہی ہے اور اب بھی انکار پر قائم ہے تو کیا اس صورت میں مسماۃ نوراں کا نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہ۔ مینواتو جروا



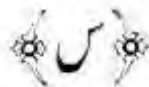


بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسماۃ نوراں کے نکاح میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے کہ اگر اس کے والد نے یا اس کے بھجے ہوئے کسی آدمی نے اس سے شوہر کا نام بتا کر کے اس کے ساتھ نکاح کرانے کی اجازت مانگی ہو اور اس نے اجازت دی ہو یا سکوت اختیار کیا ہو یا نکاح کرا لینے کے بعد نکاح کی خبر اس لڑکی کو ملتے وقت اس نے تسلیم کر لیا ہو یا سکوت اختیار کر لیا ہو تو ان تمام صورتوں میں سے ہر ایک صورت میں جب یہ باکرہ ہے اس کا نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ بعد میں انکار کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اگر نکاح سے قبل والد کے اجازت مانگتے وقت اس نے انکار کر دیا ہو یا قبل از نکاح اس سے نہ پوچھا گیا ہو اور نکاح کرا لینے کے بعد نکاح کی خبر پہنچتے ہی فوراً اس نے اس نکاح کا اسی وقت ہی انکار کر دیا ہو تو نکاح منعقد نہیں ہے اور اس کی مرضی ہے جہاں نکاح کرتی ہے کر سکتی ہے۔

بہر حال نکاح سے قبل اجازت لیتے وقت یا نکاح کرا لینے کے بعد خبر ملتے وقت اگر اجازت دے چکی ہے یا تسلیم کر چکی ہے یا سکوت اختیار کر گئی ہے تو نکاح منعقد اور نافذ ہو گیا ہے اور اگر ان اوقات میں انکار کر چکی ہے تو نکاح کا اعدم ہے۔ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ قال فی الوقایۃ ولا یجبر ولی بالغۃ ولو بکراً وصمتها وضحکها وبکاءها بلا صوت اذن ومعه رد حین استیذانہ او بعد بلوغ الخبر بشرط تسمیۃ الزوج لا المهر فیہا هو الصحیح . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ رجب ۱۳۸۵ھ

جب بالغہ لڑکی نے عقد اول کی اجازت دیدی تو دوسری جگہ نکاح حرام ہوگا



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی بالغہ ہونے پر اپنے ایک رشتہ دار کے ساتھ بغیر اجازت لڑکی کے نکاح کر دیا۔ بالغہ باکرہ لڑکی کو بوقت نکاح علم ضرور تھا کہ آج میرا نکاح فلاں لڑکے کے ہمراہ میرا والد کر رہا ہے اور بعد نکاح بھی آج تک اس نے وہ نکاح مسترد نہیں کیا وہ خاموش رہی۔ بس صرف اس سے بوقت نکاح اجازت جا کر حاصل نہیں کی گئی۔ نکاح ہونے کے بعد شخص مذکور کے والدین نے اس نکاح کو ناپسند کیا۔ حالانکہ اس نے اپنے والدین کو پہلے اپنے بھائی کے لڑکے کے واسطے کہا تھا اور اس کے والدین نے اپنے اس لڑکے کو دو تین دفعہ کہا بھی کہ وہ اپنے لڑکے کے لیے اپنی بھتیجی کا رشتہ لے لے۔ مگر اس لڑکے نے لڑکی والے کی شرط نہیں مانی اور والد سے

اجازت دینے پر اس شخص نے دوسرے رشتہ داروں کے ہاں مندرجہ بالا طریق پر نکاح کر دیا۔ اب اس کو والدین بھائی اور تمام برادری والے بے حد مجبور کر رہے ہیں کہ وہ نکاح کا اقرار کرے۔

واضح رہے کہ شخص مذکور نے اس سے پہلے اپنے بھائی کو دعاء خیر کر دی تھی اور کپڑے بصورت منگنی لیے ہیں۔ لیکن لڑکی والوں کی طرف سے ایک شرط تھی۔ جس کو اس کے بھائی نے نہیں مانا۔ اس لیے دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس بات کے ہوتے ہوئے بوقت نکاح لڑکی بالغہ سے اجازت نہیں لی گئی اور اس کو علم ضرور تھا۔ مگر نکاح کے بعد اس نے کوئی اعتراض وانکار نہیں کیا۔ یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔

(۲) والدین اگر مجبور کریں کہ وہ باوجود انعقاد نکاح اپنے بھائی کے بیٹے کو دے۔ وہ ان کا حکم مانے یا نہ۔

بنو اتوجروا

### ج

بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو ولایت جبر حاصل نہیں۔ پس صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال اگر باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں کر دیا ہے تو یہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر لڑکی نے باپ کے اطلاع دینے پر صراحتاً یا دلالتاً اس نکاح کو جائز قرار دیا ہے تو نکاح صحیح اور نافذ ہو چکا ہے اور دوسری جگہ نکاح جائز نہیں اور ایسی صورت میں دوسری جگہ نکاح کرنا یا اس کے لیے مجبور کرنا حرام ہے۔ ولی اقرب کے علاوہ اگر کوئی اور نکاح کی اطلاع کر دے تو صریح اجازت کی ضروری ہے۔ سکوت کافی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ

نکاح ایک دفعہ نامنظور کرنے کے بعد منظور اور منظور کرنے کے بعد نامنظور نہیں کیا جاسکتا

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میری لڑکی جب ۳/۴ سال کی تھی تو میرے والد صاحب نے میری لڑکی کا نکاح بغیر میری موجودگی و رضا مندی یا اطلاع سے کر دیا تھا۔ میں اس وقت انبالہ چھاؤنی نوح میں تھا۔ جہاں سے مجھے بذریعہ خط و کتابت مطلع کیا جاسکتا تھا۔ مگر بزرگوار محترم نے ایسا نہ کیا۔ جب میں رخصت گزار نے لکھ آ یا تو معلوم ہوا۔ میں نے والد صاحب سے عرض کی کہ آپ نے معصوم بچی کا نکاح بغیر میری اجازت کے کیوں کر دیا ہے۔ جس پر والد صاحب نے فرمایا کہ میں خود خوش نہ تھا۔ مگر مجبور کیا گیا ہے۔ اب التماس ہے کہ لڑکی جوان ہو گئی ہے اور

اس نکاح پر خوش نہیں ہے تو جو نکاح میرے والد صاحب نے کرایا تھا۔ وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس میں جو شرعاً حکم ہو۔ فیصلہ سے آگاہ فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی صوبیدار محمد زمان خان ۲۲، ۶۴ فیلڈ رجمنٹ ارٹلری پشاور چھاؤنی

### ﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کی موجودگی میں داد نہیں کرا سکتا۔ اگر باپ ایسے مقام پر ہو کہ اس کی رائے طلب کرنے تک ایک اچھی جگہ ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔ اس وقت البتہ داد باپ کی عدم موجودگی میں نکاح کرا سکتا ہے۔ لیکن صورت مسئلہ میں ایسی صورت نہیں ہے۔ بلکہ بذریعہ خط و کتابت اس کی رائے معلوم کی جاسکتی تھی۔ انھیں بلایا بھی جاسکتا تھا۔ اس لیے اب حکم یہ ہے کہ اگر باپ نے اطلاع پانے کے بعد لڑکی کے نابالغی کے زمانہ میں اس نکاح کو منظور نہیں کیا تو نکاح نہیں ہوا اور اگر اطلاع مل جانے کے بعد اسے منظور کر لیا ہے۔ خواہ بادل ناخواستہ سہی تو نکاح ہو گیا۔ البتہ ایک دفعہ نام منظور کرنے کے بعد منظور کرنا بے سود ہے۔ اسی طرح منظور کرنے کے بعد نام منظور کرنا بے فائدہ ہے۔ پہلی دفعہ کا اعتبار ہے۔ منظور کر لیا تو نکاح ہو چکا۔ نام منظور کر دیا تو نہیں ہوا تو اس صورت میں لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

نو اسی بلوغ کے بعد نانا کا کرایا ہوا نکاح رد کر سکتی ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکی اور ایک لڑکا نابالغ بن گئے۔ جن کا والد اور والدہ فوت ہو گئے۔ جن کو عرصہ تقریباً پندرہ سال ہوئے فوت ہو گئے ہیں۔ اس وقت تین بچے نابالغ تھے۔ جو نانا کی پرورش میں رہے۔ نابالغان کے والد کا چچا زاد بھائی اللہ ڈتہ ونور اوسر دار محمد پسران احمد زندہ تھے جو کہ تینوں میں سے دو فوت ہو گئے ہیں اور ایک اللہ دتہ موجود ہے۔ نابالغان کا نانا کہتا ہے کہ میں نے نابالغان کا نکاح کر دیا ہے۔ حالانکہ والد صاحب کے چچا زاد بھائیوں سے نہ ہی اجازت لی اور نہ ہی پوچھا گیا۔ نکاح درست ہے یا نہیں۔ اب وہ تینوں بالغ ہیں۔ دونوں لڑکیاں انکاری ہیں۔

### ﴿ج﴾

ان دونوں لڑکیوں کا شرعی ولی و وارث ان کے صغرنی میں ان کے باپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ نانا ولی نہیں تھا۔ کیونکہ باپ کا چچا زاد بھائی ان کا عصبہ ہے اور نانا ذوی الارحام میں سے ہے۔ عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو



ولایت نکاح حاصل نہیں ہے۔ لہذا نانا نے ان کے نکاح کرانے سے قبل یا اس کے بعد اگر حقیقی ولی اقرب مذکور سے اجازت لی ہو۔ تب تو ان کا نکاح نافذ ہوا ہے اور اگر اس سے اجازت نہیں لی ہے اور نہ ہی نکاح رد کر دیا ہو تو لڑکیوں کے بعد از بلوغ انکار کر دینے سے نانا کا کرایا ہوا نکاح رد ہو گیا ہے اور لڑکیوں کی مرضی ہے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہیں۔ قال فی العالمگیریۃ ص ۲۸۴ ج ۱ وعند عدم العصبۃ کل قریب یرث الصغیر والصغیرۃ من ذوی الأرحام یملیک تزویجھا الخ وفيها ایضاً ص ۲۸۵ ج ۱ ان زوج الصغیر أو الصغیرۃ أبعد الأولیاء فان کان الأقرب حاضراً وهو من أهل الولاية توقف نکاح الأبعد علی اجازته الخ وفيها ایضاً ثم قدر الغیبة بمسافة القصر وهو اختیار المتأخرین وعلیه الفتوی . فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

لڑکی کا بلوغ کے بعد انکار کافی ہے یا طلاق کی ضرورت ہوگی؟

﴿س﴾

بعد سلام مسنون گذارش ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح بغیر ولی شرعی پڑھا جائے اور لڑکی بالغ ہو کر اس نکاح سے انکار کرے تو کیا ضرورت طلاق ہوگی یا کہ اس کا انکار کافی ہوگا۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کا نکاح جب باپ کی اجازت کے بغیر کسی اور نے کر لیا ہے تو یہ نکاح ولی اقرب (باپ) کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر لڑکی کے بلوغ سے قبل لڑکی کے نکاح ہو جانے کے بعد باپ نے اس نکاح کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ اس نکاح کو نا منظور کر لیا ہے پھر تو یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے اور اگر باپ نے اجازت دی ہے تو پھر نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازته (الدر المختار ص ۸۱ ج ۳) کسی ثالث معتمد علیہ کے سامنے تحقیق کی جائے۔ اگر سائل کا بیان درست ہو تو فتویٰ پر عمل جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

جب بالغہ نکاح پر مطلع ہونے کے بعد سکوت اختیار کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ باپ نے اپنی ولایت سے اپنی بالغ کنواری لڑکی کا اس کو وکیل بنائے



بغیر روبرو گواہان کے نکاح کر دیا۔ بعد از نکاح چند دفعہ منکوحہ سے اس نکاح کے متعلق رضا، یا عدم رضا کا سوال کیا گیا تو لڑکی نے جواب دیا کہ میرے باپ نے جو کچھ کر دیا ہے میں اس سے کس طرح منحرف ہو سکتی ہوں۔ آیا یہ نکاح شرعاً صحیح نافذ ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

### ج

شرعی اصول یہ ہے کہ اگر باپ اپنی لڑکی عاقلہ بالغہ کا اس کو وکیل بنائے بغیر نکاح کر دے اور جب اس منکوحہ کو اس نکاح کے متعلق خبر پہنچے اور وہ خاموش رہے تو شرعاً نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ کما فی فتاویٰ عالمگیری ص ۲۸۷ ج ۱ واذا قال لها الولی اريد ان ازوجک من فلان بالف فسکت ثم زوجها فقالت لا ارضی او زوجها ثم بلغها الخبر فسکت فالسکوت منها رضى فی الوجهین جمیعاً ۱۲۔ صورت مسئلہ میں یہ صورت موجود ہے۔ اس لیے شرعاً نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ غلام فرید عفا اللہ عنہ مفتی بہاوپور  
الجواب صحیح محمد عبدالحی معلم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ بہاوپور  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ سال عمر والی لڑکی کا والد کے نکاح سے انکار کرنا

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی لڑکی چودہ برس کی تھی۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح دے دیا اور ایجاب و قبول لڑکی سے نہیں کرایا گیا۔ بلکہ لڑکی کی طرف سے والد صاحب نے متولی بن کر ایجاب و قبول کیا اور اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ نکاح کے پڑے پہنانے کے لیے گئے تو لڑکی نے کپڑے پھینک دیے۔

### ج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر یہ لڑکی نکاح کے وقت نابالغ تھی۔ یعنی اس کو ابھی تک ماہواری کا خون نہیں آیا اور نہ اس کی عمر بحساب قمری پورے پندرہ سال ہو گئی تھی۔ تب تو باپ کا کرایا ہوا نکاح صحیح اور درست ہے۔ لڑکی کو بعد از بلوغ اس کے فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور اگر بوقت نکاح یہ بالغ تھی تب اس کی رضا مندی جواز نکاح کے لیے ضروری ہے۔ اگر نکاح کے علم ہو جانے کے بعد اس نے نکاح کو رد کر دیا ہو تو نکاح کا اعدم ہو گیا ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر علم ہو جانے کے بعد صراحتاً یا دلالتاً رضا مندی لڑکی کی پائی گئی ہو تو نکاح صحیح ہو گیا ہے اور بعد میں

لڑکی کو توڑنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ کما قال فیہ الکفر مع النہر ص ۲۰۲ ج ۲ ولا تجبر بکر  
بالغة على النکاح الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبدالمطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ

اگر چچا نے لڑکی کا نکاح کرایا ہو تو لڑکی بعد بلوغ کے اسے فسخ کر سکتی ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ جناب عالی میرا باپ فوت ہو گیا تھا۔ میں یتیم تھی۔ میرا ایک چچا تھا۔ مجھے  
اس نے رہنے کی جگہ نہ دی اور تکلیف دیتے تھے۔ پھر وہ جگہ میں نے چھوڑ کر اور گھر میں رہائش کی اور پھر آسودہ حال  
ہوئی میں بچپن میں تھی کہ چچا دشمن نے میری اجازت کے بغیر اور بغیر میرے مشورہ کے میرا نکاح کر دیا اور بعد میں مجھے  
پتہ چلا تو میں نے انکار کیا اور اب تک میرا انکار ہے۔ اگر مجھے کوئی قتل کر دے گا تو بھی میں اس نکاح کو منظور نہیں کروں  
گی جو کہ میرے دشمن چچا نے کر دیا ہے۔ حضرات کی خدمت میں یتیم کا سوال ہے کہ مجھے کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ شریعت  
کے مطابق بھی پورا ہو اور نکاح بھی فسخ ہو جائے۔ مجھے شرعی فیصلہ منظور ہے فتویٰ عنایت فرمائیں۔ میرا نکاح ۱۹۶۱ء میں  
ہوا ہے۔ پھر میں ۱۹۶۶ء میں بالغ ہوئی ہوں۔

ج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چچا نے اس لڑکی کا نکاح صغریٰ میں اگر غیر کفو میں کر دیا ہو یا مہر میں غبن فاحش کر چکا ہو۔  
یعنی ایسی لڑکیوں کا جتنا مہر ہوا کہتا ہے۔ اس سے نصف یا اس سے کم مقرر کر دیا ہو تو ایسی صورت میں چچا کا کرایا ہوا  
نکاح کا اعدام ہے۔ لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اگر چچا نے اس کا نکاح کفو میں اور غبن فاحش کے بغیر کرایا ہو تو  
لڑکی کا نکاح ہو گیا ہے۔ لیکن شرعاً اسے حق اختیار بلوغ حاصل ہوتا ہے اور وہ اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ لیکن اس کی شرط  
یہ ہے کہ قبل از بلوغ اگر اسے نکاح کا پتہ چل گیا تھا تو بالغ ہوتے ہی اگر اس نے فوراً بلا کسی تاخیر کے نکاح مذکور کا انکار کر  
دیا ہو تو اسے فسخ کرانے کا حق ہوتا ہے اور اگر بالغ ہوتے ہی فوراً انکار نہ کیا ہو بلکہ بعد میں انکار کیا ہو تب شرعاً یہ نکاح فسخ  
نہیں کر سکتی اور اگر اس کو قبل از بلوغ نکاح کا پتہ نہ چلا ہو تو بعد از بلوغ جب بھی اس کو پتہ چل گیا ہو۔ اگر فوراً اسی وقت  
نکاح کا انکار کر چکی ہو تو اس کو فسخ کرانے کا حق ہے۔ ورنہ نہیں۔ فسخ کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ حاکم مسلمان کی عدالت  
میں یہ لڑکی درخواست پیش کر دے کہ میرا نکاح صغریٰ میں میرے چچا نے کر دیا تھا اور اب میں بالغ ہو گئی ہوں اور میں

اس نکاح سے انکاری ہوں۔ لہذا حاکم میرا نکاح فسخ کر دے۔ حاکم معاملہ کی تحقیق کرنے کے بعد اس کا نکاح فسخ کر دے اور پھر جہاں چاہے اپنی مرضی سے یہ لڑکی نکاح کر لے۔ قال فی الكنز ولهما خيار الفسخ بالبلوغ فی غیر الأب والجد بشرط القضاء ویبطل بسکوتها ان عملت بکراً کنز مع النهر ص ۲۰۹ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور وفی التویر وان کان المزوج غیر هملاً یصح من غیر کف او بغبن فاحش اصلاً وان کان من کف وبمهر المثل صح ولهما خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده بشرط القضاء الخ ص ۶۷ ج ۳۔ مزید حیلہ ناجزہ میں ہے۔ وفی الحیلۃ الناجزۃ نقلاً عن الجوهرة والذي يتغابن فيه الناس مادون المهر قاله شيخنا موفق الدين وقيل ما دون العشرة وقال العلامة التهانوی فی الحاشیۃ قلت لعل الاختلاف لاختلاف الزمان او المكان فالأولی ان لا یقدر بل ینظر الی العرف . واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الذی قعدہ ۱۳۸۵ھ  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## باب سوم

وکیل کے ذریعہ نکاح کا بیان





کسی رشتہ دار نے اگر نابالغ لڑکے کے لیے قبول نہ کیا تو  
نابالغ کے قریبی رشتہ داروں کی اجازت پر موقوف ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی اللہ بخش نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح دوسرے نابالغ لڑکے کے ساتھ کرادیا اور اس نکاح میں ایجاب و قبول کرنے والا کوئی آدمی نہیں ہے۔ صرف اس لڑکے کے پلندر موجود تھے اور پلندر ہماری زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس سے لڑکے کی والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا ہو۔ اب اگر ایجاب و قبول کرنے والا یہ پلندر ہے تو نکاح ہوا یا نہیں؟ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں اگر نابالغ لڑکا آپ قبول اور ایجاب کرے تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اب پلندر کا کیا ہوا نکاح فضولی کا نکاح ہوگا۔ اگر نابالغہ کے اولیاء نے اس کی اجازت دے دی تو صحیح ہو جائے گا اور اگر رد کر دیا تو رد ہو جائے گا۔ نیز لڑکا نابالغ اگر عاقل ہے تو اس کا ایجاب و قبول بھی اجازت اولیاء پر موقوف ہے اور اگر غیر عاقل یعنی بہت چھوٹا ہے تو وہ ایجاب و قبول لغو ہے۔ اجازت اولیاء صحیح نہیں۔ جب تک دوبارہ ایجاب و قبول نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ لڑکا اگر ایجاب و قبول خود کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نابالغ لڑکے مسمیٰ عبد المجید نے بحالت یتیمی جبکہ اس کی عمر دس سال تھی اور اس کی ماں اغوا ہو کر دوسرے شہر چلی گئی تھی اور اس کی ماں کی راضی مرضی پر اس لڑکے نے وہاں مجلس نکاح میں بزبان خود ایجاب کر کے مہر مثل پر ایک بالغ عورت سے نکاح کر لیا۔ اب وہ عورت اپنے لڑکے کو لے کر اپنے خاندان میں چلی گئی اور اس خاندان کی اور لڑکی کے خاندان کی آپس میں سخت عداوت اور دشمنی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس نابالغ لڑکے کا نکاح مذکورہ جو وزیراں دختر عالم شیر سے پڑھا گیا اور ناکح کا نکاح پڑھنے کے وقت اس کا کوئی متولی موجود نہ تھا۔ بلکہ ان کی رضا مندی تک بھی نہ تھی۔ تو کیا اس صورت میں نکاح منعقد ہوگا یا نہیں اور اندریں صورت وزیراں کا نکاح دوسری جگہ بلا کسی منہج کے ہو سکتا ہے یا نہ۔ بینوا تو جروا

## ﴿ج﴾

اس نابالغ لڑکے کا یہ نکاح موقوف ہے۔ پس اگر اس کے ولی کو علم ہو گیا اور اس نے اجازت دے دی تو نکاح صحیح اور نافذ ہوگا اور اگر ولی غیر اب و جد ہے تو اس لڑکے کو بعد از بلوغ خیار بلوغ حاصل ہوگا اور اگر ولی نے اجازت نہ دی تو نکاح فسخ ہوگا اور اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ قال فی العالمگیریہ ص ۱۲۸۶ ج اسئل القاضی بدیع الدین عن صغیرة زوجت نفسها من كف ولا ولی لها ولا قاضی فی ذالک الموضع قال ینعقد ویستوقف علی اجازتها بعد بلوغها کذا فی التارخانیه واذ زوجت الصغیرة نفسها فاجاز الاخ الولی جاز ولها الخیار اذا بلغت کذا فی محیط السرخی وفيها ایضاً ص ۱۳۰۴ ج ۱ ولا یبطل خیار الغلام مالم یقل رضیت أو یجئ منه ما یعلم أنه رضی ولا یبطل بالقیام فی حق الغلام وانما یبطل بالرضا هکذا فی الهدایه وفي الخانیه علی هامش العالمگیریہ ص ۳۴۰ صبی تزوج بالغة فغاب فلما حضر تزوجت المرأة بزواج اخر وقد كان الصبی اجاز بعد بلوغه النکاح الذی باشره فی الصغر فان كانت المرأة تزوجت بزواج اخر قبل اجازة الصبی جاز النکاح الثانی لأنها تملك الفسخ قبل اجازة الصغیر وان كان النکاح الثانی بعد اجازة الصغیر ینظر ان كان النکاح فی الصغر بمهر المثل أو بما یتغابن الناس فیہ لا يجوز النکاح الثانی لانه كان موقوفاً فینفذ باجازه الصبی بعد البلوغ وان كان بمهر کثیر لا یتغابن الناس فیہ وللصغیر أب أو جد فکذا لک لأنهما یملکان النکاح علیہ بمهر کثیر فیتوقف عقد الصغیر علی اجازتهما فینفذ بالاجازة بعد البلوغ وان لم یکن للصغیر أب أو جد جاز الثانی من المرأة لأن عقد الصغیر علی هذا الوجه لم یتوقف فلا تلحقه الاجازة الخ . وهکذا فی الشامیة ص ۱۳۴۰ ج ۱

(۱) اور اگر ولی نے سکوت اختیار کیا صراحۃً یا دلالتاً اجازت نہ بھی دی اور نہ فسخ کیا تو بعد از بلوغ اس لڑکے کی اجازت و فسخ پر نکاح موقوف ہے۔ چونکہ یہ نکاح موقوف ہے۔ اس لیے قبل از اجازت ولی اور بصورت دیگر قبل از اجازت اس لڑکے کے بعد از بلوغ لڑکی کو اس نکاح کے خود فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۵ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

اگر نابالغ لڑکے کی طرف سے اجنبی شخص ایجاب و قبول کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص مسمیٰ قادر بخش نے اپنی نابالغ لڑکی کے نکاح کا ایجاب ایک یتیم نابالغ لڑکے کے ساتھ کر دیا اور اس یتیم نابالغ لڑکے کے نکاح کی قبولیت ایک ایسے شخص مسمیٰ غلام رسول نے کی۔ جو اس کا وارث نہیں۔ بلکہ ایک اجنبی شخص ہے۔ اب عرصہ تین سال سے لڑکی بالغہ ہے اور لڑکا بھی قریب البلوغ یا بالغ ہوگا۔ لڑکی کے والدین اس رشتہ کو ناپسند کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر شرعاً یہ نکاح منعقد ہو چکا ہے تو ہمیں کوئی انکار نہیں۔ ورنہ چونکہ لڑکی بالغ ہے۔ اس لیے ہم دوسری جگہ اس کا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں ایک اجنبی شخص کی قبولیت شرعاً معتبر ہے یا نہیں اور نکاح منعقد ہو چکا ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں اس یتیم نابالغ لڑکے کے ورثاء عصبہ بنفسہ وہاں سے امیل کے فاصلہ پر موجود ہیں۔ لیکن ان کی طرف سے ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا ان کو نکاح منظور ہے یا نہیں اور اب اگر وہ کہیں کہ جب ہم نے اس کا حال سنا تھا۔ تو ہم نے منظور کیا تھا اور اب تک وہ ہمیں منظور ہے تو کیا اب ان کا یہ قول معتبر ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہ۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

یہ نکاح لڑکے کے عصبہ بنفسہ کے منظور کرنے پر موقوف تھا۔ اگر عصبہ بنفسہ نے اس نکاح کو منظور کر لیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا ہے۔ لہذا عصبہ بنفسہ سے حال معلوم کیا جائے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم نے قبول کر لیا تھا۔ تو نکاح صحیح ہوگا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حریرہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۴ محرم ۱۳۹۲ھ

دادا اگر پوتی کا نکاح بیٹے کی اجازت سے کرے تو درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء عظام فی ہذہ المسئلہ کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کے نکاح کا وکیل اپنے باپ کو بنادے۔ (دادا) اگر نکاح کر دے تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں۔



### ﴿ج﴾

اگر لڑکی کے والد کی اجازت سے دادا نے اس کا نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح شرعاً منعقد اور لازم ہے۔ بالغ ہونے پر اس نکاح کو رد کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان  
۲۵ رمضان ۱۴۱۹ھ

### بچی کا نامناسب جگہ رشتہ کرنے سے متعلق ایک مفصل فتویٰ

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نور بنت سجاول قوم بھٹی موچی سکندہ موضع اکان والا تحصیل کبیر والا ضلع ملتان تقریباً سولہ سالہ ہوں۔ میرا نکاح ہوئے کو عرصہ چار سال گذر چکا ہے۔ میرے والد نے میرا نکاح کر دیا۔ میری عمر گیارہ سال تھی۔ جس شخص کے ساتھ میرا نکاح ہوا۔ وہ مسمی اللہ بخش عمر ۷ سال کا تھا۔ والد نے ضد میں آکر میرا نکاح زبردستی برادران سے غلبہ کر کے کر دیا۔ کوئی شخص بھی ارضی نہ تھا۔ جب میں بالغہ عمر ۱۵ سال میں پہنچی تو میں نے اس نکاح سے فورا انکار کر دیا۔ میں اس خاوند سے سخت منکرہ ہوں۔ والد نے میرے اوپر بہت ظلم کیا ہے اور مجھ کو بوڑھے آدمی کے نکاح میں دے دیا ہے۔ میں اس نکاح سے معافی چاہتی ہوں۔ علماء کرام و حکام عظام سے درخواست ہے کہ میرے حق میں فیصلہ فرمائیں۔ والد کی شفقت میرے حق میں نہیں ہے۔ میں ہرگز اس نکاح کو قبول نہیں کروں گی۔ مفتی صاحب اپنا فتویٰ سے مشرف فرمائیں۔ تاکہ عند الضرورت عدالت عالیہ میں فتویٰ پیش کروں۔ انگوٹھا سائلہ۔ نورن مائی

### جواب از مولوی عبد الجبار پاکپتن

ایسی لڑکی جس کو والد نے بغیر سوچے سمجھے ایک بوڑھے آدمی کو نکاح کر دیا ہے اور لڑکی اس سے نفرت کرتی ہے اور وہ بلوغت کے بعد اپنی مرضی اور رضا سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ کیونکہ ایسا ولی نکاح شرعاً فضولی شمار ہوتا ہے۔ وہ مبذر اور مسرف کی جماعت میں سے ہے۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی میں ہے کہ ولی نکاح نہیں بن سکتا ہے۔ بخاری شریف ص ۱۷۷ ج ۲ میں ہے۔ من زوجها الاب او الجد وہی کارہۃ فنکاحھا مردود۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس لڑکی کا نکاح والد یا دادا کر دے اور وہ لڑکی اس نکاح کو مکروہہ جانے۔ پس وہ نکاح رد کیا جائے گا مشکوٰۃ شریف، ابوداؤد ص ۱۲۸ ج ۲۔ عن ابن عباس قال ان جاریۃ بکرات النبی فذکرت ان ابھا زوجها وہی کارہۃ فخیرها النبی۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک لڑکی حاضر ہوئی جو کہ

بلوغ کے قریب تھی اور کہنے لگی کہ میرا نکاح والد نے کر دیا ہے اور میں مکروہ جانتی ہوں اس نکاح کو۔ پس حضورؐ نے اس کو اختیار دے دیا اور اس کا نکاح فسخ کر دیا۔ نووی شرح مسلم ص ۱۳۵۶ ج ۱ میں ہے۔ قال الأوزاعی وأبو حنيفة وأخرون من السلف يجوز لجميع الأولياء أن تنكحوا الصغيرة ولها الخيار إذا بلغت کہا ہے امام اوزاعیؒ اور ابوحنیفہؒ نے اور دوسرے اصحاب سلف نے کہ جائز ہے تمام ولیوں کے لیے کہ صغیرہ لڑکی کا نکاح کر دیں۔ لیکن وہ بالغہ ہونے کے بعد اختیار رکھتی ہے کہ خواہ نکاح کر رکھے یا نہ رکھے۔ وہ نفس کی مالک ہے۔ کہا ہے ملا علی قاری نے کہ علت فسخ نکاح کی کراہت ہے۔ لڑکی کا مکروہ جاننا نکاح کو فسخ کر دیتا ہے۔ کذا فی مظاہر حق اور فتاویٰ نذیریہ ص ۲۱۶، ۲۱۷ ج ۲ میں ہے کہ جب باپ اپنی لڑکی کا نکاح کر دے اور یہ لڑکی اس نکاح کو مکروہ جانے پس وہ نکاح فسخ کیا جائے گا۔ خواہ والد نکاح کرے یا دادا۔ صغیرہ کا نکاح کر دے یا بڑی بالغہ کا۔ ہر دو صورت میں لڑکی فسخ کر سکتی ہے۔ باپ نے نکاح کفو میں کیا ہو یا غیر کفو میں ایک ہی حکم ہے۔ الدر المختار ص ۵۸ ج ۳ میں ہے۔ لانقطاع الولاية بالبلوغ۔ یعنی بلوغت کے بعد ولی کی ولایت منقطع ہو جاتی ہے اور لڑکی مختارہ ہو جاتی ہے اور جس ولی میں شفقت نہیں ہے وہ ولی نکاح کی ولایت سے دور ہے۔ اس کا حکم شرعاً منسوخ ہے۔ لہذا لڑکی اپنے نفس کی مالک ہے۔ کیونکہ والد نے اس پر بہت ظلم کیا ہے۔ لہذا شرعاً اجازت اپنی مرضی سے اختیار کر سکتی ہے۔ قال البيهقي وحافظ ابن حجر اسند عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذ كنت كارهة فانت بالخيار۔ یعنی جب تو اس نکاح کو مکروہ جانتی ہے تو تو اختیار والی ہے۔ عن عائشة ان فتاة دخلت عليها فقالت ابی زوجنی من ابن اخیه وانا كارهة فقالت اجلسی حتی یاتی رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبر فارسل الی ابیها ودعاه فجعل الامر اليها فقالت یا رسول الله قد اجزت ما صنع ابی ولكن اردت ان اعلم النساء انه ليس للاباء من الامر شیء۔ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایک جوان عورت عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرا نکاح میرے والد نے کر دیا ہے اور وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تو بیٹھ جا۔ یہاں تک کہ رسول اللہؐ آجائیں۔ جب حضورؐ تشریف لائے تو عائشہ صدیقہ نے بیان کیا۔ حضورؐ نے اس کے والد کو بلایا اور لڑکی کو اختیار دے دیا۔ اس کے بعد لڑکی نے کہا کہ میں والد کی بات مانتی ہوں۔ میں نے اس بات کو جتلا نا تھا کہ لڑکیوں کو شرعاً اختیار ہے۔ جس والد کی شفقت نہ ہو اور لڑکی پر ظلم ہو۔ اس کا نکاح کیا ہوا لڑکی کے اختیار پر ہے۔ باپ کا کچھ حق نہیں ہے۔ نسائی کتاب النکاح۔ (نوٹ) فتویٰ لا جواب ہے۔ واللہ اعلم

حررہ علامہ بحر العلوم مولوی عبد الجبار مدرس کتب عربی مفتی تحصیل تام سند یافتہ دہلی شریف  
علامہ فاضل بابر پوری، بونگوی، یعنی بونگہ صالح جان وارد بونگہ حیات تحصیل پاکپتن ضلع منگمری بقللم خود  
مفتی اعظم مولوی عبد الجبار بونگہ حیات بقللم خود



ہدایہ میں ہے۔ ویجوز نکاح الصغیر والصغيرة اذا زوجهما الولی بکرا کانت أو ثیباً والولی هو العصبہ (الی قولہ) فان زوجہما الأب أو الجد یعنی الصغیر أو الصغيرة فلا خيار لهما۔ بعد بلوغہما لأنہما کاملاً۔ الرأی وافر الشفقة فیلزم العقد بما شرتهما الخ ہدایہ مع الفتح ص ۱۷۲ ج ۳ درمختار علی هامش تنویر الابصار ص ۶۵ ج ۳۔ وللولی الاتی بیانہ انکاح الصغیر والصغيرة جبراً ولو ثیباً (الی قولہ) ولزم النکاح ولو بغین فاحش بنقص مہرہا و زیادۃ مہرہ او زوجہا بغیر کف ان کان الولی المزوج بنفسہ بغین أباً أو جدّاً وكذا المولی۔ اور ردالمحتار میں ہے۔ تحت قول درمختار لزم النکاح ای بلا توقف علی اجازۃ أحد و بلا ثبوت خيار فی تزویج الأب والجد الخ ص ۶۶ ج ۳ اور کنز الدقائق مع البحر الرائق ص ۱۲۶، ۱۲۷ میں ہے۔ وللولی انکاح الصغیر والصغيرة والولی العصبہ بترتیب الارث الی قولہ ولهما خيار الفسخ بالبلوغ فی غیر الأب والجد بشرط القضاء اور بحر الرائق ج ۳ ص ۳ میں ہے۔ تحت لهما خيار الفسخ الی قولہ ولا جد بشرط قضاء القاضی بالفرقة هذا عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف لا خيار لهما۔ اعتباراً بالأب والجد۔ واضح رہے کہ یہ کتب جن کی عبارتیں نقل کی گئیں ہیں۔ معتبر کتب حنفیہ میں سے ہیں۔ اسی طرح تمام فقہاء نے لکھا ہے اور یہی کتب فقہ میں ہے۔ یہ سب عبارتیں اس بات میں نص ہیں کہ تمام اولیاء ترتیب الارث سے ولایت اجبار رکھتے ہیں۔ صغیر صغیرہ پر یعنی جو بھی کسی درجہ میں وارث بن سکتا ہے۔ وہ صغیر و صغیرہ کا ولی نکاح بھی ہے۔ نیز یہ احناف کا متفقہ مسئلہ ہے کہ اب اور جد چونکہ وافر الشفقت ہوتے ہیں۔ اپنی اولاد پر اور ان کی شفقت کامل ہوتی ہے۔ اولاد کے مصالح اچھے طریقے سے سوچ سکتے ہیں۔ اس بناء پر شرعاً ان کی ولایت بھی کامل ہوگی کہ وہ جب صغیر یا صغیرہ کا نکاح کر دیں گے تو انھیں خيار بلوغ حاصل نہیں ہوگا کہ خيار بلوغ کی بناء پر اب اور جد کا نکاح فسخ کر سکیں۔ ان کا نکاح کیا ہوا لڑکے اور لڑکی پر اس طرح لازم ہوگا جیسے خود بعد البلوغ نکاح کر دیں۔ البتہ اب اور جد کے علاوہ اگر کسی دوسرے ولی نے نکاح کر دیا تو ان کی شفقت چونکہ ناقص ہے۔ ان کے مصالح اب اور جد کی طرح نہیں سوچ سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ نکاح کر دیں اور اس میں لڑکے لڑکی کا نقصان ہو۔ تو اب اور جد کی طرح یہاں بھی لزوم نکاح کا حکم کر دیں تو اس نقصان کی تلافی نہیں ہوگی۔ اس بناء پر شریعت نے اب اور جد کے علاوہ دوسرے اولیاء کے کیے ہوئے نکاح میں خيار بلوغ کی وجہ سے نکاح فسخ عند القاضی کا حق دے دیا ہے۔ تاکہ اس نقصان کی تلافی ہو جائے۔ لیکن اب اور جد میں بھی یہ بات نہ رہے کہ اپنی اولاد کے مصالح کا بالکل خیال نہ رکھیں اور شفقت ختم ہو جائے اور فقدان شفقت ہو ان کے حق میں برا سوچیں یعنی معروف بسوء الاختیار ہو جائیں تو عند الاحناف دوسرے ولیوں کی طرح اب اور جد



کے کیے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ سے فسخ نکاح کر سکتے ہیں۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کسی باپ کا ایسے بوڑھے سے نکاح کرنا یہ اس کی شفقت سے عاری ہونے کی وجہ اور لڑکی کی مصلحت نہ سوچنے کی وجہ بن سکتی ہے اور وہ معروف بسوء الاختیار ہوگا یا نہ تو نبوت کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلمانوں کے واقعات میں غور کرنے سے یہی سمجھ میں آئے گا کہ یہ عدم شفقت کی وجہ نہیں بن سکتی۔ ویسے نکاح آج کل ہوتے رہتے ہیں مثالیں موجود ہیں۔ تو اس سے باپ معروف بسوء الاختیار نہیں ہو سکتا۔ تاکہ پھر اس کے کیے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ سے گنجائش فسخ نکاح ہو۔ لہذا صورت مسئلہ میں والد نے کسی مصلحت کی بنا پر نکاح کیا ہوگا۔ جو کہ دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتی ہوگی تو لڑکی کو خیار بلوغ مذہب احناف کی رو سے شرعاً حاصل نہیں اور نکاح بدستور باقی ہے۔ بغیر اس کے کہ اسی خاوند کے ساتھ رہے یا کہ طلاق یا خلع سے اپنے آپ کو چھڑائے کوئی خلاصی کی صورت نہیں۔ باقی حضرت مجیب کا حال ملاحظہ فرمائیں۔ وہ مذہب حنفی سے واقف نہیں ہیں۔ مذہب حنفیہ میں صغیرہ اور کبیرہ کے نکاح کے حکم میں فرق کو نہیں سمجھا کہ احناف کے نزدیک بالغ یا بالغہ پر باپ یا دیگر اولیاء کی ولایت نہ رہنے کی وجہ سے اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتے۔ اگر کریں گے تو بالغہ کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ بخلاف صغیرہ کے اس کے نکاح میں تفصیل مذکورہ بالا ہے اور صورت مذکورہ لڑکی صغیرہ کے نکاح کے متعلق ہے۔ لیکن مجیب صاحب کی عبارت منقولہ درمختار و شامی وغیرہ سے بالغہ کے حق میں ہے۔ نیز جو بھی حدیث مجیب صاحب نے نقل کی ہے اور ان احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اختیار دیا ہے۔ ان کی مرضی پر نکاح موقوف رکھا ہے۔ وہ سب کے سب بالغہ کے متعلق ہیں اور احناف بھی ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ اگر بغیر رضاء و اجازت بالغہ کے باپ یا کسی اور ولی نے نکاح کر دیا اور لڑکی کو ناپسند رہا تو وہ عند الاحناف رد ہے۔ بخلاف صغیرہ کے اس کے نکاح کا حکم ایسے نہیں۔ چنانچہ خود مجیب صاحب ان احادیث کے ترجمہ میں بالغہ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ لیکن صورت مسئلہ میں نکاح صغیرہ کے متعلق ہے اور صغیرہ کے نکاح کے متعلق مجیب صاحب نے کوئی حدیث بھی تحریر نہیں فرمائی اور فتاویٰ عبدالحی صاحب میں مجیب کے لیے کوئی عبارت اس مقصد کے لیے مفید نہیں۔ نہ ملا علی القاری نے کوئی ایسی بات لکھی ہوگی وہ تو احناف کے امام ہیں۔ باقی مسلک احناف جو کہ کتب معتبرہ حنفیہ سے ذکر کیا گیا ہے (اور امام نووی تو حنفی المذہب نہیں)۔ باوجود اس کے فقہاء احناف کے مذہب حنفی سے واقف نہیں۔ علاوہ ازیں بنا بر تقاضائے بشریت کی جگہ مذاہب کے نقل میں غلطی کی ہے اور یہ نقل بھی احناف کے مسلک مذکور فی کتب المذاہب کے موافق نہیں۔ لہذا یہ عبارت بھی دعویٰ کے لیے مفید نہیں۔ مسلک کتب احناف میں واضح ہوتے ہوئے اس کی نقل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم



والدہ کا کرایا ہوا نکاح لڑکی بلوغ کے بعد ختم کر سکتی ہے

﴿ج﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابالغہ لڑکی جس کی عمر تقریباً تین سال ہو اور اس کا نکاح اس کی والدہ نے باپ کی عدم موجودگی اور رضامندی کے بغیر کسی لڑکے سے جو کہ اس وقت نابالغ تھا۔ پڑھا دیا ہو اور باپ نے اس نکاح کی مخالفت کی ہو اور لڑکی نے سن بلوغت کو پہنچ کر اس نکاح کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہو۔ کیا یہ نکاح شرعی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے اگر واقعی شرعی طریقہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ لڑکی کی صغر سنی میں نکاح لڑکی کی ماں نے پڑھایا تھا اور نکاح سے قبل یا بعد باپ نے اس نکاح کی اجازت نہ دی ہو۔ بلکہ نکاح کا علم ہونے پر باپ نے اس نکاح کو رد کر دیا ہو۔ جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے تو نکاح اسی وقت سے منسوخ ہو چکا ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ لیکن اگر نکاح سے قبل یا بعد والد نے اس نکاح کی اجازت دی ہو اور لڑکی کی والدہ کے کیے ہوئے نکاح کو درست تسلیم کر لیا ہو تو پھر نکاح منعقد ہو چکا ہے اور اب بلوغ کے بعد لڑکی اس نکاح کو فسخ بھی نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ محرم ۱۴۹۰ھ

لڑکی نے اگر اجمالی طور پر وکیل مقرر کیا ہو تو نکاح کے لیے وہی کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مولوی صاحب کسی شخص کا نکاح کرتے ہیں کہ دو گواہ اور ایک وکیل لڑکی کے پاس بھیج کر یہ کہلواتا ہے کہ تیرے نکاح کا وارث کون ہے اور لڑکی جواب میں کہتی ہے کہ میرا والد اور پھر اس کا والد نکاح کر دیتا ہے تو کیا یہ نکاح ہو جائے گا یا کہ نہیں۔ نیز اس نکاح کے بعد جب وہ مولوی صاحب نکاح پڑھا کر چلے گئے تو بعض نے کہا کہ نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ لڑکی کو یہ نہیں کہا گیا کہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کرتے ہیں۔ کیا تو راضی ہے۔ بلکہ لڑکی کو یوں کہا گیا ہے کہ تیرے نکاح کا وارث کون ہے اور لڑکی نے کہا کہ میرا والد ہے۔ نیز لڑکی بھی بالغ ہے۔

(نوٹ) حالانکہ یہ نکاح ولیمہ کے بھی بعد ہوا ہے اور پھر یہ شرعی نکاح ہوا ہے اور رجسٹر پر تو پہلے ہو چکا تھا اور لڑکی

نے دستخط بھی کر دیے تھے اور پھر شرعی نکاح کے وقت اس سے یہ پوچھا کہ تیرے نکاح کا وارث کون ہے اور لڑکی نے کہا کہ میرا وارث میرا والد ہے۔ پھر ان دو گواہوں نے اور ایک وکیل نے آ کر تمام لوگوں کے سامنے کہا کہ ہم لڑکی سے پوچھ کر آئے ہیں اور لڑکی نے جواب دیا ہے کہ میرا وارث والد ہے۔ پھر ایجاب و قبول ہوا اس کے بعد پھر ایک دوسرے مولوی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ نکاح نہیں ہوا اور اس مولوی صاحب نے دوسرا نکاح لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ کیا یہ دوسرا نکاح ہو جائے گا۔ نیز اگر پہلا نکاح ہو گیا تو دوسرا نکاح پڑھانے والے مولوی کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر لڑکی نے رجسٹر نکاح پر دستخط کر دیے تھے اور گواہوں کے سامنے والد کو اپنے نکاح کا وارث یعنی وکیل مقرر کیا تھا اور والد نے شرعی طریقہ سے گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح کرایا تو صحت نکاح میں کوئی تردد نہیں اور نکاح ثانی ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا۔ نکاح پڑھنے والا مولوی صاحب اور نکاح میں موجود دوسرے اشخاص سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے اور نکاح خوان مولوی صاحب کی امامت (جب تک وہ توبہ نہ کرے) مکروہ تحریمی ہے۔ ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح واذا استاذنھا الولی فسکت او ضحکت فهو اذن (الی ان قال) ولو زوجها فبلغھا الخبر فسکت فهو علی ما ذکرنا الخ. (هدایة مع الفتح ص ۱۶۱ ج ۳) واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته. الی قوله لم یقل احد بجوازه. ویکره امامۃ عبد الخ. وفاسق (درمختار ص ۵۵۹ ج ۱) بل مشی فی شرح المنیۃ أن کراهۃ تقدیمہ أی الفاسق کراهۃ تحریم. (رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۶۰ ج ۱) واللہ اعلم

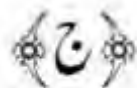
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۴ رجب ۱۳۸۵ھ

جب باپ اور دادا دونوں نے نکاح اول رد کیا ہو تو دوسرا نکاح درست ہوگا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی سلابت کے ساتھ ایک جوان عورت نے سپر اقوم سے جو کہ باکرہ بالغ تھی عقد کر لیا۔ جس میں صرف مسماۃ کے ایک بھائی کی رضامندی تھی۔ جبکہ اس کے والدین راضی نہ تھے اور نہ ان کو

اس کی اطلاع تھی۔ جب اس کے رشتہ داروں کو علم ہوا تو انھوں نے مسمیٰ مذکور اور اس کے بھائی مہلا کو تنگ کیا کہ یا ہمارے بازو واپس دو یا اس کے عوض کوئی رشتہ دو۔ بالآخر رشتہ دینے پر مصالحت کی صورت طے پائی ہے۔ وہ مسمیٰ سلا بت کے ایک تیسرے بھائی محمد زمان کی لڑکی تھی اور ڈیڑھ ماہ کی شیر خوار تھی اور محمد زمان خود فوج میں کوئٹہ میں ملازم تھا۔ جس کو ان تمام واقعات کا علم تک ہی نہ تھا۔ مسمیٰ مہلا کو یہ فریب سوچھا کہ اس نے بغیر اجازت والد و دادا کے محض ان کو ٹالنے کے لیے بوقت نکاح اس لڑکی کا نام انور ذکر کیا۔ جبکہ محمد زمان کی لڑکی کا نام نذیراں تھا۔ حالانکہ انور مسمیٰ مہلا کے چھوٹے بھائی کا نام تھا۔ دس پندرہ روز کے بعد سپر ابرادری کو پتہ چلا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا ہے۔ جس پر انھوں نے اپنے لڑکے کے جوان ہونے پر دوسری جگہ شادی کر دی۔ مسمیٰ مہلا کا حلفیہ بیان ہے۔ کہ میں نے انور کا نکاح کر کے دیا تھا۔ نہ کہ مسمیٰ نذیراں کا نیز اس عقد میں مسماۃ نذیراں کا والد اور دادا شامل نہ تھے اور نہ ان سے کسی طرح اجازت لی گئی بلکہ دادا نے اس وقت ہی کہا تھا کہ زمان کی لڑکی کا عقد ہرگز نہ کرنا۔ اس کا باپ فوج میں ملازم ہے اور میں بھی اس پر قطعاً راضی نہیں ہوں۔ اس لیے وہ مجلس نکاح میں شریک تک نہ ہوا۔ بلکہ مہلا نے ایسی تسلی دی کہ میں ان سے ایک فریب کرنے والا ہوں۔ جب مسمیٰ محمد زمان چھٹی پر آیا تو اس نے بھی مزید تحقیق کی اور یہی پتہ چلا کہ ان سپراؤں کو دھوکہ دیا گیا ہے اور وہ اپنی لڑکی ان کو دینے پر ہرگز رضا مند نہیں تھا۔ پھر جب مسماۃ نذیراں جوان ہوئی تو احتیاطاً اس نے خیار بلوغ کے حق کو بھی استعمال کیا کہ اگر میرے چچا نے میرا کوئی عقد کیا تھا تو وہ مجھے ہرگز منظور نہیں اور میں اس کو فسخ کرتی ہوں اور اس پر شہادتیں فراہم کیں۔ مسماۃ کے والد اور دادا کا حلفیہ بیان ہے کہ ہم نہ اس کے نکاح میں موجود تھے اور نہ ہی ہم نے کوئی زبانی یا تحریری اجازت دی تھی اور نہ ہی ہم اس پر راضی تھے۔ اب مسماۃ نذیراں کا دوسری جگہ عقد کر دینے کے بعد جس میں باقاعدہ باپ دادا شامل تھے۔ فریق اول کے سپراؤں نے مشہور کر دیا کہ اس لڑکی سے ہمارا عقد تھا۔ صورت مذکورہ میں بیان فرمائیں کہ مسماۃ نذیراں کا عقد اول درست ہے۔ جس میں نہ باپ دادا موجود تھے نہ راضی بلکہ مسماۃ کے چچا نے عقد کر دیا تھا اور وہ بھی انور نامی کا جبکہ اس نام کی لڑکی ہی نہ تھی یا عقد ثانی جو کہ برضا و رغبت مسماۃ مذکورہ باجوازۃ والد و دادا کیا گیا ہے۔ مینو اتو جروا



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ پہلا نکاح شرعاً بدو وجہ درست نہیں ہوا ہے۔ ایک تو یہ کہ نذیراں کا نکاح انور کے نام سے کیا گیا ہے اور جب نکاح میں دوسرا نام ذکر کر دیا جائے اور اس کی طرف اشارہ نہ ہو جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ صورت مسئلہ میں اگر انور کا نام ذکر کر کے نکاح کرایا گیا ہو اور اس لڑکی کی شخصیت کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو تو نکاح



سرے سے منعقد نہیں ہوا ہے۔ کما قال فی العالمگیریہ ص ۱۲۷ ج ۱ رجل له بنت واحدة اسمها فاطمة قال لرجل زوجته منك ابنتی عائشة ولم تقع الاشارة الى شخصها ذكر فی فتاوی الفضلی أنه لا یعقد النکاح . اور اگر بالفرض منعقد ہوا ہو تو چونکہ چچا ولی بعد ہے اور وہ ولی اقرب باپ اور دادا کی اجازت کے بغیر نکاح کر چکا ہے۔ لہذا یہ نکاح موقوف ہوا ہے۔ ولی اقرب کی رضا مندی پر۔ باپ اگرچہ غائب ہے۔ غیبت منقطعہ کے ساتھ۔ لیکن لڑکی کا دادا تو حاضر ہے اور اس نے اجازت نہیں دی اور والد نے بھی آنے کے بعد رد کر دیا ہے۔ لہذا پہلا نکاح درست نہیں ہوا ہے اور دوسرا نکاح صحیح ہے۔ کما قال فی العالمگیریہ ص ۱۲۸ ج ۱ وان زوج الصغير أو الصغيرة أبعد الأولياء فان كان الأقرب حاضراً وهو من أهل الولاية توقف نكاح الأبعد على إجازته وان لم يكن من أهل الولاية بان كان صغيراً أو كان كبيراً مجنوناً جاز وان كان الأقرب غائباً غيبة منقطعة جاز نكاح الأبعد كذا فی المحيط . فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی مقامی عالم دین کو بلا کر خوب تحقیق کر لی جائے۔ اگر واقعہ مندرجہ صحیح ہے تو جواب درست ہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ صفر ۱۳۸۶ھ

## زانی اپنی بچی کا ولی بن سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح کسی کے ساتھ تھا۔ وہ عورت دوسرے مرد کے ساتھ چلی گئی۔ اس میں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس لڑکی نابالغ کا نکاح زانی نے ایک بالغ مرد کے ساتھ کیا۔ لہذا اب تک اس مرد اور عورت کا نکاح نہیں اور لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ لڑکی بالغ ہو کر انکاری ہو گئی ہے کہ میں اس لڑکے سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ نکاح فضولی ہے کہ یہ زانی مرد اس لڑکی کا باپ اور ولی نہیں ہے۔ بلکہ اس عورت کا اصلی خاوند اس لڑکی کا باپ اور ولی ہے۔ اگر نکاح مذکور کی اس کے اصلی باپ نے صراحۃً اجازت نہ دی ہے تو یہ نکاح چونکہ فضولی ہوا تھا اور موقوف تھا اس لیے جبکہ لڑکی کے باپ نے اجازت نہ دی ہو اور نہ لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو منظور کیا ہو اور نہ اجازت دی ہو بلکہ بالغ ہو کر لڑکی اس زانی کے کیے ہوئے نکاح سے انکاری ہو گئی تو شرعاً وہ



نکاح موقوف ختم ہو گیا اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ اس عورت مغویہ کے اصل خاوند نے جو کہ شرعاً اس لڑکی کا باپ اور ولی ہے۔ لڑکی کے نکاح کے وقت سے اس کے بلوغ تک کے عرصہ میں اس نکاح کو صراحۃً منظور نہ کیا ہو کیونکہ اگر لڑکی کے باپ نے لڑکی کے بلوغ کے وقت انکار سے پہلے اس نکاح کو صراحۃً منظور نہ کیا ہو تو وہ فضولی نکاح موقوف شرعاً صحیح و لازم ہو جاتا ہے اور بعد میں لڑکی کے بلوغ کے وقت کا انکار شرعاً غیر معتبر ہے۔ اس کے انکار سے وہ والد کا منظور کردہ نکاح شرعاً ختم نہیں ہوتا اور نہ یہ لڑکی اس صورت میں دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ اسی طرح اگر لڑکی کے والد نے نکاح ہونے کے وقت سے لڑکی کے انکار سے پہلے اس نکاح کو نا منظور اور رد کیا ہو تو اس وقت سے اس لڑکی کا نکاح شرعاً ختم ہو گا۔ الحاصل اگر لڑکی کے والد نے پہلا نکاح منظور کیا ہو یا لڑکی کے باپ نے نہ اس نکاح کو منظور کیا اور نہ صراحۃً رد کیا ہو اور لڑکی نے بلوغ کے بعد انکار سے پہلے صراحۃً اس نکاح کو منظور کیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں وہ بچپن کا نکاح صحیح و لازم ہو گیا ہے۔ سوائے طلاق و خلع کے اس کے لیے خلاصی کی صورت نہیں اور اگر اس لڑکی کے والد نے پہلے اس نکاح سے انکار کیا ہو بعد میں چاہے لڑکی منظور بھی کرے یا باپ ساکت رہا ہو نہ منظور کیا ہو اور نہ رد کیا ہو بلکہ بلوغ کے وقت لڑکی نے اس نکاح سے انکار کیا تو ان دونوں صورتوں میں نکاح نہیں رہا اور یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ لڑکی کا باپ اور ولی اس عورت کا پہلا خاوند ہے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الد للفراش وللعاهر الحجر او کما قال علیہ السلام . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبدالمطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

والد کے نکاح کرانے کے بعد لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیٰ رحمت اللہ نے اپنے بھائی عبدالرحیم کے لیے بوکالت خود رو برو معتبرین شاہدین عاقلین بالغین مسلمین مندرجہ ذیل گاؤں کی مسجد کے امام صاحب کے توسط سے مسمیٰ اسلم کی لڑکی نابالغہ کا ایجاب و قبول کرایا ہے۔ لڑکی مذکورہ کا ایجاب خود اپنے والد اسلم نے تلفظ کیا ہے اور رحمت اللہ جو اپنے بھائی عبدالرحیم کی طرف سے وکیل تھا۔ اس نے قبول کر لیا تھا۔ اس معاملہ کے بعد جب وہ لڑکی بالغ ہو گئی تو اس نے اپنے والد کے نکاح کر دینے کی تردید کر دی ہے اور منکرہ ہو گئی ہے۔ آپ حضرات سے دو باتیں دریافت طلب ہیں۔ پہلے یہ مسئلہ ارشاد فرمائیں کہ یہ نکاح عند الشرع منعقد ہوا ہے یا نہیں۔ دوسری بات یہ قابل تحقیق ہے کہ انعقاد نکاح کے بعد

مسماة مذکورہ کا انکار خیار بلوغ کے مطابق موجب فسخ ہو سکتا ہے۔ بینوا تو جروا  
نیز معروض ہے کہ یہ ایجاب و قبول زبانی صادر ہوا ہے۔ نکاح خوان کے رجسٹر میں اس کا اندراج نہیں ہو سکا۔  
مجلس نکاح کے بعض افراد کے دستخط مندرجہ ذیل ہیں۔

گواہ شد	نکاح خوان	گواہ شد
محبت خان	مولوی محمد الیاس	سید محمد خان
نشان انگوٹھا	امام مسجد بقلم خود	

### ﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی باپ نے اپنی صغر سن نابالغ لڑکی کا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ  
گواہوں کی موجودگی میں کیا ہے تو یہ نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔ سابقہ نکاح بدستور  
باقی ہے۔ قال فی شرح التنویر وللولی انکاح الصغیر والصغیرة ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغین  
فاحش (قوله ولزم النکاح) ای بلا توقف علی اجازة أحد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الأب والجد  
وکذا الابن علی ما یأتی (رد المحتار ص ۶۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۵ جمادی الاول ۱۳۹۳ھ

نابالغ لڑکی کی طرف سے حقیقی والد کا قبول کرنا بالکل درست ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر نابالغ لڑکی جس کی طرف سے اس کا حقیقی باپ قبولیت کرتا ہے۔ وہ  
نکاح شرع شریف میں جائز و ثابت ہے یا نہیں۔ ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب ہیں۔ جو ایسے نکاح کے سرے سے  
قائل نہیں۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کی طرف سے جب حقیقی باپ قبولیت کرے تو یہ نکاح جائز اور  
لازم ہو جاتا ہے۔ اسی پر فقہاء مذاہب اربعہ امام اعظمؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا اتفاق ہے۔  
تمہارے ہاں کے مولوی صاحب کا انکار جہالت پر مبنی ہے۔ دیکھیے اللہ جل مجدہ کلام پاک کی اس آیت میں۔

واللانی یسنن من المحیض من نسانکم ان ارتبتم فعدتھن ثلاثة اشھر واللائى لم یحصن . الایة . (ترجمہ۔ اور وہ عورتیں جن کو بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا بند ہو گیا ہے اور جو نابالغہ ہیں۔ ان کی عدت تین ماہ ہے)۔ نابالغہ کی عدت بیان فرما رہے ہیں اور عدت طلاق کے بعد ہوتی ہے اور طلاق تب ہو سکتی ہے جبکہ پہلے نکاح ہو تو اس آیت سے صاف طور پر نابالغ لڑکی کے نکاح کا جواز معلوم ہو رہا ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ان کے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر چکے ہیں۔

کما قال فی فتح القدیر ص ۱۷۲ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ (قوله ویجوز نکاح الصغیر والصغیرۃ اذا زوجھما الولی) لقوله تعالیٰ واللانی لم یحصن فاثبت العدة للصغیرۃ وهو فرع تصور نکاحھا شرعاً فبطل به منع ابن شجرۃ وابی بکر بن الاصم منه وتزویج ابی بکر عائشۃ رضی اللہ عنھما وہی بنت ست نص قریب من المتواتر وتزوج قدامة بن مظعون بنت الزبیر يوم ولدت مع علم الصحابة رضی اللہ عنھم نص فی فھم الصحابة عدم الخصوصیۃ فی نکاح عائشۃ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم .

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

نابالغ لڑکیوں کے باپ نے ایجاب اور نابالغ لڑکوں کے دادا نے قبول کیا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمر دونوں بھائی ہیں۔ زید کی لڑکیاں پانچ ہیں اور عمر کے لڑکے بھی پانچ ہیں۔ زید نے اپنی لڑکیاں عمر کے لڑکوں کو دینے کا اقرار کیا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی عمر کے فلاں لڑکے کو دی اور فلاں لڑکی فلاں لڑکے کو دی۔ ایسے الفاظ میں کہہ دیا۔ تمام لڑکیوں کے بارے میں ان الفاظ کے کہنے کے وقت صرف لڑکوں کی ماں اور دادی اور دادا اور بھی چند آدمی موجود تھے۔ لیکن لڑکوں کا باپ موجود نہ تھا۔ زید کے ان الفاظ کے کہنے کے وقت عمر کا والد شریف قبول کرتا گیا۔ یعنی عمر موجود نہیں تھا۔ لیکن قبول کرنے کے فوراً بعد رسم کے طور پر کپڑے بھی پہنائے گئے اور کھجوریں وغیرہ بھی تقسیم کی گئیں۔ ہاں زید نے جس وقت یہ مذکورہ الفاظ میں کہا تھا۔ اس وقت لڑکیاں اور لڑکے دونوں قسم کے افراد نابالغ تھے۔ اب عمر نے مطالبہ کیا ہے کہ مجھے ایک لڑکی دے دے۔ میں اپنے لڑکے کے ساتھ شادی خانہ آبادی کی رسم پوری کرتا ہوں۔ لیکن اب زید نے انکار کر دیا ہے۔ کہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی کی دوسری جگہ شادی کرتا ہوں۔ کیا شریعت زید کو اجازت دیتی ہے کہ دوسری جگہ اپنی لڑکی کا نکاح کرے یا نہیں۔



## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر اس مجلس میں لڑکیوں کے والد اور لڑکوں کے دادا کے علاوہ کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود تھیں یعنی نصاب شہادت مکمل تھا اور لڑکوں کا دادا قبول کرتا گیا ہو۔ تب ان تمام کا نکاح فضولی منعقد ہو گیا ہے۔ اگر ان لڑکوں کا والد مسافت سفر تک غائب نہ تھا۔ بلکہ قریب کہیں تھا اور نکاح فضولی ان لڑکوں کے والد کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ان کا والد پتہ چل جانے کے بعد ان کو رد کر چکا ہو تو نکاح رد ہو گئے ہیں اور اگر نکاحوں کو منظور کر چکا ہو صراحۃً یا دلالتاً تو نکاح باقاعدہ لازم اور نافذ ہو گئے ہیں اور تب زید اپنی لڑکیوں کا نکاح دوسری جگہ نہیں کر سکتا اور اگر لڑکوں کے والد نے پتہ چل جانے کے بعد ان نکاحوں کو قبول کر لیا ہو اور نہ رد کر چکا ہو یہاں تک کہ اس کے لڑکے سارے یا بعض بالغ ہو گئے اور ابھی تک ان لڑکیوں نے بعد بلوغ کے نکاح فسخ نہ کیا ہو تب خود ان بالغ لڑکوں کا اختیار ہے چاہے قبول کریں یا رد کریں۔ کما قال فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۸۱ ج ۳ (وللولی الابدع التزوید بغیبة الأقرب) فلو زوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علی اجازتہ ولو تحولت الولاية الیه لم یجز الا باجازتہ بعد التحول قهستانی و ظہیریہ و فیہ ایضاً قبیل ذلک صغیرۃ زوجت نفسها ولا ولی ولا حاکم ثمہ توقف و نفذ باجازتہا بعد بلوغها لان له بحیرا وهو السلطان . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۸ ذوالقعد ۱۳۸۶ھ

اگر لڑکی کو یقین ہو کہ میرا نکاح والد کے بجائے چچا نے کرایا تھا تو کیا حکم ہے؟

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ راشدہ کا نکاح اس کی صغیرنی میں کیا گیا تھا۔ جبکہ اس کے باپ اور چچا زندہ تھے۔ لڑکی کو یہ یقین نہیں کہ آیا نکاح باپ نے کر دیا تھا یا چچا نے۔ دوسروں کو بھی اس میں اختلاف ہے۔ معتبر روایت ہے کہ کسی باہمی تنازعہ کی بنا پر لڑکی کا باپ مجلس نکاح میں موجود نہ تھا۔ اس کے چچا نے بڑا بھائی ہونے کے وثوق پر نکاح کر دیا نہ معلوم رجسٹر نکاح میں والد کا انگوٹھ فرضی لگوا یا۔ جو صورت بھی اختیار کی۔ بہر حال لڑکی بعد بلوغت خود اس نکاح سے مطمئن نہیں ہے۔ کیا شریعت حشہ کی رو سے کوئی اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی پر عمل کر سکے؟



## ﴿ج﴾

لڑکی کی صغر سنی میں اگر نکاح باپ نے کیا ہے تو پھر تو یہ نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔ قال فی کتب الفقہ ولہما خیار الفسخ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء اور اگر باپ کی موجودگی میں باپ کی اجازت کے بغیر چچا نے نکاح کیا ہے تو یہ نکاح لڑکی کے بلوغ سے قبل باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر باپ نے اجازت دی ہے تو نکاح صحیح ہوا ہے اور خیار بلوغ حاصل نہیں اور اگر باپ نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے تو نکاح فسخ ہو گیا ہے اور اگر لڑکی کے بلوغ تک باپ نے نہ نکاح فسخ کیا ہے اور نہ اجازت دی ہے تو لڑکی کے بلوغ کے بعد لڑکی کو خود اختیار ہے۔ چاہے وہ اس نکاح کو جائز قرار دے یا فسخ کر دے۔ صورتہ مسئلہ میں ضروری ہے کہ مقامی طور پر کسی عالم معتمد کو ثالث مقرر کر دے اور وہ صحیح صورت حال کا شرعی طریقہ سے تحقیق کر کے حسب فتویٰ بالا حکم جاری کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

اگر لڑکی کے والد نے لڑکی کے دادا کو اجازت دی ہو تو اب نکاح رو نہیں کر سکتا

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کا والد فوج میں ملازم تھا۔ جس سے اجازت نکاح اپنے والد کو یعنی لڑکی کے دادا کو نکاح کی اجازت دی جانی بتائی جاتی ہے اور آپس میں وہ کا رشتہ کا فیصلہ کیا تھا۔ غرضیکہ اس بنا پر لڑکی کے دادا نے اس کی والدہ اور دیگر برادری کے روبرو نکاح پڑھا دیا تھا۔ بعد میں اس کے والد کے آنے پر یعنی ۳ سال کے بعد آ کر اس نے کہا کہ میں رشتہ نہیں دیتا اور نابالغ لڑکی کا نکاح جو شرعی طور پر ہوا تھا۔ وہ مجھے منظور نہیں ہے۔ اس لیے میں لڑکی مذکورہ کا نکاح دیگر جگہ کروں گا۔ لہذا سابقہ نکاح کے جواز عدم جواز کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

## ﴿ج﴾

اگر والد کی طرف سے نابالغ لڑکی کے دادا کو اجازت تھی تو دادا کا کیا ہوا نکاح شرعاً لازم ہو گیا ہے۔ تین سال کے بعد باپ کے گھر آ جانے پر اس لڑکی کا دوسری جگہ عقد نکاح درست نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ شعبان ۱۳۹۵ھ

جب لڑکی کے والد نے لڑکی کے نانا کو اجازت دے دی تو اب انکار درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نامی عاشق حسین ولد غلام حسن اپنی لڑکی مسماۃ حسینہ خاتون نابالغہ کے عقد نکاح کر دینے کی اجازت اپنے سرسرمی خدا بخش کو دیتا ہے کہ میری لڑکی کا نکاح ہمراہ ملازم ولد محمد نواز کر دے۔ اس وقت حافظ غلام محمد اور محمد اکرم صاحب موجود تھے۔ جو کہ اس وقت گواہی دیتے ہیں کہ واقعی عاشق حسین نے اجازت دی تھی اور خدا بخش بھی اقرار کرتا ہے کہ مجھے میرے داماد نے اپنی لڑکی کا نکاح ملازم کے ساتھ کرنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ اسی اثنا میں خدا بخش مذکور نے اپنی نو اسی حسینہ خاتون دختر عاشق حسین کا نکاح ہمراہ ملازم حسین ولد محمد نواز قبول کر دیا۔ اب گزارش یہ ہے کہ یہ نکاح عند الشریع معتبر ہو گا یا نہیں۔

(نوٹ) یاد رہے کہ عاشق حسین اب کہتا پھرتا ہے کہ میری لڑکی کا نکاح نہیں ہوا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ توکیل مذکور کا اقرار کرتا ہے اور وکیل نے نکاح کرا بھی دیا ہے۔

﴿ج﴾

جب عاشق حسین توکیل مذکور کا اقرار کرتا ہے اور وکیل نے نکاح کرا بھی دیا ہے تو نکاح صحیح اور نافذ ہو گیا ہے۔ نکاح کرا لینے کے بعد نہ تو عاشق حسین کو کوئی اختیار وغیرہ حاصل ہے اور نہ اس کی لڑکی کو بعد از بلوغ کوئی اختیار حاصل ہے۔ باقی عاشق حسین کا توکیل مذکور کے اقرار کرنے کے باوجود صحت نکاح کا انکار کرنا لغو ہے۔ ہاں اگر عاشق حسین نے وکیل کے نکاح کہ انے سے قبل اسے وکالت سے معزول کر دیا ہو تب نکاح نافذ نہیں ہوا ہے۔ اب اگر لڑکی بالغہ ہو گئی ہے اور اس نکاح سے انکاری ہے تب اس پر حالت صغر میں اس کے باپ کی توکیل مذکور اور پھر نکاح مذکور پر گواہ پیش کیے جائیں گے۔ و جمیع ذلک تشهد به الکتب الفقہیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

۱۴ سال والے لڑکے کی طرف سے اگر والد ایجاب و قبول کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نکاح پڑھا گیا ہے۔ لڑکا چودہ سال کا عقل مند اور سمجھدار اور دانا تھا۔ مجلس میں موجود تھا۔ اس نے قبولیت نہیں کی۔ اس کے والد نے لڑکے کی طرف سے قبولیت کی۔ اب جھگڑا ہے کہ لڑکی

والے نکاح کا انکار کرتے ہیں۔ نکاح نہیں ہوتا۔ کیونکہ لڑکا قبولیت کر سکتا تھا۔ اس نے نہیں کی۔ اب لڑکی نہیں دیتے۔ کیا شریعت میں یہ نکاح ثابت ہے یا نہیں۔ لڑکے سے طلاق دلائی جائے یا بغیر طلاق کسی اور جگہ پر نکاح لڑکی کے وارث کر سکتے ہیں یا نہیں۔ مہربانی فرما کر شریعت محمدی سے ہم کو مطلع کیا جائے۔ کیونکہ لڑکے یا لڑکی کے وارث اس جھگڑا میں نکاح ثانی نہیں کر سکتے۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں چودہ سالہ لڑکا اگر نکاح کے وقت نابالغ تھا تو والد کا کیا ہوا نکاح بلاشبہ منعقد ہوا ہے اور اگر بالغ تھا تو پھر اس کی طرف سے اس کے والد نے وکالت نکاح کیا ہو یا اس نے والد کے کیے ہوئے نکاح پر صراحۃً یا دلالتاً رضامندی کا اظہار کیا تب بھی نکاح ہو چکا ہے اور بلوغ کے بعد اس لڑکے سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۷ صفر ۱۳۸۸ھ

### نابالغوں کا نکاح شرعاً جائز ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نابالغ لڑکی کا دس سال کی عمر میں نکاح اس کے والد اور دادا وغیرہ اپنی رضا و خوشی سے کسی شخص کے ساتھ کر سکتے ہیں؟ شریعت میں کوئی رکاوٹ اور پابندی تو نہیں۔ جبکہ قانون پاکستان میں ایسے نکاح پر پابندی عائد ہوتی ہے۔

### ﴿ج﴾

شرعاً نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح آپس میں درست ہے۔ جبکہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے والدین اور رشتہ دار وغیرہ راضی ہوں اور مناسب سمجھیں بلاشبہ نابالغین کا نکاح کر سکتے ہیں۔ ویسے نکاح سے شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نابالغی میں کر دیا تھا۔ حکومت پاکستان کا یہ قانون خلاف شریعت ہے۔ لہذا اس کے بجائے مسلمانوں کو شریعت محمدیہ پر عمل کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## درج ذیل صورت میں لڑکی کے ماموں کو دیا گیا اختیار ختم ہو گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کی بہن کے ساتھ شادی کی پھر ناچاکی کی وجہ سے دونوں آدمیوں نے طلاق دی اور اشٹام طلاق نامہ لکھوائے تو ان میں سے ایک آدمی کی لڑکی تھی۔ طلاق کے وقت تین سال کی تھی تو اس لڑکی کے ماموں جان نے کہا کہ لڑکی میرے حوالے کر دیں اور اشٹام اقرار نامہ پر یہ لکھوایا کہ لڑکی کم سنی کی وجہ سے ماموں کی پرورش میں رہے گی تو اشٹام کے وقت بھی تین سال کی تھی اور اشٹام پر یہ بھی لکھوایا ہے کہ اس لڑکی کا ماموں جب اور جس وقت چاہے وہ عقد نکاح کر سکتا ہے تو اس اشٹام کراتے وقت مذکورہ لڑکی کے باپ کا سالہ فوت تھا اس نے بھی کہا کہ ایسا کام مت کرو۔ لیکن ان میں سے ایک بڑے آدمی نے کہا کہ بھائی ایسا کر لو۔ بعد میں دیکھا جائے گا اور یہ طلاق نامہ بذریعہ پولیس دفعہ ۱۰ کے ماتحت ان کو ملتا بلوایا گیا اور دواڑوں ماموں کو مارا پیٹا بھی گیا تھا۔ اشٹام کرانے کے بعد وہ گھر کو روانہ ہوئے اور اس اشٹام کا حال اس مذکورہ لڑکی کے والد نے اپنے والد اور گھر والوں کو بتایا تو انھوں نے لڑکی کے باپ کو ڈانٹا اور لڑکی کے باپ نے کہا کہ زبردستی اور بوجہ مار پٹائی کے ڈر کی وجہ سے میں نے ایسا کر دیا ہے۔ اب مدت اشٹام کے بعد تقریباً چار پانچ مہینہ لڑکی کے ماموں نے عقد نکاح کرنا چاہا تو نکاح کرنے سے پہلے اشٹام کرنے کے بعد تمام وقت میں وہ لڑکی کا والد انکار کرتا رہا اور لوگوں کو کہتا رہا کہ میں لڑکی کا نکاح نہیں کرنے دیتا ہوں اور یہ خبر اس کے ماموں تک بھی پہنچ گئی تھی۔ کیونکہ ان دونوں کے گھر کے درمیان تقریباً ایک یا ڈیڑھ فرلانگ کا فاصلہ ہے۔ اب نکاح کرنے کے وقت اس لڑکی کے ماموں نے اپنے والد یعنی لڑکی کے نانا کو کہا کہ عقد نکاح کر دو۔ اس نے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ اس لڑکی کے والد کو کہو اور اس طرح نکاح خواہاں۔ اس نے بھی انکار کر دیا۔ اس کے بعد انھوں نے دوسری جگہ جا کر اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔ اب اس وقت لڑکی بھی منکر ہے اور باپ اشٹام کے وقت سے لے کر اب تک عقد نکاح کا منکر ہے اور لڑکی کی تمام پرورش نانا کرتا رہا ہے اور اب بھی لڑکی نانا کے پاس ہے اور ماموں جان باپ سے الگ ہے۔ کیا اب اس لڑکی کا نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔

﴿ج﴾

سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کے والد نے لڑکی کے ماموں کو زانی بھی اور اشٹام کے ذریعہ بھی لڑکی کا عقد کرنے کا اختیار دیا تھا۔ لیکن بشرط صحت سوال جب نکاح سے پہلے لڑکی کے والد نے ماموں کے نکاح سے انکار کر دیا



اور اس کو اطلاع بھی ہو گئی تو ماموں کا اختیار اور وکالت ختم ہو گیا اور لڑکی کے والد کی اجازت کے بغیر ماموں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح اس کی اجازت سے جائز ہے۔ فقط والسلام واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ رجب ۱۳۷۹ھ

اگر بالغ لڑکی سے جبراً اجازت لے کر اس کا نکاح کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے کے ساتھ جبراً باندھا گیا ہے۔ لڑکی کے رشتہ داروں نے خوب پٹائی کی۔ اس لیے لڑکی نے جان بچانے کی خاطر اجازت دے دی۔ اس وقت لڑکی بالغ تھی۔ جبراً نکاح باندھنے کا پتہ تمام گاؤں والوں کو ہے۔ جس طرح کیا گیا ہے۔ مختلف لوگوں کے خیال ہیں۔ چند لوگ کہتے ہیں کہ یہ نکاح درست ہے۔ چند لوگ کہتے ہیں کہ یہ نکاح درست نہیں۔ ایک دو مولانا نے فرمایا ہے کہ یہ نکاح درست ہے۔ چونکہ لڑکی کا جب نکاح باندھا گیا تھا تو لڑکی سے اجازت مانگی گئی تو اس وقت لڑکی نکاح باندھنے والے قاضی کو کہہ دیتی کہ ہماری طرف سے اجازت نہیں پھر تو نکاح نہ ہوتا۔ اب لڑکی نے اجازت دے دی ہے۔ اس لیے نکاح درست ہو گیا ہے۔ لڑکی کا والد فوت ہو گیا۔ والدہ کا مشورہ بھی اس وقت نہیں تھا۔ حتیٰ کہ انھوں نے لڑکی اور اس کی والدہ کو مکان میں داخل کیا۔ ان کو خوب مارا۔ اب لڑکی اور اس کی والدہ یہ کہتی ہیں کہ چاہے ہم مرجائیں یہ کام ہم کبھی نہیں کریں گے۔ اب کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ نکاح ہو گیا ہے یا نہیں اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر یعنی جبراً انگوٹھا رجرٹر پر لگا دیا گیا ہے یہ بات انگوٹھا لگانے والی میں شک ہے۔ یہ بات سننے میں اس طرح آئی ہے۔ شاید لڑکی نے ڈر کی وجہ سے انگوٹھا لگا دیا ہوگا۔ لڑکی کے دادا صاحب زندہ ہیں۔ اس نے بھی رضامندی سے اپنی طرف سے انگوٹھا لگا دیا ہے۔ لڑکی اور لڑکی کی والدہ کا اختلاف ہے۔

ج

جب اس نے اجازت دے دی اگرچہ اس نے اجازت بالاکراہ بغیر رضامندی دے دی ہے تب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا اور اب اس کو فسخ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ واما التوكيل بالنكاح (بالاکراہ) فلم ارمن صرح به والظاهر انه لا يخالفهما (الطلاق والعناق) في ذلك (في الصحة) لتصريحهم بان الثلث تصح مع الاكراه استحسانا شامی ۲۳۵ ج ۳ کتاب الطلاق۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## بالغہ کی جگہ کسی اور کی اجازت کا اعتبار نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کچھ عرصہ ہوا کہ مسماۃ شبنم دختر ظہور احمد قوم سرگانہ ساکنہ موضع باگڑ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان کو خالد حسن ولد ظہور احمد نے کہا کہ وہ مذکورہ کا نکاح ہمراہ غلام شبیر ولد محمد فاضل کرنا چاہتا ہے۔ مگر مذکورہ نے سن کر انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہر چند یہ کوشش کی گئی کہ وہ تسلیم کرے۔ لیکن مذکورہ بدستور انکار کرتی رہی۔ چونکہ خالد حسن بضد تھا۔ جو غلام شبیر کو از خود لے آیا اور نکاح خواں کے ڈیرہ پر بٹھا دیا۔ جہاں پانچ چھ عورتوں نے اندرون خانہ شبنم کو کہا کہ نکاح کرنے کے لیے آرہے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھ جائے۔ جب نکاح نہ پڑھنا چاہتی ہے۔ بیٹھتی بھی نہ ہے۔ عورتوں نے کہا کہ بیٹھنے سے تمہارا نکاح نہیں ہوگا اور پردہ میں اسے بٹھایا گیا۔ اتنے میں خالد حسن بمع گواہان نکاح بطور وکیل آیا اور کہا کہ شبنم تمہارا نکاح کریں۔ مگر دوسری عورت نے کہا جی ہاں۔ اس پر واپس جا کر نکاح خواں کو اجازت نکاح دے دی۔ حالانکہ وکیل نکاح خواں اور عورتوں کو علم تھا کہ مسماۃ شبنم نکاح کرنے سے بارہا انکار کرتی چلی آرہی ہے۔ آیا یہ نکاح غلط ہے یا درست۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال اگر بالغ لڑکی نے نکاح سے پہلے یا بعد کسی وقت اجازت نہیں دی اور نکاح کے وقت بھی انکار کرتی رہی اور دوسری اجنبی عورت نے بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کی اجازت دے دی تو اس نکاح سے شرعاً نکاح نافذ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اگر لڑکی رد کر دے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ مجلس نکاح میں لڑکی کا موجود ہونا اجازت شمار نہیں ہوتا۔ نیز ولی اقرب کی اجازت کے وقت سکوت اگرچہ اجازت کے حکم میں ہے۔ لیکن اگر عورت آخر وقت تک انکار کرتی رہی ہے اور دوسری عورت کے ”ہاں“ پر ہی مدار رکھ کر نکاح کیا گیا تو یہ شبنم کی طرف سے اجازت شمار نہ ہوگی۔

خوب تحقیق کے بعد اگر واقعہ درست ثابت ہو جائے تو اس پر عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
کیم ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

## ٹیلیفون پر نکاح کرنے کی صورت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر ایک شخص امریکہ میں رہتا ہے اور اس کی منگیت پاکستان میں ہو، شادی کے لیے اگر وہ آئے تو صرف آنے پر تقریباً چھ سات ہزار خرچ ہوتا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ہذا کی طباعت سے تقریباً ۳۸ سال قبل کی بات ہے) کیا اس صورت میں اجازت ہے کہ نکاح ٹیلیفون پر پڑھا دیا جائے اور پھر اس کی بیوی کو وہاں بھیج دیا جائے۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔

﴿ج﴾

ٹیلیفون پر نکاح نہیں پڑھا جاسکتا۔ کیونکہ گواہوں کے سامنے عاقدین کا ہونا ضروری ہے اور عاقدین کا ایجاب و قبول گواہوں کو سننا بھی ضروری ہے۔ لہذا یا تو وہ لڑکا بذریعہ ٹیلیفون یا خط وغیرہ کسی کو وکیل بنادے اور پھر وکیل اس کی طرف سے قبول کرے اور یا ویسے کوئی آدمی فضولی اس کی طرف سے قبول کر لے اور پھر نکاح اس صورت میں موقوف ہوگا۔ اگر وہ منظور کر دے تو صحیح ہو جائے گا اور اگر نا منظور کر دے تو رد ہو جائے گا۔ تو وکیل کی صورت بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرر عبدالمصطفیٰ غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم مہمان  
۲ صفر ۱۳۸۵ھ

## جو شخص بیرون ملک ہو اس کا نکاح کیسے کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ زید لندن میں رہائش پذیر ہے اور عمر و کی لڑکی لائل پور میں رہتی ہے۔ زید ہندہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن زید لائل پور میں پہنچ نہیں سکتا۔ البتہ زید کے بھائی و دادا وغیرہ لائل پور میں موجود ہیں۔ تو کیا اب زید و کالت کے ذریعہ نکاح کر سکتا ہے یا نہ یا کوئی اور صورت ہو تو تحریر کریں۔ نیز ٹیلیفون کا بندوبست بھی موجود ہے۔

﴿ج﴾

زید مذکور اپنے اقرباء میں سے کسی ایک کو اپنا وکیل بنادے بذریعہ خط یا ٹیلیفون وغیرہ اور وہ وکیل اس کی طرف سے ایجاب و قبول کر لے۔ مثلاً لڑکی یوں کہے کہ میں نے اپنا نفس ساتھ نکاح شرعی کے عوض۔۔۔ حق مہر زید بن

فلاں کو دے دیا ہے۔ اس کے بعد زید کا وہ وکیل یوں کہے کہ میں نے زید بن فلاں کے لیے قبول کر لیا ہے۔ یا اس کا نکاح فضولی کر دیا جائے اور پھر جب زید کو علم ہو جائے تو وہ اسے قبول کر لے۔ بذریعہ ٹیلیفون نکاح نہ کرایا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں گواہ وغیرہ اس کا ایجاب و قبول نہ سن سکیں گے اور نہ اسے دیکھ سکیں گے۔ تاکہ اشتباہ مرتفع ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

### بیرون ملک سے کسی کو بذریعہ خط وکیل بنانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ محمد صادق اس وقت سعودی عرب میں بسلسلہ ملازمت قیام پذیر ہے۔ اس کا نکاح فردوس اختر بنت غلام رسول سے اس کی عدم موجودگی میں کرنا چاہتے ہیں جو کہ پاکستان میں اپنے والدین کے ہاں قیام پذیر ہے۔ آیا محمد صادق مذکور اپنی طرف سے بذریعہ تحریر کسی کو اپنا وکیل مقرر کر سکتا ہے اور مقرر کردہ وکیل محمد صادق کے حق میں ایجاب و قبول کر سکتا ہے اور کیا یہ نکاح شریعت مطہرہ کی رو سے درست متصور ہوگا۔

﴿ج﴾

محمد صادق وکیل مقرر کر سکتا ہے۔ لیکن وکالت نامہ پر دو گواہ موجود ہوں۔ تاکہ وہ کسی وقت وکالت سے انکار نہ کر سکے۔ اسی طرح اگر لڑکی وکالت نامہ تحریر کر کے وہاں کے کسی شخص کو وکیل بنادے تو وہاں نکاح ہو سکتا ہے۔ اگر بغیر وکالت کے بھی یہاں اس کے والدین یا کوئی اور ولی نکاح اس کے لیے قبول کرے اور جب اس کو اطلاع پہنچے اور وہ وہاں قبول کرے تب بھی نکاح ہو جائے گا۔ وہاں اس کے قبول پر دو گواہ قائم ہو جاویں۔ تو بہتر ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ رجب ۱۳۹۵ھ

### بیرون ملک مقیم کے لیے اندرون ملک نکاح کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

﴿س﴾

مسمیٰ خلیق محمد ولد حکیم عتیق محمد ذات جٹ ساگی۔ بیرون ملک رہتا ہوں اور اپنے ملک ملتان میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے ملک نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا میں اپنی طرف سے اپنے والد حکیم عتیق محمد ولد مولوی خدا بخش ذات جٹ



ساگلی کو اپنا وکیل مقرر کرتا ہوں کہ میرا عقد نکاح مسماۃ عذرا بی بی دختر پیرزادہ عبداللطیف کے ساتھ بعوض حق مہر پر نکاح کر دیں۔ کیا شرعاً جائز ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کے والد نے اگر اپنے لڑکے کا وکیل بن کر اپنے لڑکے کے لیے نکاح کو قبول کیا تو وہ نکاح شرعاً منعقد ہو جائے گا اور اس خط سے والد وکیل بن جاتا ہے۔ لہذا بطور وکالت اپنے لڑکے کے لیے نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ رمضان ۱۳۹۶ھ

بیرون ملک مقیم بیٹے کا نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین متین اس مسئلہ میں کہ ملک پاکستان کا ایک مسلمان ولایت میں تعلیم حاصل کر رہا ہے یا ملازمت کر رہا ہے اور پاکستان میں ایسی مسلمان عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے جو کہ حد بلوغت تک پہنچ چکی ہے۔ کسی خاص مجبوری کی بنا پر وہ پاکستان میں پہنچ نہیں سکتا۔ ایسی حالت میں لڑکے کا باپ اپنے لڑکے کی اجازت سے عقد نکاح کروا کر لڑکی کو کسی محرم کے ساتھ اپنے خاوند کے ہاں ولایت روانہ کر سکتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں لڑکے کے باپ کا اپنے لڑکے کی اجازت سے اس کے لیے عقد کرنا اور عورت کو محرم کے ساتھ خاوند کے پاس بھیجنا شرعاً جائز و صحیح ہے۔ واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۳ھ

درج ذیل صورت میں والد کو وکیل بنانا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید تقریباً اپنے گھر سے تین سو میل یا کم بیش دور رہتا ہے اور زید گورنمنٹ کا ملازم ہے یا کوئی اور کام تجارت وغیرہ کر رہا ہے اور اس کی شادی کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے اور عین تاریخ مقررہ پر اس کو چھٹی نہیں ملتی اور زید بالغ ہے اور وہ اپنے باپ کو اپنے نکاح کے قبول کرنے کی اجازت بذریعہ خط دے دیتا ہے اور اس کا

والد اس کے واسطے ایجاب و قبول کر لیتا ہے اور نکاح مولوی صاحب پڑھا دیتا ہے۔ (۲) یا اس کے برعکس ہے کہ عورت موجود نہیں ہے اور بالغ بھی ہے اور اس کا خود والد صاحب اس کی اجازت لے کر آیا ہے اور خود بخود وہ قبول نہیں کرتی۔ والد اس کا نکاح کر دیتا ہے تو کیا ان دونوں حالتوں میں نکاح درست اور صحیح ہو جائے گا یا نہ۔ بینوا تو جروا

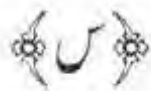


بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۱) اگر بذریعہ خط اپنے والد کو اپنے نکاح کے قبول کرنے کا وکیل بنالے اور اس کا والد اس کا نکاح کر دے تو نکاح منعقد اور لازم ہو جاتا ہے۔ کما قال فی الشامی ص ۲۳ ج ۳ لکن اذا کان الكتاب بلفظ الأمر بأن کتب زوجی نفسک منی لا یشرط سماع الشاهدين لما فیہ بناء علی أن صیغة الأمر توکیل لأنه لا یشرک الا شهاد علی التوکیل أما علی القول بانه ایجاب فیشرط کما فی البحر۔

(۲) اس صورت میں بھی نکاح درست اور لازم ہو جاتا ہے۔ نکاح اصالتہ اور وکالتہ دونوں طرح شرعاً ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ محرم ۱۳۸۶ھ

جس کی طرف سے کوئی اور شخص ایجاب و قبول کرے  
اور جس کے لیے ایجاب و قبول ہو وہ اجازت دے تو نکاح مکمل ہے



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کوشش کی کہ عمر و اپنی لڑکی بکر کو دے دے۔ بڑی کوشش کے بعد عمر و مان گیا کہ میں لڑکی دیتا ہوں۔ اس کے بعد زید نے کہا کہ اب نکاح بھی کر دے۔ تو زید نے اپنے باپ اور دو بھائیوں کی موجودگی میں کہا کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ زینب کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا ہے اور زید نے کہا میں نے اس کی طرف سے قبول کیا۔ اس کے بعد عمر و کے باپ نے کہا کہ بکر کا باپ اپنی بڑی لڑکی میرے لڑکے کو دے تو زید نے اس کے فوراً بعد کہا کہ وہ تم کو نہیں ملتی اس کے بعد زید کو عمر و کے باپ نے کہا کہ ہم بھی بکر کے باپ کو اس کے متعلق کہیں گے اور تم بھی ہماری طرف سے کوشش کرنا کہ ہمیں اپنی لڑکی دے دے۔ اس کے بعد زید نے بڑی لڑکی کے متعلق کہا کہ میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ ہاں جو چھوٹی لڑکی ہے اس کے متعلق کوشش کروں گا۔ اس کے بعد عمر و کے باپ نے کہا کہ یہ

بتاؤ کہ اس بڑی کا نکاح کہیں ہوا تو نہیں۔ زید نے کہا کہ اس کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا کہ نکاح ہوا ہے یا نہ۔ چند دن کے بعد زید نے عمرو کے باپ کو کہا کہ بکر کا باپ تمہیں بڑی لڑکی نہیں دیتا۔ اب تمہاری مرضی تو عمرو کے باپ نے کہا کہ اگر بکر کا باپ بڑی لڑکی نہ دے تو نہ دے۔ ہم نے تو ان کو دی ہے۔ یہ تو پہلے کی بات ہے اور عمرو کا باپ کہتا ہے کہ ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم نے ان کو لڑکی دے دی ہے۔ اگرچہ وہ نہ دیں بلکہ میں نے کہا کہ ہم مشورہ کریں گے۔ چند دن کے بعد بکر کا باپ عمرو کے باپ کو ملا اور کہا کہ بڑی لڑکی نہیں دیتا چھوٹی کے متعلق چاہو تو دے دوں گا۔ اس کے بعد عمرو کے باپ نے زید کو کہا کہ بکر کا باپ ہمیں بڑی لڑکی نہیں دیتا تو ہم بھی بکر کو نہیں دیتے۔ اب دریافت یہ ہے کہ عمر کی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ ہو چکا ہے یا نہ۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جبکہ زید نے بکر کے لیے نکاح کیا اور اس کی طرف سے قبول کیا تو اگر بکر نے زید کے کیے ہوئے نکاح سے مطلع ہونے پر اس نکاح کو منظور کر لیا ہو تو یہ نکاح شرعاً صحیح و معتبر ہے۔ کیونکہ نکاح جس کا کیا جاتا ہے۔ بالغ ہونے کی صورت میں شرعاً اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ وہ اگر منظور کر لے تو نکاح شرعاً صحیح و لازم ہو جاتا ہے اور اگر نا منظور کر لے تو وہ موقوف نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا اس صورت میں بکر کے نکاح کو منظور کرنے کے بعد دوسروں کے کچھ کہنے اور نہ دینے سے اس کے نکاح پر شرعاً کچھ اثر نہیں پڑتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی عورت کے نکاح سے دوسری عورتوں کے نکاح کو معلق کیا ہو تو خلاصی کی کیا صورت ہوگی

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے قسم کھائی کہ زینب کے ساتھ نکاح کیے بغیر میں دنیا کی کسی عورت سے نکاح کروں تو زینب کے بغیر جس سے نکاح کیا۔ اس کو تین طلاقیں ہیں۔ جوش میں آکر زید نے یہ کلمات کہہ دیے ہیں۔ کیا زید کی زینب سے شرعاً کوئی صورت مخلصی ہو سکتی ہے۔

### ﴿ج﴾

اس یمین کے بعد اگر لڑکا نام ہے اور وہ زینب کے سوا کسی اور لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی صورت یہ ہے۔ (۱) کہ اس کے لیے اس کا باپ کوئی سرپرست کسی لڑکی سے بغیر اس کی زبانی اجازت حاصل کیے نکاح کر دے۔

وہ نکاح فضولی کا نکاح ہوگا۔ بعد از نکاح بھی وہ زبان سے اجازت نہ دے اور نکاح کے متعلق خاموش رہے۔ اسی طرح اس لڑکی کو اس کے گھر بھیج دے اور لڑکی سے صحبت کرے یا بوس و کنار وغیرہ ایسے امور کا ارتکاب کرے جس سے عملاً نکاح کی اجازت سمجھی جائے تو نکاح درست اور صحیح ہو گیا اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (۲) زینب سے دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرے۔ نکاح زینب منعقد ہو گیا۔ اب اگر وہ زینب کو فوراً بغیر خلوت کیے طلاق دیدے تو زینب آزاد ہو جائے گی اور اس پر کسی قسم کی عدت وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔ البتہ اسے نصف مہر ادا کرنا ہوگا۔ بعد از نکاح زینب وہ جس عورت سے چاہے۔ آزادی سے نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ

صورت مسئلہ میں اگر خاوند نکاح فضولی کے بارہ میں زبان سے تو کچھ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا بلکہ تقبیل وغیرہ سے پیشتر کچھ مہر بھیج دے تو یہ اچھا ہوگا اور اس میں کراہت بھی نہ ہوگی اور اگر بغیر مہر کے اس سے جماع یا دوائی جماع کا ارتکاب کر دیا تو اس میں کراہت تحریمی ہوگی۔ کما فی الشامی ص ۸۳۵ ج ۳ باب الیمین فی الضرب والقتل وغیرہ۔

الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر نکاح خواں بطور فضولی کسی عورت کا نکاح پڑھا دے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ مسمیٰ عبدالرحمن کی شادی تھی۔ جس میں پچاس آدمی موجود تھے اور وکیل نفس زن بھی موجود تھا۔ وکیل نفس زن نے اپنی لڑکی کے لیے ۳۹ روپیہ مہر بھی مقرر کیا اب مولوی صاحب نے پچاس آدمی کے اس مجمع میں رو برو گواہان وکیل نفس زن کے نکاح پڑھتے وقت مسمیٰ عبدالرحمن سے قبولیت کا خطاب کیا۔ وکیل نفس زن سے ایجاب کا خطاب صراحتہ مولوی صاحب کے سہو کی وجہ سے نہیں ہوا۔ لیکن وکیل نفس زن بھی مسمیٰ عبدالرحمن کی قبولیت کے الفاظ سن رہا تھا۔ انکار وغیرہ کچھ نہیں کیا۔ اب تک وہ منکر نہیں ہے۔ صرف اتنی خامی ہے کہ نکاح پڑھتے وقت وکیل نفس زن سے مولوی صاحب کے سہو کی وجہ سے صراحتہ ایجاب کا خطاب نہیں ہوا ہے۔ لہذا معروض ہوں آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الراقم محمد ایوب کوئٹہ

﴿ج﴾

جب مولوی صاحب نکاح خواں نے لڑکے سے مخاطب ہو کر کہ فلاں کی لڑکی کا نکاح بمقابلہ اتنے حق مہر تمہیں



قبول ہے اور اس نے قبول کر لیا تو اس صورت میں مولوی صاحب فضولی ٹھہرے۔ ایجاب مولوی صاحب کے الفاظ سے ہو گیا اور قبول لڑکے نے خود کیا۔ جب ایجاب و قبول ہو گئے اور ایجاب کرنے والا فضولی تھا تو اس صورت میں نکاح موقوف ہوا۔ اگر عورت نے صراحۃً یا دلالتاً اجازت دے دی تو نکاح صحیح ہو گیا۔ دلالتاً مہر قبول کیا یا مبارکی قبول کی یا اور خصوصی کام ایسا کیا جو عورت اور خاوند کے درمیان ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکے کی طرف سے باپ قبول کر سکتا ہے، اس کا مجلس نکاح میں ہونا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی شیر احمد جس کی مستقل رہائش کوئٹہ میں ہے۔ وہ بغرض تلاش کسی عورت یہاں گاؤں ڈھیری کیہال ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں وارد ہوا۔ وہ اپنے بالغ لڑکے کے لیے منکوحہ کا طلبگار تھا۔ چنانچہ ایک شخص مسمی مثال نے اپنی جوان لڑکی اس کو اس کے فرزند کے لیے دے دی۔ لڑکی کے والد نے روبرو گواہاں ایجاب کیا اور لڑکے کے والد نے اپنے لڑکے کے لیے قبول کیا اور وہ لڑکا مجلس نکاح میں موجود نہ تھا۔ صرف اس کے والد نے یہ قبول شاہدین عاقلین کے سامنے تلفظ کیا ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ شیر احمد مذکور نے کوئٹہ جا کر اپنے فرزند کو قبولیت کرادی ہے یا نہیں۔ ایجاب کے گواہ تو وہاں موجود نہیں تو کیا یہ نکاح منعقد ہوگا یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر والد نے اپنے غائب لڑکے کے لیے یہ نکاح قبول کیا ہے تو شرعاً نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ کوئٹہ جا کر اپنے لڑکے کو قبولیت کرانا کوئی ضروری نہیں ہے۔ صرف اس کی اطلاع دینا کافی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ رجب ۱۳۹۹ھ

## باب چہارم

نکاح میں برابری کا بیان

---

رنگ ریز قوم کسی اور قوم کے لیے کفو ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

ایک اعموانی خاندان کی عزت کو ایک رنگ ریز قوم دھوبی نے اغواء کر لیا۔ بعد میں مغویہ کے ساتھ بغیر رضا مندی و رثاء کے نکاح کر لیا اور وہ مغویہ اس دھوبی کے ساتھ آباد بھی رہی۔ مگر وارث مغویہ کے سخت ناراض تھے۔ مغویہ کی تلاش میں رہے۔ آخر مغویہ خود ناراض ہو کر یا و رثاء کی کوشش سے جس طرح بھی ہوا اس سے بھاگ گئی۔ اعموان قوم کا کوئی آدمی نکاح کرنے پر راضی نہیں تھا۔ یہ مغویہ کا نکاح اول جو بغیر اجازت وارثوں کے دھوبی سے ہوا۔ وہ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

شرعاً عجم میں کفایت نسبی کا اعتبار تو نہیں ہے۔ البتہ حرفت کے اعتبار سے کفایت معتبر ہے اور علی المفتی یہ غیر کفو میں بغیر اولیاء نکاح نہیں ہو سکتا۔ اب اگر وہاں کے عرف میں رنگ ریزی حرفت کو اعموان مذکورہ کی حرفت سے بہت نیچی اور معیوب قسم کی سمجھی جاتی ہے تو قول مفتی یہ کے مطابق نکاح اول تو صحیح نہ ہوا اور ثانی نکاح جس شخص نے کیا ہے۔ اگر وہ کفو شرعاً ہے تو نکاح صحیح ہوگا۔ ورنہ یہ بھی صحیح نہ ہوگا و رثاء کی مرضی سے اس کو نکاح کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سید کے حلالہ کے غیر کفو میں نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

جناب کا جاری کردہ فتویٰ وصول ہوا عرض یہ ہے کہ عورت کے ملتے ہوئے عرصہ ہو گیا تھا۔ اب چونکہ ان کو مسئلہ معلوم ہوا تو خاوند اول نے عورت سے مشورہ کر کے اس طریقہ سے عقد ثانی ایک نمازی راجپوت سے کرا کے حلالہ کرایا اور اب عدت خاوند اول کے مکان پر گزار رہی ہے۔ وقت عقد خاوند اول نے طلاق کی تحریر عقد سے پیشتر لی ہے۔ پھر عقد ہوا اور بعد دو شب کے زبانی طلاق لی گئی۔ عمر کی ۴۵ سالہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے کسی خاندان کے بشر کو اس کا عقد نہیں دیا کہ رسوائی ہوگی۔ گو عورت کے خاندان کے کافی لوگ ہیں اور یہ سب پھر حلالہ کا خاوند اول نے اپنے ہی مکان پر کرایا بوجہ بدنام ہونے کے اس وجہ سے ایک غازی راجپوت سے ہوا۔ اب برائے کرم بروئے شرع تریف جو بھی حل ہو فتویٰ عنایت فرمائیں تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔

(نوٹ) خاوند اول نے ہی خود کھڑے ہو کر یہ سب کام کر لیے اس نے ایک نمازی راجپوت کی تلاش کیا اور ظہر

کر لیا۔ امید ہے کہ جواب سے جلدی مشرف فرمادیں گے۔ عورت ہی خود مختار ہے۔



### ج

کسی عورت کا نکاح غیر کفو میں با رضاء اولیاء صحیح نہیں ہوتا۔ یہاں جب عورت سیدانی ہے اور مرد راجپوت تو اس کا کفو نہیں اس لیے جو نکاح اولیاء کی رضا مندی حاصل کیے بغیر ہوا ہے وہ درست نہیں۔ لہذا اگر عورت کے قریب ولی کی اجازت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو حاصل کر کے اسی راجپوت سے دوبارہ بغیر انتظار کے نکاح کر دیا جائے اور پھر جماع کر کے طلاق دے دے تو حلالہ صحیح ہے اور پھر عدت گزارنے کے بعد زوج اول کے نکاح میں آ سکتی ہے اور اگر ولی کسی صورت سے اجازت نہیں دیتے یا ان سے حاصل کرنے میں دشواری ہے تو موجودہ عدت گزارنے کے بعد کسی کفو سے نکاح کر کے جماع کے بعد طلاق حاصل کر لی جائے۔ کفو کے نکاح میں ولی کی اجازت ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اولیاء کی اجازت سے سیدہ کا نکاح غیر سید سے درست ہے

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں یہ مشہور ہے کہ سید زادی کے ساتھ نکاح کرنا غیر سید کا درست نہیں۔ اگر کوئی سمجھائے تو جھٹ اس پر مرتد کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سید زادی کا نکاح غیر سید سے کیا ہے۔ اگر درست ہے تو کیا دلائل ہیں اور مرتد کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔ اگر درست نہیں تو بھی کیا دلائل ہیں۔

(نوٹ) اگر سمجھانے والا یہ سمجھائے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عمرؓ کا نکاح ہوا ہے۔ حالانکہ وہ غیر سید تھے تو جواب دیتے ہیں کہ اس وقت سید نہیں ملتا تھا۔ اس لیے غیر سید کو دے دی گئیں۔ تو اس کا کیا جواب ہے۔ مینو تو جروا

### ج

قریش چونکہ ایک شرف نسب ہے۔ اس لیے کوئی بھی نسب قریشی نسب کا کفو نہیں ہے اور غیر کفو میں نکاح رضاء اولیاء کے بغیر نہیں ہوتا۔ وهو المفتی بہ البتہ رضاء اولیاء سے قریشی عورت کا غیر قریشی سے نکاح صحیح ہے۔ باقی قریش کے اندر بنو ہاشم اور دوسری قریشیوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب کے نکاح آپس میں صحیح ہیں۔ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ بھی چونکہ قریش میں سے تھے۔ اس لیے وہ بنو ہاشم کے کفو ہیں۔ لہذا ان کے نکاح پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ نیز عالم دین غیر قریشی بھی قریشیہ عورت کا کفو ہے۔ کما ہوفی کتب الفقہ۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## قریشی کا غیر قریشی لڑکی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اسلام الدین قوم قریشی اپنا نکاح زید کی لڑکی بالغہ کے ساتھ قوم جٹ کرنا چاہتا ہے اور زید مذکور اپنی لڑکی کا نکاح اسلام الدین قریشی کی بہن بالغہ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ نکاح جائزین میں جائز ہے یا نہیں؟ کفو یا قومیت کا اعتبار ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اسلام الدین کا نکاح جٹ قوم کی لڑکی کے ساتھ صحیح ہے۔ لیکن اسلام الدین بھائی اپنی نابالغہ بہن کا نکاح غیر کفو میں نہیں کرا سکتا۔ وهو المفتی بد۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## اغواء کنندہ کا مغویہ سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایک عورت اغواء کر کے لے آیا ہے۔ اس حالت میں کہ وہ بیوہ تھی۔ پھر اس کے لواحقین نے درخواست پولیس وغیرہ کو دی۔ لیکن عورت ان کے ہمراہ نہیں گئی۔ وہ سب اس مقدمہ کو ختم کر کے چلے گئے ہیں اور جو عورت کو اغواء کرنے والا ہے اس نے اس عرصہ میں کوئی جماع وغیرہ نہیں کیا۔ اب وہ اس کے ساتھ نکاح شرعی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے شرعی وارث یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ پیچھے اپنے گھر میں دو بھائی حقیقی ہیں۔ صرف اس کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار نہیں ہے۔ اب کیا اس کے ساتھ بغیر کسی شرعی وارث ہونے کے نکاح جائز ہے یا کہ نہیں۔ اس کے پہلے خاوند میں سے ۶ چھ بچے بھی ہیں۔ برائے کرم شرعی طور پر فیصلہ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

یہ بیوہ عورت جس سے نکاح کرتا چاہتی ہے چونکہ وہ حسب بیان سائل اس کا کفو ہے۔ نسب اگرچہ ایک نہیں۔ لیکن شرافت وغیرہ کا کوئی تفاوت نہیں۔ پیشہ ایک علم دین، مالدار کی کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور کفو میں نکاح کرنے کے لیے ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے یہ عورت ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کر سکتی ہے۔

واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

سید، بلوچ، پٹھان کے کفو ہیں یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سید عورت غیر سید مثلاً بلوچ پٹھان کے نکاح میں آ سکتی ہے یا چگونہ۔  
وضاحت سے لکھیں۔

﴿ج﴾

سید یعنی بنی ہاشم کی عورتوں کا نکاح بالغ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت سے تو ہر قوم کے مسلمانوں میں ہو سکتا ہے۔ لیکن بغیر رضا، اولیاء قریش کے علاوہ کسی دوسرے خاندان میں کرنا درست نہیں۔ قریش کے تمام خاندان خواہ وہ بنی ہاشم میں سے ہوں یا نہ ہوں۔ بنی ہاشم کے کفو ہیں۔ ان میں نکاح بلا اجازت اولیاء بھی جائز ہے اور یہ حکم فقط بنی ہاشم کی عورتوں کا نہیں۔ بلکہ ہمدان و ام کا یہی حکم ہے کہ غیر کفو میں نکاح کر لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ قال فی الہدایۃ مع الفتح ص ۱۸۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ وغیرہ واذا زوجت المرأة نفسها من غیر کف فللا ولیاء ان یفرقوا بينهما دفعا لضرر العار عن أنفسہم والفتویٰ علی روایۃ الحسن من انہ لا ینعقد کما صرح بہ فی الدر المختار ص ۵۶ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ ذوالقعد ۱۳۹۳ھ

پٹھان اور سیدزادی کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جو ذات کا پٹھان ہے اور مسلمان ہے اور لڑکی سیدزادی ہے۔ لڑکی کی والدہ شیخ ذات ہے اور والد شیرازی سید ہے اور دونوں کے والدین چاہتے ہیں کہ شادی ہو جائے اور لڑکا لڑکی بھی راضی ہیں۔ تو کیا یہ نکاح ہو سکتا ہے۔

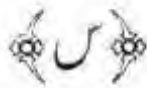
﴿ج﴾

سیدزادی کا عقد نکاح اس کی اور اس کے والدین کی رضا مندی سے غیر سید مرد سے شرعاً درست ہے۔ فقط واللہ

تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لنائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## کفو کا اعتبار مرد کی طرف سے ہوگا یا عورت کی طرف سے؟



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید نے ایک عورت کے ساتھ روبرو دو گواہان کے شادی کی۔ زید مذکور قوم کا قریشی ہے اور عورت منکو۔ قوم کی حجام ہے۔ عورت کا باپ بڑا خراب آدمی ہے۔ اپنی لڑکیوں کو فروخت کر کے پیسے کھاتا ہے۔ عورت مذکورہ کو اس کے باپ نے ایک دفعہ بیچا تھا۔ بعدہ وہ عورت مطلقہ ہو گئی۔ اب اس عورت نے خود بخود آکر زید قریشی کے ساتھ روبرو گواہان کے کہہ دیا کہ میں نے شرع شریف کے حکم سے اپنا وجود زید کے ملک کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا ہے۔ کیا اس صورت میں عورت کے وارث نکاح فسخ کر سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ کفو مرد کی طرف سے اعتبار کیا جاتا ہے یا عورت کی طرف سے جو حکم شرعی ہو صادر فرمائیں۔

المستفتی ڈاکٹر محمد شاہ قریشی مقام سیدانوالہ ضلع ملتان



اگر عورت مذکورہ نے عدت گزارنے کے بعد نکاح ثانی کیا ہو تو ولی کو یا دیگر وارث لوگوں کو اس کے نکاح کے فسخ کرانے کا ہرگز اختیار نہیں ہے۔ کفو میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا مرد عورت کے لیے کفو ہے یا نہیں۔ عورت مرد کے لیے کفو ہو یا نہ ہو۔ دونوں صورتوں میں نکاح جائز ہے۔ ملاحظہ ہو عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱ فاذا تزوجت المرأة رجلاً خيراً منها فایس للولی أن یفرق بینہما فان الولی لا یتغیر بأن یکون تحت الرجل من لایکافؤہ کذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی . واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ ذی الحج ۱۳۷۸ھ

## کفو میں باپ کا کرایا، نکاح لڑکی فسخ نہیں کر سکتی



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر سات برس تھی کا اس کے والد نے اپنی دوسری شادی کرنے کے لیے اپنے رشتہ داروں میں اس کا نکاح کر دیا تھا اور جس لڑکے کے ہمراہ نکاح ہوا۔ اس کی عمر بھی اس وقت سات برس تھی اور ابھی لڑکی کی عمر تقریباً دس گیارہ برس کی تھی کہ اس کے والدین فوت ہو گئے اور لڑکی اپنے حقیقی نانا کے ہاں رہنے لگی اور جس وقت لڑکی جوان ہوئی تو اس نے اپنا نکاح نامنظور کر دیا۔ جس کی شہادتیں بھی موجود ہیں۔ کیا اب وہ لڑکی اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتی ہے تو کتنی مدت کے بعد اور کس صورت میں۔



### ﴿ج﴾

باپ کا کفو میں کیا ہوا نکاح بعد از بلوغ لڑکی کے فسخ کرنے سے نہیں ٹوٹتا۔ اس لیے یہ نکاح باقی ہے اور لڑکی کا نام منظور کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو کیا حکم ہے؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے جو ان ہوتے ہی دو چار جگہ پر قبل از نکاح ناجائز تعلقات پیدا کر لیے اور اس کو حمل ہو گیا۔ یہ پتہ نہیں کہ کس کا حمل تھا۔ ازاں بعد ایک آدمی کے ساتھ نکاح کر لیا۔ جو والدین کی رضا مندی کے بغیر تھا۔ والدین اس آدمی سے اپنی لڑکی کو گھر لاتے ہیں۔ چونکہ نکاح بغیر رضا مندی والد کے کیا گیا تھا۔ آیا اب والد اس کا نکاح دوسری جگہ اپنی برادری میں یا اپنی منشاء کے مطابق کر سکتا ہے یا نہ؟ پہلا نکاح درست تھا یا نہ؟ بیوا تو جروا

ربنواز ولد اللہ بخش موضع مرالی ڈاکخانہ میلسی تحصیل میلسی ضلع ملتان

### ﴿ج﴾

اگر ہندہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے تو یہ نکاح بالکل ناجائز ہے۔ کفو میں جیسا کہ نسب کا اعتبار ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح پیشہ چال چلن کا بھی اعتبار ہے۔ مثلاً عجمی اقوام جو شریف ہیں۔ وہ کفو ہم پلہ ہرگز ذلیل قوم مثل جو لاہہ تیلی وغیرہ کے نہیں ہیں۔ علامہ شامی نے تحریر کیا ہے۔ حیث قال بعد الکلام فی التکاف حرفته عن الفتح ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معه شامی ص ۹۰ ج ۳ پس اگر اس لڑکی ہندہ نے کسی جو لاہہ یا تیلی کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور ہندہ کا باپ رئیس مالدار شریف آدمی ہو۔ تو یہ نکاح ہرگز جائز نہیں ہے۔ علامہ شامی نے تحریر کیا ہے۔ قلت ولعل ما تقدم كان في زمنهم الذي الغالب فيه النفاح بالدين والتقوى دون زماننا الغالب فيه النفاح بالدنيا ص ۹۱ ج ۳ نیز فقہاء کا دیانہ و مالاً و حرفۃ کہنا اس کی صریح دلیل ہے کہ یہ نکاح ناجائز ہے اور آج کل اس پر فتویٰ ہے کہ غیر کفو میں نکاح سرے سے صحیح نہیں ہے۔ فسی الدر المختار ص ۵۶ ج ۳ ویفتی فی غیر الکف بعدم جوازه أصلاً وهو المختار للفتوى لفساد الزمان ان روایات سے معلوم ہوا کہ پہلا نکاح درست نہیں ہے۔ دوسری جگہ میں اس کا نکاح ہم پلہ آدمی کے ساتھ ہندہ کی رضا کے مطابق جائز ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عجم میں غیر کفو کا اعتبار کیسے کیا جائیگا؟

﴿س﴾

عرض یہ ہے کہ کفو کو عجم میں اعتبار نہیں کیا جاتا۔ نسب کے لحاظ سے کیا دین کے لحاظ سے بھی اور مال وغیرہ کے لحاظ سے بھی اعتبار نہیں۔ مثلاً لڑکی کا والد نمازی پابند روزہ ہے اور نسب قصاب ہے اور لڑکے کا والد اور لڑکا خود غیر پابند نماز و روزہ ہو اباز اور نسب اعوان ہے۔ کیا شریعت اس بات کو اعتبار فرمائے گی۔

سائل میاں نوار تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

﴿ج﴾

عجم میں کفو ت نسباً معتبر نہیں ہے۔ لیکن دین کے اعتبار سے معتبر ہے۔ پابند نماز و روزہ کے گھر کی لڑکی بھی فاسق شخص کی کفو نہیں ہے۔ اولیاء کی مرضی کے بغیر لڑکی نے فاسق سے نکاح کر لیا تو علی القول المفتی یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ اذی القعدہ ۱۳۷۲ھ

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) کیا سیدزادی عورت کے ساتھ غیر سید مرد شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) والدین اپنے لڑکے کی رضا مندی کے بغیر اپنی لڑکی کی شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

(۱) سیدزادی عورت کا نکاح اس کے اولیاء کی اجازت سے غیر سید مرد کے ساتھ جائز ہے۔ (۲) کر سکتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ شوال ۱۳۹۰ھ

سیدزادی کا نکاح والدین کی اجازت سے غیر سید سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا مسلمان سنی العقیدہ ایک شریف لڑکی جو سید گھرانے سے تعلق رکھتی ہے، کے ساتھ بہ رضا والدین لڑکی ولڑکا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر جواب سے مطلع فرمائیں۔

﴿ج﴾

سادات یعنی بنی ہاشم کی عورت کا نکاح خود بالغہ اور اُس کے اولیاء کی اجازت سے غیر سید مرد کے ساتھ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

کفو میں نکاح کا حکم بنی ہاشم کے ساتھ خاص ہے یا عام ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیٰ علی اصغر خان ولد فتح خان قوم پٹھان نے بی بی پروین دختر قلندر مرحوم قوم سید سے شرعی نکاح کر لیا ہے۔ مسموع یہ ہوا ہے کہ پیشتر ان زوجین کے درمیان بدکاری کے تعلقات قائم تھے۔ اب صحیح نکاح کے بعد عورت مذکورہ کے دور کے قرابتدار یعنی اس علاقہ کے سید لوگ اس نکاح کو غیر کفو کے لحاظ سے ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ عورت مذکورہ کے حقیقی بھائی اس نکاح بندی کو پسند کر چکے ہیں۔ وہ راضی بازی ہیں۔ بعض علماء کرام نے سیدوں کے مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ بلکہ آل رسول کی گستاخی قرار دیدیا ہے۔ لیکن زوج مذکور کی حمایت میں بھی بعض علماء نے اس نکاح کو بالکل درست اور صحیح منعقد تحریر کیا ہے اور کفو کے مسئلہ کو شرح الوقایہ کی عبارت کے حوالہ سے رد کر دیا ہے۔ وفی العجم اسلاماً لان العجم ضیعوا انسابہم اور یہ بھی لکھا ہے کہ ازواجہ امہاتہم ولا تنکحون من بعدہ ابدا کہ یہ حرمت ان کی بنات کی طرف سے متجاوز نہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں داماد حضور اکرمؐ تھے اور چونکہ صورت موجودہ میں بی بی پروین کے حقیقی بھائی جو ولی اقرب ہیں، اس نکاح بندی کو برضا و رغبت پسند کر چکے ہیں۔ دوسرے سیدوں کو فتح نکاح کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ یہ زوجین آپس میں بخوشی زندگی بسر کریں۔ یہاں اس مسئلہ میں بہت سخت نزاع برپا ہے۔ نوازش فرما کر مدلل جواب عطاء فرمائیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بنی ہاشم کی عورتوں کا نکاح بالغہ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت سے ہر قوم کے مسلمانوں میں ہو سکتا ہے۔ لیکن بغیر رضاء اولیاء قریش کے علاوہ کسی دوسرے خاندان میں کرنا درست نہیں اور یہ حکم فقط بنی ہاشم کی عورتوں کا نہیں بلکہ

جملہ اقوام کا یہی حکم ہے کہ غیر کفو میں نکاح کر لینے پر اولیاء کو فتح کرانے کا حق ہوتا ہے۔ بلکہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لیکن اگر دلی اور خود بالغ لڑکی کی اجازت سے غیر قوم میں نکاح ہو جائے تو وہ بلاشبہ جائز اور صحیح ہوتا ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اگر یہ نکاح بالغ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت سے کیا گیا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ قال فی الہدایۃ مع الفتح ص ۱۸۷ ج ۳ واذا زوجت المرأة نفسها من غیر کف فلا ولیاء ان یفرقوا بینہما دفعا لضرر العار عن أنفسہم وفی الدر المختار والفتویٰ علی روایۃ الحسن من أنه لا ینعقد۔ جو لوگ بنی ہاشم کی عورتوں کے نکاح کو غیر بنی ہاشم سے مطلقاً حرام کہتے ہیں۔ سخت گنہگار ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ غلطی کا اعتراف کر کے توبہ تائب ہو جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ مفر ۱۳۹۶ھ

گر غیر قوم ہم پلہ سمجھی جاتی ہو تو نکاح میں کوئی حرج نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت قوم ڈال نے تقریباً آٹھ برس کے بعد اپنی حسب منشاء اٹھوالی قوم کے ایک مرد سے نکاح کر لیا۔ چنانچہ اس نکاح کے ساتھ تقریباً چھ ماہ کے عرصہ میاں بیوی آباد رہے۔ اس اثناء میں رشتہ داران نے عورت کو زبردستی چھین لیا۔ جہاں تقریباً چھ ماہ عورت رشتہ داروں کے ہاں رہی اور اس عرصہ میں متولی عورت سے تنسیخ نکاح کی چارہ جوئی نہ کرا سکا۔ کیونکہ مذکورہ طلاق نہ لینا چاہتی تھی۔

خاوند کی قانونی چارہ جوئی سے عورت کو پولیس نے برآمد کیا اور عدالت میں پیش کر کے نزع قانوناً اور شرعاً ثابت کیا گیا۔ جس کو مجسٹریٹ نے تسلیم کر لیا اور عورت کے ایما پر خاوند کے ساتھ عورت کو بھیج دیا گیا۔ تقریباً نو ماہ میاں بیوی اکٹھے رہے۔ اس کے بعد رشتہ داروں نے ڈاکہ کے ذریعے عورت کو زبردستی پھر چھین لیا اور اس کے خاوند کو سخت مضروب کیا گیا۔ دوبارہ قانونی چارہ جوئی سے ملزمان گرفتار ہوئے اور عورت دوبارہ برآمد ہوئی اور پھر اپنے بیان خاوند کے حق میں دے چکی۔ جس کی بناء پر دوبارہ میاں بیوی اکٹھے رہ رہے ہیں اور اس ڈاکہ کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے۔ (۱) اس تفصیل کے بعد واضح رہے کہ یہ عورت ڈال قوم کی ہے اور خاوند اٹھوال قوم کا ہے اور یہ دونوں تقریباً ہم پلہ قوم ہیں۔ ہمارے عرف میں عام طور پر ان جیسی دو قوموں کے آپس میں رشتے ہوتے ہیں اور ان قوموں کے آپس میں رشتوں کو ایک دوسرے قوم والے عار نہیں سمجھتے۔ کیا یہ دونوں میاں بیوی آپس میں کفو ہیں یا نہیں اور کیا عدم کفایت



کی وجہ سے ان کا نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے یا نہیں اور کیا ان کا نکاح منعقد ہے یا کہ نہیں، یہ بھی ملحوظ رہے کہ عدالت نے دو دفعہ خاوند کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اور عدم کفایت کا اعتبار نہ کرتے ہوئے نکاح کو صحیح قرار دیا ہے۔ کیا عدالتی فیصلہ متولیوں کے حق میں نہ ہونے کے باوجود بھی ان کا حق ہے یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

قال فی ردالمحتار ص ۹۰ ج ۳ عن الفتح تحت قول الدر المختار فمثل حائک الخ ما نصه ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معه وعلى هذا ینبغی أن یکون الحائک کفوًا للعطار بالاسکندریة لما هناك من حسن اعتبارها وعدم عدها نقصا البتة الخ ردالمحتار وایضا فی ردالمحتار تحت قول الدر المختار وأما أتباع الظلمة فاحس من الكل ما نصه لاشک أن المرأة لا تتعیر به فی العرف (الی قوله) لأن المدار هنا على النقص والرفعة فی الدنيا (ردالمحتار ص ۹۱ ج ۳) ان روایات سے معلوم ہوا کہ مسئلہ کفایت کا مدار عار و عدم عار پر ہے۔

پس صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال جبکہ اقوام مذکورہ ہم پلہ ہیں اور ایک دوسرے سے تعلق عقد کرنے کو عار نہیں سمجھتے تو ان دونوں قوموں میں مسئلہ عدم کفایت جاری نہ ہوگا اور عاقلہ بالغہ کا نکاح متولیوں کی اجازت کے بغیر بھی صحیح شمار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

### مزدوری کرنے سے کفو میں فرق نہیں آتا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص اللہ ڈیوٹی قوم کھوکھر ولد ملک اللہ وسایا سکندہ راوی چاہ والانے اللہ ڈوایا لڑکے قوم بلوڑی کے ساتھ اپنی ہمیشہ حقیقی نابالغہ کا نکاح کیا ہے۔ جسکی عمر بارہ سال ہوگئی ہے۔ بلوڑی قوم مزدور لوگ ہیں۔ مزدوری کر کے گزارہ کرتے ہیں اور کھوکھر زمیندار قوم ہیں۔ چنانچہ لڑکی والوں کے زمین ملک کی قریب شہر ملتان ۱۵ بجگھ ہے۔ خود کاشت کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ آیا شرعیہ نکاح صحیح ہے یا نہ؟ باپ دادا نکاح کے وقت فوت تھے۔

### ﴿ج﴾

جب تک مرد کا پیشہ رذیل یا حسین نہ ہو۔ فقط مزدوری کرنے سے کفالت پر فرق نہیں آتا اور نہ مالی حیثیت کے تفوق سے کفو ہونے پر اثر پڑتا ہے۔ زوج کی جانب سے مہر مجمل کے ادا کرنے سے معمولی نفقہ دینے کی قدرت مالی کافی ہے اور اسی قدر مالیت سے وہ بہت بڑے سرمایہ دار لڑکی کا کفو ہے۔ کما هو مشرح فی جمیع کتب الفقہ و الفتاویٰ۔ لہذا نکاح مذکور صحیح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عجم میں نسب کے اعتبار سے نہیں بلکہ حرفت کے اعتبار سے کفو کا تصور ہے

### ﴿س﴾

ایک آدمی قوم کا اصلی کٹانہ ایک شریف قوم خواجہ کی لڑکی بالغہ غیر منکوحہ اغوا کر کے لے جاتا ہے اور وہ آدمی شرعی عقد نکاح کر لیتا ہے۔ والدین متلاشی رہے۔ ایک دو سال کے بعد والدین کے ہاتھ میں آ گئی۔ اب والدین تنسیخ نکاح کرانا چاہتے ہیں۔ دوسری کسی قوم میں دینا نہیں چاہتے۔ کیا تنسیخ نکاح حاکم وقت کے حکم سے ہو سکتی ہے یا نہیں اور حاکم وقت کا فیصلہ ضروری ہے یا عالم کے فیصلہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

عجم میں کفالت بالنسب کا اعتبار نہیں۔ البتہ کفالت حرفت معتبر ہے۔ اگر کٹانہ کوئی خیس پیشہ ہے جس کو عرف عام میں خیس سمجھا جائے تو وہ خواجہ کی لڑکی کا کفو نہیں اور یہ نکاح بالکل ابتداء ہی سے صحیح نہیں ہوا۔ تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ عاقلہ بالغہ کا نکاح غیر کفو میں بغیر اجازت اولیاء مذہب مفتی یہ کے موافق جائز نہیں ہوتا اور یہاں بھی اجازت حاصل نہیں اس لیے نکاح جائز نہیں۔ دوسری جگہ نکاح کر لیا جائے۔ لیکن اگر کٹانہ کوئی رذیل پیشہ نہیں۔ ذریعہ کمائی عرف عام میں خیس نہیں تو محض نسباً کٹانہ ہونے کی وجہ سے اس کے نکاح میں خلل نہیں آتا ہے۔ نکاح صحیح ہے۔ عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر اجازت اولیاء صحیح نافذ ہے جب کفو میں ہو اور یہ نکاح بھی کفو میں ہوا۔ اسی لیے صحیح ہے۔ والدین اور رشتہ داروں کو تنسیخ کرانے کا کوئی حق نہیں۔ خوب تحقیق کر لی جائے۔ حکم واضح ہے۔ کذا فی الشامی ج ۳

کتاب النکاح

العبد المحبوس محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا سیدہ کا نکاح غیر سید سے منعقد ہی نہیں ہوتا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک لڑکی جو کہ سیدہ ہے اور عاقلہ بالغہ ہے۔ یعنی لڑکی کی عمر تیس ۲۳، چوبیس ۲۴ سال ہے۔ وہ ایک غیر سید کے سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ کیا یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیا لڑکی اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ فقط

﴿ج﴾

سیدہ لڑکی کا کفو غیر سید مرد نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی بالغہ لڑکی نے بغیر اپنے ولی کی اجازت کے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو فتویٰ اس پر ہے کہ وہ نکاح درست نہیں ہوگا۔ درمختار ص ۵۶ ج ۳ میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وہ هو المختار للفتویٰ۔

المحبیب سید مسعود علی قادری مفتی و مدرس مدرسہ انوار العلوم شہر ملتان  
المحبیب مصیب عبدالکریم مدرس مدرسہ انوار العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ولد الزنا صحیح النسب کے لیے کفو ہو سکتا ہے؟ جواب بر جواب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید نامی شخص نے اپنی دختر حلیمہ کی صغر سنی کی حالت میں بکر نامی سے نکاح کر دیا۔ بحالیکہ یہی زید اس بکر کو ولد الحلال سمجھتا تھا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ بکر مذکور ولد الزنا اور حرام زادہ ہے۔ اب یہی زید اور حلیمہ بائخ ہونے پر عار کے باعث زفاف کر دینے کے لیے تیار نہیں اور رشتہ ہی سے انکاری ہے کہ اندریں حالت دھوکہ دہی اور غیر کفو ہونے کے باعث بکر کے نکاح ہی کے قائل نہیں۔ پس اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ نکاح درست اور صحیح ہے یا نہیں۔ بینا تو جروا

﴿ج﴾

شرعاً دھوکہ دہی اور عدم کفایت کے باعث بنا بر روایت حسن بن زیاد جو کہ مفتی بہا ہے۔ یہ نکاح نادرست اور غیر صحیح ہے۔ کیونکہ عدم کفایت اور ولی و منکوحہ کی ناراضگی اس کی صحت میں حائل ہیں۔ ملاحظہ ہو درمختار ص ۵۰۱ ج ۳ ل ۳۰ تزوجتہ علی أنه حرأ و منی أوقادر علی المهر و النفقة فبان بخلافه أو علی أنه فلان بن فلان فاذا هو لقيط أو ابن زنا كان لها الخيار

## ﴿ج﴾

مذکورہ جواب صحیح نہیں ہے۔ صورت مسئلہ میں اگر بکرے نکاح میں کفایت کی شرط لگائی ہو یا بکرے ولد الحلال ظاہر کیا ہو اور پھر زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تب نکاح صحیح نہیں رہے گا۔ لیکن اگر کفایت شرط نہ کی گئی ہو اور نہ بکر کفو بتلایا گیا ہو اور زید نے نکاح کر دیا ہو تو نکاح صحیح ہے اور خیار کفایت انھیں حاصل ہے۔ کیونکہ کفایت کا اعتبار ابتداء نکاح میں ہوتا ہے اور یہاں زید نے مری سے نکاح کر دیا اور گویا کفایت کو نظر انداز کر دیا کہ شرط نہ کیا۔ وغیرہ الدر المختار بہامش تنویر الابصار ص ۸۴ ج ۳ الکفاءة معتبرة فی ابتداء النکاح الی قوله ولو زوجها برضاها ولم يعلموا بعدم الکفاءة ثم علموا لا خيار لا حد لا اذا شرطوا الکفاءة أو أخبرهم بها وقت العقد فزوجوها علی ذالک ثم ظهر انه غیر کف کان لهم الخيار الخ ص ۸۵ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ احمد جان نائب مفتی مدرسہ تاسم العلوم ملتان  
۲۲ رمضان ۱۴۸۳ھ

کیا شرکیہ عقیدہ رکھنے والا صحیح العقیدہ کے لیے کفو بن سکتا ہے؟

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو شریعت کا سختی سے پابند ہے۔ اس شخص نے اپنی لڑکی کی سگائی ایک لڑکے سے جو کہ عزیز اور رشتہ دار بھی ہے، کر دی۔ اس لڑکے کے اوصاف مثلاً چس پینا، بھنگ پینا اور عیاشی کرنا اور بالکل بے دین ہے۔ اس شخص کو جس نے اپنی لڑکی کی سگائی کر دی ہے۔ بعد میں اس لڑکے کے اوصاف کا پتہ چلا لیکن وہ اپنی زبان کو دیکھ کر شریعت کے خلاف پیچھے ہٹنا یعنی انکار نہیں کرنا چاہتا کہ ایک دفعہ زبان دے کر اس کو بدلنا شریعت کے خلاف ہے اور ان لوگوں کے عقائد یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں اور گیارہویں کو بڑے دھوم دھام سے منتیں مانگنا بھی برا نہیں سمجھتے۔ تو ایسے مسئلہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

## ﴿ج﴾

صورتہ مسئلہ میں جبکہ لڑکا ایسے اوصاف کا حامل ہے کہ عیاش اور بھنگ پیتا، بے نمازی اور بے دین ہے۔ پھر عقائد بھی اس کے شرکیہ ہیں۔ ایسی صورت میں لڑکی کے والد کو اپنا عہد توڑ دینا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ اس میں لڑکی کی حق تلفی ہے۔ اگر باوجود ان حرکات کے لڑکی کا نکاح کر دیا تو گنہ گار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم  
عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان



سید کے ساتھ غیر سیدہ کا نکاح اولیاء کی مرضی سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا قبل از نکاح پیدا ہوا ہے۔ سید خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ نہایت شریف ہے اور برسر روزگار بھی ہے۔ کیا اس لڑکے کو رشتہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر لڑکی اور اس کے سرپرست رضا مند ہوں تو اس کو رشتہ دیا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ شرعاً نکاح ہو سکتا ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ذوالحجہ ۱۴۸۶ھ

کیا نو مسلم قدیم مسلمانوں کے لیے کفو ہو سکتا ہے؟

﴿س﴾

محترم علماء کرام و مفتیان عظام میں قوم ہندو میں پیدا ہوا اور شادی کی، ہندو عورت سے دو بچے بھی ہوئے ہیں۔ بیوی بچوں اور کنبہ کو چھوڑ کر بعون اللہ ۱۹۲۲ء میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ مسلمانوں نے مجھے محض زبانی طور پر بھائی سمجھا اپنی برادری کی شرکت سے گریز کیا۔ خوش قسمتی سے ایک ہندو عورت اسلام لائی اس سے شادی ہو گئی۔ اس کے بطن سے ایک لڑکی ہوئی۔ شوئے قسمت وہ عورت بھی داغ مفارقت دے کر راہی ملک عدم ہوئی۔ ٹھوکریں کھاتا پھرا۔ پھر عام مسلمانوں میں نکاح و طہ کا رواج ہے۔ اپنی لڑکی کے وٹہ میں مسلمانوں سے رشتہ کے لیے بہت کوشش کی۔ مسلمان رشتہ لینے کے لیے تو آمادہ مگر رشتہ دینے کے لیے آبائی رسم قوم پرستی حائل ہو جاتی۔ بالآخر میں نے اپنی لڑکی مسلمانوں میں بیاہ دی۔ زمانہ انقلاب میں ہندو چلے گئے۔ لوگوں کے زبانی کلائی کے اسلام سے مایوسی ہوئی۔۔۔۔۔ مسلمان باوجود قبول اسلام کے مجھے اثنائے گفتگو میں ہندو کہہ کر رشتہ سے انکار کرتے۔ ہر جگہ کوشش زراور زاری سے کی مگر دونوں چیزوں کے آڑے رسم قوم پرستی آ گئی۔ مرتا کیا نہ کرتا بیوہ عورتوں کو عقد ثانی کے لیے دعوت دی۔ مویوں کی قوم سے ایک بیوہ عورت نے اس پر لبیک کہا۔ میں نے اسے اس کے ورثاء کی رضامندی سے نکاح کرنے کے لیے کہا۔ جونہی اس نے میرا نام قوم کے سامنے لیا۔ بھڑوں کے چھتے کی طرح موچی ہر طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم ہندو کو

رشتہ نہیں دیتے۔ کسی موچی سے نکاح کر لے۔ مگر اس نے سب کا انکار کر کے کہا کہ میں تو نو مسلم دیندار سے ہی نکاح کروں گی۔ متونی خاوند کے ورثاء نے گوارا نہ کرتے ہوئے گھر سے نکال اس کے میکے جو ۳۴ میل کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ بلا کر ہمراہ کر دیا۔ وہاں بھی یہی قوم پیش کی گئی۔ بیوہ نے وہاں بھی انکار کیا۔ بالآخر باپ نے تنگ آ کر عورت کو تنہا کرایہ دے کر موٹر پر متونی خاوند کے گھر بھیج دیا۔ عورت نے آتے ہی میرے ہمراہ ہو کر عدالت پاکستانی سے بذریعہ درخواست خود مختاری کا پروانہ حاصل کر کے مجھ سے نکاح کر لیا۔ قوم نے اس کا ایک آٹھ نو سالہ لڑکا چھین لیا اور اس سے قطع تعلق کر لیا۔ رفتہ رفتہ کئی رشتہ دار اس سے ملنے لگے۔ جب دوسروں کو معلوم ہوا تو انہوں نے ملنے والوں سے بائیکاٹ کرنے کا اجتماع کیا۔ میں نے ایک پرچہ قرآن شریف کی آیات لکھ کر دیا کہ فیصلہ شریعت پر رکھ کر قومی عصبيت سے الگ ہو کر کرو۔ مگر ایک شخص نے (نقل کفر کفر نہ باشد) یہ کہا کہ شریعت پر پیشاب۔ کروں۔ سننے والے گواہ موجود ہیں۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں۔ شرعاً وہ کیسے مجرم ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے کیا سلوک کرنا چاہیے اور میں کیا کروں۔ کیا پھر ہندوؤں میں جا کر شادی کروں یا مسلمانوں میں سے کسی قوم سے ملوں اور مسلمانوں کو دیندار نو مسلموں سے کیا کرنا چاہیے۔ بیوہ تو جردا

### ﴿ج﴾

ایسے الفاظ کہنے والا شریعت پر پیشاب کروں۔ نعوذ باللہ من ذلک اسلام سے خارج ہے۔ مرتد ہے، اس کی عورت کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور توبہ علی الاعلان کرنے کے بعد پھر تجدید نکاح کرے۔ نو مسلم مسلمانوں کا بھائی ہے۔ مسلمانوں کو اس کے ساتھ اخوت اور مکمل مساوات کا طریقہ برتنا چاہیے۔ اگرچہ یہ شخص قدیم مسلمانوں کا کفو نہیں ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے کوئی رشتہ نہ دے۔ مسلمانوں کو ان سے ہر قسم کا رشتہ خوشی سے کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرس قاسم العلوم ملتان

اغواء کنندہ اگر لڑکی کے لیے کفو نہ ہو تو لڑکی کا والد نکاح فسخ کر سکتا ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جس نے زمیندار نے ایک شخص جس کی قوم مسلمی شیخ ہے کو ملازم رکھا ہوا تھا۔ وہ ملازم اپنے مالک کے بھائی کی لڑکی کو اغواء کر کے لے گیا۔ اس لڑکے اور لڑکی کو تلاش کرتے رہے۔ دس ماہ کے بعد لڑکی تو مل گئی اور لڑکا فرار ہو گیا۔ اس دوران میں وہ مسلمی شیخ لڑکے نے اس لڑکی سے شادی کر لی

اور لڑکی کو بھی اس نے قوم مسلمی شیخ ہی لکھوایا اور اب لڑکی کو اس کے وارث اپنے گھر لے آئے ہیں اور لڑکا نہیں مل رہا اور اب لڑکی کا والد اس لڑکی کی شادی اپنے خاندان میں کرنا چاہتا ہے۔ کیا وہ لڑکی کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ چونکہ وہ لڑکا جو اسے لے کر گیا تھا۔ وہ مفروضہ ہے اور نہ ہی اس نے اسے طلاق دی ہے۔ مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

### ﴿ج﴾

اگر اقوام مذکورہ میں ایک کو دوسرے سے عقد کرنے کو عار سمجھا جاتا ہے۔ پس مسئلہ کفایت کا جاری ہوگا۔ فی الشامیہ ص ۹۰ ج ۳ ان الموجب هو استنفاص اهل العرف فیدور معه الخ۔ اور مفتی پہ قول کے مطابق بالغ لڑکی اگر اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضا مندی و اجازت ولی کے کر لے تو وہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ بنا بریں مسئلہ صورت میں اب اس لڑکی کا نکاح اپنے کفو میں کرنا جائز ہے۔ درمختار میں ص ۵۶ ج ۳ میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتوی الخ۔ شامی ص ۵۷ ج ۳ میں ہے۔ قوله وهو المختار للفتوی، وقال شمس الائمة وهذا اقرب الى الاحتياط كذا فی تصحيح العلامة قاسم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

### سید زادی کا نکاح غیر سے جائز ہے یا نہیں؟

### ﴿س﴾

سید زادی کا نکاح غیر سعید سے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

سید زادی یعنی بنی ہاشم کی عورت کا نکاح بالغ لڑکی اور اس کے اولیاء کی اجازت سے تو ہر قوم کے مسلمانوں میں ہو سکتا ہے لیکن بغیر رضا اولیاء قریشی کے علاوہ کسی دوسرے خاندان میں کرنا درست نہیں اور اگر کیا گیا تو وہ نکاح قول مفتی بہ کے موافق درست نہ ہوگا۔ علی ما اختاره صاحب الدر المختار والشامی وغیرہ۔ البتہ قریشی کے تمام خاندان خواہ وہ بھی بنی ہاشم ہیں سے ہوں یا نہ ہوں۔ بنی ہاشم کے کفو ہیں۔ ان میں نکاح بلا اجازت اولیاء بھی جائز ہے اور یہ حکم فقط بنی ہاشم کی عورتوں کا نہیں بلکہ جملہ اقوام کا یہی حکم ہے کہ غیر کفو میں نکاح کر لینے پر اولیاء کو منع کرانے کا حق ہوتا ہے۔ قال فی الہدایۃ وغیرہ واذا زوجت المرأة نفسها من غیر کفو فللا ولیاء ان یفرقوا

بينهما دفعا لضرر العار عن انفسهم انتهى . والفتوى على رواية الحسن من انه لا ينعقد كما  
مشى به في الدر المختار ومنعه في فتاوى دارالعلوم ديوبند . واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافقاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ارجب ۱۳۸۵ھ

### سید و قریشی کا آپس میں رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سید و قریشی ایک کفو ہیں یا نہیں۔ سید و قریشی آپس میں رشتہ شادی کر سکتے  
ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

قریش کے تمام خاندان خواہ وہ بنی ہاشم میں سے ہوں یا نہ ہوں۔ بنی ہاشم کے کفو ہیں۔ ان میں نکاح بلا اجازت  
اولیاء بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ اشعبان ۱۳۹۱ھ

### سمجھ دار اور نیک چلن لڑکی کا نکاح غیر قوم میں کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شریف لڑکی جو بہت سمجھ دار نیک چلن ہے۔ اس کے والد اور بھائی نے  
اپنے ذاتی مفاد کے تحت قرہبی رشتہ داروں کو چھوڑ کر غیر برادری گھر سے دور ۳۵/۳۰ میل کے فاصلہ پر شادی کی۔  
اس لڑکی کی والدہ فوت ہو چکی تھی۔ والد اور بھائی نے خود اور رشتہ دار و غیر رشتہ دار غوثوں کی معرفت سختی و تشدد اور ناجائز  
دباؤ ڈال کر شادی کی رسومات مثلاً مہندی وغیرہ ادا کی گئیں۔ لڑکی بے بس چھٹی چلاتی روتی رہی۔ لیکن اس کی بات کی  
کوئی پروا نہ کی گئی۔ لڑکی سخت منہ سوں حالت میں پریشان رہی۔ آخر نکاح کی رسم بے وقت با اثر گواہ لڑکی کے پاس اس کی  
رائے معلوم کرنے کے لیے پہنچے۔ لڑکی نے اس بارے میں کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن گواہاں نے ناحق نکاح خواں کو جھوٹی  
شہادت پیش کر کے نکاح کے فارم کی تکمیل کرائی۔ ملک پاکستان اور اسلامی حکومت میں نیک لڑکی کے ساتھ شریعت  
محمدی قانون کا احترام نہ کرتے ہوئے ایسا سلوک؟



آپ مطابق قانون محمدی ایسے نکاح کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارہ میں ارشاد بصورت فتویٰ صادر فرمائیں۔  
کیونکہ اس نکاح سے کئی پشتوں کا تعلق ہے۔ حالانکہ لڑکی نے تین بار ہاں ہاں ہاں کا اظہار کرنا تھا۔

### ج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر لڑکی نے گواہان کو جیسا کہ گواہوں کا بیان ہے۔ نکاح کی اجازت دی ہو اور جب ضابطہ شرعیہ کے مطابق ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح کیا گیا ہو تو نکاح منعقد ہو گیا ہے اور اگر لڑکی نے خاموشی اختیار کی ہو اور اجازت نہ دی ہو۔ جیسا کہ لڑکی کا بیان ہے اور قاضی نکاح خوان نے ویسے ہی نکاح کے فارم کی تکمیل کی ہو اور لڑکی کو نکاح کا علم ہو جانے کے بعد لڑکی اس نکاح کو ٹھکرا چکی ہے تو نکاح کا عدم ہے اور شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ بشرطیکہ ان گواہوں کو لڑکی کا والد نہ بھیج چکا ہو۔ ورنہ اگر لڑکی کا والد ان کو بھیج چکا ہو اور انھوں نے لڑکی سے کہا ہو کہ آپ کے والد نے ہمیں نکاح کی اجازت لینے کے لیے بھیجا ہے تب اگر لڑکی خاموشی اختیار کر گئی ہو اور اس کے بعد باضابطہ نکاح ہو گیا ہو تو اس صورت میں بھی نکاح منعقد شمار ہوگا۔ کیونکہ لڑکی باکرہ سے اگر والد اجازت مانگے یا والد کا بھیجا ہوا شخص اجازت مانگے اور وہ خاموشی اختیار کر لے، نہ ٹھکرا دے اور نہ منظور کرے تو شرعاً یہ بھی منظوری شمار ہوتی ہے اور اس طرح نکاح ہو جاتا ہے اور لڑکی کو تین دفعہ ہاں ہاں ہاں کہنا ضروری نہیں ہے اور اگر یہ گواہ اپنی طرف سے گئے ہوں تو اس سے منعقد نہ ہوگا۔ بہر حال اس کی تحقیق کر لی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

### موجودہ سادات میں رشتہ کرنا

### س

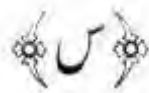
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنا رشتہ موجودہ سادات میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ رشتہ جائز ہے کہ نہ؟ کیونکہ عوام سادات میں شادی کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ ہم آلِ نبیؐ میں سے ہیں اور تم امتی ہو اس لیے امتی کو رشتہ دینا ناجائز نہیں۔ بینوا تو جروا

### ج

کفایت حق ولی ہے۔ عورت کا حق نہیں پس اگر سادات میں سے کسی نے غیر کفو میں اپنی لڑکی کا پوتی کا رشتہ قائم کیا تو جائز ہے۔ بشرطیکہ باپ یا دادا فسق اور سوء اختیار میں مشہور نہ ہو۔ باپ اور دادا کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ

لڑکی یا پوتی نابالغ کا شتہ غیر کفو میں قائم کرے۔ بالغ لڑکی جو سادات کی ہو وہ غیر کفو میں خود نکاح نہیں کر سکتی۔ غیر کفو میں لڑکی کا خود کردہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولزم النکاح ولو بغن فاحش بغیر کف ان کان الولی ابا أو جدا درمختار ۶۶ ج ۳ غیر کفو میں عورت کے خود کردہ نکاح کے بطلان کی دلیل یہ ہے۔ ویفتی فی غیر الکف بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتوی لفساد المزمان درمختار ص ۵۶ ج ۳ واللہ اعلم  
 عبد الرحمن نائب مشق مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
 الجواب صحیح محمود رضا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
 ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

### صالحہ عورت فاسق مرد کے لیے کفو ہے یا نہیں؟



کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بالغ لڑکی نے جو کہ شریف خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی بنت صالح ہے۔ بغیر رضا اولیاء کے اپنے خالہ زاد سے جو کہ فاسق معلن ہے۔ عقد کیا اور لڑکے کی ماں بھی فاسقہ معلنہ ہے۔ اب لڑکی کے در ثاء لڑکے کے فسق و فجور کی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکی میں کفو نہیں ہے۔ عار کی وجہ سے ہمیں اعتراض ہے۔ عرب میں کفو نسب کے لحاظ سے معتبر ہوتی ہے اور عجم میں صنائع کے لحاظ سے معتبر ہے۔ سب کا اعتبار نہیں۔ اب اس صورت میں کیا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اولیاء کا اعتراض درست ہے۔ بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں۔ تاکہ مقامی علماء میں اختلاف نہ رہے۔ بینوا تو جروا



فاسق شخص ایسی عورت کا کفو نہیں جو خود بھی نیک ہو اور اس کا باپ بھی نیک ہو۔ صورت مسئلہ میں یہ لڑکی جس نے بغیر رضا اولیاء کے فاسق سے عقد نکاح کیا ہے۔ بظاہر خود نیک معلوم نہیں ہوتی۔ اس لیے دینداری کی وجہ سے خونہ شمار کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا ہے۔ قال فی الہندیۃ فلا یكون الفاسق کفوًا للصالحۃ کذا فی المجموع سواء کان معلن الفسق أو لم یکن (عالمگیریہ ص ۲۹۱ ج ۱)

وفی شرح التنویر ص ۸۸ ج ۳ وتعتبر (الکفاءۃ) دیانۃ ائی تقویٰ فلیس فاسق کفوًا لصالحۃ أو فاسقۃ بنت صالح معلنۃ کان أو لا علی الظاہر۔

وفی الشامیۃ قلت والحاصل ان المفہوم من کلامہم اعتبار صلاح الكل وان من اقتصر علی صلاحها أو صلاح ابائہا نظر الی الغالب من أن صلاح الولد والہ اللہ متلا زمان فعلى هذا

فالفاسق لا يكون كفواً لصالحة بنت صالح بل يكون كفواً لفاسقة بنت فاسق و كذا لفاسقة بنت صالح كما نقله في العقوبة فليس لأبيها حق الاعتراض لأن ما يلحقه من العار ببنته أكثر من العار بصهره واما اذا كانت صالحة بنت فاسق فزوجت نفسها من فاسق فليس لأبيها حق الاعتراض لأنه مثله وهي قد رضيت به الخ (ردالمحتار ص ۸۹ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۸ ذی الحج ۱۳۸۹ھ

### سیدہ سے غیر سید کا نکاح کرنا

﴿س﴾

ایک اہل سنت عقیدہ اعوان برادری کا نو جوان اپنی اعوان برادری کی لڑکی جو کہ سید قوم کے شوہر سے ہے۔ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا شرعاً ہمیں کوئی اعتراض وغیرہ کا حق ہے یا نہیں۔ جبکہ لڑکی کا سید قوم کا والد اس اعوان لڑکے کے ساتھ شادی پر معترض ہے۔

محمد اجمل اعوان معرفت شیخ حاجی نذر حسین ڈاک خانہ دائرہ دارینہ خلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

سید ہاشمی قوم کی لڑکی کا نکاح اولیاء کی اجازت کے بغیر دوسری قوم میں نہیں ہوتا۔ لہذا صورت مسئلہ میں اگر واقعی لڑکا اور لڑکی کفو نہیں تو بلا اجازت ولی نکاح جائز نہیں۔ مقامی طور پر علماء کے ذریعہ کفایت کی تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

اصلی سید ہاشمی ہیں۔ جن پر زکوٰۃ صرف نہیں ہو سکتی اور بعض دوسرے حضرات قریشی ایسے بھی ہیں جن پر زکوٰۃ صرف ہو سکتی ہے۔ ان کا درجہ کم ہے۔ تحقیق کر لینا لازم ہے۔

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ  
۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

عجم میں کفو کا اعتبار باعتبار نسب کے نہیں بلکہ باعتبار پیشہ کے ہے

### ﴿س﴾

ایک قوم کلاچی ہے۔ جو کہ زمیندار کاشتکار لوگ ہیں۔ ان کو ایک معزز قوم سمجھا جاتا ہے۔ دوسری قوم ہوڑا کہلاتی ہے۔ ہمارے ملک میں پہاڑی پتھر توڑ کر چکیاں بنانے نکالنے اور بیچنے والے لوگوں کو ہوڑا کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو بلحاظ قومیت کلاچی یا دیگر اقوام معروف سے ایک ادنیٰ پیشہ و قوم شمار کیا جاتا ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد قابل استفسار یہ ہے کہ ایک شخص مسمیٰ اللہ بخش نے کاشتکاری کا کام اختیار کیا ہوا ہے۔ اپنے قومی کام کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ اسی اللہ بخش کا بیٹا بھی اپنے باپ کے ساتھ کاشتکاری کرتا ہے۔ اللہ بخش کے بیٹے نے ایک کلاچی قوم۔ فرد کی دوشیزہ عاقلہ بالغہ کو بلا رضا مندی والدین کے گھر سے بھگا کر دوسری جگہ جا کر نکاح کیا۔ لڑکی کے والد وغیرہ اس نکاح پر نارضا مند ہیں۔ انکو اپنی قوم نہیں سمجھتے کہ ایک پیشہ و قوم کے آدمی سے کلاچی قوم کی لڑکی شادی کرے۔ کیا شرعاً اس لڑکی کے والد کو اعتراض کا حق حاصل ہے یا نہ؟ اگر عورت کے ورثاء کو اعتراض کفو کا حق حاصل ہے۔ تو کیا ان کے محض اعتراض اور نارضا مندی سے نکاح ٹوٹ جائے گا۔ یا کسی شرعی ثالث کے سامنے دعویٰ دائر کرنے کی ضرورت ہوگی۔ براہ کرم ان سوالوں کا جواب باحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

سائل مسوان کلاچی معروف گوڈی از باجھ

### ﴿ج﴾

شرعاً عجم میں کفویت باعتبار نسب معتبر نہیں۔ البتہ پیشہ کے لحاظ سے کفویت کا اعتبار ہوتا ہے۔ لیکن یہاں زوج کا پیشہ بھی کاشتکاری ہے اور اولیاء زوجہ کا بھی۔ لہذا یہ نکاح کفو میں ہوا ہے اور عاقلہ بالغہ کا نکاح کفو میں بغیر اجازت اولیاء کے ہی صحیح ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر مہر مثلی سے اس نکاح میں تھوڑا مقرر کیا ہو تو اولیاء تکمیل حق مہر کا اعتراض اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن اس سے نکاح کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نکاح بہر حال صحیح ہوگا۔ فنفسد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی ولہ الاعتراض فی غیر الکفو (الی ان قال) ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ أصلاً (درمختار ص ۵۵ ج ۳) وقال الشامی (ویفتی فی غیر الکفو) فید بذالک لنسبهم عودہ الی قوله فنفسد نکاح الخ الاحتراز عمالو تزوجت بدون مہر المثل فقد عملت أن للولی الاعتراض أيضاً والظاهر أنه لا خلاف فی صحة العقد وأن هذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو الخ ص ۵۶ ج ۳ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان



## سیدہ کا نکاح غیر سید عالم دین سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ سید زادی کا نکاح اُمّتی عالم صالح متقی خواہ کسی خاندان سے ہو، شرعاً جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صالح عالم دین سید زادی کا کفو ہے۔ اگرچہ وہ نہا سید نہ بھی ہو۔ اس لیے نکاح بلاشبہ صحیح والا لازم ہے۔ واللہ اعلم کذا فی رد المحتار للشامی والبحر الرائق لابن نجیم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والدین رشتہ دار فاسق اور لڑکی غیر رشتہ دار متقی سے نکاح کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) کہ نو جوان لڑکی کے والدین اس کی شادی ایسی جگہ کرنا چاہتے ہیں جو لڑکی کے قریبی رشتہ دار تو ہیں۔ لیکن انتہائی جاہل۔ بے دین ہیں۔ لڑکی جس جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے وہ صالح اور دیندار ہیں لیکن لڑکی کی برادری اور کنبے سے تعلق نہیں رکھتا اور والدین برادری کے خوف کی وجہ سے ایسی جگہ دینا نہیں چاہتے تو اب وہ لڑکی بغیر رضامندی والدین کے اس پسند کے شخص سے چوری چھپے نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک لڑکی اور لڑکے نے چوری چھپے آپس میں اس طریق سے نکاح کیا ہے کہ لڑکی نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ عقد کیا۔ لڑکے نے قبول کیا۔ دو گواہ بھی بنا لیے۔ لیکن گواہوں کو نہ نکاح کا علم ہے اور نہ ہی وہ لفظ عقد سے وہ نکاح سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ جاہل دیہاتی ہیں۔ صورت بھی ایسی اختیار کی گئی کہ گواہوں کو بھی نکاح کا علم نہ ہو۔ البتہ الفاظ انہوں نے عقد کے سن لیے تو کیا ایسی صورت میں نکاح ہوگا یا نہیں؟

﴿ج﴾

(۱) اگر لڑکا لڑکی مذکورہ کا کفو ہے تو پھر وہ اپنی رضامندی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

(۲) مندرجہ بالا صورت سے ان کے درمیان شرعاً عقد نکاح نہیں ہوا۔ فقط واللہ اعلم

بند محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اغواء کنندہ اگر لڑکی کے لیے کفو ہے تو نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک لڑکی بالغہ نے بھاگ کر اپنے آشنا کے ساتھ قانونی نکاح کر لیا ہے اور آباد ہو گئی ہے۔ بعدہ متولیوں نے زبردستی لڑکی کو اس کے خاوند سے چھین کر زبردستی دوسرا نکاح کر دیا۔ نکاح خواں کہتا ہے کہ میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ مجھ سے دھوکہ سے نکاح پڑھوایا گیا ہے۔ کیا شرکا، مجلس نکاح و نکاح خواں کسی تعزیر کے مستحق ہیں یا نہیں اور دوسرا نکاح شرعاً حرام ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

لڑکی نے جس سے بھاگ کر نکاح کر لیا ہے۔ اگر وہ شخص اس کا کفو ہے یعنی خاندانی اعتبار سے کم درجہ کا نہیں تو وہ نکاح لازم ہو گیا اور دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ لیکن نکاح خوان اور حاضرین مجلس بوجہ لاعلمی کے معذور ہوں گے اور اگر وہ شخص غیر کفو ہے جس سے لڑکی نے نکاح کیا ہے تو یہ نکاح باطل ہے۔ فسخ کیا ضرورت نہیں ہے اور دوسرا نکاح صحیح ہو گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ رمضان ۱۳۹۴ھ

اگر اغواء کنندہ لڑکی کے لیے کفو ہو تو والد دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی ایک نوجوان لڑکی کو اغواء کر کے لے جاتا ہے اور نکاح کرتا ہے۔ چھ ماہ کے بعد پکڑا جاتا ہے اور لڑکی بیان دیتی ہے کہ میرا والد میرا کہیں نکاح نہ کرتا تھا اور میں بصورت مجبور ہو کر اس کے پیچھے چلی گئی۔ کیونکہ میں دو سال سے جوان ہو چکی تھی۔ اب اس لڑکی کا والد کہتا ہے کہ وہ میری لڑکی کو زبردستی سے لے گیا تھا۔ اب اس لڑکی کا والد دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

اگر اس آدمی نے بالغ نوجوان لڑکی کی رضا مندی سے اس سے نکاح شرعی کیا ہے، یعنی گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر کے نکاح کیا ہو اور یہ لڑکا، لڑکی کا کفو ہو۔ ایسا ردیل پیشہ نہ کرتا ہو جو لڑکی والوں کے لیے باعث عار ہو کہ لڑکی شریف گھرانہ کی ہو اور لڑکی والے اچھا پیشہ کرنے والے ہوں اور خاوند حجام، درکھان، موچی، جس سے لڑکی

والے نکاح کرنا عار سمجھتے ہوں۔ تو نکاح صحیح ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ دوسری قوم کا آدمی ہو تو اسے کفو نہیں سمجھتے۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ عجمی قومیں آپس میں کفو ہیں۔ البتہ اگر عورت سیدہ قوم کی ہو، مرد غیر سیدہ ہو تو یہ آدمی کفو نہیں اور نکاح صحیح نہیں ہوگا نیز لڑکی والے باپ وغیرہ دیندار گھرانہ ہو، پابند صلوٰۃ و صوم و نیکی اڑھی رکھتے ہوں، یعنی صلحاء ہوں اور خاوند فاسق فاجر ہو تو بھی یہ آدمی لڑکی کا کفو نہ ہوگا، تو غیر کفو میں نکاح ہونے کی صورت میں اس آدمی کا نکاح اس لڑکی سے نہ ہوگا اور وہ دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور کفو ہونے کی صورت میں نکاح صحیح ہوگا۔ سوائے خلع و طلاق کے لڑکی کے لیے خلاصی کی کوئی صورت نہیں۔ والد دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
اجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ محرم ۱۴۲۵ھ

اگر سیدہ عورت کا غیر سیدہ سے نکاح نہ کیا جائے اور خودکشی کا اندیشہ ہو تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱) ایک سیدہ عورت اور ایک غیر سیدہ مرد دونوں کی آپس میں گہنی محبت ہو گئی ہے اور دونوں نکاح کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر ایک طرف عورت کے اولیاء راضی نہیں اور دوسری طرف اگر نکاح نہ ہو عورت اور مرد دونوں خودکشی کر گزریں گے۔ ان حالات میں اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) یا تو دونوں جانوں کو خودکشی کے فعل بد سے بچانے کے لیے سیدہ عورت کے اولیاء راضی ہو جائیں اور نکاح کریں۔ (۲) یا خودکشی کے مرتکب ہونے کی بجائے سیدہ عورت خود اپنی مرضی سے نکاح کر لے۔ (۳) یا دونوں کو خودکشی کا شکار ہونے دیا جائے اور دونوں خودکشی کر گزریں۔ حالات اس قسم کے ہیں کہ مندرجہ بالا تین صورتوں کے علاوہ اور کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ ان مجبوری کے حالات میں شریعت اسلامی کس صورت کی اجازت دیتی ہے اور کونسی صورت بہتر ہے۔ اگر پہلی صورت جائز ہو یا ناجائز ہو۔ مگر عورت کے اولیاء کسی حالت میں بھی راضی نہ ہوں۔ دوسری صورت شرعی لحاظ سے درست نہ ہو اور تیسری صورت رونما ہو تو کیا ان دو جانوں کی خودکشی کی صورت میں شرعی لحاظ سے عورت کے اولیاء اور دیگر متعلقین قصور وار ہوں گے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

پہلی صورت اگر ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ دونوں خودکشی سے بچ جائیں گے۔ لیکن اولیاء کی مرضی کے بغیر سیدہ عورت کا نکاح غیر سیدہ مرد کے ساتھ جائز نہیں، جب تک وہ راضی نہ ہوں نکاح نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس لڑکی کے اولیاء کو راضی

کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اگر اس لڑکی کے اولیاء بالکل اس کے نکاح کرنے پر رضا مند نہ ہوں تو پھر اس مشکل کا حل یہ ہے کہ اس لڑکے کا نکاح کسی دوسری عورت سے کیا جائے اور اس لڑکی کا نکاح کسی دوسرے مرد سے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خودکشی کرنے سے دونوں محفوظ ہو جائیں گے۔ کیونکہ کسی خاص عورت یا کسی خاص مرد کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش رکھنا اضطراری حالت پیدا نہیں کرتا، کسی دوسرے مرد یا دوسری عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے یہ ضرورت و حاجت پوری ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی یہ لڑکا اور لڑکی خودکشی کرنے پر آمادہ ہوں اور انکا جوش جوانی کسی دوسرے مرد یا دوسری عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے سرد نہ پڑتا ہو، تو گناہ ان کے سر پر، اولیاء کو شرعاً مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی صورت تو یہ ہے کہ ایک شخص یہ مطالبہ شدت سے کر دے کہ مجھے صدر مملکت بنادو، ورنہ میں خودکشی کرتا ہوں، یا مجھ سے فلاں منکوحہ عورت کا نکاح کرادو، ورنہ میں خودکشی کرتا ہوں۔ تو کیا لوگوں پر اس شخص کے مطالبات کو پورا کرنا فرض اور لازمی ہے کہ پورا نہ کرنے سے گنہگار ہوں گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۶ صفر ۱۳۸۴ھ

بچے کے لیے رشتہ کر کے بغیر عذر شرعی اس سے پھر جانا

﴿س﴾

علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ زید اور زینب دو میاں بیوی ہیں۔ زید کی بہن عائشہ زینب کے بھائی عمرو کی بیوی ہے۔ گویہ باہمی قریب ترین رشتہ میں منسلک ہیں۔ زینب کی درخواست پر اس کے بھائی عمرو کی لڑکی کا رشتہ زینب کے لڑکے سے قرار پایا۔ جس کا علم نہ صرف عام برادری بلکہ جان پہچان کے لوگوں کو بھی ہوا اور اب اس رشتہ کو تعلقات کی استواری کے لیے نیک فال خیال کیا اور اتفاق سے زید متمول اور عمرو غریب تھا۔ جب لڑکا اور لڑکی ازدواجی عمر کو پہنچے اور ملک میں مادہ پرستی کی ہوا چل پڑی تو زید نے اس رشتہ کو باقاعدہ صورت دینے سے گریز کرنا شروع کیا اور اپنے لڑکے کے لیے کوئی متمول رشتہ تلاش کرنا شروع کیا۔ چنانچہ غیر برادری اور غیر کفو میں رشتہ قرار پایا اور اس کی تکمیل بھی کرائی۔ ازیں حالات زید کو قاطع الرحم کہا جائے اور اگر عمرو اور اس کی بیوی عائشہ زید سے بیزاری کا اظہار کرے تو شرعاً ان کے لیے گرفت ہوگی۔ احکام الہی و احکام نبیؐ کی روشنی میں وضاحت کی جائے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

یہ درست ہے کہ رشتہ لینے اور دینے سے غیروں میں بھی خویشی دوستی پیدا ہوتی ہے تو جن میں پہلے خویشی و رشتہ



داری ہے۔ ان میں رشتہ لینا اور دینا مزید خویشی و قرابت کا سبب بنے گی اور صلہ رحمی کو قوت ہوگی، جو کہ عند اللہ بہت بڑا محبوب عمل ہے۔ لیکن اگر کوئی خویشوں اور اقاربوں کے علاوہ دوسری جگہ رشتہ لیتا یا دیتا ہے تو وہ شخص قاطع الرحم نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (فانکحوا ما طاب لکم من النساء منی وثلاث وربع) سے اپنوں اور غیروں دونوں سے نکاح کرنے کی اجازت واضح ہے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اقوال و اپنے عمل سے اور صحابہ کرام کے آپس میں نکاح اور بعد کے علماء کا ملین اور اولیاء و صلحاء کا تاریخ میں غیروں سے رشتہ لینا اور دینا ثابت ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ رشتہ لینے و دینے میں محض دولت کو دیکھنا اور ملحوظ رکھنا غلط ہے۔ بلکہ شرعاً رشتہ لینے و دینے میں دین کو ملحوظ رکھنا مطلب ہے۔ لہذا زید اگر عمرو سے رشتہ نہیں لے گا تو قاطع الرحم نہیں ہوگا لیکن اگر پہلے زید عمرو کا آپس میں رشتہ لینے کے بارہ میں عہد و میثاق ہوا ہے تو زید کو وعدہ خلافی کرنا گناہ ہوگا اور عمرو و عائشہ کا زید و زینب کو قاطع الرحم سمجھ کر ان سے بیزاری کرنا ناجائز ہوگا، زید و زینب کے گناہ سے بہت بڑا گناہ یعنی قاطع الرحم کا گناہ نہیں ہوگا۔ لہذا عمرو زید اور عائشہ و زینب سب کو چاہیے کہ آپس میں صلہ رحمی کریں، چاہے ایک قاطع الرحم معلوم ہو تو دوسرا اس کی طرح نہ بنے۔ بلکہ بدستور صلہ رحمی کرتا رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (صل من قطعک) کا مصداق اپنے آپ کو بنا کر کا ملین کا مقام حاصل کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ ذی القعدہ ۱۳۸۳ھ

جو لڑکا مہر اداء کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ مالدار لڑکی کا کفو نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ چچا زاد بہن کا نکاح اپنے بالغ بیٹے سے کر دیا۔ وہ خود اور اس کا بیٹا دونوں اس قدر مسکین تھے کہ اگر مکان سکنی جائیداد کو ہی فروخت کر دیتے تو بھی اس کے مہر مثل معجل کے ادا کرنے پر قادر نہ تھے اور لڑکی غنیہ بڑی جائیداد کی مالک تھی۔ فقط دنیوی لالچ اور اس کی جائیداد سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے اس لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیا۔ اگر اس لڑکی یتیمہ سے نکاح اس طریقہ سے نہ کرتا تو قطعاً وہ نکاح نہ کر سکتا اور نہ اب اس لڑکی کے علاوہ کوئی نکاح کر سکتا ہے۔ مزدوری سے ہی گزارہ کرتا رہتا ہے۔ مالیت میں لڑکی کا کفو نہیں ہے۔ نیز لڑکا بسا اوقات نماز ترک کر دیتا ہے۔ اور پہلے سے ہی ایسا ہے اور لڑکی اس وقت نابالغہ تھی جس کی عدالت و فسق کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لڑکی صغیر سنی سے اس وقت تک برابر نکاح سے انکار کرتی رہی ہے۔ کیا شرعاً لڑکی کا یہ نکاح صحیح ہو چکا ہے یا نہیں اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں ناکح اس یتیم لڑکی کے لیے مہر اور نفقہ پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے کفو نہیں۔ جیسا کہ عالمگیری ص ۳۰۹ میں مذکور ہے۔ (منہا الکفأة فی المال) وهو ان يكون مالکاً للمهر والنفقة وهو المعتبر فی ظاہر الروایۃ حتی ان من لا یملکهما او یملک احدهما لا یكون کفراً کذا فی الہدایۃ اور باپ دادا کے علاوہ ولی کا نکاح غیر کفو میں باطل ہے۔ پس صورت مسئلہ میں یتیمہ کا نکاح اس لڑکے سے منعقد نہیں ہوا۔ جیسا کہ درمختار علی تنویر الابصار ص ۶۷ ج ۳ میں مذکور ہے۔ (وان کان المزوج غیرہما ای غیر الاب الی قولہ) لا یصح النکاح من غیر الکف وبغین فاحش اصلاً پس یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
ہندہ محمد صدیق نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

دیندار آدمی کو رشتہ دین دار ہی کو دینا چاہیے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عمر رسیدہ شخص اور اس کا بیٹا جو کہ جدی دینی تعلیم سے واقف، شریف اور جدی پردہ دار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے قصبہ میں ممتاز خاندان شمار کیے جاتے ہیں، نے آج سے ایک سال قبل اپنے بھائی کو اپنی لڑکی اور پوتی کے رشتہ دینے اور لینے کا فیصلہ کیا اور اس سلسلہ میں زبانی خاندانی طور پر وعدہ وعید ہو گئے اور عنقریب ایک جوان رشتہ کی شادی ہونے والی تھی۔ کسی خانگی ناراضگی کی وجہ سے جذبات سے مغلوب ہو کر ہر دو باپ بیٹے نے ایک دوسرے جاہل اور غیر خاندان کو پچھلے ماہ میں وہی رشتہ دینے کے لیے دعائے خیر دے دی۔ حالانکہ باپ بیٹا ایک مولوی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور جہاں پر اب رشتوں کی دعائے خیر دی گئی ہے۔ وہ ایک ان پڑھ غیر خاندان ہے اور اس خاندان کے لوگ سزایافتہ اور جاہل لوگ ہیں اور ان لوگوں نے پشت ہاپشت سے کبھی مستورات کا پردہ نہیں کیا۔ البتہ اس نئے رشتہ کے بعد مولوی خاندان سے پردہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اب خاندان والوں اور شہر کے فہمیدہ لوگوں کے دباؤ سے اس غلط رشتہ کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا ہے تو مولوی خاندان والے کہتے ہیں کہ اگر ہم دعائے خیر سے پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے علاوہ دنیا میں بدنام ہو جائیں گے۔ حالانکہ بعض علماء نے زبانی یہ کہا ہے کہ ایک سال قبل رشتوں کے متعلق جو زبانی فیصلہ ہوا تھا۔ وہ دوسرے جذباتی رشتہ اور دعائے خیر سے مقدم اور قابل ترجیح ہے۔ اس سلسلہ میں فتویٰ درکار ہے کہ وہ لوگ پہلے رشتہ پر قائم رہیں یا غیر خاندان دعائے خیر والوں سے رشتہ کریں۔ دینی فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ اولاد کے نکاح میں زیادہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دیندار آدمی سے ہو۔ دولت و حشمت پر زیادہ خیال نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ لچا شترابی بدکار آدمی، نیک بخت پارسا دیندار عورت کے برابر کا نہیں سمجھا جائے گا۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تنکح المرأة لاربعة لما لها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاطفر بذات الدین تربت یداک۔ (ترجمہ) کسی عورت سے نکاح چار باتوں میں سے ایک بات کے سبب کیا جاتا ہے۔ یا تو اس کے مالدار ہونے کے سبب یا اس کے حسب و نسب کے سبب یا اس کی خوبصورتی کے سبب یا اس کی دینداری کے سبب۔ لہذا تجھکو (اے مخاطب) دیندار عورت پر کامیابی حاصل کرنی چاہیے۔ تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ الغرض دینداری کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔

لہذا صورت مسئلہ میں (بشرط صحت سوال) جب پہلا شخص زیادہ دیندار ہے تو اس کو ترجیح دینا چاہیے۔ خصوصاً جبکہ اس سے پہلے وعدہ بھی ہو چکا ہے تو اس وعدہ کا پاس رکھنا ضروری ہے اور دوسرے شخص کے ساتھ وعدہ پورا کرنے کی صورت میں چونکہ پہلے شخص کے ساتھ وعدہ خلافی کرنا لازم آتا ہے۔ اس لیے دوسرے شخص کے وعدے کے بجائے پہلے شخص کے ساتھ وعدہ پورا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بلا وجہ وعدہ خلافی کرنا علامت نفاق ہے۔ حدیث میں ہے۔ اية المنافق ثلاث اذا وعد اخلف الخ (مشکوٰۃ) قال فی اللمعات وقيل الخلف فی الوعد بغير مانع حرام وهو المراد ههنا وكان الوفاء بالوعد مأمورا في الشرائع السابقة ايضا (اشعة اللمعات باب الوعد) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

درج ذیل صفات والوں میں سے رشتہ کسے دیا جائے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و حامی شرع متین اس بارے میں کہ کسی شخص کی لڑکی جو ان ہو گئی ہے اور خویش قریبی ہیں۔ ایک بھیجے کا یہ حال ہے کہ یقیناً زنا زادہ ہے۔ دوسرا بھتیجا احتمال ہے کہ زنا زادہ ہے۔ بموجب قول اکثر بعد نکاح کے پیدا ہوا ہے اور اس وقت تک بالغ نہیں ہیں۔ مگر ہونے والے ہیں۔ کیا ان کو نکاح کر دینا درست ہے یا اگر لڑکی



ایسی ہووے لینا درست ہے۔ گناہ اُن کے ماں باپ کا ہے ان کا نہیں۔ (۲) دوسری جگہ خویشوں میں درست ہے۔ صحیح ہے۔ مگر چھوٹے بڑوں میں نماز کا دوام نہیں۔ کبھی پڑھتے ہیں اور تمام برادری ایسی ہے اور لڑکی نمازی ہے۔ کیا دے دیں اور غیر خویشوں میں دینا ہمارے تجربہ میں سم قاتل ہے۔ اگر موافقت ہوئی امید ہے درستی کی جائے گی۔ مگر بعض بے حجابی عورتوں کے جیسے کہ مروج زماں ہے۔ دوسری عورتوں کی خیر نہیں رہے گی یا شرز غالب رہے گا اور اس وقت غرباء کو پردہ کا زور دینا پہاڑ کا سامنا ہے۔ ہرگز نہ مانیں گے۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز صحیح عقائد والے ملنا دشوار ہے اور اگر بالفرض مل جائیں تو صحیح برتاؤ اور خانگی حالات زیر دست ہیں کیا کرے، کیسے کرے۔ بینواتو جروا۔ (۳) برادری میں نبوت لینا دینا وغیرہ ایسا مروج ہے کہ کوئی خویش اگر نہ دے نہ لے۔ اس کو برادری سے خارج کر دیتے ہیں۔ نہ اس کو کوئی لڑکی دیتا ہے نہ لیتا ہے۔ بچا رہ حیران رہتا ہے کہ کیا کروں۔ عورتیں بچے علیحدہ چیتے ہیں کہ ہائے آمد و رفت نہ رہی۔ غیر برادری ہمارے ملک میں بلا ہے یا خونخوار شیر ہے اور ممکن ہے تجربہ غلط ہو۔ کسی جگہ اچھی مل جائے۔ التقلیل کا لمعدوم کے مصداق پر ایسے حال میں کیا کرنا چاہیے۔ بینواتو جروا

المستفتی حاجی امیر بخش صاحب ساکن بستی مٹھوڈا کٹناہ شجاع آباد ضلع ملتان



زنا زادہ شریف لڑکی کا کفو نہیں ہے۔ اس لیے پہلے سے نکاح کرنا نکاح غیر کفو میں ہوگا۔ دوسرے کے متعلق اگر معلوم ہو جائے تو وہ نکاح کے بعد چھ ماہ گزرنے پر پیدا ہوا ہے تو وہ زنا زادہ نہیں ہے۔ اس سے نکاح کفو میں ہوگا۔ اگر نکاح سے چھ ماہ بعد سے قبل وہ تولد ہوا ہے تو یہ بھی زنا زادہ اور غیر کفو ہوگا۔ دوسرے خویش و اقرباء جن میں اخلاقی خرابیاں اور بے نمازی و بے دینی ہے۔ اُن سے تو یقیناً یہ اچھا ہے کہ زنا زادہ صالح سے اس کا نکاح ہو۔ اس لیے بوجہ فسق کے دوسرے اقرباء بھی کفو نہیں ہیں۔ فاسق صالح کا کفو نہیں ہو سکتا۔ غیر کفو میں نکاح کرنے کے باوجود یہاں لڑکی کے فاسق ہو جانے کا خطرہ ہے۔ وہاں اگرچہ غیر کفو میں ہے۔ لیکن لڑکی کا دین محفوظ رہے گا اور اگر دونوں فاسق ہیں تو یقیناً ترجیح اس کو ہوگی کہ اجنبی شخص سے جو صالح اور شریف ہو اس سے نکاح کر لیا جائے اور ایسے آدمی مل سکتے ہیں جو پردہ بھی کرائیں اور دیگر شرعی امور کا ہر وقت لحاظ رکھیں۔ (۳) یہ رسم ناجائز ہے۔ بہر صورت کوشش کی جائے کہ اس سے محفوظ رہیں۔ برادری کے جنجال کو چھوڑ کر صرف خداوند کریم جل مجدہ کی ذات پر اعتماد کریں اور وہی اچھا کارساز ہے۔ من كان لله كان الله له الحديث، اس لیے ایسی رسموں کے لیے اعذار نہ تراشے جائیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ



درج ذیل صورت میں نکاح کفو میں ہے اور جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہماری لڑکی بالغہ جس کو ہم اُسکے چچا زاد حقیقی سے شادی کرنے پر آمادہ ہیں اور وہ ہماری طاقت سے کم طاقت کے گھر نکاح کرنا چاہتی ہے۔ ہم پندرہ سولہ کنال اراضی کے مالک ہیں۔ یعنی ۹/۱۰ وگہ زمین کے مالک ہیں اور وہ ایک کنال کے مالک بھی نہیں۔ قوم کے وہ کھوکھر ہیں اور ہم جٹ کھوکھر ہیں۔ اُن کا پیشہ کچھ محنت و مزدوری اور لوگوں کی منت و سماجت کر کے کاشت کے لیے اراضی لیتے ہیں اور گزارہ کرتے ہیں اور ہمارا پیشہ زمینداری اور ہماری اراضی، اور لوگ منت و سماجت کر کے برائے کاشت لیتے ہیں۔ وہ ہماری مزارع کی طاقت میں سے نہیں۔ ہماری طاقت سرداری کے ہیں اور چچا زاد جو اس لڑکی کا ہے۔ وہ دوسری لڑکی کے علم و حسن و طاقت مالی سے برتر ہے اور نو جوان بھی ہے۔ کیونکہ اس کا والد زمیندار ہے اور دوسرے آدمی والد کی عایا کی حیثیت سے ہیں۔ کیا وہ لڑکی بغیر رضامندی اسے برادر اور حقیقی چچا کے وہاں نکاح کر سکتی ہے۔

سلطان بخش چچا حقیقی مسماۃ مذکورہ، نبی بخش برادر مسماۃ مذکورہ، الناقل محمد امین طالب علم قاسم العلوم کراچی وی

﴿ج﴾

لڑکی بغیر رضامندی اولیاء کے غیر کفو میں نکاح نہیں کر سکتی۔ کفو میں حُریت و پیشہ کا اعتبار ہے۔ البحر الرائق ص ۱۲۳ ج ۲ وفي القنیۃ الحانک لا یكون کفأ لبنت الدهقان وان کان معسراً وقیل هو کفو وفي المغرب غلب اسم الدهقان علی من له عفار کثیرۃ الخ وقال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتوی لفساد الزمان الخ ص ۵۶ ج ۳۔ پیشہ مزدوری کا ذلیل پیشہ نہیں ہے۔ باقی دولت میں مساوی ہونا کفو کے لیے ضروری نہیں ہے۔ لہذا یہ نکاح کفو میں ہے اور جائز ہے۔ البتہ اگر کفو میں نہ ہوتا تو جائز نہ ہوتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

عجموں میں کفو کا اعتبار پیشہ کے اعتبار سے ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان متین اس مسئلہ میں کہ ایک بالغہ لڑکی کا نکاح اس کے والدین ایک ایسے

بوڑھے آدمی سے کرنا چاہتے ہیں جہاں لڑکی کو رضا نہیں تھی۔ آخر کار لڑکی نے مجبور ہو کر عدالت میں پیش ہو کر ڈپٹی کمشنر صاحب سے خود اپنے نکاح کرنے کا اجازت نامہ حاصل کر لیا۔ بعد ازاں اپنی حسب منشاء خاور کو لے کر مولوی نکاح خواں کے ہاں پہنچی۔ نکاح خواں سے جب نکاح کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ لڑکی مجھے اپنا اقرار نامہ لکھ دے کہ میں اس پر رضامند ہوں اور میرا کل کو کسی قسم کا اعتراض و انکار نہیں ہوگا۔ لڑکی نے اقرار نامہ لکھ دیا اور نکاح خواں نے چند آدمیوں کے روبرو نکاح پڑھ کر رجسٹر میں درج کر دیا۔ بعد ازاں خاوند کے گھر سے رقعہ لکھا کہ میں نکاح کر چکی ہوں۔ اس کے والدین اس کے ہاں پہنچے اور فریب دے کر لڑکی کو گھر سے لے آئے۔ لیکن لڑکی نے پھر موقع پا کر خاوند کے گھر کا راستہ لیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی نے غیر کفو میں بغیر رضامندی والدین اور خویش و اقارب نکاح کیا ہے۔ یہ نکاح ہو گیا ہے یا نہ۔ اگر نکاح ہو گیا ہے تو والدین کو فتنہ وغیرہ کرنے کا حق ہے یا نہ۔

بینوا تو جروا

السائل امام حسن تونسوی معلم مدرسہ قاسم العلوم

### ﴿ج﴾

قول مفتی یہ ہے کہ غیر کفو میں بالغہ عورت بلا اجازت اولیاء نکاح نہیں کر سکتی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ شخص ناکح اس لڑکی کا کفو ہے یا نہیں۔ عجم کے اندر کفایت نسبی کا اعتبار نہیں ہے۔ البتہ پیشہ اور حرفت کی خاستہ و شرافت کا اعتبار کیا جائے گا۔ اب اگر عرف کے اعتبار سے اس ناکح کا پیشہ خیس شمار ہوتا ہو اور منکوحہ کے اولیاء کا شریف تو نکاح نہ ہوگا۔ ورنہ نکاح صحیح ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۵ صفر ۱۳۷۷ھ

شیعہ جس قسم کا بھی ہو وہ مسلمان عورت کا کفو نہیں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص قولاً فعلاً و مذہباً شیعہ ہے۔ یعنی علماء شیعہ کو بلاتا ہے۔ مجلس خود منعقد کراتا ہے۔ ذاکرین کو فیس وغیرہ بھی ادا کرتا ہے۔ ان کا انتظام خورد و نوش بھی کرتا ہے۔ لیکن اسکے منہ سے سب شیعین کبھی نہیں سنا گیا۔ اسکے کام عام سنی شیعہ والے ہیں۔ اس مذکور شخص کے ساتھ حنفیہ عورت کا جو کہ اہل سنت والجماعت سے ہے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اگر مذکور شخص نکاح کے لالچ کی وجہ سے صرف سب و شتم سے توبہ کر لے (مذہب شیعہ سے نہیں) تو اس عورت کا نکاح درست ہوگا یا نہیں۔

السائل مولوی اللہ بخش طیب بہل تحصیل بھکر ضلع میانوالی

## ﴿ج﴾

شیعہ جس قسم کا بھی ہو۔ وہ مسلمان عورت کا کفو نہیں۔ اس لیے کوئی عورت اذن اولیاء کے بغیر اگر شیعہ سے نکاح کرے گی تو نکاح سرے سے باطل ہوگا۔ نیز اولیاء کو بھی لازم ہے کہ کسی قسم کے شیعہ سے بوجہ غیر کفو ہونے کے عورت کو نکاح کرنے کی اجازت نہ دے۔ البتہ اگر عورت اور اس کے اولیاء کفو کا لحاظ کیے بغیر نکاح کر دیتے ہیں تو اب دیکھنا ہوگا۔ اگر سب شیخین رضی اللہ عنہما کو نعوذ باللہ حلال یا ثواب سمجھتا ہے یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کا قائل ہے۔ (الی غیر ذالک من الکفریات) یا اس قسم کے شیعوں کا وعظ کراتا ہے جو سب یا افک کی اشاعت کرتے ہیں تو یہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا اور یہ شخص کافر قرار دیا جائے گا۔ کفر اور کفر پر راضی ہونا دونوں برابر ہیں اور اگر ایسے کوئی کفریات نہیں کیے یا کفریات والوں سے وعظ نہیں کراتا تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

### عام مسلمان سے سیدہ کے نکاح میں کوئی قباحت نہیں

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مہاجر جو اس وقت مقیم ہے۔ لیکن قوم کے سید ہونے کی وجہ سے رشتہ کے لیے مجبور ہے۔ اپنے رشتہ دار مغربی پاکستان میں کہیں بھی نہیں ہیں اور جو دوسرے سید ہیں وہ لیتے ہیں دیتے نہیں۔ عرض یہ ہے کہ میں سید کے بغیر دوسری قوم کو لڑکی دے سکتا ہوں یا نہیں؟ کیا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر لڑکی بالغہ ہے اور اس کا شرعی ولی باپ وغیرہ اور خود یہ سیدہ لڑکی غیر سید مرد کے ساتھ نکاح کرنے پر رضامند ہیں تو نکاح شرعاً ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ خود سید السادات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو لڑکیوں کا عقد نکاح غیر ہاشمی اور غیر سید شخص امیر المؤمنین ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کرایا تھا۔ کتب فقہ میں بھی اس مسئلہ کا وضاحت سے ذکر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یکم رجب ۱۴۸۶ھ

کسی ایسے مرد کا نکاح کا دعویٰ کرنا جو عورت کے لیے کفو نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک عورت جو اس کی کفو نہیں نکاح کا دعویٰ کیا اور جب اُسے کہا گیا کہ اپنے گواہ پیش کرو تو اس نے دو آدمیوں سے کہا کہ وہ میرے گواہ ہیں اور فلان آدمی میرا نکاح خوان ہے۔ ورنہ اس پر رضا مند نہ تھے۔ اس لیے انھوں نے نکاح خواں اور گواہوں میں سے ایک کو عالم کے روبرو بلا کر دریافت کرایا کہ فلاں آدمی یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کیا درست ہے یا غلط تو نکاح خواں اور ایک گواہ نے اس عالم کے سامنے حلفاً کہا کہ ہمیں کوئی علم تک ہی نہیں۔ اس نے جھوٹ کہا ہے تو ورنہ پہلے بھی اس رشتہ کی افواہ پر رضا مند نہ تھے۔ بلکہ معترض تھے۔ پھر گواہی نہ ہونے پر یقین ہوا کہ نکاح ہوا ہی نہیں تو انھوں نے اس عورت کا نکاح اس کے اذن سے ایک رشتہ دار کے ساتھ کر دیا۔ مگر اس عورت نے ظاہر زبان سے اجازت دی اور اپنا انگوٹھا لگا دیا۔ دل میں اس شخص کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ پھر جب اس مدعی نکاح کو علم ہوا کہ نکاح خواں اور گواہ نے جھٹلا دیا ہے اور عورت کے ورنہ اس کا نکاح بھی اپنے رشتہ دار سے کر دیا ہے تو اس مدعی نے اپنے دو بہنوئیوں کو جعلی گواہ مقرر کر دیا۔ جو غنڈے اور بدمعاش آدمی ہیں اور عدالت میں نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ عورت اس مدعی نکاح کی تصدیق کرتی ہے۔ مگر گواہاں پہلے بتلاتی ہے جو منکر الشہادۃ ہیں اور مدعی اپنے بہنوئیوں کا کہتا ہے کہ یہ گواہاں ہیں۔ اب دریافت یہ ہے کہ ورنہ نکاح درست ہے یا اس مدعی کا جو معلن فاسق اور گواہاں کبھی کوئی اور وہ بھی اپنے بہنوئی جن کے اوصاف شاہد الزور ہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر مدعی نکاح اپنا نکاح دو گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں ثابت کر دے تو ثبوت نکاح ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ لہذا اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ کسی معتمد علیہ عالم کو ثالث مقرر کر کے اس کے پاس مدعی و مدعی علیہ اور گواہ وغیرہ پیش ہو جائیں۔ اگر حکم (ثالث) کے سامنے گواہوں نے نکاح کی تصدیق کر دی اور ثالث نے شرعاً گواہوں کو صحیح اور درست تسلیم کیا تو ثبوت نکاح ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ نیز سوال میں لکھا ہے کہ وہ شخص عورت کا کفو نہیں۔ کفو ہونے کی وجہ لکھ کر علماء سے فتویٰ لے لیں۔ اگر واقعی کفو نہیں۔ تو اولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ بہر حال تحقیق کر کے حکم بالا کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ



مغویہ کا ورثاء کی مرضی کے خلاف نکاح کرنا، کیا بھائی کا کرایا ہوا نکاح وادائع کر سکتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں (۱) کہ زید نے اپنی قوم سے زینب کو اغواء کیا ہے اور عورت بالغہ ہے اور اس کا والد بھی زندہ ہے اور بھائی بھی، زید سے جا کر کتابی نکاح پڑھا لیا ہے۔ اب عورت کو واپس لایا گیا ہے۔ کیا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں۔ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر زید نے زینب سے زنا کیا۔ قبل از نکاح تو نکاح زید کا زینب سے نہ ہوگا اور دوسری جگہ ٹھیک ہے۔ تو یہ مسئلہ کا نکاح پہلا ٹھیک ہے یا نہ۔ اگر ٹھیک ہے تو دوسری جگہ کرنا جائز ہے یا نہ؟ (۲) زینب کا نکاح بھائی نے کر دیا ہے۔ والد فوت ہو چکا ہے اور دادا زندہ ہے۔ ہاں زید نے اپنی ہمشیر کا نکاح اپنی قوم میں کیا ہے۔ کیا دادا کو فسخ کا حق ہے یا نہیں۔ مینواتو جروا

نسیم الدین خادم ملک ابرار الاسلام نواں کوٹ تحصیل ایہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

(۱) زینب نے اگر نکاح اپنا بغیر والد وغیرہ اولیاء کی مرضی کے اپنی کفو میں کیا ہے تو نکاح درست ہے۔ خواہ اس سے قبل از نکاح زنا ہوا ہو یا نہیں اور اگر غیر کفو میں کیا ہو تو نکاح نہیں ہوا۔ دوسری جگہ نکاح کیا جاسکتا ہے۔ کفو سے مراد ہم قوم ہونا نہیں۔ بلکہ یہ کہ وہ شخص پیشہ دینداری وغیرہ اعتبارات سے عورت اور اس کے گھرانے سے کم درجہ کا نہ ہو۔ (۲) دادا نے اگر اجازت نہیں دی نہ قبل از نکاح اور نہ بعد از نکاح اور لڑکی نابالغہ ہے تو دادا صرف یہ کہہ دے کہ میں منظور نہیں کرتا تو نکاح ختم ہو گیا۔ تنسیخ کی ضرورت بھی نہیں ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہے یا دادا نے اجازت دے دی ہے تو نکاح لازم ہے۔ فسخ نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سید زادی عام آدمی کے نکاح میں آ سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین دریں مسئلہ کہ شرعاً سید زادی، غیر سید کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں۔

مینواتو جروا عند اللہ

﴿ج﴾

سید زادی بوجہ شرافت نسب کے زیادہ بلند ہے اور معزز ہے اور اس کے اولیاء کو حق ہے کہ اس کا رشتہ کسی سید سے

کریں۔ جو کہ اس کی طرح نسباً بلند اور معزز ہو اور اگر وہ خود ہی حق کو کسی وجہ سے چھوڑ دیں اور کسی غیر سید شریف آدمی سے نکاح کریں تو ان کی رضا مندی سے بلاشبہ ہو سکتا ہے اور عالم آدمی جو کہ غیر سید ہو وہ بھی سیدزادی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ سیدزادی کو اگر شرافت بھی حاصل ہے تو عام آدمی کو علمی تفوق حاصل ہے۔ ففی الدر ص ۹۴ ۳

لکن فی النہر ان فسر الحسیب بذی المنصب والجاه فغیر کف للعلویۃ کما فی الینابیع وان العالم فکف لأن شرف العلم فوق شرف النسب والمال الخ . فقط

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

کفایت کا دار و مدار عار و عدم عار پر ہے

﴿س﴾


کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جابر علی ولد یقین الدین عرف کینہ اور طاہرہ نسیم اختر، دوران تعلیم ان دونوں کے ناجائز تعلقات استوار ہو گئے۔ نتیجۃً ناجائز حمل ٹھہر گیا۔ دونوں نے حمل کو گرانے کی حتی الامکان کوشش کی۔ حمل ساقط نہ ہونے کی صورت میں خفیہ نکاح ایک نکاح خواں سے ساز باز کر کے نکاح خواں کے گھر نکاح کا اہتمام کیا گیا اور خفیہ نکاح پڑھایا گیا۔ دلہن کی طرف سے حقیقی ولی کوئی نہیں تھا۔ صرف جعلی ولی صابر علی ولد یقین الدین کا چچا زاد بھائی ساکن کبیر والا، قربان علی ولد شیر محمد کو بنایا گیا۔ جابر علی کا ولی خود نکاح خواں بنا۔ شادی کے گواہاں نکاح خواں کے دو بیٹے مسمی حافظ محمد صدیق اور حافظ حبیب الرحمن ولد شرف الحق بنے۔ لڑکی کے وارثان زندہ ہیں اور ان کی عدم موجودگی بغیر رضا مندی اور بے خبری میں یہ نکاح پڑھا گیا اور دولہا دلہن کا کسی طور بھی رشتہ دار نہیں ہے اور کفو کے لحاظ سے ذلیل قوم نکھائی بچاؤ یعنی بھکاری قوم سے تعلق رکھتا ہے تو شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

مفتی بہ قول کے مطابق غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا اور کفایت کا دار و مدار عار و عدم عار پر ہے۔ کما فی رد المحتار عن الفتح تحت قول الدر المختار فمثل حائک الخ . ما نصہ ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معہ الخ ص ۹۰ ج ۳۔ پس صورت مسئلہ میں فریقین کے عرف کے واقف علماء تحقیق کریں۔ اگر واقعی ان دونوں کے آپس میں رشتے نہیں کیے جاتے اور ایک دوسرے کی قوم میں رشتوں کو عار سمجھتے ہیں تو نکاح منعقد نہیں ہوا اور دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ بہر حال کفایت کی تحقیق لازم ہے کہ حکم اسی پر متفرع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ لڑکی جب والد کے نکاح کرانے کے بعد خاموش رہی تو نکاح لازم ہے



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اللہ وسایا اور غلام حیدر ساکنان بڑے نے آپس میں ۔۔۔۔۔۔ کا لین دین کیا۔ اس طرح کہ غلام حیدر نے اپنی دو لڑکیاں نابالغہ اللہ وسایا کے دو لڑکوں نابالغوں کے لیے نکاح کر دی ہیں اور اللہ وسایا نے اپنی لڑکی نابالغہ کا غلام حیدر کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ عرصہ تقریباً دو سال چار ماہ کا ہو چکا ہے اب جبکہ غلام حیدر نے اللہ وسایا سے سرمیل کا تقاضا کیا ہے۔ اللہ وسایا کہتا ہے کہ میری لڑکی نکاح کے وقت چونکہ بالغہ تھی اور استیذان نہیں ہوا تھا۔ لہذا نکاح نہیں۔ اس کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔ کیا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

لڑکی اگر نکاح کے وقت بالغ نہ تھی تو بھی باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح اور لازم ہے۔ اگر بالغ تھی۔ نکاح کے علم ہو جانے پر اگر فی الفور اس نے انکار نہیں کیا تو بھی نکاح منعقد ہو گیا۔ کیونکہ کنواری لڑکی کی چپ رضا ہوتی ہے۔ اگرچہ ایک لحظہ بھی ہو۔ چہ جائیکہ دو سال چپ رہی۔ کما هو الظاهر من کتب الشرع۔

بندہ محمد عبد الکریم ماسانی عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

الجواب صحیح بنده احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

## باب پنجم

مهر کا بیان



---

جوزمین لڑکی کے باپ کو دی گئی ہو کیا اُس کا واپس لینا جائز ہے؟

﴿س﴾

چہ فرمایند علماء احناف اندریں مسئلہ کہ زید مثلاً دختر خود حلیمہ بہ بکر بذ نے داد مگر قدرے زمین زرعی بطور دیورولب مرو جہ از و گرفت اکنون ہماں بکریا وار ثانی بعد از فوتگی او ہماں زمین استرداد میکنند یعنی واپس میخوانند آیا مطالبہ ایشاں رواست یا نہ و ہمیں زمین باو شان بصورت دلور شرعاً واپس شود یا نہ۔ مینواتو جروا

﴿ج﴾

اگر ایس زمین در وقت نکاح حق مہر برائے زن مقرر شدہ است یا ایک حق مہر نقد روپے مقرر شدہ بود و بعض آن روپے ایس زمین داد بودند۔ پس در ہر صورت این زمین حق زن حلیمہ است۔ کسے را در اں تصرف بغیر اذن او جائز نیست و اورا اختیار است کہ آل زمین را فروخت کند یا ہبہ کند۔ بہر کس کہ خواہد۔ و اگر حق مہر زمین را مقرر نہ کردہ اند۔ و بغیر از مہر برواج خود ایس زمین از و گرفتہ شدہ است۔ بس بکرو بعد از فوت او وارثان او را حق نہ رسد کہ زمین را واپس کنند۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ محرم ۱۳۸۵ھ

شرعی مہر کی مقدار کیا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ

(۱) حق مہر کی شریعت محمدی میں کیا کوئی خاص مقدار مقرر ہے۔ اگر مقرر ہے تو کیا ہے۔ نیز کم از کم حق مہر کتنا مقرر کیا جائے۔

(۲) نیز موجودہ دور میں جبکہ مختلف لوگوں کا دستور ہے کہ حق مہر میں سواستائیس روپے یا بتیس روپے چار آنے یا بتیس روپے آٹھ آنے مقرر کرتے ہیں۔ آیا اس کی شریعت میں کوئی سند ملتی ہے یا نہیں۔

(۳) اور حق مہر کے متعلق سنا ہے کہ ۳۱ ماہے ۴ رتی چاندی کا ثبوت شریعت سے ملتا ہے۔ حق مہر میں اتنی چاندی یا اتنی چاندی کی رقم جو وقت میں بنتی ہو مقرر کی جائے۔ کیا یہ درست ہے۔ مینواتو جروا

## ﴿ج﴾

عورت کے مہر کی مقدار کم سے کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اس سے کم مہر مقرر کرنا جائز نہیں۔ زیادہ کی مقدار مقرر نہیں ہے۔ بلکہ بہتر ہے کہ حسب توفیق مہر مقرر کریں۔ اتنا مہر مقرر نہ کریں جو ادا نہ کر سکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیرہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ شوال ۱۳۹۲ھ

آج کل چاندی کا نرخ سولہ روپے تولہ ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ مفتی محمود کی طباعت سے تقریباً تیس سال قبل کی بات ہے صحیح غفرلہ) جس کا حساب تقریباً بیالیس روپے دس درہم کا ہوتا ہے۔ اس سے کم نہ ہو۔  
الحیاب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

## نکاح کے بعد مہر میں اضافہ کرنا جائز و نافذ ہے

## ﴿س﴾

ایک شخص سید بہادر شاہ نے ایک عورت مسماۃ غلام عائشہ سے نکاح کیا اور حق مہر شرعی مبلغ پچپن روپے غیر معجل مقرر ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سید بہادر شاہ نے بحالت تندرستی و سلامتی ہوش و حواس اپنی مذکورہ بیوی کے حق مہر میں اضافہ کر دیا اور مجموعی طور پر حق مہر مبلغ پندرہ ہزار روپیہ مقرر کر دیا اور ساتھ میں اس اضافہ شدہ حق مہر کے بدلہ میں کچھ مویشی اور کچھ سامان اور کچھ اراضی جو مختلف مواضع میں تھا دیدیا اور اس کے مطابق ایک تحریر اسٹامپ پر کردی اور روبرو گواہان وہ سامان اور مویشی اور اراضی اپنی بیوی کے قبضہ میں دے دی۔ اس تصرف اور تحریری تکمیل کے بعد سید بہادر علی شاہ اس سال تک تندرست اور زندہ رہا اور اس تمام عرصہ میں اس اراضی پر مالکانہ قبضہ و تصرف اس کی بیوی مسماۃ غلام عائشہ کا رہا۔ اب سید بہادر علی شاہ فوت ہو گیا ہے اور وارثان میں ایک والدہ مسماۃ زینب الہی اور ایک بیوی مسماۃ غلام عائشہ اور ایک پھوپھی مسماۃ گانماں بی بی چھوڑ گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ شرعاً سید بہادر علی شاہ کا یہ تصرف یعنی مہر میں اضافہ اور حق مہر کے بدلہ میں مویشی سامان اور اراضی کا دینا جائز اور نافذ ہو گا یا نہ اور اب یہ اراضی شرعاً مسماۃ عائشہ کی ملکیت شمار ہوگی یا وارثان بازگشت میں تقسیم ہوگی۔

## ﴿ج﴾

شرعاً مقرر شدہ حق مہر میں اضافہ جائز اور نافذ ہوتا ہے۔ شوہر جب چاہے اپنی بیوی کے مقرر کردہ معجل یا غیر معجل حق مہر میں حسب خواہش جس قدر چاہے اضافہ کر سکتا ہے اور یہ اضافہ شرعاً معتبر اور نافذ ہوتا ہے۔ چنانچہ تنویر الابصار

ص ۱۱۱ ج ۳ میں ہے۔

وما فرض بعد العقد أو زيد على ما سمي فانها تلزمه بشرط قبولها في

المجلس

سید بہادر علی شاہ صاحب نے اپنی بیوی مسماۃ غلام عائشہ کی اضافہ شدہ حق مہر جو مبلغ پندرہ ہزار روپیہ مقرر کیا ہے۔ اب شرعاً حق مہر بھی پندرہ ہزار روپیہ متصور ہوگا اور یہی حق مہر واجب الادا ہوگا۔ پھر سید بہادر علی شاہ نے اس رقم حق المہر کے بدلہ میں جو مولیٰ جو سامان اور مختلف مواقع میں واقع جس قدر اراضی حسب تحریر اثامپ دی ہے۔ اس کا حکم شرعاً بیع کا ہے۔ جس کا مطلب شرعاً یہ ہے کہ بہادر علی شاہ نے یہ مولیٰ اور سامان اور مختلف مواقع میں واقع اراضی اپنی بیوی مسماۃ غلام عائشہ کو فروخت کر دی ہے یہ تصرف شرعاً صحیح اور نافذ ہے۔ خواہ سامان، مولیٰ اور اراضی کی قیمت مبلغ پندرہ ہزار روپے سے کم ہو، برابر ہو، یا زیادہ ہو۔ کیونکہ سید بہادر علی شاہ عاقل بالغ انسان ہے اور شرعاً ہر عاقل بالغ کا تصرف بیع حبہ وغیرہ معتبر اور نافذ ہوتا ہے۔ لہذا شرعاً اب یہ مولیٰ اور سامان اور اراضی مسماۃ غلام عائشہ کی ملکیت تصور ہوگا اور ان میں سے کوئی چیز اب سید بہادر علی شاہ کی متروکہ جائیداد شمار ہو کر اس کے وارثان بازگشت میں تقسیم بطور وراثت نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ موجود ہوں تو وہ وارثان میں بطور وراثت تقسیم ہو سکتی ہیں اور پھر حق وراثت بھی شرعاً متوفی کی والدہ مسماۃ زینب الہی اور بیوی مسماۃ غلام عائشہ کو حاصل ہے اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

حررہ محمد عبداللہ اخوانی بہاول پور

﴿ج﴾

واقعی اگر بعد عقد کے شوہر نے عورت کے لیے مہر بڑھایا تو شوہر پر یہ زیادتی لازم ہو جائے گی۔ خواہ اسی جنس سے ہو جو مہر بیان ہوا یا غیر جنس سے ہو جیسے اراضی وغیرہ بشرطیکہ قیام نکاح کی حالت میں عورت قبول کرے۔ وما فرض بتراضیہما او یفرض قاض مہر المثل بعد العقد عن المہر أو زید علی ما سمي فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس در مختار ص ۱۱۱ ج ۳۔ قبل تقسیم وراثت ادائیگی قرض مہر ضروری ہے۔ جیسا کہ در مختار ص ۶۰ ج ۶ میں مذکور ہے۔ ثم تقدم دیو نہ التي لها مطالب من جهة العباد ويقدم دين الصحة علی دين المرض ان جهل سببه والا فسيان كما بسطه السيد الخ۔ لہذا صورت مذکورہ بالا میں قرض مہر مقدم ہے اور مولانا مفتی عبداللہ صاحب اخوانی نے فتویٰ درست تحریر فرمایا ہے اور مجھے اتفاق ہے۔

محمد کلیم اللہ مفتی و خطیب جامع ملی ضلع ملتان



مولانا محمد عبداللہ اخوانی مفتی بہاولپور نے جو جواب لکھا ہے، وہ صحیح اور درست ہے۔  
 الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
 ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

مہر کی تعداد کیا ہے اور کوئی چیزیں مہر میں دینا جائز ہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ حق مہر کی از روئے شرع کوئی تعیین ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کتنی ہے اور وہ کوئی اشیاء ہیں جو مہر بننے کے قابل ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ لوہے کی ایک انگشتی اور قرآن پاک کی کچھ سورتیں بھی مہر میں دی جاسکتی ہیں۔ ان روایات میں کس حد تک صداقت ہے۔

﴿ج﴾

حق مہر میں کم از کم دس درہم وزن چاندی کی یا اس کے برابر قیمت یا کوئی دوسری چیز جو مال ہو مقرر کرنا ضروری ہے۔ موجودہ رائج الوقت وزن کے مطابق تقریباً تین تولہ چاندی دس درہم کے وزن کا ہو جاتا ہے اور زیادہ اس سے برضاء فریقین جتنا چاہیں مقرر کر سکتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ بہت بڑھا کر مہر نہ مقرر کیا جائے تاکہ زوج پر اس کا اداء کرنا دشوار ہو۔ قرآن پاک کی سورتیں مہر میں مقرر نہیں ہو سکتیں اور لوہے کی انگشتی کی بھی کوئی خصوصیت شرع میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
 ۱۰ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

مہر کم از کم کتنا ہے اور مہر فاطمیؑ کی مقدار کیا ہے

لڑکی والوں کا یہ شرط لگانا کہ بصورت طلاق علاوہ مہر شوہر کو دس ہزار دینے ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہر کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنا مقرر کرنا جائز ہے اور مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے۔

(۲) اگر لڑکی کا والد مہر کی رقم کے علاوہ اس شرط پر نکاح کرتا ہے کہ اگر تم نے میری لڑکی کو طلاق دی تو تم لوگوں کو دس ہزار یا کم و بیش رقم ادا کرنی پڑے گی تو کیا ایسی شرط لگانے سے شرعاً نکاح ہوگا یا نہیں اور یہ شرط مہر کی رقم مقرر کرنے کے علاوہ ہے۔ کیا اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں۔

## ﴿ج﴾

مہر کی مقدار کم از کم دس درہم ہے۔ جس کی مقدار وزن رائج الوقت کے اعتبار سے دو تولہ گیارہ ماشہ چاندی ہوتی ہے اور زائد کے لیے کوئی حد ایسی مقرر نہیں کہ اس سے زائد مہر نہ ہو سکے۔ یہ دوسری بات ہے کہ مہر بہت زیادہ مقرر کرنا مکروہ و ممنوع ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ اقل المہر عشر دراہم ہدایہ مع الفتح ص ۲۰۵ ج ۳ نیز حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لا مہر اقل من عشر دراہم اخرجه دار قطنی اور مہر فاطمی کی مقدار پانچ سو درہم ہے۔ جس کا وزن رائج الوقت ایک سو پینتالیس تولہ دس ماشہ ہوا۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۲/۵۶۳، ۵۶۴

(۲) یہ شرط تو فاسد ہے۔ مگر باوجود فساد شرط کے نکاح میں کوئی نقصان نہیں۔ لہذا نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولا یبطل بالشروط الفاسدة كالقروض والهبة والصدقة. فقط واللہ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ شوال ۱۳۹۵ھ

## مہر شرعی کی مقدار کیا ہے؟

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حق المہر کی شرعی مقدار کیا ہے۔

## ﴿ج﴾

کم از کم مہر دس درہم چاندی کے ہیں اور ایک درہم کا وزن ۳ ماشہ ۱/۵ رقی ہے۔ پس دس درہم چاندی جتنے روپوں کی آجائے وہ کم از کم مقدار شرعی مہر کا ہے۔ ہکذا فی کتب الفتاویٰ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ شعبان ۱۳۹۵ھ

## زیادہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کثر کم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ ایک شخص مسلمان صوفی نے اپنی لڑکی کا مہر مثلاً ہزار روپیہ مقرر کر کے اسام بھی لکھوا لیا ہے۔ امام قریہ نے تمام قریہ میں مشہور کیا کہ اتنا بہت مقدار مہر شرعاً

ٹھیک و جائز نہیں۔ اس مسلمان مذکور نے شرعاً بڑی گستاخی و غلطی کی ہے۔ حتیٰ کہ جہاں قریہ بموجب مشہری امام صاحب کے اس نکاح مذکور کو بھی بمنزلتہ غیر منعقد سمجھ کر شخص مسلمان نکاح مذکور کی بابت اسے غیر شرع جاننے لگے۔ حالانکہ وہ شخص مسلمان صوفی ہے۔ اب استفسار یہ ہے کہ اتنا بہت مہر باندھنا جائز ہے یا نہ؟ بیٹو! تو جروا

### ﴿ج﴾

کم از کم مہر کی مقدار دس ۱۰ درہم شرعی ہے اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ترا ترضی بین العاقدین پر ہے۔ چنانچہ در مختار ص ۱۰۱ ج ۳ میں ہے۔ اقلہ عشرة دراهم لحديث البيهقي وغيره. (الی قولہ) وتجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر ان سمي اكثر الخ. قال الشامي في شرح هذا القول ويجب الاكثر الخ) ای بالغاً ما بلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان ويتأكدای الواجب من العشرة او الاكثر و أفاد أن المهر وجب بنفس العقد اه ص ۱۰۲ ج ۳ و هكذا في جميع معتبرات الفقه پس تحقیق بالا سے معلوم ہو چکا کہ اکثر مہر کی کوئی حد نہیں ترا ترضی عاقدین پر منحصر ہے اور امام صاحب مذکور الصدر علم شرعی خصوصاً فقہی سے بالکل ناواقف ہے اور جو شخص بغیر علم فتویٰ دے۔ گمراہ و گمراہ کنندہ بموجب حدیث شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت فرمائے۔ آمین۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم و اقوی و احکم

حررہ ضعیف النفس اللہ بخش عفی عنہ

اصاب من اجاب سراج الدین غفرلہ خطیب جامع مسجد مولانا صالح محمد مرحوم  
الحبيب مصيب فقير علامه الدین مخدوم مہتمم دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ  
الجواب صحیح عبدالمطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

### مہر کے متعلق متعدد مسائل کا حل

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) اگر کسی شخص کا بڑا بھائی ہو اور وارث حقیقی اور مختار عام ہونے کی حیثیت سے اپنے چھوٹے بھائی کی شادی کے تمام امور کو انجام دے اور بوقت عقد نکاح حق مہر اپنے خیال کے مطابق ز سونے کا کئمالہ مقرر کر کے سر میل و رخصتی کرا دے اور مذکور حق مہر بصورت مغل عبورت کے قبضہ میں دیدے۔ پھر یہ سال بعد وہ شخص اپنی منکوحو کو طلاق دے دے اور اصل حق مہر اپنے بڑے بھائی وارث حقیقی مختار عام کے مقرر کردہ۔ اکل منحرف ہو جائے کہ حق مہر میں زیور سونے کا کئمالہ نہیں تھا۔ بلکہ حق مہر شرعی تھا۔ حالانکہ مقرر کردہ سونے کا زیور

کٹمالہ تھا۔ کیا شریعت بیضا میں ان کا یہ عذر قابل قبول ہوگا اور جہیز کا سامان مطلقہ عورت واپس کر سکتی ہے یا نہیں۔  
حالانکہ نکاح کی مجلس میں گواہوں کے سامنے یہ کہا گیا کہ کٹمالہ حق مہر میں دیا گیا ہے۔  
(۲) نکاح میں حق مہر شرعی کیا ہے۔

(۳) مہر مثل کیا ہے اور کس صورت میں واجب الوصول ہے۔

(۴) حق مہر شرعی کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار کوئی شریعت بیضا میں مقرر ہے؟

(۵) خلع کا عمل کس صورت میں ہوتا ہے؟ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

(۱) صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ جب نکاح کی مجلس میں گواہوں کے سامنے یہ کہا گیا ہے کہ کٹمالہ حق مہر میں دے دیا گیا ہے تو یہ زیور حق مہر میں سمجھا جائے گا۔ خاوند کے منکر ہونے کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔  
(۲، ۳) یہ دونوں سوال زبانی بتائے جائیں گے۔ آپ کے حالات کے پیش نظر تحریر میں لانے سے غلط فہمی کا اندیشہ ہے۔

(۴) مہر شرعی کی کم از کم مقدار تقریباً ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت ہے اور زیادہ کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

(۵) جب زوجین میں نکاح ہو جانے کے بعد لفظ خلع یا اس کے ہم معنی لفظ کے ساتھ نکاح کو ختم کیا جائے۔ اس کو خلع کہتے ہیں اور خلع کے لیے عورت کا قبول کرنا ضروری ہے اور بدل خلع میں وہ چیز (جو مہر میں مقرر کی گئی ہو) دی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

### مہر کے متعلق متعدد سوالوں کے جوابات

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ (۱) اسلام میں حق مہر کتنا ہونا چاہیے۔ (۲) آج کل کے زمانہ میں دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر حق مہر پانچ ہزار بھی دیتے ہیں۔ اگر کوئی غریب آدمی ہو تو وہ کیسے ادا کر سکتا ہے۔ کیا اتنا زیادہ مہر رکھنا جائز ہے۔ (۳) مؤجل اور معجل میں عند الطلب اور غیر عند الطلب میں کیا فرق ہے۔ (۴) کیا بغیر مہر ادا کیے



اپنی بیوی کے پاس جاسکتا ہے۔ (۵) اگر حق مہر پانچ چھ ہزار رکھا گیا ہے اور نہ ہی بخشوا سکتا ہے تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے۔

ان سوالوں کا جواب اور تمام باتیں جو حق مہر سے تعلق رکھتی ہیں۔ قرآن و حدیث کے فیصلے کے ذریعے جواب عنایت فرمائیں۔

### ﴿ج﴾

اسلام میں مہر کی کم از کم مقدار شرعی دس درہم ہے۔ جس کا وزن دو تولہ گیارہ ماشہ چاندی ہے۔ زائد کے لیے کوئی حد مقرر نہیں کہ اس سے زائد مہر نہ ہو سکے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بہت زیادہ مہر کو مقرر کرنا مکروہ و ممنوع ہے۔ ہدایہ مع الفتح ص ۲۰۵ ج ۳ میں ہے۔ **واقل المہر عشرة دراهم الخ لقولہ علیہ السلام لا مہر اقل من عشرة دراهم (الحديث)** اور زائد کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔ **آیہ کریمہ اتیم احدھن قطاراً** سے زیادہ مہر کا نافذ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مہر مسنون جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے مقرر فرمایا تھا وہ پانچ سو درہم ہے۔ **کما روی عن ابی سلمة قال سألت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کم کان صداق النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صداقہ لأزواجہ اثنتی عشرة أوقیة دنشاً قالت أتدری ما النش قال قلت لا قالت نصف أوقیة فتلك خمس مائة درہم رواہ مسلم وفي کنز العمال فی حدیث طویل ما اصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأة من نسائه ولا اصدقت امرأة من بناته اکثر من اثنتی عشرة أوقیة (الحديث)** البتہ حضرت ام حبیبہؓ کا مہر جو کہ نجاشی نے مقرر کیا تھا چار ہزار درہم تھا لیکن مسنون افضل وہی مقدار پانچ سو درہم کی ہے۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اختیار فرمایا تھا اور نیز احادیث سے کم مقرر کرنے کی مطلوبیت معلوم ہوتی ہے۔ (۲) اور بہت زیادہ مقرر کرنا بالکل نامناسب اور مکروہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق ایک خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔ **الاتعالوا صدقة النساء فانها لو مکرمۃ فی الدنیا وتقوی عند اللہ لکان او لکم بها النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکح شیاً من نساہ ولا نکح شیاً من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرة أوقیة علاوہ ازیں جب زیادہ مقرر کیا جاتا ہے تو کبھی اس کے اداء کرنے کی نیت نہیں ہوتی تو دنیوی اور اخروی مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت فاطمہؓ کی لڑکی ام کلثوم کے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کر کے نکاح کیا ہے اور دوسرے صحابہ نیز عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنی لڑکیوں کا نکاح دس ہزار درہم مہر سے کیا**

ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔ اگر اداء کرنے کا ارادہ اور خاوند کو توفیق ہو اور نیز خاندان کی عورتوں کے مہر زیادہ ہوں۔ اگرچہ عند الشرع مطلوب و مرغوب کم ہے اور مسنون مذکورہ ہے۔ درہم ساڑھے تین ماشے چاندی کے برابر ہے۔ اس سے خود مذکورہ مہروں کی قیمت لگا کر اندازہ لگالیں۔ (۳) مہر مؤجل وہ ہے جس میں تا جیل شرط ہو اور جس میں تعجیل شرط ہو یا کوئی شرط نہ ہو وہ مہر معجل ہے۔ (۴) صحیح اور مختار یہی ہے کہ جاسکتا ہے۔ شامی میں اختلافات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ لکن المختار الجواز قبلہ اور حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وغیرہ (۶) ادا کرنا اس پر واجب ہے۔ ادا کرنے اور نیز معاف کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ ورنہ مدیون و مقروض رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ ذی الحج ۱۴۲۳ھ

رخصتی سے قبل اگر مہر اداء کیا اور پھر شوہر فوت ہوا تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے عقد نکاح کئی سالوں سے کیا ہوا تھا۔ جن کے حق مہر میں کچھ زمین اور زیورات، پارچات بطور حق مہر اٹھنا مپ تحریر کر دیے۔ تاکہ موقع پر زمین وغیرہ کا انتقال یعنی داخل خارج درج کرائے گا۔ اس کو ہمہ قسم کل اختیار حاصل ہوگا۔ گویا زمین اس لڑکی مذکورہ (جو کہ اس کی منکوحہ ہو چکی ہے) بطور حق مہر خاتون دے چکا ہے۔

لیکن شخص مذکور اپنی منکوحہ سے شادی سر میل کرنے والا تھا۔ صرف چند دن تیاری کے درمیان میں حائل ہو گئے۔ بقضاء الہی دو غنڈوں کے ہاتھوں سے شخص مذکور مقتول شہید ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شخص مذکور کے دولڑکے بھی پہلی گھر والیوں سے موجود ہیں۔ جو کہ کئی سالوں سے مطلقہ کر چکا ہے۔ اب صرف جائیداد کے بارے میں دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ شخص مذکور اپنی منکوحہ بیوی کو جائیداد زمین پارچات زیورات دے چکا ہے۔ سارے اس کے تصور ہوں گے۔ اگر سارے تصور ہوں گے تو بیوی منکوحہ جائیداد میں سے حصہ کی حقدار بھی ہو گی؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اس شخص نے اپنی منکوحہ کے لیے جو مہر معین اور مقرر کیا تھا۔ وہ تمام مقرر کردہ مہر خاوند کے

مرنے کے بعد اس کی منکوحہ کی ملکیت ہے۔ اس کے علاوہ خاوند کی جتنی جائیداد ہے۔ تجہیز و تکفین و ادائے دیون و وصیت جائز کے بعد آٹھویں حصہ کی حقدار اس کی بیوی ہے۔ ومن سمي مهرا عشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها أو مات عنها (الی قولہ) و بالموت ينتهي النكاح نهائيه والشيء بانتهاؤه يتقرر ويتأكد فيتقرر بجميع مواجبه (ہدایہ مع الفتح ص ۲۰۸ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ اذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

اگر کسی کی شادی شدہ لڑکی فوت ہو جائے تو والد کو اس کے مہر سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک شخص کے چار لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور آپ بھی خود موجود ہے اور اُسے بڑی لڑکی کی شادی کر دی تھی اور اس میں اولاد ہوئی۔ یعنی تین لڑکے اور ایک لڑکا اُس متوفیہ کا فوت ہو گیا جب وہ لڑکی اس شخص کی فوت ہوئی بعد فوتگی کے اس کا والد اس کے حق مہر کا طلبگار ہوا۔ اس کے خاوند سے بھی مطالبہ کرتا ہے۔ جو میں نے بوقت شادی زیور یا کپڑے جہیز کے طور پر دیے تھے۔ وہ بھی میرے حوالے کیے جائیں۔ حالانکہ جب اس شخص نے اپنی لڑکی کی شادی کی تھی۔ تقریباً ۳۰ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لڑکی متوفیہ نے اپنے عین حیات میں اپنے خاوند کو حق مہر جو تھا بخش دیا تھا۔ حق مہر کے بخشنے کے متعلق گواہ موجود ہیں۔ اب وہ انکار کرتے ہیں۔ جن کو وہ ہمیشہ کے لیے بخشنے کے بعد کہتی رہتی تھی کہ میں نے اپنے خاوند کو مہر بخش دیا ہے۔ ۳۰ سال کے عرصہ میں جو زیور اس کے والد صاحب نے دیا تھا اور جو کپڑے دیے تھے اور جو حق مہر لیا تھا وہ خرچ ہو گیا وہ کچھ عرصہ بیمار رہی اس پر خرچ ہوا۔ کچھ خانگی اخراجات میں صرف ہوئے۔ غرضیکہ اس کی زندگی میں جو کچھ سسرال سے اس کا اور حق مہر جو تھا وہ خرچ ہو گیا۔ دیگر گزارش یہ ہے کہ متوفیہ مذکورہ کے والد نے اولاً اس کو زندگی میں کچھ لکڑا زمین سفید کا دیا تھا۔ بلکہ اس نے اپنی سب اولاد کو دیا تھا اور اپنے لیے بھی کچھ زمین چھوڑی تھی۔ جو لکڑا متوفیہ مذکورہ کو ملا وہ زمین بالکل زمین تھی۔ متوفیہ کے خاوند نے اس کو مکان کی صورت بنایا اور اس مکان کا قبضہ بھی اس کے پاس ہے۔ جو حصہ زمین کا لڑکی کو دیا وہ بطور حصہ شرعی کے دیا اور اس تقسیم کے متعلق وصیت نامہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں نے چاروں لڑکوں اور دو لڑکیوں کو بطور حصہ شرعی کے دی ہے اور سب لڑکے اور لڑکیاں قابض ہیں اور اس متوفیہ کو ایک کاغذ بطور یادداشت لکھ کر دیا تھا کہ تو اس لکڑے کی واحد مالک ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لڑکی کا حق مہر اور جو زمین اس کے والد صاحب نے بطور حصہ شرعی کے دی تھی۔ جس نے اپنی رقم خرچ کر کے مکان بنوایا۔ اپنے عین حیات میں آیا اس مکان کا مالک اس متوفیہ کا کون ہو سکتا ہے۔ اس کا



والد یا متوفیہ کا خاوند۔

(نوٹ) اس شخص نے اپنی اولاد کو فرداً فرداً زمین بطور حصہ شرعی کے سرکاری طور پر رجسٹری بھی کر دی۔ ہر ایک کے نام اور اگر اس میں جو زمین دی تھی۔ اپنی بڑی لڑکی کو اس میں سے جو حصہ بطور شرعی اس کے والد کو ملے گا۔ اس کی قیمت اس وقت کے لحاظ سے ادا کرنی ہوگی یا کہ جس وقت خرید کی گئی تھی اور یا اس وقت کے لحاظ سے ادا کرنی ہوگی۔

### ﴿ج﴾

حق مہر کی بخشش اگر دو گواہاں کی شہادت سے ثابت ہو جائے تو اس میں کسی وارث کو (جس میں متوفیہ کا والد بھی ہے) مطالبہ کا حق نہ ہوگا اور اگر بخشش کے گواہاں نہ ہوں تو متوفیہ کے والد کو حلف اس طرح دیا جائے گا کہ خدا کی قسم مجھے حق مہر کی بخشش اور معافی کا کوئی علم نہیں۔ اگر اس نے حلف اٹھا لیا تو اس کو حق مہر کا ۱/۶ حصہ دیا جائے گا اور اگر حلف اٹھانے سے انکار کر دیا تو اس کا دعویٰ باطل اور ساقط ہے۔ باقی زیورات اور مال جہیز وغیرہ عرفاً بھی اس لڑکی کا مملوک ہی ہوتا ہے۔ نیز جب وہ سب کچھ خرچ ہوتا گیا اور اس نے کوئی اعتراض کبھی نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی کا اپنا مال ہے۔ اس میں والد حقدار نہیں ہے۔ زمین کا ٹکڑا جو والد نے لڑکی کو تسلیم کر کے قبضہ دے دیا وہ لڑکی کا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا ۱/۶ والد کا ہے۔ اگر وہ اس کی قیمت لینے پر راضی ہو تو آج کی قیمت لگائی جائے گی اور باقی ۵/۶ عورت کی اولاد اور خاوند کو حسب قانون شرعی وراثت میں حصہ ملے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فوت شدہ بیوی کو جو مکان رہائش کے لیے دیا تھا، اس کے ورثاء کا اس سے کوئی تعلق نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ میں نے اللہ وسایا کی لڑکی مسماۃ جنت مائی سے شادی کی تھی۔ جس کا نقل کاج فارم میرے پاس موجود ہے۔ روبرو گواہاں میں نے ۴ تو لے سونا قیمت جس کی مبلغ ۹۰۰ روپے بنتی تھی ادا کر دی تھی۔ مکان کا نصف حصہ میں نے بیوی کو رہائش کے لیے دیا تھا۔ جس کا حق مہر سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ شادی کے دو سال بعد بیوی فوت ہو گئی۔ اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ ایک سال بعد وہ بھی فوت ہو گئی۔ اب سسر صاحب پرے مکان پر قابض ہے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مکان میری بیٹی کے حق مہر میں تھا۔ اس لیے آپ کو نہیں مل سکتا۔ مکان کے دوسرے نصف حصہ میں میری پہلی بیوی رہتی تھی۔ جس کو متوفیہ کے والد اللہ وسایا نے بھگا کر مکان پر قبضہ کر لیا۔ مہربانی فرما کر شریعت کی رو سے اس مسئلہ پر فتویٰ دیا جائے۔



## ﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ یعنی اگر مکان کا نصف حصہ اپنی زوجہ کو بطور مہر کے نہیں دیا۔ بلکہ صرف رہائش کے لیے دیا تھا تو اس مکان میں زوجہ کا کوئی حق نہیں اور نہ اس کے ورثاء کا کوئی حق ہے۔ یہ مکان بدستور خاوند کی ملکیت ہے۔ اس لیے متوفیہ کے ورثاء پر لازم ہے کہ مکان کو خالی کر کے اصل مالک کے حوالہ کر دیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

ازدواجی تعلق قائم کرنے سے قبل طلاق دینے سے نصف مہر لازم ہوتا ہے

## ﴿س﴾

محترم بزرگان دین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض اینکه میں نے ۱۷ جون ۱۹۶۹ء کو بمطابق یکم ربیع الثانی ایک لڑکی سے نکاح کیا ہے۔ لڑکی مجھ سے قد و قامت میں دو گنی ہے۔ اس لڑکی سے میرا ارادہ نکاح کرنے کا نہیں تھا۔ والد صاحب کے ارادہ اور مرضی پر اس لڑکی سے نکاح کیا گیا شرائط مہر مبلغ ۵۰۰ روپے اور خرچ ۲۰ روپے اور خرچ نان و نفقہ ۴۰ روپے قبل از نکاح لڑکی اور چچا نے والد صاحب سے طے کیا تھا۔ نکاح ہو جانے کے بعد میرے ماموں صاحب کے قریبی رشتہ دار بہن بھانجے اور بھائی اور بھادجوں کی زبانی میری بہنوں کے اور میرے والد صاحب اور میرے کانوں میں آوازیں سنی گئی ہیں کہ منکوحہ لڑکی کا چال چلن خراب ہے اور کسی حد تک لڑکی نکاح کے بعد خوش معلوم نہیں ہوتی ہے۔ بندہ خراب چال چلن کی خبر سن کر اب اس لڑکی سے شادی کرنا نہیں چاہتا ہے۔ یہ عین حیات کا مسئلہ ہے۔ تمام عمر رشتہ ہونے پر خوشی سے گزرنے کی بجائے غمی سے اور جھگڑوں سے گزرنے کا امکان ہے۔ بندہ شکستہ دل ہو چکا ہے۔ صرف اپنے والد صاحب کی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے بہت مجبوری سے شادی کر لوں گا۔ لیکن بندہ کا دل کسی صورت میں اس لڑکی سے شادی کرنا اختیار نہیں کرتا ہے۔ اس لیے تمام عمر رونے دھونے میں گزرے گی۔ خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ بروئے شریعت بندہ قبل از شادی اپنا نکاح منسوخ کر دے۔ گویا طلاق دے تو بندہ مندرجہ بالا شرائط کی ادائیگی کا ذمہ دار کس حد تک ہوگا۔ مطابق شرع شریف صحیح فتویٰ بصورت جواب مندرجہ بالا تحریر کے مطابق دیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے فتویٰ پر عمل کیا جائے گا۔

## ﴿ج﴾

خلوت صحیحہ اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پہلے طلاق دینے سے پہلے نصف مہر واجب ہوتا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں طلاق دینے کی صورت میں اس مہر کا جو نکاح کے وقت طے کیا تھا۔ نصف مہر دینا لازم ہوگا اور طلاق

کے بعد جیب خرچ یا سکنی لازم نہیں ہوتا۔ قال اللہ تعالیٰ وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم الاية . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

رخصتی سے پہلے طلاق کی صورت میں کتنا مہر واجب ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد اسماعیل نے اپنے لڑکے کا نکاح مسمی حق نواز کی لڑکی کے ساتھ کر دیا۔ جس کا باقاعدہ رجسٹر نکاح میں اندراج بھی ہوا ہے اور حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مقرر ہوا اور اس نے اس کے عوض اپنی لڑکی بطور وٹہ سٹے کے مسمی حق نواز کے لڑکے کو دینا منظور کر لیا۔ مگر جب مسمی حق نواز مذکور اپنے لڑکے کا نکاح کرانے کے لیے اسماعیل کے گھر پہنچا تو وہ انکاری ہو گیا اس طرح ایک قسم کا دھوکہ بھی کیا۔ چنانچہ حق نواز مذکور کی لڑکی کی رخصتی نہ ہو سکی۔ بعد میں کچھ عرصہ کے بعد اسماعیل کے لڑکے نے طلاق نامہ اشام پر لکھ کر بصورت رجسٹری ڈاک کی معرفت بھیج دیا۔ اب صورت سوال یہ ہے کہ مذکورہ مطلقہ لڑکی کو حق مہر شرعی طور پر وصول کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں اور کس قدر حق مہر وصول کرنے کی اجازت ہے۔

﴿ج﴾

اگر اسماعیل کے لڑکے نے دخول اور خلوت صحیح سے پہلے اس لڑکی کو طلاق دی ہے تو اسماعیل کے لڑکے کے ذمہ نصف مہر ادا کرنا واجب ہے اور مطلقہ لڑکی کو نصف مہر مقررہ وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ ومن سمي مهر عشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات عنها (الى قوله) وان طلقها قبل الدخول بها والخلوة فلها نصف المسمى لقوله تعالى وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم الاية (هدايہ مع الفتح ص ۲۰۸ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ رجب ۱۳۹۰ھ

کیا رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں لڑکی کے رشتہ داروں کو مکمل مہر کے مطالبہ کا حق ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے ایک عورت کے ہمراہ کچھ زمین بطور حق مہر رجسٹری کر کے نکاح کیا۔ چند سال گزرے کہ باہمی جھگڑے اور اختلاف کی وجہ سے رخصتی نہیں ہو سکی۔ اب لڑکی مذکورہ منکوحہ اور اس کے

ماں باپ اور بھائی سالم حق مہر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ از روئے شرع محمدی شریف مکمل طور پر قرآن و حدیث سے ثبوت دے کر واضح فرمائیں کہ کس قدر حق مہر دیا جاسکتا ہے۔ بینو اتوجروا

### ﴿ج﴾

رخصتی ہو جانے کے بعد اگر خاوند ہمبستری کرے یا خلوت صحیح ہو جائے تو کل مقرر کردہ مہر کا ادا کرنا واجب ہے۔ اگر ہمبستری یا خلوت صحیح سے قبل خاوند طلاق دے دے تو نصف مہر کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

لقولہ تعالیٰ . وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم الايه .

صورت مسئلہ میں اگر قصور لڑکی کی طرف سے ہے تو اگر خاوند خلع کر لے۔ مثلاً مہر معاف کرا کر طلاق دے دے تو یہ بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
یکم رجب ۱۳۹۷ھ

اگر عورت مہر کا مقدمہ لڑتی ہوئی مرجائے تو مہر کا حقدار کون ہوگا؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت مسماۃ شمشاد بیگم نے اپنے خاوند مسکمرزا اقبال بیگ کے خلاف دعویٰ حق مہر دو ہزار روپیہ عدالت مجاز میں کیا ہوا تھا۔ دوران مقدمہ مسماۃ شمشاد بیگم فوت ہو چکی ہے۔ اب متوفیہ کے والد مستری نواب دین نے کارروائی مقدمہ کی کی ہوئی ہے۔ متوفیہ کے بطن سے اور مرزا اقبال بیگ کے نطفہ سے تین پسران و یک دختر زندہ موجود ہیں جو کہ اپنے نانا مستری نواب الدین کے زیر تحویل ہیں۔ عرصہ تقریباً ۵ سال سے پرورش پا رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا متوفیہ کی فوتگی کے بعد اس کا والد حق المہر وصول کر سکتا ہے یا نہیں۔ مفصل حل فرمایا جائے۔

العبد مستری نواب الدین ولد مرزا حیات بیگ قوم مغل ساکن ملتان چھاؤنی

### ﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں خاوند کے ذمہ متوفیہ کے ورثاء کو حق مہر واجب الاداء ہے اور یہ مہر متوفیہ کے والد، والدہ، اولاد اور خاوند میں حسب ذیل حصص شرعیہ میں تقسیم ہوگا۔ متوفیہ کے والد کو اپنے حصہ یعنی چھٹا حصہ مہر وصول کرنے کا حق ہے۔ نابالغ بچوں کا متولی خود بچوں کا باپ بنے، نانا متولی نہیں ہے۔ اگر والد بچوں کی پرورش کرنا چاہتا ہے جیسا کہ

سائل کی زبانی معلوم ہوا تو بچوں کو والد کے سپرد کیا جائے۔ لڑکی کی وفات کے بعد تقریباً ۲ سال بچوں کا خرچہ نان و نفقہ وغیرہ جو نانہانے برداشت کیا ہے۔ وہ اس نے تبرع اور احسان کیا ہے۔ خاوند کے ذمہ اس خرچ کا ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ نیز متوفیہ کا والد اس کی والدہ کا چھٹا حصہ بھی وصول کر سکتا ہے۔ اگر وہ اجازت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فوت شدہ شوہر کے وارثوں کے ذمہ مہر کی ادائیگی لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری بہو زوجہ عبدالحق عرصہ تقریباً ایک سال ہوا تھا۔ گھر سے فرار ہو گئی تھی۔ بعد میں وہ ناجائز حاملہ ہو گئی تھی۔ حمل ضائع کرا کر اس نے ہمارے خلاف عدالت میں دعویٰ حق مہر دائر کر رکھا ہے۔ پھر وہ طلاق مانگتی رہی۔ عبدالحق نے اس کو طلاق لکھ کر دے دی تھی۔ جس کا اس کو کسی نے بتایا کہ اب تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ تو اس نے طلاق واپس کر دی۔ پھر ہم نے بذریعہ وکیل روانہ کر دی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ جو کہ اب ہمارے وکیل کے پاس موجود پڑی ہے۔ اب عبدالحق فوت ہو چکا ہے۔ اب یہ گھر میں زبردستی گھس آئی ہے۔ اب ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ مجھے حق مہر دو میں جاؤں۔ حالانکہ اس عورت کے بطن سے ۳ لڑکیاں اور ایک لڑکا موجود ہے۔ ہم شریعت کا فیصلہ چاہتے ہیں کہ ایسی عورت کے متعلق شریعت کیا اجازت دیتی ہے۔ جناب شریعت کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

مہر اس عورت کا حق ہے۔ خاوند کے ورثاء پر لازم ہے کہ مرحوم کے ترکہ سے مہر ادا کر دیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ شعبان ۱۳۹۹ھ

وارثوں کے ذمہ مہر اداء کرنا لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح عقد مسنونہ بحالت صغریٰ بالعوض حق المہر مقررہ یک صد ۱۰۰ لڑکی سے ہوا۔ بوقت بلوغت قبل از رخصتی و سر میل نکاح وفات پا گیا۔ دریں صورت کیا حق مہر نکاح کے ورثاء بازگشت کے لیے منکوحہ کو اداء کرنا ضروری ہے۔ اگر ہے تو کس قدر؟



## ﴿ج﴾

متوفی کے ورثاء پر لازم ہے کہ کل مہر منکوحہ کو اداء کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ محرم ۱۳۹۵ھ

عورت سے مہر معاف کرانا اور شوہر کی نیکیاں عورت کو دلوانا

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں (۱) جب نکاح کرتے ہیں تو آدمی سے مہر لے کر اس کی بیوی کو اسی وقت دے کر کہتے ہیں کہ یہ حق مہر تو اپنے خاوند کو بخش دے ورنہ تیری خیراتیں عند اللہ مقبول نہ ہوگی۔ جب اس سے معاف کروا لیتے ہیں تو پھر آدمی کو کہتے ہیں کہ تو بھی اپنی بیوی کو اپنے صدقات سے تیسرا حصہ کا ثواب بخش دے۔ مثلاً تین روپے کسی جگہ دے تو دو روپے کا ثواب آدمی کو ہو اور ایک کا ثواب اس کی عورت کو ہو۔ کیا شرع میں اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس کو ضروری سمجھا جائے تو کیا بدعت ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ عوام الناس اس کو اگہایت ضروری قرار دیتے ہیں اور ہر نکاح کے وقت یہ عہد کروا لیتے ہیں۔

سائل غلام رسول متعلم مدرسہ ہذا

## ﴿ج﴾

قال اللہ تعالیٰ واتوا النساء صدقتهن نحلة فان طبن لكم عن شيء منه نفساً فكلوه هنيئاً مریئاً (النساء ۴-۳) آیت بالا سے معلوم ہوا کہ مرد پر واجب ہے کہ وہ مہر کو خوشی سے عورت کے حوالہ کر دے۔ یہ عورت کا حق ہے۔ البتہ اگر عورت خود طیب نفس سے اپنی رضا و رغبت سے بغیر کسی جبر کے مرد کو کچھ بخشے تو وہ مرد کے لیے جائز ہے۔ صورت مسئلہ میں چونکہ عورت طیب خاطر سے حق مہر خاوند کو نہیں بخشی۔ بلکہ اس کو مرعوب کر کے اور اس کو مجبور کر کے واپس کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے مرد کو واپس لینا ہرگز جائز نہیں ہوگا اور پھر غلط مسئلہ بیان کر کے اس جہلہ کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ تیری خیراتیں قبول نہیں ہوں گی۔ یہ بالکل محض غلط ہے۔ نیز اگر مرد کہہ بھی دے کہ اپنے صدقات میں سے تیسرا حصہ میں نے تمہیں بخش دیا۔ یعنی آئندہ صدقات کے ثواب بخشے جا رہے ہیں۔ یہ بالکل لغو ہے۔ جب تک اس نے خیرات نہیں کیا اور ثواب نہیں ملا تو اس کو عورت پر کیسے حبہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب باتیں محض خرافات ہیں۔ اصول شرع کے خلاف ہیں۔ ان کا ترک لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ صفر ۱۳۷۵ھ

اگر لڑکی نے کنگن بیچ کر شوہر کا علاج کرایا ہو تو کیا لڑکی کے والدین اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرے لڑکے مسکمی بشیر احمد ولد غلام حسین قوم بھٹی سکندھ موضع جھکڑ پور چاہ بھٹی والا ضلع ملتان کا نکاح دختر ملک اللہ وسایا سے مورخہ ۶/۱۰/۱۰ کو ہوا۔ آج سے تقریباً ۱۳ ماہ قبل وہ بیمار ہوا اور اس نے اپنی زوجہ مسماۃ ممتاز بی بی عرف تاج بی بی سے کہا کہ میرے پاس تو علاج کے لیے رقم نہیں ہے۔ میری بہو نے اپنے خاوند کے کہنے پر اپنے حق مہر کے زیور میں سے کنگن ۲ تو لے فروخت کر کے اپنے خاوند کا علاج کرا دیا۔ شوی قسمت زندگی نے وفانہ کی اور وہ فوت ہو گیا۔ جنازہ اٹھانے سے قبل ممتاز بی بی نے عورتوں کے کہنے پر اپنے حق مہر میں سے وہ کنگن جو اس نے اپنے خاوند کے علاج کی خاطر فروخت کیے تھے۔ اس کو بخش دیا۔ اس کے خاوند نے کہا تھا اگر میں زندہ رہا تو قیمت ادا کر دوں گا۔ اب لڑکی کے والدین اس کنگن کا مطالبہ کرتے ہیں تو کیا لڑکے کے والدین کو اس کنگن کی رقم دینی چاہیے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی بیوی نے مہر معاف کر دیا ہے تو مہر معاف ہو گیا۔ لیکن صورت مسئلہ میں تو عورت اپنا مہر وصول کر چکی ہے اور کنگن کی قیمت بطور قرض خاوند پر خرچ کی ہے۔ اگر عورت نے قرض معاف کر دیا ہے تو معاف کرنا صحیح ہے اور لڑکی کے والدین کا مطالبہ درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ رجب ۱۴۰۰ھ

درج ذیل صورت میں مبلغ ایک صد روپے ضمان کا عوض نہیں ہو سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین و مفتیان شرع متین در بارہ مسائل ہذا۔ (۱) پہلے جملہ رشتہ داروں میں بیٹھ کر یہ بات کی کہ میں نے تمام زیورات مسکمی حافظ علی محمد صاحب کو معاف کر دیے ہیں۔ بعد میں مسکمی مذکور نے دوسری لڑکی میرے ساتھ عقد نکاح کر دی اور یک سو روپیہ نقد اپنی لڑکی کو ساتھ دیا تھا۔ اب وہ مسکمی کہتا ہے کہ جو میں نے مبلغ سو روپیہ دیا ہے۔ یہ اسی رقم جو معاف شدہ تھی اسکے عوض ہے کیا آیا یہ رقم مذکورہ اسی رقم معاف شدہ کے عوض از روئے شریعت میں ادا ہو سکتی ہے یا کہ نہیں اور پہلے زیور جو تھے وہ اس کی پہلی لڑکی کے سپرد تھے۔ اس کے مرنے کے بعد بندہ نے معاف کر دیے تھے۔ اس وقت انھوں نے اس معافی کو قبول کر لیا۔ معاف شدہ زیورات کا وزن سوا دو سو تو لے چاندی اور نو ماشے سونا۔

## ﴿ج﴾

جب انھوں نے تمام زیورات کی ذمہ داری سے ان کو بری کر دیا ہے۔ زیورات تو خود اس وقت جب بیان سائل حافظ علی محمد نے ضائع کر دیے تھے اور وہ اس پر اس کی ضمان لازم تھی تو جب ضمان سے اس کو بری کر دیا گیا اور اس ابراء کو حافظ صاحب نے تسلیم بھی کر لیا تو وہ بری ہو گیا اور وہ ضمان زیورات کا ساقط ہو گیا۔ اب اس کے بدلہ کوئی چیز نہیں دی جا سکتی اور بالخصوص یہ سو روپے تو اس نے اپنی لڑکی کو دیے ہیں۔ یہ ہرگز اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ

مہر کا جو حصہ عورت نے معاف کر دیا ہو طلاق کے بعد پھر مطالبہ نہیں کر سکتی

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی کا نکاح ہوا۔ عورت کے عقد میں حق مہر میں پانچ تولہ سونا رکھا گیا۔ بوقت نکاح آدمی نے اڑھائی تولہ سونا ادا کر دیا اور پھر عورت نے دو تولہ سونا معاف کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد مرد نے طلاق دے دی اور آدھ تولہ سونا بھی ادا کر دیا۔ لیکن عورت کہتی ہے کہ میں نے وہاں معاف کیا تھا۔ یہاں معاف نہیں کرتی۔ لہذا حق مہر پورا کیا جائے۔ تو کیا آدمی کو پورا کر دینا چاہیے یا بری ہے۔

## ﴿ج﴾

اگر یہ درست ہے کہ عورت مذکورہ نے مہر کا دو تولہ سونا اپنے خاوند کو معاف کر دیا ہے تو وہ معاف ہو گیا ہے۔ اب اس کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ میں یہاں معاف نہیں کرتی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ذی الحج ۱۳۹۶ھ

اگر عورت نے اپنا مہر معاف کر دیا ہو تو وارثوں کو وصول کرنے کا حق نہیں

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رحیم بخش ولد غلام مصطفیٰ نے نکاح و سر میل مطلقہ عورت مسماۃ منظور بی بی سے کیا۔ جس کے سابقہ خاوند سے دو بچیاں موجود ہیں۔ رحیم بخش سے کوئی اولاد حین حیات نہیں ہے۔ واضح رہے کہ معتبرین کے رو برو مسماۃ منظور بی بی نے فوت ہونے سے قبل اپنے خاوند رحیم بخش پر واجب الاداء حق المہر معاف کر دیا۔ بعد ازاں فوت ہو گئی۔ بیماری سے قبل اس نے صحت کی حالت میں معاف کر دیا۔ شرع محمدی کے نزدیک مسماۃ مذکورہ متوفیہ کے سابقہ خاوند سے اولاد اپنی والدہ کا حق المہر وصول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ عورت مذکورہ نے حالت صحت میں اپنا کل مہر یا بعض حصہ معاف کیا تھا تو یہ معاف کرنا درست ہے اور یہ ہبہ تام ہو گیا ہے۔ وفی الدر ص ۶۸ ج ۵ شامی و شرائط صحتہا فی الواہب العقل والبلوغ والملک اور ہبہ کرنے کے بعد زوجہ کو اپنے خاوند سے موصوبہ چیز واپس کرنا درست نہیں ہے۔ لہذا متوفیہ کے ورثاء کو اس کے خاوند سے اپنی والدہ کا حق المہر وصول کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر لہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ محرم ۱۳۹۵ھ

اگر طلاق بصورت خلع ہو تو عورت کو مہر کے مطالبہ کا حق نہیں

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی بنام صفرا بی بی کا نکاح غلام محمد ولد خان محمد قوم سادی سے نکاح بحق المہر مبلغ تین ہزار روپیہ کر دیا۔ چھ سال لڑکی اپنے خاوند کے گھر آباد رہی۔ لیکن بعد میں لڑکی نے طلاق کا مطالبہ کیا تو شوہر نے طلاق دے دی اور حق مہر نہیں دیا۔ وہ کہتا ہے کہ تیرا حق نہیں بنتا۔ بدیں وجہ تو نے خود طلاق کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر میں خود طلاق دیتا تو تیرا حق بنتا۔ لہذا تیرے کہنے پر طلاق دی ہے۔ اب حق مہر مجھ پر واجب نہیں۔ کیا عورت مہر لے سکتی ہے یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

اگر طلاق بصورت خلع کے عوض حق مہر کے ہوئی ہے تو عورت کو مطالبہ مہر کا حق حاصل نہیں۔ اگر طلاق میں خلع اور عوض کا ذکر نہیں کیا تو خاوند پر مہر ادا کرنا لازم ہے اور عورت کے مطالبہ طلاق سے مہر ساقط نہیں ہوتا۔ مہر بدستور خاوند کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا رقم دے کر شادی کرنا جائز ہے؟

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک شخص کا شادی کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے پاس عوض نہیں جو دے کر شادی کرے۔ کیا وہ رقم دے کر شادی کرے۔ کیا رقم لینا جائز ہے۔ کیا بوقت ضرورت رقم کا دینا بھی جائز ہے؟



شادی کرنے والے بوجہ شہوت اور بوجہ روٹی پکانے کے بہت تنگ ہے۔ کیا وہ عورت کے وارث کو کسی حیلہ سے رقم ادا کر کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

سائل دین محمد کھکھ موضع پتی دایہ چوکھا چاہ چاندے والا

﴿ج﴾

حق مہر شرعاً عورت کا حق ہے۔ آپ روپے نکاح کے وقت بصورت مہر مقرر کرنا عورت کو دے دیں۔ وہ چاہے خود خرچ کرے یا والد یا دوسرے کسی کو دے۔ اس کو اختیار ہے۔ لیکن اگر اس عورت کا وارث عورت کے حق مہر کے تقرر پر راضی نہیں ہوتا اور وہ اس پر مصر ہے کہ لائنہ مجھے ہی روپیہ دو تو اس کے لینے اور دینے والے دونوں گنہگار ہیں۔ سخت مجبوری اور اضطراب کی صورت میں دینے والے سے باوجود ارتکاب حرام کے امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ محرم ۱۳۷۵ھ

اپنی لڑکی کے عوض رقم حاصل کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء حضرات و مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنی لڑکی کا نکاح عمر سے کرتا ہے، اس شرط پر کہ عمر سے چھ ہزار روپیہ لوں گا اور پھر لڑکی دوں گا۔ کیا زید کو اپنی لڑکی کے عوض چھ ہزار لینا جائز ہیں یا نہیں اور روپیہ لینا ناجائز ہے تو پھر نکاح شریعت کے موافق ہوتا ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا قرآن وحدیث وفقہ حنفی کی رو سے واضح اور مفصل طور پر جواب تحریر فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

المستفتی عبدالستار مہاجر سکندری ملتان

﴿ج﴾

اگر یہ چھ ہزار روپیہ لڑکی کا حق مہر نکاح میں مقرر کر دیا جاتا ہے تو یہ لڑکی کی ملک ہوگا اور باپ لڑکی کی رضا کے بغیر اس میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر مہر مقرر نہیں کیا گیا بلکہ ناجائز طور پر مجبور کر کے حاصل کیا جاتا ہے اور لڑکی کا باپ اسے اپنے لیے وصول کرتا ہے تو رشوت ہے جو حرام ہے۔ لیکن اس کے باوجود نکاح درست ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سسر نے زبردستی مہر کا کچھ حصہ اگر بہو سے واپس لیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے لڑکے بکر کی شادی میں باقی چیزوں کے علاوہ ایک جوڑی کنگن طلائی بھی مہر میں دیے۔ شادی کے کچھ عرصہ کے بعد باپ بیٹے میں جھگڑا ہو گیا۔ جس پر باپ نے طلائی کنگن بھی اس کے گھر سے اٹھا لیے۔ چند ایام گزرنے کے بعد صلح ہو گئی۔ مکان رہائشی تو واپس کر دیا۔ مگر اسے کنگن واپس نہ کیے۔ مانگنے سے بکر نے شرم محسوس کی۔ شادی بیاہ کا کوئی ایسا موقع نہیں آیا کہ جس بہانے سے ضرورت پڑے اور مانگے جائیں۔ حتیٰ کہ چند سال کے بعد زید حج بیت اللہ شریف چلا گیا اور وہاں ہی اس کا انتقال ہوا۔ اب ان کے ورثاء میں اختلاف یہ ہے کہ یہ طلائی کنگن چونکہ اس نے واپس لے لیے تھے۔ لہذا نابالغوں کے کام میں لانے کا اس کا ارادہ تھا۔ لہذا ان کے حوالہ کیے جائیں اور بعض ورثاء کہتے ہیں کہ یہ وراثت ہے۔ اسے تمام ورثاء میں تقسیم کیا جائے اور بکر کہتا ہے کہ یہ چونکہ میری بیوی کا مہر ہے۔ لہذا مجھے واپس کیے جائیں تو شریعت اس بارے میں کیا فرماتی ہے۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ اگر یہ کنگن زید نے اپنی بیوی کے مہر میں دیے تھے تو یہ کنگن اس کی بیوی کے ہیں۔ اس کے باقی ترکہ کے ساتھ ان کی تقسیم جائز نہیں ہے۔ کیونکہ محض واپس کرنے سے یہ ان کے ملک میں داخل نہیں ہوتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

سسر اگر بیٹے بہو کو الگ کرتے ہوئے بہو سے زیورات چھین لے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

(۱) فدویہ کا نکاح حسب ضابطہ ۱۹/۸/۷۰ کو ہمراہ محمد اقبال ولد عطاء محمد قوم خواجہ صدیقی سکند محلہ کیڑی داؤد خان شہر ملتان ہوا تھا۔

(۲) اب سائلہ کے سسر عطاء محمد نے ہمیں علیحدہ کر دیا ہے۔ تاکہ سائلہ زوجہ شوہر مذکور خود مختاری سے زندگی بسر کریں۔

(۳) لیکن تمام زیورات پارچات وغیرہ چھین لیے ہیں اور سسر مذکور لڑکی کو پارچات زیورات دینے کو تیار نہیں

ہے۔ جبکہ میرے حق مہر میں ۷ ٹکے طلائی ۳ تولہ نہتہ اتولہ گلوبند طلائی ۵ تولہ ہلکے طلائی ۴ تولہ۔ تحریر نکاح نامہ ہے۔ لہذا شرعی طور پر تحریری فتویٰ دیا جائے کہ سر مذکور زیورات و پارچات وغیرہ اپنی تحویل میں کیا رکھ سکتا ہے۔ عین نوازش ہو گی۔

### ﴿ج﴾

بشرط صحت سوال جبکہ یہ زیورات خاوند نے بیوی کو حق مہر میں دیے ہیں تو یہ زیورات بیوی کی ملکیت ہے اور سر کا ان زیورات کو بغیر کسی شرعی وجہ سے چھین لینا غصب شمار ہوگا۔ جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ لہذا سر کے ذمہ واجب ہے کہ وہ تمام زیورات فی الفور عورت مذکورہ کو واپس کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

مہر معجل اور غیر معجل میں کیا فرق ہے؟ مہر غیر معجل کیا وصول کیا جائے؟

### ﴿س﴾

وضاحت حق مہر از اسلامی ادارہ قاسم العلوم ملتان

(۱) حق مہر معجل اور غیر معجل میں کیا فرق ہے۔ وضاحت کریں۔

(۲) ایک عورت کا کل حق مہر دس ہزار ہے۔ بوقت سر میل دو ہزار روپے معجل ادا کیا جاتا ہے اور باقی آٹھ ہزار غیر معجل کے لیے دو ماہ کی مدت مانگی جاتی ہے۔ وضاحت کریں کہ بقایا آٹھ ہزار غیر معجل مدت مقررہ گزرنے کے بعد کیسے اور کس صورت میں حاصل کر سکتی ہے؟

### ﴿ج﴾

(۱) مہر معجل اور غیر معجل (مؤجل) کے جو لغوی معنی ہیں۔ وہی اصطلاح فقہاء میں ہیں۔ جو مہر نکاح کے وقت فی الفور دیا گیا یا فی الحال دینا قرار پائے۔ یعنی اس میں مدت کی شرط نہ ٹھہری گویا یہ بھی نہیں ٹھہرا کہ پہلے لیس گے تو یہ معجل ہے اور اس کا حکم ہے کہ عورت فی الحال مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے اور خاوند پر فوری ادائیگی واجب ہو جاتی ہے اور جس مہر کی کچھ مدت ادا کے لیے مقرر کی گئی۔ مثلاً یہ شرط ٹھہر جائے کہ دو ماہ تک مہلت ہے یا مدت لالی التعمین چھوڑا گیا ہو تو یہ غیر معجل ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کو مؤجل کہتے ہیں اور غیر معین مدت کے لیے مدت موت یا طلاق ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ مدت مقررہ نہ گزرے عورت یا اس کے ورثہ مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ لا خلاف لاحد ان

تاجیل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة صحيح وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق او الموت (عالمگیریہ ص ۳۱۸ ج ۱)

(۲) مدت مقررہ دو ماہ گزرنے کے بعد خاوند کے ذمہ یکمشت آٹھ ہزار کی ادائیگی واجب ہے۔ اگر زوجین اقساط کے ساتھ ادائیگی پر رضامند ہو جائیں تو یہ بھی جائز ہے۔ اگر خاوند باہمی مصالحت سے مہر کی ادائیگی نہیں کرتا تو عورت وصولی مہر کے لیے عدالت کی طرف رجوع کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

طلاق یافتہ عورت کا اگر بوقت نکاح مہر مقرر نہ ہوا تھا تو اب کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ کسی محمد بخش ولد خان محمد قوم قریشی نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جس کا حق مہر شرعی رواجی مقرر نہیں کیا گیا۔ اس کی ایک لڑکی عمر اڑھائی سال ہے۔ اس کی پرورش کون کرے۔ نیز آج کے لحاظ سے حق مہر کی قیمت برائے مہربانی تحریر فرماویں۔

﴿ج﴾

جب مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو مہر مثل واجب یعنی اگر اس عورت کی دوسری بہن جو عرف میں اس جیسی مانی جاتی ہو۔ اس کے مہر کے موافق اس کا مہر مقرر کیا جائے گا نیز جب تک اس عورت نے دوسری جگہ نکاح نہ کیا ہو اس لڑکی کی پرورش کا حق اس عورت کو ہوگا اور خرچ اس کا والد دیتا رہے گا۔ جب بلوغ کے قریب پہنچ جائے تو اس وقت باپ کے حوالے کر دی جائے۔ لیکن اگر اس عورت نے کسی اور جگہ نکاح کر لیا تو لڑکی کو اسی وقت اس کے والد کے حوالے کر دیا جائے گا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بوقت نکاح اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو تو طلاق کے بعد عورت کے لیے کیا حکم ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو علی الاعلان طلاق دی جس کی مدت ایک برس گزر



چکی ہے۔ لڑکی کے والدین اب دوسری جگہ نکاح کر دینا چاہتے ہیں۔ اب اس صورت میں جبکہ خلوت صحیح ہو چکی ہے۔ زید پر مہر واجب ہو گا یا نہ۔ جب کہ مہر کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔ یعنی عند النکاح۔ پھر یہ نکاح ثانی جائز ہو گا یا نہیں؟



صورت مسئلہ میں جب زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے تو اس کی زوجہ پر شرعاً طلاق واقع ہو گئی اور زید کی زوجہ عدت شرعی یعنی تین حیض گزار کر جبکہ حاملہ نہ ہو۔ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ زید اپنی زوجہ کو مہر مثل ادا کرے گا۔ یعنی جتنی مالیت کا مہر اس عورت کی دوسری بہنوں کا مقرر ہوا ہو۔ اگر دوسری بہنیں ہیں یا اس کی پھوپھیوں وغیرہ کا جتنا مہر ہوا اتنا مہر اداء کرنا زید پر واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان

۸ رمضان ۱۳۸۲ھ

شوہر نے جو زمین بطور حق مہر بیوی کے نام کر دی بعد میں وہ واپس نہیں لے سکتا



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی منکوحہ کو کچھ اراضی مزارعہ بطور حق المہر غیر معجل رجسٹر نکاح خوانی میں خانہ فی المہر غیر معجل میں تحریر کر دی اس علاقہ کے عرف میں غیر معجل کو عند الطلب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دس پندرہ سال کے بعد جبکہ نکاح نے دوسری شادی اختیار کی منکوحہ اول نے ضرورتاً مطالبہ حق المہر کیا جس پر نکاح نے حسب اندراج پرچہ نکاح من بھائے شرائط کے انتقال اراضی منکوحہ کے نام منظور کر دیا اور چونکہ عرصہ دس پندرہ سال منکوحہ خانہ آباد تھی اور بذریعہ خاوند خود اس رقبہ کی پیداوار بنا تکلیف برداشت کرتی آئی تھی۔ زید نے قبضہ کو تسلیم کرتے ہوئے یہ بھی بیانات فارم انتقال میں لکھا کہ قبضہ بھی دے دیا ہے۔ اب زید فارم انتقال کے اخراج کی اپیل بوجوہات ذیل کرتا ہے۔

(۱) حکم فارم منظور شدہ خلاف واقعات شریعت ہے۔ اس لیے لائق منسوخی ہے یا نہ۔

(۲) حق المہر غیر معجل ہے۔ اس واسطے وہ مطالبہ نہیں کر سکتی۔ شرعاً ایسا حق مہر اس وقت واجب الوصول ہوتا ہے۔

جبکہ نکاح فوت ہو جائے یا طلاق دے دے۔ موجودہ صورت میں انتقال خلاف شرع محمدی ہے۔ لائق اخراج ہے۔

(۳) فارم انتقال میں چند فضول شرائط منظوری درج ہوئی ہیں۔ جو کہ منظور نہیں چونکہ شرعاً حق المہر مشروع

نہیں ہوتا۔

(۴) چونکہ منکوحہ اپنے والد کے پاس رہتی ہے۔ اس واسطے شروع سے تا حال قبضہ رقبہ ایلانٹ ہیں اب قابل دریافت امر بروئے شرع حسب ذیل ہے۔ زید حق المہر غیر معجل کو بروئے رواج ملکی عند الطلب کو تسلیم کر کے انتقال فارم بنام منکوحہ کراتا ہے۔ اب اپیل میں عرف ہندوستانی کو بہتر کر کے اخراج فارم کا عذر کرنا شرعاً درست ہے یا نہ۔ حق المہر غیر معجل غیر مقرر تھا۔ زید منکوحہ سے ایک عدم حقوق بیع کی شرع پر انتقال کر دیتا ہے۔ گویا زید نے منکوحہ کے حقوق شرعی میں بلا وجہ بلا رخصت کی تھی۔ اس شرط ناجائز سے مصروف ہو جائے۔ اب شرعاً سالم فارم اخراج ہوگا یا صرف شرط فاسد۔

(۵) قبضہ رقبہ جس کو بصورت خانہ آبادی عرصہ دس پندرہ سال سے تسلیم کر کے قبضہ لکھ دیتا ہے۔ اب صرف اس بناء پر کہ منکوحہ ام والد کے پاس ہے۔ تسلیم نہیں کرتا۔ حالانکہ اس رقبہ کی پیداوار لکھ دینے کے بعد برداشت نہیں۔ یہ عند سائل سماعت فرما کر مشکور فرمائیں۔

### ﴿ج﴾

چونکہ اراضی مذکورہ متعین ہو چکی اور شی معین مشخص واجب فی الذمہ نہیں ہو سکتی۔ مؤجل وہ شی ہو سکتی ہے جو واجب فی الذمہ ہو۔ اس لیے زمین مشخص ہو کر مؤجل نہیں اس کا مطالبہ ہر وقت عورت کر سکتی ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ اگرچہ عرض یعنی غیر مکمل موزون مہر میں واجب فی الذمہ ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ اس وقت ہوتا ہے جب تک معین نہ ہو۔ بعد تعین کے واجب فی الذمہ اور مؤجل باقی نہیں رہتا۔ لہذا زمین مذکورہ بھی بعد تعین اور تشخیص کے مؤجل نہ رہی۔ کذا فی کتب الفقہ۔ واللہ اعلم

محمود مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر نے جوزمین بیوی کو مہر میں دی ہو ورنہ اس میں کوئی حق نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تاج محمد نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے حق مہر کے اندر دس بیگھے زمین مقرر ہوئی۔ اور یہ زمین رجسٹر قاضی بھی کی گئی ہے اور بعد کئی سال تک خاوند کے مرنے تک اس کی آمدنی کھاتی رہی۔ بعد وہ آدمی مر گیا اور اس آدمی سے ایک لڑکا بھی ہے اور ایک لڑکا اور بھی تھا۔ پہلی عورت سے جو کہ پہلے مر گئی تھی۔ اس آدمی کے مرنے کے بعد اس کا بھائی تمام زمین پر قابض ہو گیا ہے۔ اس عورت کا لڑکا اس عورت کے ساتھ ہے۔ جس کی عمر نو سال کے قریب ہے۔ اب اس کا بھائی اس عورت کو زمین و خرچہ نہیں دیتا اور وہ زمین بھی اس کے قبضہ میں ہے۔ عورت ویسے پھر رہی ہے۔ مزدوری کر کے کھا رہی ہے اور کیا جو یہ عورت اپنے خاوند کے مرنے کے

بعد حق مہر یعنی اس زمین کی جو کہ اس کو دی گئی تھی۔ اس کی مالکہ بن سکتی ہے یا کہ نہیں۔ اگر بن سکتی ہے تو بالذات تحریر فرمائیں۔ تاکہ انتقال ہو جائے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

عورت کو جو زمین بوقت نکاح حق مہر میں دی گئی ہے۔ وہ اس کی شرعی اور قانونی طور پر مالکہ بن چکی ہے اور وہ زمین کی واحد مالکہ ہے۔ اس میں اس کے خاوند کے وارثوں کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہوگی۔ یہ زمین صرف اس عورت کو منتقل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ محرم ۱۳۷۱ھ

سُسر نے جو مکان مہر میں لکھوایا ہے وہ میراث میں شامل نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے لڑکوں کو ان کی شادی کے موقع پر اپنی جائیداد کا کچھ حصہ حق مہر کے لیے لکھ دیتا ہے (یعنی اپنی بہوؤں کے نام) تو زید کی فوتگی کے بعد وہ حصہ اس کی جائیداد میں شامل ہوگا یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حق مہر میں مکان یا اس کے کسی حصے کو دینے کی صورت میں وہ مکان یا اس کا وہ حصہ اس عورت کا ہی شمار ہوگا۔ اس کی فوتیدگی کی صورت میں وارثوں کے درمیان تقسیم نہ کیا جائے گا اور نہ اس کی جائیداد متصور ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبدالمطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

بطور مہر دیے گئے زیورات میں سے اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی منکوحہ کو حق مہر میں طلائی کانٹے دیے تھے۔ جو کہ حسب وعدہ رخصتی کے وقت حق مہر جو کہ سونے کے کانٹوں کا مقرر ہوا تھا دے دیا۔ بلکہ منکوحہ کے کانٹوں میں پہنا دیے گئے اسی دن جب کہ لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر سے شادی ہو کر رخصتی ہوئی تو شادی کی گہما گہمی سے اپنے خاوند کے گھر تک پہنچنے سے قبل ایک عدد کانٹا طلائی گم ہو گیا۔ چند دن کے بعد منکوحہ کے والد یا وارث نے اپنی لڑکی کو گھر بٹھا دیا کہ

جب تک حق مہر کا کاٹنا نہیں بنوا کر دو گے لڑکی نہیں بھیجوں گا۔ کیونکہ یہ کاٹنا حق مہر میں تھا تو کیا اب شریعت دوبارہ گم شدہ کانٹے کا متبادل خاوند سے دلوانا چاہتی ہے۔ کیا حق مہر ادا ہو گیا ہے۔ مینو اتو جروا

﴿ج﴾

جب وہ کانٹے لڑکی کو پہنا دیے گئے ہیں تو حق المہر پر لڑکی کا قبضہ ہو گیا ہے۔ گم ہو جانے کے بعد اب خاوند کا متبادل کاٹنا دینا نہیں بنتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ ذوالقعد ۱۳۸۷ھ

اگر بیوی کہے کہ زیورات مہر میں شامل ہیں اور شوہر انکار کرتا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اس کے بعد حق مہر کی ادائیگی میں اختلاف ہو گیا ہے۔ ناکح کہتا ہے کہ حق مہر مبلغ ۵۰ روپیہ جو کہ مقرر کیا گیا تھا۔ وہ ادا کر چکا ہوں اور نکاح کے گواہ اور وکیل کہتے ہیں کہ زیور حق مہر میں ہے۔ مگر ناکح کہتا ہے کہ زیور رسماً دیا گیا تھا۔ اس کا حق مہر سے کوئی تعلق نہیں۔ حق مہر صرف ۵۰ روپیہ تھا جو وہ ادا کر چکا ہے۔ یہ بیان وہ حلفاً بھی دیتا ہے کہ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا۔ گواہ اور وکیل لڑکی کا حقیقی بھائی اور خالہ زاد بھائی ہے۔ مینو اتو جروا

﴿ج﴾

لڑکی کے پاس جب اپنے وعدہ پر دو گواہ موجود ہیں کہ یہ زیور حق مہر میں دیا گیا تھا تو خاوند کو اپنے بیان پر حلف اٹھانا درست نہیں۔ فیصلہ عورت کے حق میں گواہوں کے بیان کے مطابق ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حق مہر میں دی گئی زمین میں شوہر کے وارثوں کا کوئی حق نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ مسمیٰ قادر بخش ولد غلام حسین بصر ۱۳۵۷/۷۰ سال اس دار فانی سے رحلت کر گیا ہے۔ تقریباً عرصہ دو سال ہوئے کہ اس نے زندگی میں اپنی زوجہ کے نام تمام غیر منقولہ جائیداد اراضی ۹ کنال ۸ مرلہ رجسٹر کاغذات میں منتقل کرادی۔ بروز نکاح شادی خود اوائل میں حق مہر ادا کیا تھا۔ لیکن اب یہ جائیداد بھی



۹ کنال ۸ مرلہ بصورت تحریری الفاظ حق مہر چڑھا دی۔ اس کے جائز اور حقیقی ورثاء میں ایک سگی بہن اور ایک چچا زاد بھائی حقیقی زندہ موجود ہیں۔ اپنے خیال میں ان کو اس جائیداد سے محروم کر دیا ہے۔ اب یہ ورثاء لڑنے اور جھگڑنے پر اتر آئے ہیں اور قانونی چارہ جوئی بھی کر رہے ہیں۔ عدالت میں مقدمہ درج کرا کے پیروی کر رہے ہیں۔ بلکہ جس دن متوفی نے زمین منتقل کرا دی تھی۔ اس دن سے دعویٰ دیوانی دائر کر دیا گیا تھا۔ اب برادری پریشان ہے۔ دونوں فریق شرعی فیصلہ بھی چاہتے ہیں۔ متوفی قادر بخش لا ولد ہے۔

قادر بخش

[illegible]

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور نے اگر یہ مکان وزمین اپنی بیوی کو حق مہر میں لکھ کر دے دیا ہے۔ تو پھر اس میں اس کے دوسرے ورثاء بہن وغیرہ کا کوئی حق نہیں بنتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مہر میں اضافہ کرنا جائز ہے۔ وان زاد لها في المهر بعد العقد لزمته الزيادة هداية مع الفتح ص ۲۱۴ ج ۳۔ صورت مسئلہ میں بشرط صحت واقعہ اگر یہ زمین خاوند نے مہر بنا کر تحریری طور پر بھی اور موقع پر بھی دے دی ہے تو یہ اس کی زوجہ کی ملکیت ہے۔ دیگر ورثاء حقدار نہیں۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

٨ ربيع الثاني ١٣٩٩ هـ

سسرال والوں کا یہ کہنا کہ زیور فروخت کر کے ہم نے اس کے شوہر سے علاج کرایا ہے

﴿ ۛ ﴾

مکرمی جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم۔ گزارش ہے کہ ایک لڑکی اپنے شوہر سے ناچاکی کی وجہ سے گذشتہ چھ ماہ سے اپنے والدین کے گھر بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے اپنے حق مہر کا زیور جس کی مالیت تقریباً دو ہزار روپے پندرہ تولے سونا تھی۔ اپنے سسرال میں رکھا ہو۔ اس دوران میں شوہر کی وفات ہو جائے۔ جس پر لڑکی اپنے سسرال والوں سے زیور طلب کرتی ہے۔ جس پر انھوں نے جواب دیا کہ انھوں نے زیور فروخت کر کے اس لڑکی کے شوہر کی بیماری میں لگا دیا ہے۔ جبکہ انھوں نے زیور فروخت کرنے کے لیے لڑکی سے اجازت نہیں لی تھی۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین، لڑکی مہر کا زیور طلب کرنے کی حقدار ہے یا نہیں۔ اگر حقدار ہے تو کتاب و سنت کی رو سے فتویٰ دیں۔

## ﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یہ زیور جو حق مہر میں عورت کو دیا گیا ہے۔ عورت کا حق اور ملکیت ہے۔ جس نے اس امانت کی چیز کو فروخت کر دیا ہے۔ اس کے ذمہ یہ قرض ہو گیا ہے۔ جس کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب اور ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
یکم شوال ۱۳۹۰ھ

دیور بھا بھی کو حق مہر میں دی گئی جائیداد نہیں روک سکتا

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمیٰ محمد انور مرحوم فوت ہو گیا ہے۔ اس کے پانچ لڑکے تھے۔ ایک لڑکا جس کا نام محمد منیر ہے۔ یہ شادی شدہ تھا۔ اپنے والد کی موجودگی میں فوت ہو گیا تھا اور تین لڑکے والد کے فوت ہونے کے بعد فوت ہو گئے اور ایک لڑکا مسمیٰ امیر بخش حیات ہے اور اپنے والد کی تمام جائیداد کا مالک ہے۔ محمد منیر کی منکوحہ کو محمد منیر کے والد نے ایک کمرہ حق مہر میں لکھ دیا تھا۔ اب محمد منیر کا بھائی امیر بخش جو کہ ساری جائیداد کا مالک ہے۔ وہ مکان محمد منیر کی منکوحہ کو نہیں دینا چاہتا ہے اور نیز اس کمرہ میں آنے جانے کے لیے راستہ بھی نہیں دیتا تو کیا مذکورہ مکان کا مالک امیر بخش بن سکتا ہے یا منکوحہ مالک ہے اور اس راستہ کے نہ دینے کی شرعاً کیا صورت ہے۔

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جو کمرہ محمد انور نے محمد منیر کی منکوحہ کو حق مہر میں دے دیا (جس کا محمد انور مرحوم نے محمد منیر کی منکوحہ کو ایک اثنا مپ مہر شدہ بمہر انگریزی بتاریخ دس نومبر ۱۹۳۶ء کو تحریر کیا ہے) وہ کمرہ حق مہر کے بدلے محمد منیر کی منکوحہ کا شرعاً ہو گیا ہے۔ وہ اس کی مالک ہے۔ محمد انور مرحوم کے لڑکے امیر بخش کا اس کمرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کمرے کے راستے کے متعلق شرعی فیصلہ یہ ہے کہ اگر محمد انور مرحوم نے اس کمرہ کو محمد منیر کی منکوحہ کو بمعہ حقوق و مصالح و مرافہ یعنی راستہ کے ساتھ دیا ہے تو محمد منیر کی منکوحہ راستہ کی بھی شرعاً حقدار ہے۔ امیر بخش اس کا راستہ اس صورت میں نہیں روک سکتا اور اگر محمد انور صاحب نے صرف کمرہ دے دیا ہے، راستے کا نہیں کہا تو شرعاً راستہ کا حق اس عورت کا نہیں بنتا، لیکن امیر بخش کو اس بڑھیا پر اس مجبوری کی صورت میں رحم کرتے ہوئے راستہ دینا بہت زیادہ مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک اسے اس کا بہت اجر دیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا طلاق کے بعد عورت کو وہ سب کچھ دینا لازم ہے جو مہر میں لکھوایا جا چکا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا تقریباً چار سال سے نکاح ہوا ہے اور اب تک زوج اور خاوند کے تعلقات بالکل اچھے ہیں۔ لیکن گھر والی کے والدین کے تعلقات اس شخص سے بگڑ گئے ہیں اور وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہماری لڑکی کو تم طلاق دو۔ اسی طرح ایک دن اپنی لڑکی کو چند دن کے بہانے پر گھر لے گئے۔ جب خاوند واپس لینے کے لیے گیا تو خاوند کو لڑکی کے والدین نے خوب زد و کوب کیا۔ گالی گلوچ دے کر واپس بھگا دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ اگر خاوند اس عورت کو طلاق دے دے تو زوجہ کو مہر میں جو مکان زیور وغیرہ لکھوا چکا ہے۔ اس کا ادا کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟ نیز عورت حاملہ ہے اور اس کا ایک بچہ عمر ایک سال موجود ہے۔ تو طلاق دینے کے بعد یہ بچہ کس کے پاس رہے گا۔ چونکہ مرد اور عورت کے تعلقات خراب ہو چکے ہیں۔ تو کیا عورت کو شرعاً بچوں کو اپنے پاس گھر لے جانے کی اجازت ہے یا نہیں اور اگر والد عورت کے حوالہ نہ کرے اور اپنے پاس رکھنا چاہے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

طلاق دینے کی صورت میں جتنا مہر مقرر ہو چکا ہے۔ سب کا سب عورت کو دینا ہوگا۔ ہاں اگر یہ عدم نبھاء (نشوز) عورت کی طرف سے ہو۔ مرد اسے صحیح طریقہ پر رکھنا چاہتا ہے۔ عورت بلاوجہ شرعی رہنا نہیں چاہتی۔ تو ایسی صورت میں مرد کے لیے یہ جائز ہے کہ عورت کو مفت طلاق نہ دے۔ بلکہ خلع کرے۔ جتنا مہر مقرر ہوا ہے اس پر خلع کرے۔ لیکن عورت کی رضا شرط ہے۔ اگر وہ راضی نہ ہو تو خلع نہیں ہو سکتا۔ باقی بچوں کو رکھنے کا حق سب سے پہلے ماں کو حاصل ہے۔ پھر نانی پھر دادی پھر بہن پھر خالاؤں کو پھر پھوپھیوں کو الی آخرہ لہذا ان کی ماں جب تک کسی ایسے شخص کے ساتھ نکاح نہ کرے جو اس بچہ کا ذی رحم محرم نہ ہو، تب تک اس ماں کو اپنے لڑکے کو سات سال تک اور بیچی کو نو سال تک اپنے پاس رکھنے کا حق حاصل ہے اور ان بچوں کا خرچہ ان کے والد کے ذمہ ہوگا۔ کما تشہد بہ الکتب الفقہیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

جو زیورات لڑکی کو مہر میں دیے گئے ہیں، کیا وہ اُن میں تصرف کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اپنی لڑکی محمد یار کو بعوض حق مہر ۲۰۰۰ نکاح کر دی ہے۔ انھوں نے کچھ زیورات تقریباً ۱۳۰۰ کے دیے اور باقی نقد رقم عند الطلب ادا کر دی۔ فرمائیں کہ یہ زیورات لڑکی کے ملک میں آچکے ہیں اور وہ اس میں تصرفات حسبہ بخشش رہن وغیرہ کر سکتی ہے؟

﴿ج﴾

صورة مسئلہ میں جبکہ منکوحہ محمد یار کا حق مہر نکاح کے وقت دو ہزار روپے طے ہوا۔ چنانچہ اتنی مالیت کے اسٹامپ رجسٹری شدہ عورت کو دے دیے۔ نیز حکومت کی طرف سے جو فارم نکاح و شادی ہیں۔ جو کہ یونین کونسلوں میں ہوتے ہیں۔ ان میں بھی یہی تحریر شدہ ہے۔ تو اب محمد یار نے دو ہزار نقد یا اس کی مالیت ادا کرنی ہوگی۔ شرعاً اس کا ادا کرنا محمد یار پر واجب ہے۔ ادا کرنے کے بعد یہ عورت کے مملوکہ ہوں گے۔ محمد یار کا اس سے کوئی تعلق نہیں رہے گا اور جبکہ اس صورت میں محمد یار نے دو ہزار کے حق مہر سے تقریباً چودہ سو روپے کے زیورات تیار کر کے اپنی زوجہ کے حوالے کر دیے۔ اب یہ زیورات اس کی زوجہ کے مملوکہ ہیں۔ زوجہ چاہے ان زیورات کو استعمال کرے چاہے بیع و رہن کرے یا صدقہ و خیرات کے طور پر مساکین کو دے یا اس کی قیمت سے حج کرے۔ الحاصل یہ زیورات جو کہ عورت کے حق مہر ہیں۔ ان کو ہر طرح استعمال کر سکتی ہے۔ اپنی حاجات میں لاسکتی ہے۔ یہ اس کے مملوکہ ہیں۔ خاوند کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ شرعاً خاوند کو یہ حق حاصل نہیں کہ والدین کے گھر جاتے وقت زیورات اس سے اتارے۔ نیز جو بقایا روپیہ عورت کے حق مہر کا خاوند کے ذمہ رہ گیا ہے۔ جب بھی عورت طلب کرے خاوند کو ادا کرنا واجب ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قائم العلوم ملتان

دوسری بیوی کو مہر میں دیا گیا مکان پہلی بیوی کو دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے نکاح شادی کے وقت ایک مکان حق مہر میں اپنی منکوحہ بیوی کو دیا ہے۔ شادی کے عرصہ تین ماہ کے بعد اس شخص نے وہی مکان دوسری سابقہ بیوی کو تملیک کر دیا ہے۔ سابقہ بیوی کو معلوم تھا کہ یہ مکان نئی بیوی کے حق مہر کا ہے۔ اب نئی بیوی اور اس کے والدین اپنے مہر والے مکان کو ہی لینا



چاہتے ہیں اور سابقہ بیوی وہ مکان واپس نہیں دینا چاہتی۔ یہ کشمکش موجود ہے۔ حالانکہ سابقہ بیوی کو دوسرا ملحقہ مکان بھی دینا چاہتا ہے کہ یہ مکان اس کے مہر والا چھوڑ دے اور ملحقہ مکان لے لے۔ لیکن وہ بضد ہے چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کیا یہ مکان سابقہ بیوی پر جائز ہے یا نہ؟ شریعت پاک کے حکم سے مطلع فرمائیں۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں شخص مذکور نے جبکہ اپنا ایک مکان نئی بیوی کو حق مہر میں دے دیا تو یہ مکان شرعاً نئی بیوی کا مملوکہ ہو گیا۔ اس کے بعد خاوند کا اسی مکان مہر کو سابقہ بیوی کو تملیک کرنا غلط و ناجائز ہے۔ جب تک نئی بیوی کا ملک بذریعہ بیع و ہبہ وغیرہ اس مکان سے ختم نہ ہو۔ اس وقت تک سابقہ بیوی کے ملک میں شرعاً نہیں آ سکتا۔ محض سابقہ بیوی کے نام ہونے کے شرعاً اس کی وہ مالک نہیں بنی۔ لہذا سابقہ بیوی پر شرعاً لازم ہے کہ یہ مکان نئی بیوی کو واپس کر دے اور اس کا ضد کرنا اور نئی بیوی کو مکان واپس نہ کرنا ناجائز ہے اور خاوند کو مکان کا سابقہ بیوی سے نئی بیوی کو واپس کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جوز یورات مہر میں دیے جائیں شوہران کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کی شادی ایک لڑکے سے ہوئی۔ بوقت نکاح زیورات طلائی حق مہر میں لڑکی کو ادا کر دیے گئے اور بوقت نکاح کچھ پارچات بھی دیے گئے۔ اب میاں بیوی سے دو لڑکیاں بھی ہیں۔ اب میاں، بیوی سے زیورات حق مہر اور پارچات کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے اور کسی وقت زیورات پارچات بیوی کے قبضہ سے نکال کر کسی دوسرے آدمی کے پاس رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن بیوی زیورات اور پارچات نہ تو واپس دینے کو تیار ہے اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کے پاس رکھنے کو تیار ہے۔ وہ اپنے زیور اور کپڑے اپنے پاس رکھتا ہے اور زیور کپڑے اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اسی وجہ سے میاں بیوی میں سخت اختلاف ہے اور بیوی ایک سال سے میسے روٹھی بیٹھی ہے۔ ایسی صورت میں شرعاً خاوند بیوی کے حق مہر پر کیا حق رکھتا ہے۔ کیا وہ شرعاً واپس لینے کا حقدار ہے۔ کیا جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے بیوی کو حق مہر واپس کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ بینہ تو جروا

### ﴿ج﴾

واضح رہے کہ جو حق مہر مقرر ہوا ہے وہ دس درہم سے زائد ہو۔ وہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کے مر جانے کی

صورت میں یا خلوت صحیحہ یا دخول (مجامعت) ہو جانے کے بعد سارے کا سارا عورت کو دینا شوہر کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ عورت مدخول بہا ہے۔ لہذا جتنے زیورات اس کو حق مہر میں دیے گئے ہیں۔ وہ سب کے سب عورت کی ملکیت ہیں۔ شوہر کسی طرح سے بھی اس سے واپس نہیں لے سکتا اور نہ جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے عورت کو زیورات واپس کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ مرد کو اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ حق مہر کی واپسی کا مطالبہ چھوڑ دے اور جھگڑے کو ختم کرے۔ نیز جو پارچات نکاح کے وقت دے چکا ہے۔ وہ بطور تملیک ہیں۔ لہذا وہ بھی عورت کی ملکیت ہیں۔ کما قال فی الہدایۃ مع فتح القدیر ص ۲۰۸ ج ۳ ومن سمی مہراً عشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها أو مات عنها لأنه بالدخول يتحقق تسليم المبدل وبه يتأكد البدل وبالموت ينتهی النکاح نہامیتہ والشیء بانتہائہ يتقرر ويتأكد فيتقرر بجميع مواجبه وان طلقها قبل الدخول بها والخلوة فلها نصف المسمى لقوله تعالى وان طلقتموهن من قبل أن تمسوهن الآية . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

بدچلنی کی وجہ سے طلاق یافتہ عورت مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟ آدھا مکان اگر حق مہر میں لکھا جائے  
اور پھر شوہر اُسے از سر نو تعمیر کرے تو مہر دینے کی کیا صورت ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیٰ مشتاق احمد ذوق اپنی بیوی مسماۃ ثریا بی بی کو بر بنائے بدچلنی بشواہد خود طلاق تلاشہ دے چکا ہے۔ بوقت نکاح مسمیٰ مشتاق احمد نے ۱/۲ حصہ مکان حق مہر میں لکھ دیا۔ بوقت نکاح مکان کی قیمت بمعدہ ملکہ وارضی مبلغ ۲۰۰۰ روپے مقرر ہوئی تھی۔ بعد ازیں مسمیٰ مشتاق احمد نے اپنی رقم سے از سر نو پختہ تعمیر کیا۔ غور طلب امر یہ ہے۔ (۱) کیا فعل قبیح کی صورت میں حق مہر کی حقدار ہے۔ (۲) اگر حقدار ہے تو کس قدر جبکہ طلاق دہندہ نے از گرہ خود از سر نو تعمیر کیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ ۱/۲ حصہ مکان کی حقدار ہے۔ نصف قیمت زمین اور خام کی

جو اس وقت طے ہوگی وہ لے سکتی ہے اور اگر وہ اپنا حصہ مکان کا ہی لینا چاہے تو اس کی تعمیر نو پر جس قدر خرچہ آیا ہے۔ اس خرچہ کا نصف حصہ خاوند کو اداء کرے اور ۱/۲ حصہ مکان نو پختہ تعمیر کا اپنے پاس رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

### طلاق کا مطالبہ کرنے والی بدستور مہر کی حقدار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جبراً طلاق لینا چاہتی ہے۔ اپنے خاوند کے پاس نہیں رہنا چاہتی۔ اُس کے کسی دوسرے شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے خاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ کیا یہ حق مہر اپنے خاوند سے لے سکتی ہے اور جو خاوند نے زیورات اور دوسرا سامان نکاح کے وقت دیا ہے۔ وہ خاوند واپس طلاق کے بعد لے سکتا ہے۔

﴿ج﴾

عورت مہر لینے کی حقدار ہے۔ طلاق کا مطالبہ کرنے اور خاوند کا اس کو طلاق دینے سے وہ مہر سے محروم نہیں ہوگی۔ البتہ اگر خاوند مہر کے عوض میں طلاق دے اور عورت اس کو قبول کرے تب مہر معاف ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ رجب ۱۳۹۸ھ

### رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کی ادائیگی کیسے ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بیوی کو قبل از رخصتی طلاق دینا چاہتا ہے تو کیا عند الشرع وہ عورت غیر مدخولہ اپنے خاوند سے حق مہر طلب کر سکتی ہے یا نہ

﴿ج﴾

اگر عورت کے ساتھ ہم بستری اور خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اور خاوند اُس کو طلاق دیدے تو اس کے لیے حق مہر واجب ہے۔ یعنی خاوند پر نصف مہر ادا کرنا لازم ہے۔ لقولہ تعالیٰ وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ رجب ۱۳۹۸ھ

نافرمان بیوی کو طلاق کی صورت میں مہر کی ادائیگی واجب ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفسرین مسئلہ کہ بکرم نے عقد نکاح کیا اور عقد نکاح سے پہلے جب لڑکی کی عمر دریافت کی تو بتایا گیا کہ عمر دس سال ہے اور قرآن شریف کی حافظہ ہے اور نہایت شریف الطبع ہے۔ خلاصہ یہ کہ بکر کو کئی فریب دیے گئے اور عقد نکاح سے پہلے جو مہر مقرر ہوا تھا۔ وہ تین ہزار تھا۔ جب عقد نکاح کا وقت آیا تو اس وقت مجلس میں دس ہزار تحریر کرایا اور سسرال کے گھر رہائش بھی تحریر کرائی۔ سسرال نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک سیر روزنی سونا بھی ہم دیں گے۔ پھر زفاف کے وقت لڑکی کو خاوند کے گھر روانہ کر دیا گیا۔ وہاں جا کر علم ہوا کہ لڑکی کی عمر بیس سال کے بجائے پینتالیس سال کی ہے اور حافظہ قرآن بھی نہیں اور شریف الطبع کی بجائے فاحشہ ہے اس پر ثبوت موجود ہے۔ اب خاوند کی اجازت کے بغیر والدہ کے گھر جا کر رہائش کر لی ہے۔ اب طلاق کے متعلق کہتے ہیں اور حق مہر کل دس ہزار جو کہ بوقت عقد تحریر کرایا ہے۔ وہی طلب کرتے ہیں۔ اگر مصالحت کے متعلق کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمارے گھر رہائش ہوگی۔ جیسے شرط تحریر ہے کہ کیا مصالحت میں بکر کو سسرال کے گھر رہائش ضروری ہے اور تفریق ہو تو ناشزہ بیوی کی صورت میں حق مہر کیا ہوگا۔ مینوا تو جروا

﴿ح﴾

صورت مسئلہ میں اگر خلوت صحیح ہو چکی ہے تو مہر بہر حال دینا واجب ہے۔ کسی بھی وجہ سے مہر ساقط نہیں ہوتا۔  
الایہ کہ مالک حق خود اپنا حق معاف کر دے۔ نشوز وغیرہ سے مہر ساقط نہیں ہوتا۔ والمہریتا کد بأحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت أحد الزوجین سواء کان مسمی أو مہر المثل حتی لا یسقط منه شیء بعد ذالک الا بالابراء من صاحب الحق کذا فی البدائع (فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیما یتأكد به المہر والمتعة ص ۳۰۴ ج ۱) واذا تأکد المہر لم یسقط وان جاءت الفرقة من قبلها بان ارتدت أو طاعت ابن زوجها بعد ما دخل بها أو خلا بها الخ (ہندیہ ۳۰۶ ج ۱)  
سسرال کے گھر میں جب رہائش کا معاہدہ تحریر کر لیا ہے تو ایفاء وعدہ ضروری ہے۔ لیکن اگر کوئی عذر شرعی پیش آجائے تو پھر واجب نہیں رہتا۔ حدیث میں ہے۔ اذا وعد الرجل ونوی ان یفی فلم یف به فلا جناح علیہ وفی روایة أخرى فلا اثم علیہ رواہ ابو داؤد والترمذی وقال فی شرح الطریقة المحمدیة فی تفسیر هذا الحدیث فلم یف به لتعذر ذلک علیہ او تعسرہ او لم تسع به نفسه (صدیقہ شرح طریقہ



ص ۱۴۵۹ ج ۳ بحوالہ امداد المفتین ص ۱۸۶ ج ۳

صورت مسئلہ میں سسرال کے گھر رہائش نہ رکھنے کا عذر مذکور نہیں اس لیے حکم کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
لیکن بغیر عذر کے بھی اگر خاوند عورت کو دوسری جگہ لے جانا چاہے اور سسرال کے گھر کے علاوہ کسی جگہ ٹھہرنا  
چاہے تو عورت کو لازم ہوگا کہ خاوند کے ساتھ موجود رہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ عورت اسی چیز کی حقدار ہے جو بوقت نکاح مقرر ہوئی ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی فقیر محمد ولد ملک اللہ بخش نے مورخہ ۲۸/۲/۷۹ کو  
سائلہ کو طلاق دے دی ہے۔ مسماۃ شمیم اختر کا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ بذمہ مسمی فقیر محمد طلاق دہندہ واجب الاداء  
ہے۔ نیز زیورات، پارچات فقیر محمد نے سرقہ کیے تھے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ سائلہ شمیم اختر مطلقہ حق المہر زیورات  
لینے کی حقدار ہے۔ نیز فقیر محمد کے نطفہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا تولد شدہ ہے۔ اس کا خرچہ بننے کی مقدار ہے یا نہ۔  
العبد سائلہ مسماۃ شمیم اختر دختر ملک عید اسکندہ محلہ ٹبی شیر خان ملتان

﴿ج﴾

نکاح کے وقت میں جو مہر نقد یا زیورات کی صورت میں مقرر کیا گیا تھا۔ وہ ادا کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر طلاق سے پہلے مقرر شدہ مہر ادا کیا جا چکا ہے تو طلاق کے بعد دوبارہ واجب نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ جس وقت اس کے ساتھ  
شادی کی تھی تو حق مہر یعنی شرعی مہر شرعی طور پر ادا کیا۔ پھر اس نے طلاق دے دی۔ پھر وہ عورت کہتی ہے کہ میرا حق مہر  
دے دو۔ یعنی دوبارہ دے دو۔ کیا اس کا حق مہر دوبارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ نیز کسی نے مجھے کہا ہے کہ اس کے جیسی کا مہر  
دیکھو کہ وہ کتنا ہے۔ اسی قدر توپ دیوں، یہ صحیح ہے یا غلط۔ نیز شریعت کیا کہتی ہے کہ نفقہ کتنا ہو؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال یعنی اگر طلاق سے قبل مہر مقرر شدہ ادا کر چکا ہے تو طلاق کے بعد اب دوبارہ مہر واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ صفر ۱۳۹۸ھ

مرض وفات میں جائیداد کا خاص حصہ مہر ظاہر کر کے بیوی کو دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی زوجہ زبیدہ کو کچھ حصہ اپنی جائیداد کا حق مہر میں دیا ہے۔ حالانکہ حق مہر وہ اپنی زندگی میں پہلے ہی ادا کر چکا تھا۔ جس کا ثبوت باقی ورثہ کے پاس موجود ہے۔ کیا یہ حصہ مذکورہ وصیت میں شامل ہے یا تملیک ہو گئی ہے اور زید کی وصیت یا تملیک اپنی زوجہ کے لیے مرض الموت میں شرعاً نافذ ہے یا نہ۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر فی الواقعہ حق مہر پہلے ادا کر چکا ہے اور اس کا ورثاء کے پاس ثبوت موجود ہے تو یہ تملیک ہو یا وصیت ہو۔ دونوں صورتوں میں یہ تصرف لغو ہے اور جائیداد کا یہ حصہ باقاعدہ اصول و فرائض کے تحت تمام ورثاء پر تقسیم ہوگا۔ لا وصیۃ للوارث ولا اقرار له بالدين (الحديث) دارقطنی

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں بعد میں لکھی جانے والی زمین کی ادائیگی واجب نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بالغ لڑکی کا نکاح عمر کے بھائی سے کر دیا اور اس کے عوض میں عمر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے بیٹے سے کر دیا۔ جو اس وقت نابالغہ تھی۔ نکاح کے وقت مہر کی رقم ۲۵ روپے حق مہر درج ہوئی۔ مگر کچھ عرصہ بعد عمر نے زید کے بیٹے سے ایک اقرار نامہ لکھوا لیا کہ ۴ ہیکھے اراضی اور کچھ زیورات بطور حق مہر دینا ہوگا۔ حالانکہ نکاح اور اندارج کے وقت ۲۵ روپے تھے۔

نیز واضح رہے کہ عمر نے جس لڑکے سے زمین وغیرہ لکھوائی ہے۔ اس لڑکے کے نام کوئی زمین وغیرہ نہیں ہے۔

البتہ اس کے باپ کے دستخط ثبت ہیں۔ مگر جس کنوئیں کا رقبہ لکھا گیا ہے۔ اس میں بھی اس کا رقبہ نہیں تو شرعاً کونسا حق مہر دینا ہوگا۔ ۲۵ روپے یا زمین و زیورات۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات صحیح ہے کہ جس کنوئیں کا رقبہ لکھ دیا گیا ہے۔ اس کنوین پر شخص مذکور کے باپ کا رقبہ نہیں ہے تو یہ عورت صرف پچیس روپے تحریر شدہ مہر لینے کی حق دار ہے۔ زائد جو بعد میں لڑکے سے لکھوایا گیا ہے۔ وہ حاصل کرنے کی حقدار نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ شعبان ۱۳۹۸ھ

مہر کی رقم کے عوض شرائط فاسدہ کے ساتھ بیوی کو زمین دینا

﴿س﴾

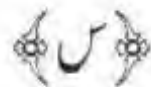
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ غلام سکی نہ دختر مسمی اللہ وسایا کا عقد نکاح پندرہ سو روپے نقد کے بدلے مسمی محمد نواز ولد کرم الہی سے ہوا۔ بعدہ مسمی محمد نواز خاندان نے برضا و رغبت خود مہر مقرر شدہ کے عوض تقریباً تینتیس ۳۳ بیگھے زمین مسماۃ غلام سکی نہ کو تملیک کر دی اور اسے قبضہ وغیرہ جملہ حقوق کے ساتھ مذکورہ رقبہ دیدیا۔ چنانچہ اس رقبہ کے بارے میں ایک تحریری تملیک نامہ اسٹامپ مہر شدہ بمہر انگریزی مسماۃ کو لکھ دی۔ جس پر گواہوں کے دستخط موجود ہیں اور گواہاں تاحال زندہ ہیں اور تملیک ہذا کچھ شرائط کے ساتھ کی گئی۔ (۱) جب تک مملک علیہا مذکورہ زندہ رہے گی جائیداد تملیک شدہ بالا کی مالک رہے گی مگر بیع وغیرہ جائیداد تملیک شدہ بالا کی نہ کرے گی بعد وفات مملک علیہا مذکورہ اگر کوئی اولاد نہ دے تو وہ جائیداد تملیک علیہا موجود ہوگی۔ تو وہ جائیداد مذکورہ کی مالک ہوگی ورنہ من حقیر مالک ہوگا۔ (۲) اگر من حقیر دوسری شادی کر لے یا مملک علیہا کو اپنے گھر آباد نہ رکھے یا طلاق دے دے تو اس وقت مملک علیہا کو جائیداد تملیک شدہ بالا کو منتقل و بیع وغیرہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ پس آج کی تاریخ سے من حقیر کا کوئی واسطہ و تعلق جائیداد تملیک شدہ بالا کے ساتھ نہیں رہا اور نہ ہوگا۔ مملک علیہا مذکورہ بشرائط مندرجہ جائیداد تملیک شدہ کی مالک ہوگی۔ چنانچہ یہ شرائط اس اسٹامپ پر ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورتہ بالا میں مسماۃ مذکورہ جبکہ اس کے خاوند محمد نواز نے دوسری شادی کر لی ہے حق مہر کے عوض اس مذکورہ رقبہ زمین کا شرعی مالک ہے نہیں اور وہ مسماۃ کو اس رقبہ کی بیع و ہبہ وغیرہ کے حقوق شرعاً حاصل ہیں یا نہیں اور مسماۃ مذکورہ کی ایک لڑکی مسمی محمد نواز سے پیدا ہوئی ہے۔ اپنی لڑکی کو اس زمین سے کچھ دے سکتی ہے یا نہیں؟



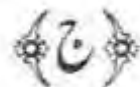
صورۃ مسئلہ میں خاوند نے جو پندرہ سو روپے مہر مقرر شدہ کے عوض تینتیس ۳۳ بیگھے زمین اپنی زوجہ کو تملیک کر دی ہے جو کہ یہ شرعاً بیع ہے اور خاوند نے اس بیع میں خط بالاعبارت تملیک نامہ میں شرط نمبر ۱ شرط فاسد لگائی ہوئی ہے اور شرعاً بیع شرط فاسد سے فاسد ہو جاتی ہے۔ لہذا خاوند کا یہ زمین مہر کے عوض دینا بیع فاسد کے ساتھ ہے۔ جو کہ شرعاً واجب الرد ہوتی ہے۔ شرعاً حاکم بیع فاسد میں بائع و مشتری پر یہ حکم کرے گا کہ بائع ثمن اور مشتری مبیعہ ایک دوسرے کو واپس کر دیں۔ اس لیے شرعاً یہ عورت پندرہ سو روپے مہر کی مستحق ہے اور زمین واپس خاوند کو ملے گی۔ لیکن چونکہ بیع فاسد سے ملک خبیث آتی ہے اس لیے یہ عورت اگر تصرف کرے گی مثلاً بیع حبہ وغیرہ تو شرعاً وہ تصرفات صحیح و معتبر ہوں گے اس صورت میں چونکہ عورت پر رد کرنا جائیداد کا واجب تھا۔ اگر اب واپس نہ کرے گی۔ بلکہ اس میں تصرف کر کے اپنے ملک کو مضبوط بنائیگی تو وہ گنہگار ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

### کچھ ذاتی اور کچھ مشترک زمین مہر میں دینا



زید کہتا ہے کہ میرے بھائی عمر نے اپنی زمین علیحدہ اور کچھ زمین مشترک دے کر جس کے عوض سے لڑکی خالد کی خرید کر اس سے نکاح کیا ہے۔ دو تین سال کے بعد عمر فوت ہو گیا ہے۔ وہ منکوحہ اب زید کے گھر آباد ہے۔ مگر زید اور خالد کے درمیان نزاع بابت زمین اور ترکہ عوض بازو کے باقی اور جاری ہے۔ خالد کہتا ہے کہ اگر تیرا بھائی یہ اراضی وغیرہ عوضاً دیتا تو میں اپنی لڑکی ہرگز اس کو نہ دیتا۔ زید کہتا ہے کہ میرے بھائی نے تھوڑی سی زمین وغیرہ دی ہے۔ مگر اس کے مرگ کے بعد تم نے اراضی پر قبضہ کیا ہے۔ لہذا شرعی فیصلہ کیا ہے۔



اگر یہ زمین اور دیگر اشیاء لڑکی کے نکاح کے وقت مہر میں مقرر ہو چکے ہیں تو وہ لڑکی کے ملکیت ہوں گے۔ اگر اُس نے زندگی میں کسی کو تملیک نہ کرائے ہوں تو اس کے مرنے کے بعد وہ اس کے وارثوں کو اصول فرائض کے مطابق ملیں گے اور اگر بغیر مہر مقرر کیے خالد نے اشیاء لے لی ہیں تو واپس کرنے ہوں گے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ



لڑکی کا مہر والدین کے لیے جائز نہیں، فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا  
ایک حیض کے بعد عورت مطلقہ کا دوسری جگہ نکاح کرانا

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان ذیل کے مسائل میں اور ہمارے مفتیوں کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ شریعت میں حق مہر کس طرح ہے ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔ حق مہر والدین کے واسطے کسی ایک طریقہ سے بھی جائز ہو سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں دلائل حدیث کے عنایت فرمائیں۔ (۲) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نماز کے بعد دعاء مانگی ہے یا نہیں اور نماز فجر اور عصر کے فرض کے بعد بھی دعاء مانگی ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں آپ کتاب کا حوالہ دے کر مشکور فرمائیں۔ (۳) خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور عورت کو آنٹھویں دن حیض آ گیا۔ پھر مولوی صاحب نے پندرہویں دن دوسرے آدمی سے نکاح کر دیا۔ آیا یہ جائز ہو یا نہ۔ یعنی نکاح ہو گیا یا نہ۔ جس مولوی صاحب نے نکاح کیا ہے۔ اُس کے پاس مندرجہ ذیل دلیل ہے۔ وجوہ تین ہیں۔ کتاب حیض میں درج ہے۔ العدة الطلاق بعد دخول ثلاث حیض کوا مل فالاولی براءة الرحم والثانیہ لحرمة النکاح و الثالثہ لفصلیة الحریة کذا ذکرہ فی الدر مختار ص ۵۰۵۔ براءة الرحم میں ایک حیض کا ذکر آیا ہے۔ نکاح کیوں جائز نہیں ہے۔ چنانچہ نکاح ہو گیا ہے۔ کیونکہ ایک حیض کے ساتھ جائز ہے۔

السائل محمد مہربان پٹھان مقام خیس سرمد ڈاکخانہ درازندہ تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

### ﴿ج﴾

(۱) حق مہر نکاح میں عورت کی جانب سے خاوند پر واجب ہوتا ہے۔ قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم الایۃ۔ خاوند پر فرض ہے کہ وہ اپنی عورت کو حق مہر ادا کرے۔ البتہ اگر عورت اپنی مرضی کے ساتھ بخوشی خاوند کو معاف کر دے تو ہو جائے گا۔ فان طبن لکم عن شیء منہ نفساً فکلوه ہنیئاً مریئاً الایۃ۔ عورت کا باپ حق مہر کا کسی صورت مستحق نہیں۔ اگر زبردستی یا رواجی شرم کی وجہ سے لڑکے سے بخشوا دیاتب بھی جائز نہ ہوگا۔ ہاں اگر لڑکی رواج کی شرم سے نہیں مثلاً شادی ہو جانے اور اُسکے کچھ زمانہ کے بعد اگر وہ باپ کو خوشی سے بخش دے تو جائز ہے۔ (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کے بعد دعاء مانگی ہے اور ہاتھ بھی اٹھائے ہیں لیکن سنت کے بعد اکٹھے ہو کر دعاء مانگنا ثابت نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔ عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا (الحديث)

(۳) یہ نکاح صحیح نہیں۔ مولوی مذکور بالکل جاہل ہے۔ اس کو مولوی کہنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن کریم کی صریح آیت کی خلاف ورزی کر رہا ہے (العیاذ باللہ) شخص مذکور کا فرض ہے کہ علی الاعلان توبہ کرے۔ قرآن کی آیت ہے۔  
والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء الاية (ترجمہ) مطلقہ عورتیں تین حیض گزرنے تک انتظار کریں۔  
واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ رجب ۱۳۷۱ھ

شوہراگر مہر میں اضافہ کرے تو اضافی رقم یا زمین کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص بوقت نکاح غریب تھا اور اس کا مہر کم بندھا اور اب وہ ایک یا حیثیت امیر ہو گیا ہے اور وہ اپنی خوشی سے مہر میں اضافہ کرنا چاہتا ہو تو وہ شرعاً اضافہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

حالت صحت میں اپنی خوشی سے زوجہ کے مہر میں اضافہ کرنا شرعاً جائز ہے اور ابتداء مقرر کردہ مہر کے ساتھ اضافہ شدہ مہر دیدینا بھی شوہر کے ذمہ واجب ہو جاتا ہے۔ وقال الهدایة مع الفتح ص ۲۱۳ ج ۳ وان زاد لها فی المہر بعد العقد لزمته الزیادة . فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

پہلا نکاح کافی ہے اور فریقین کی رضامندی سے مہر میں اضافہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عرصہ تقریباً ۵۱ سال کا ہوا ہے کہ مسمی اقبال احمد ولد بدر الدین سکنہ ضلع مظفر گڑھ کا نکاح ہمراہ مسماۃ صائمہ بیگم بنت مارو سکنہ دنیا پور و ہاڑی میں ہوا تھا۔ یہ نکاح شرعی ہوا تھا۔ کسی قسم کی کوئی تحریر بسلسلہ نکاح نہیں ہوئی تھی مہر شرع محمدی کے مطابق مقرر ہوا تھا۔ اب منکوحہ کے وارث کا مطالبہ ہے کہ نکاح پڑھایا جا سکتا ہے۔ (۳) کیا شرعاً مہر کی تبدیلی یا زیادتی ہو سکتی ہے۔ فتویٰ صادر فرمایا جائے۔

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں نکاح تو وہی پہلا نکاح شرعاً قائم و کافی ہے البتہ مہر میں فریقین کی رضا مندی سے زیادتی ہو سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت اگر مہر کی ادائیگی کے بغیر شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا حکم ہے؟

## ﴿س﴾

حضرت علماء کرام کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ عورت مرد کے گھر تقریباً ۲ ماہ آباد رہی۔ اس دوران وہ حاملہ بھی ہوئی۔ پھر بصورت ناچاکی اپنے والدین کے گھر رہی اور اب تک اپنے والدین کے گھر ہے۔ مرد نے اس دوران میں عورت کی کوئی خبر گیری نہیں کی۔ عرصہ تقریباً دو سال کا گزر چکا ہے۔ اب تقریباً چھ ماہ سے مرد عورت کو لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ دوران کوشش تا حال عورت کی طرف سے برابر یہ مطالبات پیش کیے جا رہے ہیں۔ (۱) خرچ عرصہ دو سال جو شرع شریف دلائے مجھے دیا جائے اور بچہ کی پیدائش ولادت کا خرچ بھی دے۔ (۲) ایک تحریر سند کر دو کہ آئندہ مجھے اپنے گھر میں آباد رکھو گے۔ غیر آباد نہیں کرو گے۔ غیر آباد کرنے کی صورت میں تمام خرچ ادا کرتے رہو گے یا تحریر شخصی ضمانت اور ضامن کہ ہر طرح کی تسلی کرادو۔ (۳) مہر کلہم ادا کر دو اور میرا جہیز بھی مجھے دے دو جس کی میں واحد مالک ہوں۔ شرائط مندرجہ پورے کر دو میں جانے کے لئے رضا مند ہوں۔ بصورت دیگر شرائط مذکورہ بالا پورے نہ کرو تو مجھے طلاق دے دو۔ لہذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرد شرائط پوری کرنے پر کسی صورت میں تیار نہ ہو اور وہ طلاق دینے پر ہی آمادہ ہو تو حق مہر کلی ادا کرے یا جزوی طور پر ۱/۴، ۱/۳، ۱/۲ ادا کرے یا بالکل ادا نہ کرے بموجب فرمان ایزدی بمطابق شرع شریف محمدی یعنی کتاب الہی و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط الداعی الی الخیر

## ﴿ج﴾

عورت کو حق مہر لینے کا بھی حق ہے۔ ازدواجی تعلقات پورے کرنے سے مہر کامل واجب ہوتا ہے۔ اگرچہ طلاق دے یا نہ دے۔ لیکن اگر عرف عام میں جتنا مہر معجل ادا کیا جاتا ہے۔ اتنا ادا کر دیا گیا ہے تو عورت کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے اور مہر معجل کے مطالبہ کے بغیر دوسرا کوئی عذر ایسا نہیں جو کہ عورت پیش کرے

شوہر کے گھر نہ جانے کے گناہ سے بچ سکے۔ لہذا صورت یہی ہے کہ آباد ہو جائے اور بغض المباحات یعنی طلاق کا ارتکاب نہ ہو۔ لیکن اگر طلاق دینا ہی ہے تو مہر ادا کرنا ہوگا۔ ناقص نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ خادم دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر واجب ہوتا ہے

﴿س﴾

السلام علیکم کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ غلام سکی نہ کا نکاح مورخہ ۱۹/۴/۵۰ کو بعض حق مہر ۸۰۰۰ آٹھ ہزار ہمراہ مسکی محمد دین عرف نٹھو پسر قاضی نور دین صاحب ہوا۔ مسماۃ مذکورہ عرصہ ایک ماہ دس دن اپنے خاوند کے پاس رہی۔ مسماۃ مذکورہ کا والد اپنی دختر کو ملنے کے لیے اپنے ہمراہ اپنے گھر لایا۔ عرصہ تین ماہ اپنے والد کے گھر اپنے والد کے خرچ پر رہی۔ اس دوران میں اس کا خاوند نہ اس کا کوئی دیگر وارث اس کو لینے آیا۔ تین ماہ کے بعد اس کے خاوند اور اس کا ماموں مسماۃ مذکورہ کو لینے آئے۔ مسماۃ مذکورہ کے والدین نے رنج کا اظہار کیا کہ اتنا عرصہ بلا وجہ کیوں ہمارے گھر میں بٹھائے رکھا اور کیوں نہ لینے آئے۔ دو گھنٹے گفتگو کرنے کے بعد مسماۃ مذکورہ کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ ۲۵ دن گزرنے کے بعد مسماۃ مذکورہ کو اس کے سر نے اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا۔ اس دوران میں مسماۃ مذکورہ حاملہ ہو چکی تھی۔ حمل کو تقریباً ۵ ماہ گزر چکے تھے۔ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد مسماۃ مذکورہ کا سر اپنی بہو کو لینے آیا۔ مسماۃ مذکورہ کی والدہ نے جواب دیا کہ لڑکی کو تکلیف ہے۔ دوسرا اس کا خاوند بھی خراب ہو چکا ہے اور ہر قسم کی عیاشی میں مبتلا ہے۔ لہذا فی الحال چند دن یہاں رہے بعد میں لے جانا وہ بھی گھر ہے یہ بھی گھر ہے۔ آپ پھر آئیں گے تو لیتے جائیں۔ چنانچہ عرصہ ایک سال ایک ماہ خاوند اس کو لینے کے لیے نہیں آیا۔ مسماۃ مذکورہ کے والد کے پیغام دینے کے باوجود لینے کے لیے نہیں آئے۔ مسماۃ مذکورہ کو اس کے سر نے ایک مکان بہہ میں دیا تھا۔ کشیدگی سخت بڑھ جانے سے مکان فروخت کر دیا گیا۔ لہذا مکان کی فروختگی کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ اسی دوران وضع حمل ہوا بچہ بائیس دن زندہ رہا پھر مر گیا لہذا ان تمام خرچوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جواب مرحمت فرمائیں۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

مسماۃ غلام سکی نہ کا مہر کامل واجب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ خلوت و دخول متحقق ہیں۔ قال فی الدر المختار ویسا کد عنہ وطی او خلوة صحیحة من الزوج الخ۔ البتہ اگر مسماۃ مذکورہ اپنی مرضی سے مہر ساقط کرانا چاہتی ہے تو اس کو اختیار ہے۔ زوجہ پر بہر حال ادائے مہر کامل واجب ہے۔ خواہ طلاق واقع کرے یا نہ کرے۔ نیز عورت کو یہ



بھی اختیار ہے کہ اس مہر کے تقاضا کرنے کے لیے اپنے زوج کو استمتاع سے روک دے۔ اگرچہ مہر سب مؤجل ہی کیوں نہ ہو۔ فی الدر المختار ص ۱۴۴ ج ۳ وعن الثانی لها منعه ان أجله كله وبه يفتی استحساناً وقال الشامی تعليقاً علی قوله (وبه یفتی) لأنه لما طلب تاجيله كله فقد رضى باسقاط حقه فی الاستمتاع وفي الخلاصة ان الاستاذ ظهير الدين كان يفتی بأنه ليس لها الامتناع والصدر الشهيد كان يفتی بان لها ذالك آه . فقد اختلف الافناء (بحر) قلت والاستحسان مقدم فلذا جزم به الشارح . شامی ۱۴۵ ج ۳

احقر محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قائم العلوم ملتان

۱۸ صفر ۱۴۲۷ھ

۱۰ اگر لڑکی والے بضد ہوں کہ لڑکی کے نام جائیداد لکھوائی جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رشتہ کے لین دین میں لڑکی والے لڑکی کے نام اراضی، دکان یا مکان کے انتقال کو ضروری قرار دیں خصوصاً جب لڑکے والے حق مہر میں زیورات یا نقدی کے تسمیہ و تقرر پر راضی ہوں۔  
بینوا تو جروا

﴿ج﴾

مال نص قرآن مجید میں مطلق وارد ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان تبغوا باموالکم الا یہ . لہذا فریقین میں کوئی بھی کسی خاص مال کو ضروری قرار نہیں دے سکتا۔ خصوصاً جبکہ مہر کے تسمیہ و تقرر میں بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔  
حيث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو خاتماً من حديد اس پر علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی تصنیف فتح الباری صفحہ نمبر ۱۷ میں لکھتے ہیں۔ خرج منخرج المبالغة فی التيسير علیہ . اس میں علیہ کی ضمیر کا مرجع وہ مرد ناکح ہے تو جبکہ احادیث بھی مہر کے تسمیہ میں آسانی میں مبالغہ پر دال ہیں تو کسی خاص چیز کو حق مہر کے طور پر ضروری اور شرط قرار دینا مرد پر غیر ضروری اور تنگی کو لازم کرتا ہے اور یہ اس یسر کے خلاف ہے جس پر احادیث دال ہیں۔ واللہ اعلم

﴿ج﴾

اگر یہ اراضی، مکان، دکان وغیرہ مہر کے علاوہ لڑکی کے نام منتقل کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ مجبور کرتے ہیں تو یہ جبر شمار ہوگا اور جبر پر کسی کو مجبور کرنا درست نہیں۔ نیز مہر بھی اتنا مقرر کرنا چاہیے کہ خاوند بہ آسانی اسے ادا کر سکے۔

مہر کا زیادہ ٹھہرانا خلاف سنت ہے۔ قال عمر بن الخطاب لا لاتغالوا صدقة النساء (ترمذی) جو مہر زوجین میں مقرر ہو جائے اس کا ادا کرنا واجب ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر نے جو مہر مقرر کیا تھا عورت اُس پورے مہر کی حقدار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کو سسر نے بوقت نکاح بعوض مہر چالیس کنال زمین دی بعد اس کے خاوند فوت ہو گیا اب اس کا سسر زمین دینے سے انکار کرتا ہے تو کیا شریعت کی رو سے عورت وہ زمین وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔ یعنی عورت کا حق بنتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

جس قدر زمین عورت کے حق مہر میں لکھی ہے۔ وہ عورت کا حق ہے۔ عدالت کے ذریعے وہ اپنا حق مہر وصول کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۸ ذوالقعد ۱۳۹۸ھ

اگر شوہر کہے کہ میرے والد نے مہر ادا کر دیا تھا اور لڑکی مانگ رہی ہے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوقت نکاح زوجین نابالغ تھے۔ والدین نے نکاح کر دیا۔ لیکن عرصہ سات سال تک خاوند کے گھر میں آباد رہنے کے بعد زوجہ نے حق مہر کا مطالبہ کیا۔ زوج کہتا ہے کہ میرا والد بعد از نکاح فوت ہو چکا ہے اور وہ مہر بھی والد ادا کر چکا ہے۔ کیونکہ نکاح فارم میں حق مہر مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ کے زیورات بمع تفصیل بمع لفظ معجل لکھا ہے۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ عورت حق مہر لینے کی حقدار ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نکاح فارم پر حق مہر کو معجل لکھنے سے ادائیگی شمار نہیں ہوتی۔ اگر ادائیگی کے گواہ موجود ہوں تو وہ حاکم مسلمان کے پاس شہادت دیں اور اگر زوج کے پاس مہر کی ادائیگی کے گواہ موجود نہ ہوں تو لڑکی قسم اٹھائے گی

اور اگر زوج کا یہ دعویٰ ہے کہ میں لڑکی کے والد یا کسی اور کو حق مہر ادا کر چکا ہوں تو بصورت عدم گواہاں اس لڑکی کے والد وغیرہ پر قسم آئے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ شوال ۱۳۸۲ھ

کیا مہر کی رقم سے بیوی کا علاج کرانے سے مہر اداء ہو جائے گا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے فروری ۱۹۹۷ء میں اپنا عقد ثانی ایک بیوہ عورت سے کیا۔ جس کا حق مہر دو ہزار روپے مقرر ہوا۔ گھر آنے پر یہ عورت زنا نہ امراض وغیرہ کی کہنہ نکلی اور اس نے اپنا علاج کرائے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ دس پندرہ دن بعد جبکہ ڈاکٹروں کو مریضہ کو دکھایا گیا اور مشورہ لیا گیا۔ حکیموں سے معلوم ہوا کہ امراض پیچیدہ اور کہنہ ہیں۔ رقم کثیر خرچ ہوگی اور عرصہ دراز تک علاج کرانا ہوگا۔ ممکن ہے کہ مریضہ صحت یاب ہو جائے۔ مگر حصول صحت اور اولاد یقینی امر نہیں ہے۔ زید کو اس خبر سے بزارنج و افسوس ہوا اور اس نے سوچا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ اب مجھ میں اس قدر طاقت تو ہے نہیں کہ علاج پر بھی کثیر رقم خرچوں اور عورت کا مہر بھی باقی رکھوں۔ لہذا زید نے یہ نیت کی کہ عورت کا علاج اس کے مہر سے کرایا جائے اور عورت کو یہ نہیں بتایا کہ میں تیرا علاج تیرے مہر سے کر رہا ہوں۔ چنانچہ علاج شروع ہو گیا اور متواتر نو سال کے قریب بڑی کوشش سے علاج ہوتا رہا اور علاج پر تقریباً پونے تین ہزار روپے خرچ ہو گیا۔ مگر مریضہ صحت یاب نہ ہو سکی۔ بعد میں چونکہ وقت پنشن کا نزدیک تر آ گیا لہذا عورت پر ظاہر کر دیا گیا کہ اب تک تمہارا علاج تمہارے مہر سے کراتا رہا ہوں اور تمہارے مہر کی رقم سے بھی زیادہ رقم خرچ ہو گئی ہے۔ چونکہ میری پنشن ہونے والی ہے اس لیے مزید گنجائش نہیں ہے۔ میں مجبور ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ از روئے شریعت خاوند کی طرف سے بیوی کا مہر ادا ہو چکا ہے یا نہیں۔ بیوی مہر طلب کرتی ہے اور کہتی ہے کہ علاج مہر سے نہیں کرایا گیا یونہی کرایا گیا ہے۔

﴿ج﴾

بیوی کا علاج معالجہ خاوند کے ذمہ لازم نہیں ہے۔ لہذا خاوند اگر علاج کروائے اور یہ تصریح کر دے کہ رقم تیرے مہر میں شمار ہوگی اور عورت قبول کر لے تب تو مہر میں شمار ہوگی اور اگر مرد نے یہ تصریح نہ کی ہو اور یہ نیت کر لی ہو کہ میں یہ علاج اپنی بیوی کے مہر ہی سے کر رہا ہوں اور کچھ مدت علاج کرا چکا بعد میں جب بیوی پر ظاہر

کر دے۔ تب اگر وہ اس بات کو تسلیم کر لے تب بھی مہر ہی شمار کیا جائے گا اور اگر بیوی انکار کرے اور یہ کہے کہ مرد نے میرا علاج مہر کی رقم سے نہیں کرایا۔ بلکہ ایسے احسان کے طور پر اپنی طرف سے کرایا ہے تو ایسے مسائل میں عرف کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر یہاں عرف رواج ایسا ہو کہ لوگ اپنی طرف سے ہی اپنی بیوی کا علاج کراتے ہیں مہر سے نہیں کراتے تب تو اس اختلاف کی صورت میں بیوی کو قسم دلائی جائے گی کہ باللہ میرے شوہر نے میرا علاج مہر کی رقم سے نہیں کرایا ہے اور اگر عرف رواج ایسا ہے کہ لوگ مہر کی رقم سے علاج کراتے ہیں تب شوہر پر قسم آئے گی وہ یوں قسم اٹھائے گا کہ باللہ میں نے اس عورت کا علاج مہر کی رقم سے کرایا ہے اور ابتداء سے میری نیت یہی تھی کما قال فی الكنز ومن بعث الی امرأته شیاً فقالت هو هدیة وقال هو من المهر فالقول له فی غیر المہیا للأکل وقال تحتہ بحر الرائق ص ۳۲۲ ج ۳ وفیہ ایضاً والذی یجب اعتباره فی دیارنا أن جمیع ما ذکر من الحنطة واللوز والدقیق والسكر والشاة الحیة وباقیہا یكون القول فیہا قول المرأة لأن المتعارف فی ذلک کلہ أن یرسلہ ہدیة والظاهر مع المرأة لا معہ ایضاً ص ۳۲۲ ج ۳ وصرح فی معراج الدراية ان فی ما كان القول فیہ قولہا وهو المہیا للأکل فانہ مع یمینہا الخ . ص ۳۲۲ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر مشترک مکان مہر میں دیا جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ محمد اقبال خان ولد اللہ وسایا کا نکاح ہمراہ مسماۃ نور جہان دختر عبدالصمد خان ہوا اور اس کا حق مہر مبلغ دس ہزار روپیہ مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ رکھا گیا، تین ہزار کے بدلہ میں مکان اور تین ہزار روپیہ کا زیور اور چار ہزار روپیہ رکھا گیا، اشامپ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مکان لڑکے نے اپنی بیوی کو حق مہر میں دیا تھا۔ اس کا وہ واحد مالک تھا اور اس میں کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔ اس اشامپ پر اس کی والدہ مسماۃ سکینہ کا انگوٹھا بھی ہے اور انگوٹھا رو برو گواہاں سکینہ نے لگایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی والدہ کو اس مکان کے تملیک کرنے کے سلسلہ میں کوئی اعتراض نہ تھا۔ اس رجسٹری کو تقریباً دو سال ہو چکے ہیں، لیکن اب والدہ کہتی ہے کہ اس مکان میں میرا بھی حصہ ہے۔ حالانکہ محمد اقبال کے والد کی اور بھی جائیداد موجود ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس صورت میں جائیداد کی شرعی تقسیم کس طرح ہوگی۔ اس کے وارث ایک بیوہ، ایک لڑکا، تین لڑکیاں موجود ہیں۔





بعد از خرچ کفن و دفن و ادائے دین و وصیت جائزہ اگر ہو صورت مسئلہ میں متوفی اللہ و سایا کا کل ترکہ مکان مذکور سمیت چالیس حصوں پر تقسیم ہوگا۔ پانچ حصے متوفی کی زوجہ کو چودہ حصے متوفی کے لڑکے محمد اقبال کو، سات سات حصے ہر ایک لڑکی کو ملیں گے، معلوم ہو کہ صورت مسئلہ میں بعد فوتگی اللہ و سایا کے مکان متنازعہ فیہ اور اس کے باقی ترکہ میں سب وارثوں کا حق ثابت ہو گیا تو یہ مکان محمد اقبال اس کی والدہ اور سب بہنوں کا مشترکہ تھا، جب محمد اقبال نے یہ مشترکہ مکان حق مہر میں اپنی زوجہ کو دے دیا تو محمد اقبال کا اپنا حصہ اس کی زوجہ کا ہوگا، لیکن اس کی والدہ اور بہنوں کا حصہ زوجہ کو حق مہر میں دینا صحیح نہیں، کیونکہ دوسروں کا حق و حصہ وہ اپنی زوجہ کو نہیں دے سکتا، والدہ اور بہنوں نے محمد اقبال کو اپنے حصے نہیں دیے اور والدہ جو محمد اقبال کے ساتھ اس کی زوجہ کو مکان تحریر کرنے میں شریک رہی ہے اور اسٹامپ پر اس کی گواہی تحریر ہے اور انگوٹھا ثبت ہے تو یہ اگر والدہ کی طرف سے اپنے لڑکے کو دلالت ہے بھی قرار دیں تو بھی ہبہ والدہ کا لڑکے کو صحیح نہیں، کیونکہ یہ ہبہ مشترک کا ہے، ہبہ مشاع ہے۔ جو کہ شرعاً صحیح نہیں۔ بحر الرائق ص ۱۳۱ ج ۷ پر ہے۔ وقيد المشاع بمالم يقسم لان الهبة المشاع الذي تمكن قسمته لا يصح الخ . البتہ اگر مکان تقسیم شدہ ہوتا اور والدہ کا حصہ الگ ہوتا تب اگر والدہ ہبہ کرتی تو صحیح ہوتا الحاصل یہ مکان بدستور محمد اقبال اور والدہ اور لڑکیوں میں مذکورہ بالا حصوں سے مشترک ہے تو اب چاہے مکان کی شرعی تقسیم کر کے ہر ایک وارث اپنا حصہ محمد اقبال کو ہبہ کرے اور محمد اقبال اسے حق مہر میں زوجہ کو دے اور چاہے مکان کی آج کی قیمت لگا کر والدہ اور بہنوں کو ان کے حصوں کی قیمت ادا کر کے مکان حق مہر میں زوجہ کو دے، یہ دونوں صورتیں شرعاً جائز اور صحیح ہیں اور یہ مکان محمد اقبال کی زوجہ کا ہو سکے گا، ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ صفر ۱۳۸۴ھ

درج ذیل صورت میں شوہر جب تک توبہ نہ کرے اُس سے قطع تعلق کیا جائے



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میری ہمشیر کا نکاح میرے نابالغ ہونے کے وقت ایک آدمی مسلمی موسیٰ خان کے ساتھ اس شرط پر کر دیا گیا تھا کہ موسیٰ خان کی بھتیجی مسماۃ دھنی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا جائے گا۔ اب موسیٰ خان مذکور نے اس وعدہ کو میرے ساتھ پورا نہیں کیا۔ یعنی خلاف وعدہ کر کے وہ مذکور مسماۃ دھنی مجھ کو نکاح

کر کے نہیں دی گئی۔ (۲) مسلمی خان مذکور نے میری ہمیشہ مسماۃ بخت بھری کو زنا کی تہمت لگا کر کے اپنے گھر سے نکال دیا۔ موسیٰ خان نے جس شخص کے ساتھ میری ہمیشہ کو تہمت زنا کی لگائی تھی۔ اس نے بلوچی رواج کے مطابق اڑھائی سو روپیہ ہتک وصولی کر لی ہے اور میری ہمیشہ اپنے خاوند موسیٰ خان سے تقریباً ایک سال کی مدت سے الگ رہی اب موسیٰ خان مذکور میری ہمیشہ مسماۃ بخت بھری کو کسی دوسری جگہ فروخت کرنے والا ہے۔ کیا عند الشرع کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ اپنی منکوحہ کو کسی جگہ انسان فروخت کرے۔ نیز موسیٰ خان مذکور نے میری ہمیشہ مسماۃ بخت بھری کو حق مہر شرعی جو مقرر ہوا کرتا ہے۔ اس میں سے کوئی شیء ادا نہیں کی۔ مذکورہ حالات پر نظر فرما کر شرعی فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ باحوالہ کتب حنفیہ جواب دیا جائے اور عند الشرع خلاف وعدہ کرنے کی کیا حقیقت ہے؟ اور جو شخص اپنی منکوحہ پر تہمت زنا کی لگا دے اس کا کیا حکم ہے۔ جو شخص حق مہر شرعی ادا نہ کرے اس کے لیے کیا حکم ہے۔ مفصل جواب دلائل کے ساتھ تحریر کریں۔

### ج

ہمیں صحیح واقعات کا علم نہیں ہے۔ بشرط صحت سوال اگر واقعہ صورت مسئلہ میں موسیٰ خان نے اپنی بھتیجی کو مسماۃ ذہن کے بھائی کے نکاح میں دینے کا وعدہ کیا ہو تو شرعاً اس پر وعدہ پورا کرنا واجب ہے۔ قرآن و حدیث میں وعدہ پورا کرنے کی بہت تاکید وارد ہے۔ موسیٰ خان کا وعدہ پورا نہ کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ نیز شرعاً کسی عقیف مرد و عورت کو تہمت زنا لگانا بہت بڑا گناہ ہے اور سخت فسق ہے۔ اس لیے اگر موسیٰ خان نے بلا ثبوت شرعی اور بلا وجہ اپنی عورت پاک دامن کو تہمت زنا لگائی ہے تو یہ سخت کبیرہ گناہ کا ارتکاب اور فسق کیا ہے۔ اگر شرعی حاکم نافذ ہوتے تو اسے استی کوڑے لگائے جاتے۔ نیز شرعاً کسی آزاد مرد و عورت کو فروخت کرنا حرام و ناجائز ہے۔ لہذا ان باتوں سے ان کو الگ ہونا لازم ہے پوری تو باس کی یہ ہے کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔ نیز اگر اس کی عورت عقیف ہے۔ ثبوت شرعی اس کے پاس نہیں ہے تو اس عورت سے اس کو معافی مانگنا واجب ہے اور نیز اس کے فروخت کرنے کا ارادہ ترک کر دے۔ اگر وہ ان باتوں سے تائب نہ ہو تو اہل اسلام اس سے قطع تعلق کر لیں۔ تا آنکہ وہ تائب ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مہر نہ دینے کی صورت میں لڑکی کو گھر روکے رکھنا

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کی چار ماہ سے شادی کر دی ہے۔ چار ماہ کے بعد والدین نے اپنی لڑکی کو روک کر گھر بٹھا دیا ہے اور اس کے خاوند سے پردہ کرا دیا ہے۔ وہ دو ماہ سے اپنے والدین کے گھر کی بیٹھی ہوئی ہے۔ خاوند جاتا ہے تو اسے تشدد سے بھگا دیا جاتا ہے۔ خاوند اپنی بیوی کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے تو

والدین جواب دیتے ہیں کہ تم اس کا حق مہر ادا کرو۔ پھر اپنی بیوی واپس لے لو۔ شریعت کی رو سے تم بغیر حق مہر ادا کیے بیوی کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ حق مہر ادا کرنے کے بعد بیوی کے مالک ہو سکتے ہو۔ خاوند کہتا ہے کہ میری بیوی عرصہ دو ماہ گزر چکے ہیں۔ والدین بدستور اپنی بیٹی کو گھر روکے بیٹھے ہیں۔ خاوند چکر کھا رہا ہے۔ شریعت پاک اس بارہ میں کیا حکم دیتی ہے۔ حکم سے سرفراز فرمایا جائے۔

العارض حفظہ اللہ ولد مولوی امان اللہ مرحوم

### ﴿ج﴾

لڑکی کے والدین کا مطالبہ صحیح ہے۔ اگر وہ کہتے کہ ہم بالکل لڑکی حوالہ نہیں کرتے تب تو آپ حق پر تھے۔ لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں کہ مہر ادا کرو اور بیوی حوالہ کرتے ہیں تو یہ مطالبہ صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم  
عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شوہر نے ہزار روپے کے عوض زیورات دے دیے تو مہر ادا ہو گیا  
جب شوہر عورت کو رکھنے پر آمادہ ہو تو تنسیخ جائز نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسلمی احمد خان نے اپنی دختر کا نکاح میاں حامد سے کیا۔ نکاح میں عوض عورت ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا۔ حامد نے کہا کہ کوئی عورت معاوضہ میں ادا کرے گا یا ہزار روپیہ دوں گا۔ کچھ عرصہ بعد میاں حامد نے ایک ہزار کے زیورات احمد خان کو دیے۔ چنانچہ حق مہر سمجھا گیا۔ کچھ عرصہ بعد احمد خان نے اپنی لڑکی کو زوج کے گھر سے روک کر اپنے گھر میں جس کیا کہ جب تک میاں حامد معاوضہ نہیں ادا کرے گا۔ میں اپنی لڑکی کی خانہ آبادی نہیں کروں گا۔ چنانچہ کافی عرصہ تک جھگڑا رہا۔ چند ملاؤں نے فیصلہ کیا کہ میاں حامد اپنی منکوحہ تب لے جا سکتا ہے۔ جب معاوضہ باز ادا کر دے۔ میاں حامد معاوضہ ادا کرنے سے انکاری ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد احمد خان نے عورت کی طرف سے دعویٰ تنسیخ کیا کہ میاں حامد کی دوسری زوجہ ہے۔ اس زوجہ سے اچھا سلوک نہیں ہے۔ لہذا فسخ نکاح ہونا چاہیے۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک عدالت میں دعویٰ تنسیخ چلتا رہا۔ احمد خان کی طرف سے عدالت میں صرف خود اور داماد کے علاوہ کوئی گواہ میسر نہ تھا۔ مگر عدالت کے فیصلہ سے پہلے فریقین شرعی فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ لہذا زوج پر تبادلہ عورت کا ہزار روپیہ واجب ہے یا نہیں۔ فریقین میں کوئی مجرم ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا فیصلہ ہونا چاہیے۔ تنسیخ نکاح اس صورت میں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اگر کوئی مولوی تنسیخ کا فیصلہ دے تو اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم



ہے۔ شرعاً کتنی صورتوں میں تنسیخ جائز ہے اور تنسیخ نکاح ہو چکی ہے۔ اس کا شرعاً کیا اعتبار ہے۔ حامد کی دوسری بیوی اس کی شادی سے پہلے موجود تھی۔

حامد منڈی تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

### ﴿ج﴾

زوج پر شرعاً نہ عورت کے بدلہ میں عورت دینی لازم ہے اور نہ روپے بلکہ صرف وہ مال دینا لازم ہے جو نکاح کے وقت حق مہر کی صورت میں مقرر ہو چکا تھا اور وہ بھی اپنی بیوی کو دے گا نہ کہ اس کے باپ کو اس صورت میں جبکہ حامد اس کو آباد کرانے پر آمادہ ہے۔ تنسیخ شرعاً غیر صحیح ہے۔ خواہ وہ حاکم کی طرف سے کیوں نہ ہو۔ کسی عالم کی تنسیخ تو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں۔ نہ عالم کو شرعی ولایت اس قسم کی حاصل ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں شوہر کے ذمہ مہر پورا واجب ہے

اگر شوہر شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بیوی کو رکھتا ہو تو پھر میکے میں رہنا جائز نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبد الغنی کا نکاح بعوض دس ہزار روپے حق المہر غیر معجل صفیہ کے ساتھ ہوا۔ عبد الغنی کا نان و نفقہ کے کفیل نہ ہونے کی وجہ سے اور عبد الغنی کی فحش کلامی کی وجہ سے صفیہ نے اپنا حق المہر طلب کیا۔ شادی کو عرصہ سوا سال ہو چکا ہے۔ عبد الغنی برہم ہوا۔ بجائے حق المہر ادا کرنے کے منکوحہ صفیہ کے متعلق الزام تراشی شروع کر دی۔ نوبت بایں جارسید کے تصفیہ کے لیے چند مخلص احباب جمع ہوئے تو عبد الغنی نے اپنی منکوحہ صفیہ کے متعلق وہ باتیں بتانی شروع کیں۔ جو صرف میاں بیوی کے درمیان ستر کا درجہ رکھتی ہیں۔ جو انسانی شرافت اور اخلاق کے سراسر خلاف تھیں۔ احباب جو تصفیہ کے لیے تشریف لائے تھے۔ وہ ان باتوں کو سننا گوارہ نہ کر سکے۔ انھیں زبردستی عبد الغنی کی زبان بند کرنی پڑی۔ تو صفیہ بلا اجازت عبد الغنی اپنے میکے چلی گئی۔ اس صورت میں صفیہ کا اپنے میکے چلا جانا کیسا ہے۔

(۲) حق المہر مذکورہ غیر معجل منکوحہ عبد الغنی کے طلب پر عبد الغنی کو دینا واجب ہے یا نہیں۔

(۳) میاں بیوی کے خصوصی پوشیدہ حالات بیان کرنے کی بناء پر عبد الغنی مجرم ہے یا نہیں؟



## ﴿ج﴾

عبدالغنی کے ذمہ مقررہ مہر ادا کرنا لازم ہے اور زوجین کے پوشیدہ حالات کو ظاہر کرنا گناہ ہے۔ خاوند پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ خاوند اگر شرعی طریقہ سے صفیہ کو آباد کرنے پر تیار ہے تو صفیہ کو خاوند کے پاس آباد ہونا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

## درج ذیل صورت میں لڑکی آدھے مہر کی مستحق ہوگی

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک لڑکے کا والد اپنے لڑکے کا نکاح کسی لڑکی کے ساتھ کرتا ہے اور حق مہر میں لڑکی کو مکان لکھ کر دیتا ہے۔ مگر باوجود نکاح ہو جانے کے اور مکان لکھنے کے لڑکی کی رخصتی بوجہ کم عمر یا نیم بلوغت نہ ہوئی ہو اور رخصتی چند سال بعد طے کی گئی ہو۔ اب اگر بعد میں کسی وجہ سے رخصتی نہ ہو مثال کے طور پر (۱) لڑکا اس شادی کا انکار کر دے اور طلاق دیدے۔ (۲) یا لڑکی والے رخصتی کا انکار کر کے طلاق مانگیں تو آیا ان دونوں صورتوں میں حق مہر کیا بنے گا۔ کیا حق مہر ادا کرنا پڑے گا۔ جبکہ رخصتی کسی بھی ان دونوں بالا وجوہات کی بناء پر نہ ہوئی ہو۔ (۳) آیا شریعت کی رو سے یہ نکاح جائز ہوگا۔ جبکہ لڑکا اور لڑکی دونوں کم عمر یا نیم عمر یا بالغ ہوں۔

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اگر لڑکا طلاق دے گا تو اس کی زوجہ نصف مہر وصول کرنے کی حق دار ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ مدرس و مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

## باب ششم

رضاعت کا بیان



نانی نے دودھ پلایا ہو تو خالہ زاد بہن سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں  
عورت سے خود اور اس کی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کرے کیا یہ درست ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ محمد شفیع نے جو شیر خوار بچہ تھا دو تین دن اپنی ام الام جدہ فاسدہ یعنی نانی کا چھوٹی عمر میں دودھ پیا اور اس کی نانی جو کہ مرضعہ ہے اس کی دو تین لڑکیاں ہیں اور ان کی لڑکیوں کی بھی لڑکیاں ہیں جو محمد شفیع کی خالہ زاد بہنیں ہیں التماس یہ ہے کہ آیا محمد شفیع کا نکاح شرعاً ان لڑکیوں خالہ زاد بہنوں سے جائز ہے یا نہ اگر رضاع کی وجہ نہ ہوئی تو جواز نکاح ظاہر ہے لیکن واضح ہو کہ یہ شہادۃ فقط محمد شفیع کی والدہ کی ہے وہ خود بیان کرتی ہے کہ میں نے اپنے لڑکے محمد شفیع کو اپنی ماں کا دودھ پیتے دیکھا کہ میری ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی اور میرا بچہ بھی اس وقت چھوٹا تھا وہ بھی دو تین دن اپنی نانی جو کہ میری ماں تھی کا دودھ پیتا رہا میں نے اپنی آنکھ سے بخوبی دیکھا میرا اپنا چشم دید واقعہ ہے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں خواہ مخواہ گناہ میں کیوں پڑوں قبر میں اکیلا جانا ہے۔ یہ بات سوائے والدہ محمد شفیع کے کوئی بیان نہیں کرتا اب وہ خود خواستگار ہے کہ میرے لڑکے کا نکاح میری ہم شیر گان کی کسی لڑکی سے ہو جاوے جانہیں رضامند ہیں اگر مانع شرعی نہ ہو آیا والدہ محمد شفیع کا بیان خلل انداز ہے یا نہ مینوا تو جروا؟

(۲)..... محمد شفیع کا دوسرا بھائی ہے جس نے دودھ نہیں پیا آیا اس کا نکاح ان لڑکیوں سے یعنی خالہ زاد سے

جائز ہے؟

(۳)..... ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا وہ عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی قل خوانی کے دن اس نے مجمع میں اعلان بھی کر دیا گواہ اب بھی شہادت دیتے ہیں کہ عورت نے بیان کیا تھا کہ مجھے حمل ہے بعدہ اس عورت نے اپنے خاوند کے بھائی سے بعد وضع حمل نکاح کیا اس کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی کو دوسرے خاوند کے عقد میں رہ کر مدت بھر دودھ پلاتی رہی وہ لڑکی اب بالغہ ہے آیا اس لڑکی کا نکاح دوسرے خاوند کے لڑکے سے جو کہ اس شخص کی پہلی بیوی سے ہے جائز ہے یا نہ؟

(۴)..... التحیات کو نماز میں عموماً سر اُپر ہا جاتا ہے نماز میں اگر کوئی شخص التحیات کو بلند آواز سے پڑھ لے تو آیا

نماز میں کوئی خلل آ جاتا ہے یا نہ مینوا تو جروا؟

﴿ج﴾

(۱) ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف والدہ کا قول معتبر نہیں



لیکن اگر والدہ کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جاوے مگر گنجائش ہے۔

(قال فی الهندیة ص ۳۴۷ ج ۱ ولا یقبل فی الرضا ع الا شهادة رجلین اور رجل وامرأتین عدول کذا فی المحيط (الی ان قال) وان کان المخبر واحدا و وقع فی قلبه انه صادق فالأولی ان یتنزه و یاخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده و لا یجب علیه ذلک کذا فی المحيط) (۲) محمد شفیع کے دوسرے بھائی کا نکاح ان لڑکیوں سے جائز ہے۔

(۳).....سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کی والدہ ایک ہے بنا بریں یہ نکاح ناجائز ہے۔

(۴).....عمدة الفقہ میں ہے اگر ثنایا اعوذ یا بسم اللہ یا آمین یا تشہد کو سہو ابلند آواز سے پڑھا تو خلاف سنت ہوا مگر

اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

ش کے لڑکے نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس کی تمام لڑکیاں اس کے لیے حرام ہوں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک عورت کے بطن سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں بڑی لڑکی کا نام ش اور چھوٹی کا نام ص دونوں کی شادی بلوغت کے وقت ہوئی۔ ش لڑکی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور ص لڑکی کے ہاں ایک لڑکی اب ش اور ص لڑکیوں کی والدہ کے ہاں ایک لڑکی ف پیدا ہوئی۔ ش لڑکی کے بطن سے پیدا شدہ لڑکے نے اپنی نانی کا دودھ ف (خالہ) لڑکی کے ساتھ پیا اب ش لڑکی سے پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح ص لڑکی سے پیدا شدہ لڑکی سے کرنا مقصود ہے کیا شرعاً ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جب ش کے لڑکے نے ف کے ساتھ اپنی نانی کا دودھ پیا تو یہ نانی ش لڑکے کی رضاعی والدہ اور رضاعی والدہ کی دوسری لڑکی ص دونوں اس کی رضاعی بہن بن گئے اور ص کی لڑکی ش کے لڑکے کی رضاعی بھانجی بن گئی اور نکاح حرام ہو گیا۔ واضح رہے کہ ش کے لڑکے نے جس عورت کا دودھ پیا اس عورت کی تمام اولاد چاہے انھوں نے ش کے لڑکے کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ اور چاہے اس سے پہلے کی اولاد ہو یا بعد کی ش کے لڑکے کی رضاعی بہن بھائی بن گئے۔

الحاصل صورت مسئلہ میں یہ نکاح حرام ہے۔ (یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضا ع

واصولهما و فرو عهما من النسب و الرضاع جميعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعده او ار ضعت رضيعا او ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده او ار ضعت امرأة من لبنه رضيعا فالكل اخوة الرضيع و اخواته و اولادهم اولاد اخوته و اخواته و اخ الرجل عمه و اخته عمته الخ (عالمگیریہ ص ۳۴۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم)

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان یکم ربیع الاول ۱۳۹۱ھ  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

بچی نے اگر نانی کا دودھ پیا ہو تو ماموں کے لڑکے اس کے لیے حرام ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱) ایک لڑکی نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے کیا یہ لڑکی اپنے ماموں کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا کہ نہیں (۲) اس لڑکی نے ماموں کے پیدا ہونے کے تقریباً چار پانچ سال کے بعد اور بچے یا بچی کے ہمراہ اپنی نانی کا دودھ پیا تھا جواب مکمل اور مدلل لکھیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم صورتہ مسئلہ میں اس لڑکی کا نکاح اپنے ماموں کے لڑکے کے ساتھ جائز نہیں۔

(لما فی شرح الوقایة ای تحرم المرضعة و زوجها علی الرضيع ..... کما فی النسب و تحرم فروع الرضيع علی المرضعة و زوجها الی ان قال و ضابطته ما فی هذا البيت الفارسی حصیت - از جانب شیرده همه خویش شوند و ز جانب شیر خوار زوجان و فروع) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

نانی کے پستان سے اگر دودھ پیا ہے تو حرمت ہوگی  
ورنہ صرف پستان منہ میں لینے سے حرمت ثابت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ زید تقریباً تین ماہ کا تھا کہ اس کی والدہ کے پستان خراب ہو گئے جس کی وجہ سے وہ دودھ دینے کے قابل نہ تھی اس کی نانی نے اسے دودھ دینے کے ارادہ سے اٹھایا لیکن اس نانی کا اس وقت کوئی شیر خوار نہ تھا اس کی ایک لڑکی تقریباً پانچ سال کی تھی جو شیر خوری سے دور تھی کیا اس نانی کے فروع اس پر حرام ہوئے ہیں وہ تقریباً دو ماہ تک اس نانی کے پستان چوستا رہا؟

﴿ج﴾

اگر نانی کے پستان سے دودھ یا دودھ جیسی سیال چیز اتر کر اس لڑکے کے حلق میں چلی گئی ہے تو اس نانی کے فروع اس پر حرام ہوں گے اور اگر پستان سے کوئی مائع سیال غذا اتر کر اس کے حلق میں نہیں گئی صرف پستان چوس کر لڑکا خوش ہو جاتا تو حرمت رضاع کی نہیں لازم آتی نیز شک کی صورت میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی لیکن بصورت شک احتیاط اس میں یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جائے صورت مسئلہ میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دودھ ضرور لڑکے کے حلق میں اتر رہا ہے خواہ کسی عورت کے شیر خوار بچہ نہ ہو اور اس کا دودھ خشک ہو چکا ہو لیکن بسا اوقات دودھ پھر سے پستان میں آ جاتا ہے جب بچہ اس کو چوستا رہتا ہے اس لیے احتیاط یقیناً اس میں ہے کہ نکاح ہرگز نہ کیا جاوے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

چچا کے ساتھ دادی کا دودھ پینے کی وجہ سے چچا بھائی بن گیا  
اور ان کی اولاد سے اس کا نکاح حرام ہو گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی ندیم اقبال جس کی والدہ کمسنی میں وفات پا گئیں تو مسمی ندیم اقبال نے اپنے چچا جاوید اقبال کے ساتھ اپنی دادی کا دودھ پیا اقبال جاوید سب سے چھوٹا ہے آیا کہ مسمی ندیم اقبال چچا اقبال جاوید کے بڑے بہن بھائیوں کی اولاد سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بہ تقدیر صحت ندیم اقبال کا عقد نکاح جاوید اقبال کی لڑکیوں اسی طرح اس کے دوسرے بہن بھائی کی لڑکیوں سے شرعاً جائز نہیں ہے۔ رشتہ میں یہ لڑکیاں ندیم کے لیے بھتیجی اور بھانجی بنتی ہیں اور بھتیجی اور بھانجی اگر چہ رضاعی ہی ہوں ان سے نکاح درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ صفر ۱۳۹۹ھ

### اخت کے فروع اخ پر حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس صورت میں کہ سیف اللہ شاہ پسر خیر النساء بیگم نے اپنی نانی مہر النساء بیگم کا دودھ پیا ہے تو مسرت خاتون دختر اختر بیگم کی لڑکی نکاح میں آسکتی ہے۔ شریعت محمدی میں کیا احکام ہیں؟

﴿ج﴾

اختر بیگم کی دختر مسرت خاتون اس فرزند رفیع سیف اللہ شاہ کی دختر رضاعی اختر بیگم کی فروع میں سے ہے اور اخت کے فروع اخ پر حرام ہیں لہذا صورت مسئلہ میں یہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

اگر یقین ہو کہ نانی کا دودھ پیا ہے تو حرمت ثابت ہوگی ورنہ نہیں

﴿س﴾

دو بھائیوں نے ایک گھر کی دو سگی بہنوں سے شادی کی ایک کے گھر لڑکا پیدا ہوا دوسرے کے لڑکی جن کی شادی سن بلوغت پر کر دی۔ آخر اس بات کو تقریباً ۱۱/۱۲ سال گزر گئے ہیں اور ان کے ہاں اولاد دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے اب کسی نے یہ شوشہ نکالا کہ لڑکے نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے اس لیے یہ نکاح ناجائز ہے اس معاملہ میں شاہد کوئی نہیں جب یہ لڑکا پیدا ہوا تھا تو اس وقت اس لڑکے کی نانی دس سال سے بیوہ تھی اور آخری بچے کی عمر تقریباً دس سال تھی لڑکے کی نانی اس وقت اتنی ضعیف اور نحیف ہے کہ اس کی کوئی بات قابل یقین نہیں دوسرے یہ شوشہ نکالنے والے کا پتہ نہیں چلتا لیکن یہ مشہور سب میں کر دیا گیا ہے خاوند کی اس بارے میں رائے یہ ہے کہ جب اسے دودھ پلانے کے بارے میں کہا جاتا ہے اس وقت نانی دس سال سے بیوہ تھی اور اس کے آخری بچے کی عمر بھی تقریباً دس سال تھی اور اس صورت میں کسی عورت کے دودھ نہیں ہو سکتا؟



### ﴿ج﴾

اگر خاوند کو قرآن وغیرہ سے یہ یقین ہو کہ اس نے واقعی نانی کا دودھ پیا ہے پھر تو حرمت رضاع ثابت ہو جاوے گی اور اگر خاوند دودھ پینے کا اقرار نہیں کرتا اور نانی کے یا دوسرے لوگوں کے قول کا اعتبار نہیں کرتا اور دو عینی گواہ بھی موجود نہیں تو پھر رضاع کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور نکاح بدستور صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

اگر نانی کا دودھ پیا ہو تو ماموں زاد لڑکی نکاح میں نہیں رہ سکتی

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ بچپن ہی سے منگنی ماموں زاد لڑکی سے ہوئی تھی بعد ازاں جب سننے میں آیا اور سن رہا ہوں کہ نانی اماں نے دودھ پلایا ہے نانی صاحبہ حیات ہیں کبھی تو وہ کہہ دیتی ہیں کہ دودھ اتر آیا تھا ہو سکتا ہے انھیں یہ شک گزرا ہو کہ جیسا میں ان کا پستان چوستا تھا تو میرے منہ کی تپکچا ہٹ سے پتلا پتلا پانی بن جاتا ہو۔

اب والدہ صاحبہ اور ماموں جان بضد ہیں کہ یہ رشتہ ضرور ہونا چاہیے لیکن میں نے فی الحال انکار کر دیا ہے آپ سے استدعا ہے کہ اس گتھی کو ہر ممکن سلجھانے کی کوشش کریں واپسی جواب سے نوازیں کہ آیا یہ رشتہ ہو سکتا ہے یا نہیں دونوں صورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے۔ ۱۔ اگر دودھ اتر آیا ہو ۲۔ یا صرف پستان ہی چوستا رہا ہوں نوٹ: ان دنوں والدہ محترمہ بیمار تھیں اور وہ اپنے ساتھ بٹھانا بھی پسند نہ کرتی تھیں۔ نانی اماں کے آخری بچہ کی عمر اس وقت بارہ سال کے لگ بھگ تھی بینو اتو جروا۔

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔ اگر واقعی نانی اماں کو دودھ اتر آیا ہو اور آپ نے مدت رضاع میں یعنی ڈھائی سال سے کم عمر میں اس کا دودھ پیا ہو تب ماموں کی لڑکی آپ کے نکاح میں نہیں آ سکتی ہے کیونکہ یہ تو آپ کی رضاعی بھتیجی ہوگی اور رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔ (و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب)

اور اگر دودھ بالکل نہ اتر ہو نہ سفید رنگ کا اور نہ پیلے رنگ کا مائع محض آپ چوستے رہے ہوں آپ کے حلق میں بالکل نانی کے پستانوں سے کچھ نہ اتر ہو تب حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی اور آپ کا نکاح ماموں کی لڑکی کے ساتھ ہو

سکتا ہے۔ اور اگر دودھ کا پستانوں میں آنا اور حلق میں اترنا مشکوک ہو تب احتیاط اسی میں ہے کہ یہ رشتہ نہ کیا جائے (کی صورت میں حرمت رضاع از روئے احتیاط ثابت ہو جاتی ہے۔

کما قال فی الفتاوی العالمگیریہ ص ۳۶۷ (المرأة اذا جعلت ثديها في فم الصبي ولا تعرف امص اللبن ام لا ففي القضاء لا تثبت الحرمة بالشك و في الاحتياط تثبت دخل في فم الصبي من الثدي مائع لونه اصفر تثبت حرمة الرضاع لانه لبن تغير لونه كلما في خزائنة المفتين)

و فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۲۱۲ ج ۳ مطبوعہ مصر (وان قل) ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه لا غير فلو النعم الحلمة و لم يدرا دخل اللبن في حلقه ام لا لم يحرم لان في المانع شكاً ولو الحية)

آخری صورت میں یعنی اگر شک کی صورت میں رشتہ کر لیا تو نکاح کو صحیح کہا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۴ محرم ۱۳۸۵ھ

دودھ پلانے والی کی اولاد اور ان کی اولاد سے نکاح درست نہیں

﴿س﴾

ایک لڑکے نے اپنی علاقائی نانی کا دودھ اپنے علاقائی ماسوں کے ساتھ مل کر پیاب اس لڑکے کا نکاح اپنی اس نانی (جواب اس کی رضاعی والدہ بن گئی) کی حقیقی نواسی سے جائز ہے یا نہیں؟

﴿ز﴾

دودھ پلانے والی کی اولاد اور اسی طرح سے اولاد کی اولاد سے دودھ پینے والے کو عقد نکاح درست نہیں دودھ پلانے والی کی اولاد پینے والے کے لیے رضاعی بھائی بہن ہیں اور ان کی اولاد بھتیجیاں اور بھانجیاں ہیں ان سے شرعاً نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح خیر محمد عفا اللہ عنہ  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ رجب ۱۳۸۵ھ

رضا عت ثابت کرنے کے لیے کم از کم دو عورتیں گواہی دیں ورنہ رضا عت ثابت نہ ہوگی

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کی بھانج فوٹ ہوئیں اپنی بھتیجی صغیرہ بی بی کی پرورش کے لیے زائدہ سے دودھ دلوانا شروع کر دیا اس کے باوجود بوقت عدم موجودگی زائدہ وہ عورت یعنی پھوپھی بھتیجی صغیرہ بی بی کا رو اپنے سینہ سے لگا لیتی ہے کہ جس پر وہ لڑکی صغیرہ بی بی تسکین کر لیتی اور اسی طرح جب رات کو رونے لگتی تو بھی پھوپھی اپنے پاس سلا کر اپنا سینہ صغیرہ بی بی کے منہ میں دیدیتی تھی تو صغیرہ بی بی خاموش ہو جاتی اور سو جاتی؟

یہ ترتیب پانچ چھ ماہ یا اس سے بھی زائد عرصہ قائم رہتی ہے بلکہ نسبت دودھ پلانے والی عورت زائدہ کے صغیرہ بی بی پھوپھی سے اس قدر مانوس ہو چکی کہ رضا عت گزر جانے کے باوجود بھی اپنی پھوپھی کا سینہ چومتی رہتی ہے اب صغیرہ بی بی کو رضا عت کے بعد سینہ سے لگانے والی پھوپھی اپنے لڑکے سے صغیرہ بی بی کا عقد نکاح کرنا چاہتی ہے جس پر عورتوں اور رشتہ داروں نے منع کیا ہے کہ یہ نکاح درست نہیں اس پر پھوپھی نے جواب دیا کہ میرے سینہ میں دودھ نہیں تھا بلکہ پانی آتا تھا اور لڑکی صغیرہ بی بی کے قریبی مورث مثلاً نانا اور دلی اور ماموں وغیرہ نانی مامی یہ سب لوگ شہادت دیتے ہیں کہ صغیرہ بی بی کو پھوپھی نے کافی عرصہ اپنے سینہ سے لگائے رکھا تھا جس پر لڑکی موصوفہ تسکین حاصل کرتی تھی تو حالات مذکورہ بالا میں یہ صغیرہ بی بی کا عقد نکاح سینہ سے لگانے والی پھوپھی کے لڑکے سے جائز ہے اور ایسے نکاح میں رشتہ داروں مسلمانوں کو شرکت اور اس نکاح میں تقسیم ہونے والا طعام اور ولیمہ کھانا درست ہے بالتفصیل جواب سے ممنون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

### ج

صورت مذکورہ میں اگر دو گواہ مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں اس بات کی گواہی دیں کہ اس عورت یعنی پھوپھی نے اپنی بھتیجی کو دودھ پلایا ہے اور یا اس دودھ پلانے والی عورت کے اقرار پر کہ میرے سینہ میں دودھ نہیں تھا بلکہ پانی تھا دو گواہ عادل مرد یا ایک مرد عادل اور دو عورتیں گواہی دیں تو شرعاً اس لڑکی کا پھوپھی کے لڑکے سے نکاح حرام ہے۔ یعنی وہ کسی طرح آپس میں نکاح کر کے آباد نہیں ہو سکتے۔ مرضعہ کا اقرار اگر نکاح کرنے والوں یعنی لڑکے اور لڑکی پر حجت نہیں لیکن حرمت کا شبہ ضرور پیدا ہو گیا ہے اس لیے اس دوسری اقرار والی صورت میں بھی ان کو آپس میں نکاح نہیں کرنا چاہیے فقط واللہ تعالیٰ ام

حرمت رضاعت کے لیے حجت تامہ کا ہونا ضروری ہے جو کہ مفقود ہے لہذا حرمت نہیں ہے

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین و ریں مسئلہ کہ مسمیٰ خدا بخش کہتے ہیں کہ ایک عورت مسماۃ مائی جیون ہمیں کہتی تھی کہ میری ساس مسماۃ مائی زینب جو کہ تقریباً ۷۵، ۸۰ سال کی تھی جو کہ فوت ہو چکی ہے وہ عاۃ اپنے پوتوں پوتیوں کو عموماً پستان چساتی تھی اور اب محمد بخش و خدا بخش یہ واویلا اور پیر و پیگنڈا کر رہے ہیں جب مسماۃ مائی جیون و مسماۃ مائی نگئی سے یہ معاملہ رضاعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو دونوں اکیلی اکیلی حلفیہ بروگواہان بیانی ہیں کہ خدا بخش اور زوجہ خدا بخش و محمد بخش کو ہم نے نہیں کہا دودھ پلانے کے بارے میں اور نہ ہمیں علم ہے اور جو کچھ رضاعت کے بارے میں ہمارے متعلق کہتے ہیں یہ سراسر غلط کہتے ہیں علاوہ ازیں مائی نگئی نے کہا کہ اتنا جانتی ہوں کہ مائی زینب اپنے پوتوں کو پستان چوساتی تھی جو کہ مسمیٰ گلزار احمد سے بڑے تھے حالانکہ وہ اب فوت ہو چکے ہیں اور خاص کر گلزار احمد جو کہ مائی زینب کا پوتا زندہ ہے اس کے بارے میں حلفیہ بیانی ہوں کہ پستان چوستا نہیں دیکھا اب مائی زینب یعنی مرضعہ خود فوت ہو چکی ہے اور اس تمام علاقہ میں پستان دینے کے متعلق چشم دید کوئی اور مرد و زن گواہی نہیں دیتا۔ صرف واویلا ہی واویلا ہے کیا اس واویلا سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں نمبر ۲ ثبوت رضاعت میں صرف عورت کی شہادت کافی ہو سکتی ہے یا نہیں نمبر ۳ مطلق پستانوں کے ساتھ عمر رسیدہ عورت کے لگانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہ اور مائی جیون و مائی نگئی کے حلفیہ بیان اس معاملہ کا انکار کرتے ہیں۔ مرد گواہان جو کہ بوقت بیان موجود تھے حسب ذیل مذکور ہیں بیان دینے والا

محمد عبدالحمید عفا اللہ عنہ بقلم خود خطیب قدیمی عید گاہ شادان لنڈ تحصیل ضلع ڈیرہ غازی خان  
فاضل جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

نشان انگوٹھا حلفیہ بیان دینے والی جیون مائی نمبر ۱ گواہ شد نشان انگوٹھا الہی بخش قوم سہائی نمبر ۲ گواہ شد محمودہ ان ولد نواب خان قوم سہائی نمبر ۳ نشان انگوٹھا مائی نگئی جو کہ بیان حلفیہ دینے والی ہے نمبر ۴ نشان انگوٹھا نور محمد قوم سہائی۔

### ج

واضح رہے کہ ثبوت رضاعت کے لیے حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ صورت مسئلہ میں نہ حجت تامہ موجود ہے نہ دودھ کے وجود پر کوئی شاہد ہے اور نہ بچ کے پیٹ میں پہنچ جانے کا یقین ہے تو محض لوگوں میں شہرت اور واویلا کی وجہ سے حرمت رضاع کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ لہذا مسئلہ صورت میں رضاعت ثابت نہیں۔ (قال فی الہندیۃ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین



اور رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط (الی ان قال) و ان کان المصبر واحدا و وقع فی قلبه انه صادق فالأولی ان ینتزه و یأخذ بالثقة و جد الاخبار قبل العقد او بعده و لا یجب علیه ذلک کذا فی المحيط و فی شرح التویر ص ۲۱۲ ج ۳ فلو التقم الحلیة ولم یندرادخل اللبس فی حلقه ام لا یحرم و فی الشامیة عن القنیة امرأة کانت تعطی ثدیها صبیة و اشتهر ذلک بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدی لیس حین القمتها ثدی و لم یعلم ذلک الا من جهتها جاز لا ینها ان ینروج بهذه الصبیة فقط و الله تعالی اعلم

حرره محمد انور شاه غفر له نائب مفتی مدرسه قاسم العلوم ملتان  
۱۸ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

ثبوت رضاعت کے لیے دوسرا دور و عورتوں کی گواہی ضروری ہے در نہ حرمست ثابت نہ ہوگی

### ﴿س﴾

ایا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کا لڑکا ہے اور ایک دوسری عورت جس کی لڑکی ہے کچھ عرصہ بعد دوسری عورت کی لڑکی نے لڑکے کی والدہ کا دودھ پیا ہے۔ لڑکا اپنی والدہ کا دودھ پہلے پی چکا تھا اور لڑکی نے کئی سال بعد مدت رضاعت کے اندر لڑکے کی والدہ کا دودھ پیا ہے لڑکے اور لڑکی نے بیک وقت اکٹھے دودھ نہیں پیا اب قابل دریافت یہ بات ہے کہ اس لڑکی اور لڑکے کا آپس میں نکاح جائز ہے یا نہیں اگر نکاح جائز نہیں ہے تو جو لوگ اس نکاح کو جائز سمجھ کر نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے۔

نوٹ: اس وقت مرضہ اپنے لڑکے کے نکاح کی خاطر اس لڑکی کے دودھ پلانے سے انکاری ہے مگر گواہ موجود ہیں اور دودھ پلانے کا واقعہ پہلے سے لوگوں میں مشہور ہے اور برادری کے لوگوں کو بھی علم ہے؟

### ﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دوسرا دور و عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ قال فی الہندیہ ص ۳۰۳ ج ۱ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین اور رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط ص ۲۱۲ صورت مسئلہ میں اگر دو معتد علیہ گواہ جو شرعاً معتبر ہوں یہ گواہی دیدیں کہ ہم نے اس عورت کو اس لڑکی کو دودھ پلاتے دیکھا ہے تو رضاع کا ثبوت ہو جائیگا اور نکاح حرام ہوگا۔ باقی دونوں بچے اکٹھے کسی عورت کا دودھ پی لیں یا اکٹھے نہ ہوں بہر حال حرمت رضاع کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ کما فی الہندیہ فقط واللہ تعالی واعلم

حرره محمد انور شاه غفر له نائب مفتی مدرسه قاسم العلوم ملتان

حرمۃ رضاعت میں عورت کا انکار معتبر نہیں اگر گواہ شہادت دیں تو حرمت ثابت ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ کرم خاتون و رحیم خاتون آپس میں حقیقی بہنیں ہیں۔ مسماۃ رحیم خاتون مسماۃ کرم خاتون کا بچپن میں ہمراہ اس کے بیٹے محمد وزیر کے اکٹھے شیر پیتی رہی۔ مگر آپس میں رشتہ داری لڑکیوں دلوگوں کے کرنے کے متعلق ایک اہم بات بن گئی ہے اس سے پہلے کافی دفعہ دونوں کے سامنے نانی صاحبہ فرماتی تھی کہ میرے حکم پر میری لڑکی کرم خاتون نے مسماۃ رحیم خاتون کو شیر دیا تھا کیونکہ میں اس وقت بیمار تھی کرم خاتون بھی کافی لوگوں کو کہہ چکی تھی کہ میں نے رحیم خاتون ہمیشہ کو دودھ پلایا ہوا ہے۔ مگر اب کرم خاتون کہتی ہے کہ مجھے یاد نہیں ہے مگر برادری والے سب کہتے ہیں کہ واقعہ دودھ کرم خاتون نے رحیم خاتون کو پلایا تھا مگر اس وقت گواہ برادری موجود ہے کرم خاتون و رحیم خاتون کی والدہ فوت ہو چکی ہے جو کہ ان کا اصل شہاد تھا۔

مگر اب ان دونوں کی اولادیں موجود ہیں جن کے سامنے یہ دونوں کہتی رہتی ہیں مگر اب رشتہ کرنے کی خاطر کرم خاتون انکار کرتی ہے کہ مجھے دودھ دینا یاد نہیں ہے لہذا اب شریعت محمدی میں کیا حکم ہے کہ یہ دونوں عورتوں کی اولادیں آپس میں شادی کر سکتی ہیں یا نہیں؟ مینواتو جروا

﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے از روئے فتویٰ روئے متمدنہ و یندار مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے اگر دو گواہ رضاع (دودھ پینے) کی شہادت دیتے ہیں تو یہ رشتہ قطعاً ناجائز ہوگا خواہ کرم خاتون انکار کرے یا اقرار اور اگر باقاعدہ شہادت موجود نہیں ہے تب بھی دیا نہ یہ نکاح نہ کیا جاوے جبکہ حرمتہ رضاع کی بات زبان زردعام و خاص بن چکی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

رضاعت کے اثبات کے لیے حجت تامہ ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے ایک لڑکی کو دودھ دیا ہے ثبوت اسی طور پر ہے۔ معتبر آدمی گواہان ہیں کہ وہ خود عورت بذبان خود کہتی رہی ہے کہ اس لڑکی کو میں نے دودھ دیا ہے میرے بچوں پر حرام

ہے مگر کچھ عرصہ کے بعد اس نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح پڑھا دیا ہے یعنی رضاعی پسر کے ساتھ عقد پڑھا دیا ہے ثبوتی میں ایک عورت اور دو مرد کے سامنے کہتی رہی ہے اور کہا ہے اس کے گفتار پر گواہان ہیں اور تمام لوگوں میں معلوم ہے مگر اس گفتار کے گواہ یہ مذکور آدمی ہیں۔

ایک عورت اور دو مرد لہذا عرض خدمت سے کہ جس مولوی نے نکاح پڑھایا ہے اور جو آدمی نکاح میں موجود تھے اور گواہ ہیں۔ پورے طور پر مسئلہ حل فرمادیں کہ اس کی کیا سزا ہے اور نکاح از روئے شریعت درست ہے یا نہیں؟

### ج

بسم اللہ الرحمن الرحیم ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف اقرار سے رضاع ثابت نہیں ہوتا کما فی الہندیہ ص ۳۴۷ ج ۱ اولاً یعمل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین اور رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط ..... صورتہ مسئلہ میں جب دودھ پلانے پر حجت تامہ نہیں تو صرف مرضعہ کے قول سے رضاع ثابت نہیں ہوتا لہذا اس مرد اور عورت کا نکاح آپس میں جائز ہے (کما فی الدر المختار ص ۲۲۳ ج ۳ وان اقترت المرأة بذلك (ثم اکذبت نفسها) وقالت اخطأت و تزوجها جاز کما لو تزوجها قبل ان تکذب نفسها) و ان اصورت عليه لان الحرمة لیست اليها قالوا: و به یفتی فی جمیع الوجوه (بزازیہ) و فی رد المحتار ص ۲۲۴ ج ۳ و نص فی الرضاع علیہا اذا قالت هذا ابني رضاعاً و اصورت عليه جاز له ان یتز و جها لان الحرمة لیست اليها قالوا: و به یفتی فی جمیع الوجوه الخ)

واللہ تعالیٰ اعلم حریرہ محمد انور شاہ مفتی خادمہ الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عن مفتی محمد قاسم العلوم ملتان

۳ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

حرمت رضاعت کے لیے گواہی دو عادل مرد یا عورت کی شرط ہے، احتیاط اولیٰ ہے

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صوت مسئلہ میں کہ مسماۃ جند و زوجہ ملک خدا بخش مرحوم سوئی ہوئی تھی اور اس کے پاس اس کا پوتا مسمیٰ عبدالغفور ولد حسن بخش بھی سویا ہوا تھا۔ اتفاقاً مسماۃ جند و زوجہ ملک و ماں سے گزری وہ کہتی ہے کہ میں نے دیکھا کہ میری ساس مسماۃ جند و سوئی ہوئی تھی اور عبدالغفور پستان چوس رہا تھا جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ ماہ تھی اس عورت کے علاوہ اور کوئی شاہد نہیں اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ مسماۃ جند و زوجہ ملک اس لڑکے سے تادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم حرمت رضاع کے اثبات کے لیے کم از کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں بشرطیکہ عادل ہوں گواہ ہوں ایک عورت کی شہادت اثبات حرمت رضاعت کے لیے کافی نہیں ہے ہاں اگر ایک مرد یا ایک عورت رضاع کی شہادت باخبر دے اور عبدالغفور مذکور اس کو درست جانے تب اولیٰ یہ ہے کہ وہ احتیاط کے طور پر عمل کرے اور ایسے نکاح سے احتراز کرے۔

(کما فی العالم مگیریہ ص ۳۷۷ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین اور رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط (الی ان قال) وان کان المخبر واحد او وقع فی قلبہ انه صادق فالاولیٰ ان یتنزه ویأخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا یجب علیہ ذالک کذا فی المحيط ) فتاویٰ اللہ اعلم

عبد اللطیف مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شہادت نہ ہو تو پھر یقین پر ہے، اگر شک ہو تو احتیاط کریں

## ﴿س﴾

کیہ فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ لال مالی جب فوت ہوئی تو اس کا ایک بچہ تھا جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال تھی قریبی ہمسایہ خاتون نوراں مالی کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس نے اس بچے کو گود لے لیا مائی نوراں کا کہنا ہے کہ اس وقت میرے سینے میں دودھ بالکل نہ تھا اور یہ خالی پستان چوستا تھا اب نوراں مالی اپنی لڑکی کی شادی اس سے کرنا چاہتی ہے مسئلہ بتائیے کہ شرعاً اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

اگر اس بات کی شرعی شہادت کے لیے کم از کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں موجود ہیں جس نے اس بچے کو اس عورت کا دودھ پیتے دیکھا اور اس کو چوستے ہوئے اور حلق میں پستان سے دودھ اترتے ہوئے نہ دیکھا ہے تب تو رضاعت ثابت ہے اور اس عورت کی بچی کا اس سے نکاح ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی شہادت موجود نہ ہو تب عورت کا بیان ہو تو اگر اس کو یقین ہو کہ دودھ اس کے حلق میں اتر گیا ہے تو اگر اسکی تصدیق کرنی تب بھی نکاح مذکور ناجائز ہے اور اگر عورت کا دودھ اس کے حلق میں اترنے کا شک ہو تب بھی احتیاطاً حرمت ثابت ہو جاتی ہے بشرطیکہ اس کی



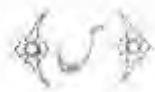
تصدیق ہو جائے اور اگر عورت اسے گلے لگا چکی ہو اور اسے یقین ہو کہ دودھ اس کے حلق میں نہیں اترتا تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور اس کو اس کے ساتھ نکاح کرنا درست ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ میں ہے۔

(المرأة اذا جعلت ثديها في فم الصبي ولا تعرف امص اللبن ام لا ففي القضاء لا يثبت الحرمة بالشك وفي الاحتياط تثبت)

فقط واللہ اعلم عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

حرمت رضاعت کے لیے مشہور کرنا معتبر نہیں

بلکہ دو عادل گواہ گواہی دیں تو ثابت ہو جائیگا ورنہ نہیں



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ فتح بی بی دختر سراج مسمی سجاد ولد راجہ کی چچا زاد ہمشیر ہے۔ سب مخالفین نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ فتح بی بی نے سجاد کی ہمشیر راج بی بی کا دودھ پیا ہے اور راج بی بی حلفاً بیان کرتی ہے کہ اس نے کبھی بھی فتح بی بی کو دودھ نہیں پلایا ہے تو کیا اس صورت میں شرعاً مسماۃ فتح بی بی کا نکاح سجاد کے ساتھ ہو سکتا ہے؟



ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے اگر خود یہ عورت بھی دودھ پلانے سے منکر ہے اور کوئی شرعی شہادت بھی موجود نہیں تو حرمت رضاع ثابت نہیں اور ایسے مرد و عورت کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے۔ الحاصل صورت مسئلہ میں سجاد کا چچا زاد لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان  
۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

عورت منکر ہے لیکن دودھ منہ میں پہنچنے پر معتبر شہادت نہیں ہے اس لیے رضاعت ثابت نہ ہوگی



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک دودھ پلانے والی عورت نے دوسری عورت کے حقیقی ایک مال بیٹے کو خاموش کرانے کے لیے ایک دو دفعہ پستان منہ میں دیا۔ جبکہ لڑکے کی حقیقی والدہ موجود نہیں تھی۔ اب رضاعت عورت کا حلیہ بیان ہے کہ پستان منہ میں دیا گیا ہے دودھ حلق کے اندر نہیں گیا اور نہ ہی پلایا ہے ایک اجنبی عورت بھی

گواہی دیتی ہے کہ میں نے مذکورہ عورت کو لڑکے کے منہ میں پستان دیا ہوا دیکھا ہے دودھ دینے نہ دینے کا پتہ نہیں تو اس صورت میں رضاعی عورت کی لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہو سکتا ہے جس کے منہ میں پستان دیا گیا ہے؟

﴿ج﴾

جبکہ عورت دودھ پلانے سے منکر ہے اور منہ میں دودھ کے پہنچنے پر کوئی شرعی شہادت بھی موجود نہیں تو حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی اور نکاح جائز ہوگا۔

(کما فی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ و اشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمتہا ثدی ولم یعلم ذلک الامن جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ۔ در مختار ص ۲۱۲ میں ہے فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا)

جب تک طلق میں دودھ پہنچنے کا یقین نہ ہو جائے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی ایک اجنبی عورت جو بچے کے منہ میں صرف پستان دینے کی خبر دیتی ہے اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان  
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

صرف افواہ پھیلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ پر کہ زید نے اپنی چار سالہ منکوحہ کو اپنے مائین ناچا کی کی وجہ سے طلاق دیدی بعد میں لوگوں میں یہ بات شہور ہوئی کہ یہ آپس میں رضاعی بہن بھائی ہیں تو کیا صرف مرضعہ کے کہنے یا لوگوں کی افواہ سے جبکہ شہادت موجود نہ ہو حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ (۲) مطلقہ عورت نے دوسری جگہ شادی کر لی اس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی اب زید جو کہ مطلقہ عورت کا خاوند اول ہے اس کا بھائی مطلقہ عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

لوگوں کے افواہ یا صرف مرضعہ کے قول سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی البتہ اگر مرضعہ کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ طلاق دیدے۔ صورت مسئلہ میں جب خاوند نے طلاق دیدی ہے تو

اس کے بعد عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے اور اس کی لڑکی سے جو دوسرے خاوند سے ہے عمر کا نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۴ ذی القعدہ ۱۴۲۸ھ

دودھ پستان میں نہ ہونے پر شہادت نہیں اور  
عورت عدم العین کا اقرار کرتی ہے تو اس کا قول معتبر ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ زہرا کی جس کی عمر اب ۱۵ سال ہے اس کا خاوند شیر محمد ۵۵ سال پہلے فوت ہو چکا ہے۔ مسماۃ مذکورہ نے اپنے نواسے اللہ بخش کو آج سے آٹھ سال پہلے بغرض بہانے اپنے پستان سے لگایا نانی مذکورہ کے پستان سے دودھ پانی یا کسی قسم کا اخراج بالکل نہیں ہوا اب نانی مذکورہ اپنے نواسے اللہ بخش کا رشتہ اپنی پوتی فوزیہ سے کرنا چاہتی ہے کیا یہ رشتہ بروئے شرع جائز و درست ہے؟

ج

جب دودھ کے وجود پر شہاد نہیں اور عورت خود کہتی ہے کہ دودھ نہ تھا تو عورت کا قول معتبر ہوگا لہذا حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (فی الشامیۃ عن القسیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدی لی حین القمتہا ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لا یسہا ان یزوج بہذہ الصبیۃ ص ۲۱۲ ج ۳) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۹ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

دودھ کے وجود پر اگر شہادت نہ ہو تو رضاعت ثابت نہ ہوگی

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں ایک عورت نے بچے کو جنم دیا۔ کچھ دنوں میں وہ فوت ہو گئی دادی نے بچے کو اپنے سینے سے لگا کر دودھ پلانا شروع کیا ویسے ہم دودھ گائے بھینس وغیرہ کا پلاتے رہے اب مذکورہ لڑکا اپنے گئے چچا کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے کیا حرم نہایت ہوگی یا نہیں؟ اس کا گمان یہ ہے کہ میرا چچا اب میرا بھائی ہے کیونکہ میں نے دادی کا دودھ پیا ہے میرے چچا کی ماں یعنی دادی میری رضاعی ماں بن کر حرمت نکاح ثابت ہوئی یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر دادی کے پستانوں میں دودھ بالکل نہیں تھا اور لڑکے نے ایک قطرہ دودھ بھی دادی کا نہیں پیا تو حرمت ثابت نہیں غرض یہ ہے کہ اگر دودھ کے وجود پر کوئی شاہد نہیں تو نفس پستان منہ میں دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی البتہ اگر اس کا ثبوت ہو جائے کہ بچے نے دادی کا دودھ پیا ہے پھر حرمت کا حکم کیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۱ صفر ۱۳۹۹ھ

### ثبوت رضاعت کے لیے شہادت ضروری ہے

### ﴿س﴾

صورت مسئلہ یہ ہے کہ زائد کا نکاح آئین پاکستان ۱۹۵۶ء سے پہلے مریم کی بیٹی رضیہ سے ہوا یہ شادی وٹہ سٹہ کی ہوئی جس بنا پر زائد نے اپنی بہن عائشہ کا نکاح رضیہ کے بھائی سے کر دیا تقریباً تین سال ہوئے زائد کی شادی رضیہ سے کر دی گئی رضیہ کی رخصتی بھی شادی کے فوراً بعد ہو گئی اللہ تعالیٰ نے ایک بچی سے بھی نوازا اپنی پیدا ہونے سے چند ماہ پیشتر جھگڑے کی بناء پر زائد کی ساس مریم نے بتایا کہ زائد نے رضیہ کی بڑی بہن کے ساتھ میرا دودھ پیا تھا پھر زائد نے مزید تحقیق کی تو یہ بات عیاں ہو گئی چنانچہ مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

(۱) رضیہ اور زائد رضاعی بہن بھائی قرار پاتے ہیں (۲) رضیہ کا بھائی اور زائد کی بہن بھی رضاعی بہن بھائی بنتے ہیں ابھی تک ان کی شادی نہیں ہوئی چنانچہ زائد نے اپنی بیوی (جو کہ اب اس کی بہن بنتی ہے) کو علیحدہ کرنا چاہا لیکن اس کی ساس نے اس بات کو جھوٹ اور لغو قرار دیا اور ان کا کیا لیکن یہ بات سو فی صد درست ہے اس لیے مندرجہ بالا حقائق کی بناء پر

(۱) زائد کو کیا کرنا چاہیے کیا زائد طلاق دینے میں حق بجانب ہے (۲) رضیہ کی کوکھ سے جس بیٹی نے جنم لیا ہے وہ کس کے پاس رہے اور اس کی پرورش کا فرض کس پر عائد ہوتا ہے (۳) کیا زائد کی بہن کی شادی رضیہ کے بھائی سے ہو سکتی ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس مسئلہ کو حل کر کے میری صحیح رہنمائی کریں گے اور ثواب دارین حاصل کریں گے۔

### ﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں  
خواہ قبل العقد ہو یا بعد العقد۔ (قال فی الہندیۃ ص ۳۷۷ ج ۱ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ



رجلین اور جل و امرأتین عدول کذا فی المحيط بنا بریں)

صورة مسئلہ میں اگر حجت تامہ موجود ہے پھر طرفین میں تفریق ضروری اور لازم ہے اور اگر حجت تامہ نہیں صرف مرضعہ کا قول ہے تو اگر اس کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ تفریق کی جائے مگر گنجائش ہے۔ (کما قال فی الہندیۃ ص ۳۴۷ ج ۱ وان کان المخبر واحداً ووقع فی قلبہ أنه صادق فالأولی ان یتنزه ویاخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا یجب علیہ ذلک کذا فی المحيط)

بہتر یہ ہے کہ اس جواب کا اور علماء سے استصواب کرایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

ثبوت رضاعت کے لیے دودھ کا پیٹ میں یقینی طور پر پہنچنا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خدا بخش کی لڑکپن میں والدہ فوت ہو گئی اس کی دادی جو ساٹھ سال عمر کی تھی خدا بخش کو دلاسہ دینے کے لیے اپنا پستان اس کے منہ میں دے دیتی تھی جبکہ اس وقت دادی میں دودھ بھی نہیں تھا اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا خدا بخش اپنی چچا زاد بہن جو کہ دادی کی پوتی بنتی ہے سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں بیٹو! تو جروا۔

﴿ج﴾

ثبوت حرمت رضاع کے لیے بچے کے پیٹ میں دودھ کا یقینی طور پر پہنچنا ضروری ہے پس اگر دادی کے پستان میں دودھ نہ تھا تو صرف بچے کے منہ میں پستان دینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

پس صورت مسئلہ میں نکاح جائز ہے۔ (قال فی شرح التنویر ص ۲۱۲ ج ۳ فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لالم یحرم وفی الشامیۃ عن القنیۃ امرأة کانت تعطی ثدیہا صبیۃ و اشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبس حین القمتہا ثدیہی ولم یعلم ذلک الامن جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بهذه الصبیۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ شوال ۱۳۱۹ھ

## ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

ایک عورت کے انتقال کے بعد صرف ایک اس کی بھر جائی خبر دیتی ہے کہ عورت مرحومہ نے میرے لڑکے کو دودھ پلایا ہے مگر بعد میں جب تحقیق کی جاتی ہے تو وہ عورت اپنے بیان سے رجوع کرتی ہے دوسرا کوئی گواہ نہیں ہے کیا صورت مسئلہ میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہ شاید یا مخبر کے رجوع کے معتبر ہونے کے لیے مخبر کو یمن اٹھانی شرط ہے یا نہ یعنی رجوع مع الیمین معتبر ہوگا یا نہیں بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اگرچہ وہ مخبرہ عورت اپنے اخبار پر برقرار رہے اس لیے کہ ایک عورت کے خبر دینے سے شرعاً حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور نہ شہادۃ عورت سے رجوع کی صداقت میں کوئی یمن وغیرہ اٹھانا شرط ہے۔ البحر الرائق ۲۵۰ پر ہے۔

(و الحاصل ان الرواية قد اختلف في اخبار الواحد قبل النكاح و ظاهر المتون انه لا يعمل به و كذا الاخبار برضاع طار فليكن هو المعتمد في المذهب الخ )  
 الدر المختار مع الشامی ص ۲۲۲ ج ۳ میں ہے و الرضاع حجته حجة المبال و هي شهادة عدلين او عدل و عدلتين الخ وفي رد المحتار قوله و هي شهادة عدلين اي من الرجال و افاد انه لا يثبت بخبر الواحد امرأة كان او رجلا قبل العقد او بعده و به صرح في الكافي و النهاية تبعاً لما في رضاع الخانية لو شهدت به امرأة قبل النكاح فهو في سعة من تكذيبها لكن في محرمات الخانية ان كان قبله و المخبر عدل ثقة لا يجوز النكاح و ان كان بعده و هما كبيران فالاحوط التنزه و به جزم البرازي معللاً بان الشك في الاول وقع في الجواز و في الثاني في البطلان و الدفع اسهل من الرفع و يوفق بحمل الاول على ما اذا لم تعلم عدالة المخبر او على ما في المحيط من ان فيه روايتين و مقتضاه انه بعد العقد لا يعتبر اتفاقاً لكن نقل الزيلعي عن المغنسي و كراهية الهداية أن خبر الواحد مقبول في الرضاع الطاري بأن كان تحته صغيرة فشهدت و احدة بان امه او اخته او ارضعتها بعد العقد قلت و يشير اليه ما مر من قول الخانية و هما كبيران لكن قال في البحر بعد ذلك ان

ظاهر المتون انه لا يعمل به مطلقاً فليكن هو المعتمد في المذهب قلت و هو ايضاً ظاهر  
كلام كا في الحاكم الذي هو جمع كتب ظاهر الرواية و فرق بينه و بين قبول خبر الواحد  
بنجاسة الماء او اللحم) فقط والله تعالى اعلم

بندہ احمد رضا اللہ عن مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ

ثبوت رضاعت کے لیے حجتہ تامہ ضروری ہے اور فاسقہ کی گواہی معتبر نہیں



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرضعہ فاسقہ جس نے رضاع کا ایک معتبر آدمی کے سامنے اقرار  
کیا بعد ازیں چار آدمی مزید متعین کیے گئے ان کے سامنے مشکوک بات کہی اور پانچواں آدمی جو بحیثیت مفتی کے تھا اس  
کے سامنے بالکل انکار کر دیا مگر دو مرد اور تین عورتوں نے حلفیہ بیان دیا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ مرضعہ نے دودھ پلایا ہے  
اور دو مردوں میں سے ایک کی عمر ستر سال ہے اور وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہے اور ڈاکٹر بھی ہے اور دوسرا مرد اس وقت پندرہ  
سال کا تھا اور پابند صوم و صلوٰۃ نہیں ہے اور ان تین عورتوں میں سے ایک پابند صوم و صلوٰۃ ہے اور دوسری ہیں لیکن ایک  
اکثر اوقات تارک صلوٰۃ ہے اور کبھی پڑھ لیتی ہے اور دوسری بالکل تارک صلوٰۃ ہے اور اس کی زندگی دیہاتیوں جابلوں  
کی طرح ہے کیا اس صورت میں حرمت رضاع ثابت ہوگی یا نہیں؟



مرضعہ کا اخبار ثبت رضاعت نہیں بالخصوص جبکہ فاسقہ بھی ہو ثبوت رضاع کے لیے حجتہ تامہ یعنی دو مرد عادل یا  
ایک مرد اور دو عورتیں ضروری ہیں خواہ قبل نکاح ہوں یا بعد نکاح۔

قال الشامي و افادانه لا يثبت بخبر الواحد امرأة كان اور جلا قبل العقد او بعده وبه صرح  
في الكافي و النهايه تبعا في رضاع الخانية لو شهدت به امرأة قبل النكاح فهو في سبعة من  
تكذيبها لكن في محرمات الخانية ان كان قبله و المخبر عدل ثقة لا يجوز النكاح الى اخره و  
يوفق بحمل الاول على اذا لم تعلم عدالة المخبر انتهى لهذا مسئوله صورت میں جب مرضعہ فاسقہ ہے تو  
باتفاق رواستین اس کے اخبار کا قبل العقد بھی اعتبار نہ ہوگا باقی دو مردوں میں جب ایک فاسق ہے اس کا بھی اعتبار نہیں  
تین عورتوں میں وہ فاسقہ ہیں وہ بھی کالعدم ہیں ایک مرد جو عادل ہے وہ تحمل شہادت کے وقت جب چھ سال کا تھا اور  
یقیناً اس وقت صبی عاقل متمیز نہ تھا اور تحمل کے وقت تمیز اور ضبط کی اہلیت شرط ہے کما هو مصرح فی کتب الفقہ لهذا ان  
شاہدوں سے ثبوت رضاع نہیں ہو سکتا۔

صرف پستان چوسنے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی جب تک یقین نہ ہو کہ دودھ حلق میں اتر رہا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بیان کرتی ہے کہ میرے سینے میں دودھ خشک ہے لیکن میں نے ایک لڑکے کو بہلانے کے لیے اس کے منہ میں پستان دیا اور وہ چوستا رہا میں اپنی لڑکی اس لڑکے کے نکاح میں دے سکتی ہوں؟

﴿ج﴾

جب لڑکا فقط پستان چوستا رہا اور یہ یقین سے متحقق نہیں کہ دودھ اس کے حلق سے اتر گیا تو حرمت رضاع ثابت نہیں۔ صورت بالا میں نکاح بشرط صحت واقعہ درست ہے۔ (ویشیت بہ وان قال ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او اللہ یشیر فلو التقم الحلمة و لم بدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا) (الدرالہ جتار شامی کتاب الرضا ع ص ۲۱۲ ج ۳)

حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے مرضعہ کے اقرار سے یا پھر معتبر گواہوں سے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مریدین مسئلہ کہ ہندہ نے زید کو دودھ پلایا تھا جس پر دوسری عورت گواہ موجود ہیں مگر رضیع کا ہندہ کی نواسی سے نکاح ہو گیا ہے یعنی رضاعی ماموں کا رضاعی بھانجی سے نکاح ہو گیا ہے شرعاً کیا حکم ہے نکاح معدوم ہے یا موجودہ صورت میں طلاق وغیرہ کی ضرورت پڑے گی؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم حرمت رضاع کا ثبوت دو طریقے سے ہوتا ہے یا تو زید جاکر کہے کہ اس نے ہندہ مذکورہ کا دودھ پیا ہے تب حرمت رضاع ثابت ہو جائیگی اور زید کا اور ہندہ مذکورہ کی نواسی کا آپس میں آیا ہونا ناجائز ہوگا۔

اور زید کے فمہ ازم ہوگا کہ وہ اس عورت کو اپنے سے علیحدہ کر دے بلکہ زبان سے اس کو کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے یا میں نے اس کو طلاق دیدی ہے پھر عدت کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر زید اقرار نہیں کرتا تب اگر دوسری چشم دید گواہ موجود ہیں تو ایسی صورت میں عورت حاکم مجاز مسلمان کی عدالت میں دعویٰ تسلیم



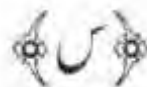
دائرہ کر دے اور وہ گواہ گواہی دیں باقاعدہ مقدمہ کی سماعت طریق شرعی کے بعد حاکم مجاز حرمت ثابت مان کر ان کے مابین تفریق کا حکم صادر کر دے پھر عدت کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکے گی گواہ دعویٰ کے بغیر بھی عدالت میں شہادت دے سکتے ہیں۔

(کما قال فی العالمگیریہ ص ۳۴۷ ج ۱ الرضاع یظهر باحد الامرین احدهما الاقرار و الثانی البینة کذا فی البدائع ولا یقبل فی الرضاع الا شهادة رجلین او رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط و لاتقع الفرقة الا بتفریق القاضی کذا فی النهر الفائق ....)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ محرم ۱۳۸۷ھ

اگر یقین ہو کہ دادی کے پستانوں میں دودھ نہ تھا  
یا لڑکا مدت رضاعت میں نہ تھا تو حرمت ثابت نہ ہوگی



مطابق حالات ایک شخص محمد نواز نے اپنی دادی کا دودھ پیا اور تقریباً پانچ سال کی عمر تک دادی کا شیر خوار رہا مطلب یہ کہ وہ دادی کی چھاتی کو چوستا تھا تو اس میں سے دودھ نہیں آتا تھا بلکہ کسی مذکور کی والدہ کے مطابق جب وہ اپنی دادی کا شیر خوار تھا تو اس وقت دادی کی چھاتی جھپچھڑوں کی مانند تھی اور وہ اسے ہی لاڈ و پیار سے اسے چوستا رہتا تھا۔

(۲) اس کے بعد مسمی مذکور کے بیٹے (محمد طیب) نے اپنی دادی یعنی محمد نواز کی والدہ کا دودھ پیا اور دادی کے بقول جب وہ اس کے منہ میں چھاتی دیتی تھی تو اس میں سے تھوڑا تھوڑا دودھ قطروں کی مانند رستا ہوا نظر آتا تھا مگر جب مسمی محمد طیب کی دادی نے اسے گود لیا تو اس وقت اس کی دادی کی آخری پٹی کی عمر تقریباً آٹھ سال تھی اور مسمی مذکور محمد طیب کی عمر تقریباً دو سال سے اوپر تھی اور تقریباً چھ ماہ کے عرصے تک اپنی دادی کا شیر خوار رہا اندر اس حالات مسمی محمد طیب کو اپنے رشتہ داروں مثلاً چچا، پھوپھی ماموں وغیرہ میں سے کن کن کی اولاد شرعاً نکاح میں جائز ہو سکتی ہے؟



(۱) بشرط صحت سوال اگر واقعی دادی کے پستانوں میں دودھ نہیں تھا اور محمد نواز نے دادی کا ایک قطرہ بھی مدت

رضاع ڈھائی سال کے اندر نہیں پیا تو حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی۔

(۲) اگر محمد طیب نے مدت رضاع میں اپنی دادی کا دودھ پیا ہے تو حرمت رضاع ثابت ہے اور جو رشتے نسب

کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ وہ رضاع کی وجہ سے بھی حرام ہوتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ

حرمت رضاعت کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے

دودھ ہونے یا نہ ہونے میں عورت کا قول معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ آمنہ بی بی اپنے دو بترے عبدالرحیم ولد عبدالکریم کو پستان منہ میں دیتی رہی بہلانے کے لیے جبکہ اس کی والدہ مسماۃ دختر آمنہ بیمار تھی او بچہ ہر وقت روتا اور تنگ کرتا تھا مگر پستان منہ میں ڈالتے ہی خاموش ہو جاتا تھا مائی آمنہ جس کی عمر ۵۰ سال کی تھی کہتی ہے کہ میرے پستانوں میں دودھ کا نام و نشان نہ تھا اور پانی بھی نہ تھا مگر بچہ اپنی والدہ کے دھوکے سے چپ ہو جاتا تھا اور حلفاً کہتی ہے کہ میری عمر ۵۰ سال ہے میرے پستانوں میں دودھ کا نام و نشان نہیں تھا تو کیا اس صورت میں عبدالرحیم کا رشتہ اپنے ماموں غلام خالد کی دختر مسماۃ بھرائی سے شرعاً جائز ہے؟

﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے بشرط صحت سوال جب دودھ کے وجود پر شاہد نہیں اور عورت خود کہتی ہے کہ دودھ نہ تھا تو عورت کا قول معتبر ہوگا لہذا حرمت ثابت نہ ہوگی۔

(قال فی شرح التنویر ص ۲۱۲ ج ۳ فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا

لم یحرم و فی الشامی عن القنیة امرأة كانت تعطی ثدیها صبیة و اشتهر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلک الا من جہتها جاز لابنها ان یتزوج بهذه

الصبیة (رد المحتار). فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۰ رجب ۱۳۹۷ھ

اگر پستانوں میں دودھ نہ تھا تو حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ضعیف العمر عورت نے اپنے شیر خوار پوتے کو پستانوں سے لگایا جب کہ بوجہ ضعیفی اس کے پستانوں میں دودھ نہ تھا کیا یہ لڑکا بلوغت کے بعد اپنی پھوپھی کی لڑکی سے شرعاً شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر واقعی پستانوں میں دودھ بالکل نہ تھا اور ایک قطرہ دودھ بھی بچے کے منہ میں نہیں گیا تو حرمت رضاعت ثابت نہیں اور نکاح جائز ہے وفي الشامية عن القنية امرأة كانت تعطى ثديها صبية و اشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي و لم يعلم ذلك الا من جهتها جاز لا بنها ان يتزوج بهذه الصبية الخ ص ۲۱۲ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ جٹی کہتی ہے کہ مجھے اپنی ہم شیر دانسی کہتی تھی کہ میں نے ایک دن اپنی ہم شیر مسماۃ کوثر کو دودھ دیا تھا لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نہ جانتی ہوں اس وقت مسماۃ کوثر فوت ہو گئی ہے آیا اس کا لڑکا مسمی غلام محمد شرمو مائی کی دوہتری کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے ایک بات اور بھی ہے جو جٹی کہتی ہے کہ چچا کی لڑکی کی سوکن ہوتی ہے درخواست کنندہ حلفیہ بیان دیتا ہے کہ مجھے کوئی یقین نہیں ہے اور شادی کرانے والا مسمی غلام محمد بھی کہتا ہے کہ مجھے کسی صاحبہ مسماۃ پر کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ میری جو پہلی بیوی ہے وہ مسماۃ کی لڑکی ہے اس لیے وہ سوکن کو منع کر رہی ہے؟

﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے اگر مسئلہ صورت میں شہادت شرعی موجود نہیں اور مسماۃ جٹی کے صدق پر بھی دل گواہی نہیں دیتا تو صرف جٹی کے قول سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی لہذا

اس مرد عورت کا آپس میں نکاح جائز ہے۔

(قال فی الہندیہ ولا یقبل فی الرضا ع الا شہادۃ رجلین اور رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط (الی ان قال) وان کان المخبر واحدا و وقع فی قلبہ أنه صادق فالأولی ان یتنزه و یاخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده و لا یجب علیہ ذلک کذا فی المحيط عالمگیریہ ص ۳۴۷ ج ۱ و فی الشامیۃ لکن قال فی البحر بعد ذلک ان ظاهر المتون انه لا یعمل بہ (ای بخبر الواحد) مطلقا فلیکن هو المعتمد فی المذهب قلت وهو ایضا ظاهر کلام کافی الحاکم الذی هو جمع کتب ظاہر الروایۃ و فرقی بینہ و بین قبول خبر الواحد بنجاسة الماء او اللحم فراجعہ من کتاب الاستحسان ص ۲۲۲ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ ففرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ محرم الحرام ۱۳۹۲

ثبوت رضا عت کے لیے حجتہ تامہ ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص کا نکاح اس کی ماموں زاد بہن کے ساتھ تقریباً دس سال پہلے منعقد ہوا ہے جس کے بطن سے اس وقت تین لڑکے پیدا ہو چکے ہیں اور تینوں بفضل اللہ تعالیٰ زندہ ہیں چند دنوں سے اس کے چچا نے کہا ہے کہ اس نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے مگر اس نے سنی سنائی بات نقل کی ہے آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نانی بھی اقرار کرتی ہے کہ واقعی میں نے اپنے نواسے کو دودھ پلایا تھا مگر اس کا کوئی مرد یا عورت عینی شاہد نہیں صرف افواہ ہے اور افواہ بھی خاصی مشہور ہے کیا اس کا اپنی بیوی کے ساتھ رہنا شرعاً درست ہے یا تفریق ضروری ہے اگر تفریق ضروری ہے تو اس کی کیا صورت ہوگی اور اولاد کس کے حوالے کی جائے گی؟

﴿ج﴾

ثبوت رضا عت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں خواہ قبل العقد ہو یا بعد العقد بہر کیف حجتہ تامہ ضروری ہے لہذا ایسے مرد اور عورت کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے البتہ اگر مرضعہ کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسے حالات میں بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جاوے۔

(قال فی الہندیۃ ص ۳۴۷ ج ۱ لا یقبل فی الرضا ع الا شہادۃ رجلین اور رجل و



امراتین عدول كذا فى المحيط (الى ان قال) وان كان المخبر واحدا ووقع فى قلبه انه صادق فالأولى ان يتنزه وياخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا يجب عليه ذلك كذا فى المحيط وكذا فى الشامية باب الرضا ع ص ۲۲۴ ج ۳ فقط والله تعالى اعلم  
 حرره محمد انور شاه غفر له نائب مفتى مدرسه قاسم العلوم  
 ۶ ذى القعدة ۱۳۹۲ھ

حرمت رضاعت کے لیے عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے



کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ نور محمد ولد شہا مند قوم بھی چاون پر پانچ آدمیوں نے گواہی دی ہے کہ ہم نے مہر صادق و سدان و خاوند بی بی زوجہ محمد صادق سے سنا ہے کہ بھئی نور محمد مذکور نے ہمراہ صابا و دھ پیا ہے اب صادق مر گیا ہے اور سیدان و خان بی بی نے انکار کر دیا ہے کہ ہم نے ان پانچ آدمیوں کو نور محمد کے بارے میں کچھ نہیں بتایا آنکھ سے کسی آدمی نے نہیں دیکھا خود زوجین انکاری ہیں شریعت کے رو سے کیا یہ رضاعت ثابت ہوگی یا نہ؟  
 بینواتو جروا۔



ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں ضروری ہیں اس کے بغیر ثبوت رضاع نہیں ہوتا بالخصوص جبکہ نکاح بھی ہو چکا ہے والرضاع حجتہ حجة المال وہی شهادة عدلین او عدل و عدلتین در مختار ص ۲۲۴ ج ۳ نیز رضاع میں شہادت بالتسامع بھی صحیح نہیں جب تک مشاہدہ شاہد نے نہ کیا ہو فقط سننے سے گواہی دس مسائل میں دی جاسکتی ہے جن کو فقہاء نے شمار کیا ہے رضاع ان میں سے نہیں ہے رضاع میں مشاہدہ کرنا ضروری ہے۔ ولا يشهد احد بما لا يعاينه بالا جماع الا فى عشرة الخ (در مختار) کتاب الشہادۃ نیز حسب اصل شاہد شہادت سے منکر ہو جائے تو فروع کی شہادت قابل قبول نہیں ہوگی۔ پس جب دونوں عورتیں جو اصل شمار کی حیثیت رکھتی ہیں منکر ہیں تو ان کے فروع کی شہادت بھی قابل قبول نہیں اس لیے بوجہ شہادت نہ ہونے کے نکاح کو صحیح سمجھا جاوے گا بشرطیکہ سوال مندرجہ بالا مطابق واقعہ ہو۔

محمد و عفا اللہ عنہ مفتی مدرسه قاسم العلوم ماسان شہر

حرمت رضاعت کے لیے دو عادل گواہ ہونا ضروری ہیں جو دودھ حلق میں اترنے کی گواہی دیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و محققین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ سعد بحالت بیماری ہفتہ جبکہ ایسا بے ہوش تھا کہ خود غذا کھانے پینے سے معذور تھا اور اسکی عمر صرف چار پانچ دن تھی حکیم نے کہا کہ والدہ کے سوا کوئی دوسری عورت پستان منہ میں دے کر پتہ کرے بچہ دودھ پیتا ہے یا نہ کیونکہ والدہ کا دودھ مضر صحت مریض ہے چنانچہ ہندہ نے اپنا پستان سعد کے منہ میں داخل کرنا چاہا مگر سعد نے منہ تک نہ کھولا فقط لبوں تک پستان رہا اور نہ پستان کو سعد نے چوسا نہ ہی ہندہ نے پستان سے دودھ نکال کر سعد کے منہ میں ڈالا کیا اندریں حالت سعد ہندہ کی خورد ہمشیرہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟

(۲) ہندہ اور شاہدین موقعہ مذکورہ بالا صورت کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۳) ہندہ کی خورد ہمشیرہ کے ساتھ سعد کا جس وقت خطبہ رسمی اور ملکی ادا کیا گیا اور ساتھ ہی برادری کی اور رسومات بھی ادا کی گئیں اس وقت کسی نے کسی قسم کا اعتراض یا شبہ نہ کیا اب برادری کے نزاع ہونے پر عرصہ چار سال کے بعد ذاتیات کی بناء پر جو شریک خطبہ تھے ان میں سے چند آدمی عوام کے رو برو دعوی رضاع کرتے ہیں کیا یہ دعوی رضاع قابل سماعت ہے؟

### ﴿ج﴾

رضاع کا ثبوت اس وقت ہوتا ہے جب دو گواہ عادل یہ گواہی دیں کہ ہم نے دیکھا ہے کہ دودھ لڑکے کے حلق سے نیچے یقیناً اتر گیا جب تک ایسے گواہ ثابت نہ کریں رضاع ثابت نہیں ہوتا اور نہ کوئی حرمت نکاح ثابت ہوتی ہے۔

فی الدر المختار

(فلو التقم الحلمة ولم يدر ادخل اللبن في حلقه ام لالم يحرم الخ و في الفتح لو دخلت الحلمة في في الصبي و شككت في الارتضاع فلا تثبت الحرمة بالشك الخ ص ۲۱۲ ج ۳ و قال في الدر المختار و الرضاع حجته حجة المال و هي شهادة عدلين او عدل و عدلتين الخ ص ۲۲۳ ج ۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

ثبوت رضاعت کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ فاضل نے ایک لڑکی سے شادی کی آٹھ ماہ گزر جانے کے بعد منکوحہ کی نانی نے انکشاف کیا کہ میں نے فاضل کو دودھ پلایا تھا تحقیق کی گئی ایک بھی گواہ نہ ملا جو یہ کہتا کہ واقعی فاضل نے دودھ پیا ہے حالانکہ فاضل کی شادی کے کپڑے وغیرہ خود نانی نے خریدے تھے اور اپنی اس بات کو سچا کرنے کی خاطر منکوحہ کی نانی نے جس نے فاضل کو دودھ پلانے کا دعویٰ کیا ہے اسی کے لڑکے نے قرآن اٹھالیا کہ واقعہ فاضل نے میری ماں کا دودھ پیا ہے حالانکہ قرآن اٹھانے والا فاضل سے چھوٹا ہے ایک بریلوی مولوی صاحب کو بلایا گیا تو بالامذکورہ صورت کے تحت انھوں نے فتویٰ دیا کہ لڑکی فاضل پر حرام ہے اب منکوحہ کے ہاں بچہ بھی ہے فاضل کو منکوحہ کی نانی پر کوئی اعتما نہیں؟ مینواتو جروا۔

﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے پس صورت مسئلہ میں اگر خاوند رضاعت کے قول کی تصدیق نہیں کرتا تو ایسے گواہوں کی شہادت ضروری ہے جو شرعاً معتبر ہوں صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں۔ اگر گواہ نہ ہو تو حرمت کا ثبوت نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۷ محرم ۱۳۹۵ھ

حرمت رضاعت کا دار و مدار بچی کے دودھ پینے پر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل صورت میں سیف اللہ کا نکاح نگہت حمیرا بی بی سے ہو سکتا ہے یا نہیں صورت یہ ہے بی بی غلام سیکنہ کے بیمار ہونے کی وجہ سے نگہت حمیراء نے عزیز بی بی کا پستان منہ میں لیا اگرچہ عزیز بی بی دو سال دودھ سے فارغ تھی اور اس کے سینہ میں کوئی دودھ نہ تھا اور محبوب خان کے بعد آج تک اس کو کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی سیف اللہ خان کا نکاح نگہت حمیرا سے ہوتا ہے کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

ثبوت حرمت رضاع اور عدم حرمت کا دار و مدار بچی کے دودھ پینے اور نہ پینے پر ہے۔ اگر بچی نے دودھ پیا ہے

اگر چہ ایک قطرہ ہی ہو تو حرمت ثابت ہے اور اگر دودھ نہیں پیا اس لیے کہ دودھ نہ تھا یا پینے کا یقین نہیں تو حرمت ثابت نہیں اور نکاح جائز ہے پس صورت مسئلہ میں تحقیق کی جاوے جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۱ صفر ۱۳۹۵ھ

اگر شرعاً رضاعت کا ثبوت ہے اور خاوند تسلیم کرتا ہے تو ان کے درمیان جدائی ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمیٰ مرید حسین کا نکاح پٹھانوں خاتون سے کیا گیا ہے لیکن بعد میں پتہ چلا ہے کہ مرید حسین کی نانی نے مسماۃ پٹھانی کو دودھ دیا تھا اور یہ بات مصدقہ ہو چکی ہے تو اب پٹھانی مرید حسین کی رضاعی خالہ ہوگی یعنی (والدہ کی ہمشیرہ) تو کیا مرید حسین کا اس کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا تو طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہیں ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے، رخصتی نہیں ہوئی۔

﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے رضاعت کا ثبوت موجود ہے اور خاوند اس کو تسلیم بھی کرتا ہے تو حرمت ثابت ہے اور اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس عورت سے علیحدگی اختیار کر لے یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

اگر کوئی رضاعت سے منکر ہو جائے تو پھر ثبوت ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے میری لڑکی مسماۃ ستان بی بی کو ایک شخص اللہ بخش نامی نے اغواء کر لیا حالانکہ اللہ بخش نے میرے ساتھ رضاعی طور پر دودھ پیا تھا میں نے ہر طرح سے کوشش کی مگر اس نے میری لڑکی مجھے واپس نہ کی اور اس نے مصنوعی طور پر نکاح پڑھا کر اسے گھر میں رکھ لیا اس وقت میری اغواء شدہ لڑکی سے کچھ لڑکے اور لڑکیاں ہیں کیا میری لڑکی اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا میری لڑکی اور اس کی اولاد اس کی جائیداد کی وارث بن سکتی ہے یا نہیں یا اللہ بخش نامی آدمی کا یہ فعل دائرہ انسانیت میں داخل ہے یا نہیں لہذا اپنے فتویٰ سے روشنی ڈالیں ایسے آدمی پر شریعت کی کیا حد ہے شرعی طور پر میں اس کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکتا ہوں یا نہیں؟



﴿ج﴾

اگر اللہ بخش رضا عت کا منکر ہے تو رضا عت کا ثبوت ضروری ہے اور ثبوت رضا عت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے اگر شرعاً رضاع ثابت ہو جائے تو حرمت ثابت ہو جائیگی اور نکاح حرام ہو جائیگا پہلے اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے بعد میں وراثت کے متعلق استفسار کیجیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

تحقیق کرنے کے بعد ثابت ہو جائے کہ

دودھ کا ایک قطرہ بھی منہ میں نہیں گیا تو رضا عت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ مکو مائی کی بیٹی مریداں مائی نے شیر خوارگی کے زمانہ میں بھراواں مائی کا پستان منہ میں لیا پستان کو منہ سے لگاتے ہی بھراواں نے اپنا پستان مریداں مائی کے منہ سے کھینچ لیا مریداں مائی نے صرف پستان منہ میں لیا دودھ کا گھونٹ نہیں پیا اب یہ لڑکی مریداں مائی جو ان ہے کیا اس کا نکاح بھراواں مائی کے بھائی غلام قاسم کے ساتھ جائز ہے یا نہیں تحقیق سے فتویٰ تحریر فرمائیں؟

﴿ج﴾

خوب تحقیق کی جاوے اگر واقعی مریداں مائی نے صرف پستان منہ میں لیا اور دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں پیا تو حرمت رضاع ثابت نہیں ہوگی اور نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۲ صفر ۱۳۹۳ھ

عورت کے انکار کے بعد خاوند بھی تصدیق نہیں کرتا

اور شہادت بھی نہیں ہے تو رضا عت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے زینب سے عقد نکاح کیا جبکہ زینب پہلے شادی شدہ تھی جب زید نے نکاح کیا تو اس وقت زینب کی لڑکی راشدہ تقریباً نو ماہ کی دودھ پینے والی اس کے ساتھ تھی عقد نکاح کے بعد

زینب کو دوسرے سال میں زید کے گھر لڑکی پیدا ہوئی پھر چار سال کے بعد دوسری لڑکی زید کے گھر زینب کو پیدا ہوئی اب اس دوسری لڑکی کی مدت رضاع میں زید کے چھ ماہ کے لڑکے نے جو کہ زید کی پہلی بیوی سے تھا اس دوسری لڑکی کے ساتھ دودھ پلانے کا شبہ ڈلوایا گیا تو زید نے اپنی عورت زینب سے تکرار کرتے ہوئے کہا کہ تو نے واقعی دودھ پلایا ہے یا نہیں تو زینب نے کہا کہ پلایا ہے تو زید نے کہا کہ حلف اٹھاؤ تو زینب نے جواب دیا جب حلف اٹھانے کا موقع ہو گا اس وقت حلف اٹھاؤ گی اب جب زید کا لڑکا پانچ سال کا ہوا تو اسی زینب نے خاوند زید کو کہا کہ تو اپنے لڑکے کا عقد نکاح میری پہلی لڑکی راشدہ کے ساتھ کر دے تو زید نے کہا کہ پہلے تو کہتی تھی کہ میں نے دودھ پلایا ہے اب کہتی ہے نکاح کر دے تو زینب نے کہا میں حلفاً کہتی ہوں کہ میں نے روتے ہوئے لڑکے کو اٹھایا اور پستان اس کے منہ میں دیا لیکن لڑکے نے دودھ نہیں پیا یہ بیان میں علماء کرام کے سامنے حلفاً کہنے کو تیار ہوں زید نے جو دو عورتیں موقع پر تھیں ان سے پوچھا تو وہ بھی کہتی ہیں کہ ہم نے لڑکا اٹھایا اور قمیض کے نیچے کیا ہوا دیکھا لیکن یہ نہیں دیکھا کہ لڑکے نے دودھ پیا یا نہیں اب زید یہ فتویٰ پوچھتا ہے کہ کیا میں اپنے اس لڑکے کے شبہ برضا ع کا عقد نکاح اپنی متبنی بیٹی راشدہ جو کہ زینب کو زوج متوفی سے تھی کر سکتا ہوں یا نہ؟ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

(قال فی شرح التنویر ص ۲۱۲ فلو التقم الحلمة ولم یدر أدخل اللبن فی حلقه أم لا لم یحرم لان فی المانع شکا و فی الشامیة عن القنیة امرأة كانت تعطی ثدیها صبیة و اشهر ذلک بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبین حین ألقت ثدی ولم یعلم ذلک الامن جہتها جاز لا بنہا أن یتزوج بهذه الصبیة الخ وقال فی العالمگیریہ ولا یقبل فی الرضا ع الا شهادة رجلین أو رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط (عالمگیریہ ص ۳۴۷) و ایضا فیہا و اذا أقرت المرأة أن هذا أبی من الرضا عة أو أخی من الرضا عة أو ابن أخی و أنکر الرجل ثم اکذبت المرأة نفسها وقالت أخطأت فتزوجها فالنکاح جائز (المی ان قال) و اذا قالت هذا ابنی رضا عا و أصرت علیه جازله أن یتزوجها لان الحرمة لیست لیها قالوا و به یفتی فی جمیع الوجوه کذا فی البحر الرائق)

ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ جب عورت نے دودھ پلانے سے انکار کر دیا ہے خاوند بھی اس کی تصدیق نہیں کرتا اور دودھ دیا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت دودھ پلانے کی بھی نہیں تو صورت مسئلہ میں لڑکے اور لڑکی کا نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دودھ کے وجود پر شاہد نہیں تو عورت کا قول معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ایک بی بی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی دوسری بی بی اس لڑکی کو روتے وقت اٹھا کر اپنی گود میں لے لیتی بعض بعض دفعہ اپنا پستان اس لڑکی کے منہ میں دے دیتی عورت کا بیان ہے کہ میرے پستان سے دودھ کبھی نہیں آیا اور اس کے خاوند کا بھی یہ بیان ہے اب اس عورت کا بھائی حقیقی اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کیا شرع شریف میں اس عورت کا بھائی اس لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے لڑکی ہمیشہ پستان چوس رہی ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

جب دودھ کے وجود پر کوئی شاہد موجود نہیں اور عورت خود کہتی ہے کہ دودھ کبھی نہیں آیا تو عورت کا قول معتبر ہوگا لہذا حرمت ثابت نہ ہوگی اور نکاح جائز ہوگا۔ (قال فی شرح التنویر ص ۲۱۲ ج ۳ فلو التقم الحلمة ولم يدر أدخل اللبن فی حلقه أم لالم يحرم لان فی المانع شکا وفی الشامیة عن القنیة امرأة كانت تعطی ثدیها صبیة و اشتھر ذلک بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبس حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلک الا من جهتها جاز لابنها أن یتزوج بهذه الصبیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ ناظم مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ شعبان ۱۴۱۲ھ

حرمت رضاعت میں صرف مرضعہ کا اقرار معتبر نہیں گواہان ضروری ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام فرید کا نکاح پانچ سال کی عمر میں حمیدہ جو کہ اس کی پھوپھی کی بیٹی ہے سے ہوا تھا اس وقت حمیدہ کی عمر چار سال کی تھی۔ یہ نکاح غلام فرید و حمیدہ کے والدین نے باہمی کر دیا تھا جس کی اب دونوں میاں بیوی کو کوئی یاد نہیں البتہ غلام فرید کے والدین کو چار سال ہوئے کہ وہ فوت ہو گئے غلام فرید کی چوبیس سال کی عمر میں حمیدہ سے شادی یعنی رخصتی ہوئی اور دونوں بصورت میاں بیوی وقت خوش اسلوبی سے گزارنے لگے شادی کے ڈیڑھ سال بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ غلام فرید نے اپنی دادی کا دودھ جب کہ غلام فرید کی عمر نو ماہ تھی دو ماہ

تقریباً پیا تھا محبت سے دادی نے غلام فرید کو دودھ پلایا تھا اور دادی ابھی زندہ ہے وہ اقرار بھی کرتی ہے کہ واقعی میں نے اس کو دودھ پلایا تھا اب جبکہ غلام فرید نے دادی کا دودھ پیا ہے تو اس کی پھوپھی غلام فرید کی رضاعی بہن بن گئی اس لیے اب چونکہ بات ظاہر ہوئی پھر مولوی صاحبان سے پوچھا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ غلام فرید کا نکاح حمیدہ سے نہیں ہو سکتا جو کچھ ہوا وہ غلط ہے اور آئندہ یہ دونوں علیحدہ ہو جائیں اس لیے آپ کی طرف رجوع کیا کہ آپ شرعی نقطہ نگاہ سے وضاحت کے ساتھ تحریر فرمادیں کہ واقعی نکاح ہوا ہے یا کہ نہیں اب غلام فرید کو کیا کرنا چاہیے۔ بینوا تو جروا۔

### ﴿ج﴾

مذکورہ صورت میں چونکہ صرف دادی غلام فرید کو دودھ پلانے کا اقرار کرتی ہے اس کے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہے لہذا صرف مرضعہ کے اقرار سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ (قال فی الہندیہ ص ۴۷ ج ۱ اولاً یقبل فی الرضا ع الا شہادۃ رجلین اور جل و امرأتین عدول)

البتہ اگر گواہ عادل موجود ہوں تو پھر تفریق واجب ہے۔ غلام مصطفیٰ رضوی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ رمضان ۱۳۹۳ھ

ثبوت رضاعت کے لیے دو مردوں کا گواہ ہونا ضروری ہے صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے کے ساتھ کرنا چاہتی ہے بھائی کہتا ہے کہ تم نے اس لڑکی کی پیدائش سے ۵ سال قبل اسی بچے کو جب یہ صرف ۲۴ دن کا تھا اور میری بیوی یعنی اس عورت کی بھابھی بیمار تھی رات کا وقت تھا کہیں دودھ میسر نہیں ہو سکتا تھا اور بچہ رو رہا تھا میں نے تمہیں دودھ پلانے کے لیے کہا تھا جس پر تم نے انکار کر دیا تھا مگر میرے اصرار پر تم نے ایک وقت اپنا دودھ پلایا تھا اس وجہ سے تمہاری کسی بھی لڑکی کا نکاح میرے اس لڑکے کے ساتھ نہیں ہو سکتا حالانکہ عورت حلفیہ اور قسمیہ کہتی ہے کہ جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے مجھے قطعاً یاد نہیں کہ میں نے دودھ پلایا ہوا اس وقت یہ عورت اس کا بھائی اور اس کی بیمار بھانج موجود تھے اور چوتھا آدمی کوئی نہیں تھا بھانج بھی کہتی ہے کہ مجھے پتہ نہیں کہ تم نے دودھ پلایا ہے یا نہیں اور نہ ہی اس عرصہ میں سال میں کبھی ذکر ہوا ہے کہ تم نے کبھی میرے بچے کو دودھ پلایا ہوا اگر کبھی پلایا ہوتا تو کبھی نہ کبھی ذکر ضرور چھڑتا۔

الغرض دونوں عورتیں دودھ پلانے سے انکاری ہیں صرف اور صرف بھائی کہتا ہے کہ مجھے یاد ہے کہ تم نے دودھ



پایا تھا کیا اس عورت کی بچی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ لڑکا بالغ ہے اور باپ کے دودھ پلانے کی بات کا انکار کرتا ہے اور وہ اس بارے میں تصدیق نہیں کرتا ہے؟

### ج

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں۔ بہر کیف حجت تامہ ضروری ہے لہذا صورت مسئلہ میں اس مرد عورت کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے۔

(قال فی الہندیہ لا یقبل فی الرضا ع الا شہادۃ رجلین أو رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط (الی ان قال) و ان کان المحبر واحدا و وقع فی قلبہ أنه صادق فالأولی ان ینسزہ و ینخذ بالشفۃ و جد الاخبار قبل العقد أو بعده ولا یجب علیہ ذلک کذا فی المحيط (عالمگیریہ ص ۳۴۷ ج ۱) و فی الشامیۃ ص ۲۲۲ ج ۳ لکن قال فی البحر بعد ذلک ان ظاہر المتون أنه لا یعمل بہ (ای بخبر الواحد) مطلقا فلیکن هو المعتمد فی المذہب قلت و هو ایضا ظاہر کلامہ کا فی الحاکم الذی هو جمع کتب ظاہر الروایۃ و فرق بینہ و بین قبول خبر الواحد بنجاسة المراء أو اللیحم فراجعہ من کتاب الاستحسان (رد المحتار باب الرضا ع ص ۲۲۲ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۹ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد گواہی دیں صرف عورتوں کی گواہی پر اعتبار نہ کیا جائے گا

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرے سے پہلے میری پھوپھی صاحبہ میرے بڑے بھائیوں کو دودھ پلا چکی تھیں میں پیدا ہوا تو انھوں نے مجھے بھی اپنا دودھ پلانا چاہا اور مجھے میری والدہ صاحبہ سے لے کر اپنی گود میں ڈال لیا اور جب انھوں نے دودھ پلانے کی کوشش کی تو والدہ صاحبہ نے مجھے فوراً چھین لیا اور ان کو ایسا کرنے سے منع بھی کیا اب خدا کو معلوم کہ میں نے ان کا دودھ پیا ہے یا نہیں جبکہ دیگر عورتیں یعنی دیکھنے والی یا سننے والی عورتیں بھی یہی کہتی ہیں کہ تم نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے میری منگنی میری پھوپھی کے ہاں ہوئی ہے اور منگنی کے بعد پتہ چلا کہ تم نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے لیکن میں نے سب عورتوں کے اصرار پر ایک دن یہی سوال اپنی پھوپھی صاحبہ سے کیا تو وہ صاف انکار کر گئیں انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے تم کو تمھاری والدہ سے لیا بھی تھا اور دودھ پلانے کا ارادہ بھی تھا لیکن

میں تم کو دودھ نہ پلا سکی کہ آپ کی امی جان نے روک دیا تھا اور وہ ان دوران بہت سی قسمیں بھی اٹھانے لگیں اس کے بعد ایک دن پھر میں نے اپنے والد صاحب سے ذکر کیا تو وہ صاف انکار کر گئے کہ تم نے دودھ نہیں پیا اور اگر امی جان سے دریافت کیا جائے اور کہا بھی گیا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ تم نے دودھ پیا ہے میں نے اس بات کا ذکر والد صاحب سے کیا تو وہ صاف مکر گئے کہ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ویسے ان کا خیال بھی یہی ہے کہ میں نے دودھ پیا ہے ویسے تمام ماموں اور دیگر احباب یہی کہتے ہیں کہ تم نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے لیکن اس کے برعکس دو آدمی ہیں جو صاف انکار کرتے ہیں کہ تم نے دودھ بالکل ہی نہیں پیا ایک تو والد صاحب اور دوسرے پھوپھی جان پھوپھی صاحبہ کی حالت تو یہ ہے کہ کئی بار قسمیں بھی اٹھا چکی ہیں اور قسمیں تو قسمیں وہ تو قرآن شریف اٹھانے پر تیار ہیں صرف اس بات پر کہ تم نے میرا دودھ نہیں پیا میرے دونوں بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے وہ شادی میری والدہ صاحبہ کی مرضی کے خلاف ہوئی اور والد صاحب کی من پسند ہوئی ہے والدہ صاحبہ کی مرضی دوسرے رشتہ داروں میں تھی لیکن والد صاحب چونکہ خود مختار ہیں تو انھوں نے اپنی من پسند کی اور والدہ صاحبہ کی من پسند پوری نہ ہوئی ان رشتوں کے متعلق ہمارے گھر میں ہر وقت یہی چہ میگوئیاں ہوتی تھیں لیکن اب مسئلہ نرم ہے کیونکہ والد کی عزت تقریباً ہر آدمی کرتا ہے جس کی وجہ سے ان کے منہ پر کوئی میرے متعلق کسی قسم کی بات نہیں کرتا اور اب چاروں طرف خاموشی ہے کہ دودھ نہیں پیا اور نکاح جائز ہوگا لیکن میں ان دونوں پارٹیوں کے فیصلے سے راضی نہیں ہوں برائے کرم آپ اس مسئلہ پر غور فرما کر کوئی فتویٰ تحریر کریں تاکہ مجھے تسلی ہو سکے میری شادی تھوڑے عرصے بعد ہونے والی ہے اگر نکاح جائز ہے تو کس صورت میں اور اگر نکاح ناجائز ہوگا تو کس صورت میں حالات بس یہی ہیں بینو اتو جروا

### ﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے پس صورت مسئلہ میں اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دیتی ہیں تو رضاع کا ثبوت ہو جائیگا اور نکاح جائز نہ ہوگا۔ صرف عورتوں کی شہادت کافی نہیں البتہ اگر ان عورتوں کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جاوے۔

(قال فی الہندیۃ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین او رجل و امرأتین کذا فی المحيط (الی ان قال) و ان کان المخبر واحدا و وقع فی قلبہ انه صادق فلا ولی ان یتنزه و یاخذ بالشقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا یجب علیہ ذلک کذا فی المحيط (عالمگیریہ ص ۲۲۷ ج ۱)

بہتر ہے آپ اس جگہ نکاح نہ کریں تمام عمر مشکوک نکاح کے ساتھ زندگی بسر کرنا درست نہیں۔

حررہ محمد انور شاہ مفتی نائب مفتی مدرسہ قائم العلوم

والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۱ شوال ۱۳۹۳ھ

عورت کے اقرار پر گواہی معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چند آدمی اور چند عورتیں شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ مسماۃ ہندہ ہمارے سامنے اقرار کرتی ہے کہ زید میرا رضاعی بیٹا ہے اور واقعی میں نے زید کو دودھ پلایا ہے تو اب کچھ مدت گزرنے کے بعد مسماۃ ہندہ سے زید کے رضاعی بیٹے ہونے کے حق میں پوچھا جاتا ہے تو مسماۃ ہندہ قسم اٹھا کر کہتی ہے زید اس کا رضاعی بیٹا نہیں اور نہ ہی میں نے زید کو دودھ پلایا ہے اور نہ ہی میں نے زید کے رضاعی بیٹا ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ بھی کہتی ہے کہ شاید ایسے جھوٹی شہادت دیتے ہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہندہ اب بھی کہتی ہے کہ زید اور میرا بیٹا جب دودھ پینے کی عمر میں تھے تو ایک بار اکٹھے سوئے پڑے تھے تو ہندہ کہتی ہے کہ اچانک زید رونے لگا تو میں فوراً اٹھی اور زید کو اٹھالیا اور یہ نہ خیال کیا یہ تو زید ہے اور اپنے سینے پر لٹالیا تو جب زید نے ادھر ادھر ہاتھ مارا اور پستان کو پکڑنے لگا تو میں فوراً چلائی اور افسوس کیا تو اسی وقت زید کو اپنے سینہ سے واپس ہٹالیا اور دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہ چوسنے دیا۔ رہا یہ کہ جو آدمی اور عورتیں زید کے یقیناً رضاعی بیٹے ہونے کی شہادت دیتے ہیں فی الحال وہ مسماۃ ہندہ کے مخالف بھی ہیں تو کیا اس صورت مذکورہ میں ازروئے شریعت زید ہندہ کا رضاعی بیٹا سمجھا جائیگا یا نہیں اور زید کا ہندہ کی بیٹی سے نکاح بھی ہو سکتا ہے یا نہیں مسماۃ ہندہ کے اقرار اور انکار والے شاہد زمانہ کے لحاظ سے متدین اور متشرع بھی ہیں لیکن ازروئے شریعت معتبر فی الشہادت شرائط ان شاہدوں میں نہیں پائے جاتے۔ مینو اتوجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں گواہان مذکور عورت کے اقرار پر گواہی دیتے ہیں نہ کہ نفس رضاع پر اس لیے شہادت سے فقط عورت کا اقرار ہی ثابت ہو گا نہ کہ رضاع اور اس اقرار کے بعد عورت انکاری ہے اس انکار لاحق سے اقرار سابق کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔

(کما فی الدر المختار کتاب الرضا ع ص ۲۲۳ ج ۳ وان أقرت المرأة بذلك (بالرضاع) ثم اکذبت نفسها و قالت أخطأت و تزوجها جاز کما لو تزوجها قبل ان تکذب نفسها و ان أصرت علیه لأن الحرمة لیست اليها قالوا و به یفتی فی جمیع الوجوه قال الشامی (قوله فی جمیع الوجوه) ای سواء أقرت قبل العقد أولا و سواء أصرت علیه أولا الخ) عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ عورت مذکورہ خود اس لڑکے سے نکاح کر سکتی ہے اور اس کا اقرار سابق حرمت ابدی پیدا نہیں کر سکتا ہے ثبوت رضاع کے لیے شہادت کاملہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو



عورتوں کا ہونا ضروری ہے۔ در مختار ص ۲۲۴ ج ۳ میں ہے: 'الرضاع حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل و عدلتين ظاہر مذهب شہادہ'۔ ثبوت رضاع کے لیے ضروری ہے۔ کما هو مصرح في الشامي بقوله لكن قال في البحر بعد ذلك ان ظاهر المتون أنه لا يعمل به (بخبر الواحد) مطلقاً فليكن هو المعتمد في المذهب قلت وهو ايضا ظاهر كلام كافى الحاكم الذي هو جمع كتب ظاهر الرواية اس لیے یہ نکاح درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ

جب تک دودھ حلق میں اترنا ثابت نہ ہو رضاعت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بچی کی والدہ اس کی پیدائش کے چند دن بعد فوت ہو گئی تھی اس کی دادی نے جو کہ سن یا س کو پہنچ چکی تھی لڑکی کو اپنے سینے سے لگائے رکھا صرف اس لیے کہ رونے سے آرام کر جائے حقیقت میں لڑکی دودھ دوسری عورت کا پیتی تھی اس کی دادی کے سینے میں کوئی رطوبت قسم دودھ یا پانی اس عرصہ یا بعد میں ظاہر نہیں ہوا تھا لیکن رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں یہ سوال پیدا ہو گیا ہے کہ آیا اتنی عمر میں خشک سینہ چوسنے میں بھی کوئی اثر یا حکم رضاعت کا عائد ہوتا ہے یعنی وہ بھی اپنے عم یا عمہ کے لڑکے کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہ اسی شک کی بنا پر استفسار کیا جاتا ہے کہ حکم شرع شریف کیا ہے لڑکی کی دادی اب فوت ہو گئی ہے بارہا اس بات کا اظہار کیا تھا کہ اس کے منہ میں کوئی رطوبت از قسم دودھ یا پانی کبھی ظاہر نہیں ہوا اور گھر کی دوسری مستورات اب بھی متوفیہ کے ایک بیان کی شہادت دیتی ہیں۔

﴿ج﴾

مذکورہ صورت میں حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صورت مسئلہ میں جائز ہے جب تک دودھ یا رطوبت کا حلق سے نیچے اترنا ثابت نہ ہو حرمت نہیں پیدا ہوتی۔

البحر الرائق ص ۳۸۷ ج ۳ پر ہے لو ادخلت امرأة حليمة ثديها في فم رضيع ولا يدري

ادخل اللبن في حلقه أم لا لا يحرم النكاح لأن في المانع شكاً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم  
۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ



اگر دو گواہ ہیں تو نکاح فاسد اور اگر طرفین تصدیق کریں  
تو نکاح فاسد ورنہ رضاعت ثابت نہ ہوگی

### س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ درویش محمد نے ایک سال کی عمر میں محمد حیات کے ہمراہ اس کی والدہ کا دودھ پیا بلوغت کے بعد لاعلمی کی حالت میں درویش محمد نے محمد حیات کی چھوٹی ہمشیر سے عقد نکاح کر لیا کیا نکاح درست ہے یا نہیں؟ (۲) عقد مذکور کے بعد منکوحہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو تا حال شیر خوار ہے بصورت فسخ لڑکی کی ولایت اور پرورش طرفین میں سے کس کے سپرد ہوگی نیز لڑکی کا نسب ثابت ہوگا یا ولد الزنا تصور ہوگی (۳) دوران عقد میں خاوند اور بیوی کے تعلقات زنا سے تعبیر کیے جائیں گے یا شبہ بالزنا سے بصورت اول اس کا کوئی کفارہ بھی ہے (۴) کیا بصورت فسخ عقد منکوحہ تمام رشتہ داروں کی رضامندی سے درویش محمد کے کسی الگ مکان میں رہائش رکھ سکتی ہے بشرطیکہ فریقین کی جانب سے کسی قسم کی بدامنی کا خدشہ نہ ہو بشرط جواز رہائش منکوحہ نفقہ کی حقدار ہے یا نہ؟

### ج

کئی صورتیں ہیں (۱) دودھ پینے کا ثبوت دو عادل گواہوں کی گواہی سے ہے تو نکاح فاسد ہے۔ (۲) اگر طرفین رضاعت کی تصدیق کرتے ہیں تو نکاح فاسد ہے۔ (۳) اگر گواہ نہ ہوں اور زوجین بھی تصدیق نہ کریں بلکہ رضاع سے منکر ہیں تو نکاح بحالہ قائم ہے ازواجی تعلقات باقاعدہ رکھے جاسکتے ہیں البتہ بطور احتیاط علیحدگی اختیار کر لیں تو وہ اور بات ہے (۴) زوجہ رضاع مذکور کو نہیں تسلیم کرتی مگر زوج تسلیم کرتا ہے تو نکاح فاسد ہے مہر ادا کرنا ہوگا۔ (۵) زوج انکاری ہے مگر زوجہ تسلیم کرتی ہے کہ واقعی میرا زوج میری والدہ کا رضاعی لڑکا ہے تو زوج کو حلف دے سکتی ہے اگر حلف اٹھالے تو اس کے ساتھ رہ سکتی ہے ورنہ نہیں اور نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے صورت مسئلہ میں ان میں سے جو کوئی صورت ہو اس کے مطابق حکم نافذ کیا جاوے یا جو ہو پھر مجھے لکھا جاوے تاکہ میں حکم تحریر کر دوں اگر بالفرض وہ صورت فساد نکاح کی صورت ہے تو باقی سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں (۱) لڑکی ثابت النسب ہوگی یہ شخص اس کا باپ شرعاً ہوگا اس کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہوگا جب تک کسی دوسرے گھر میں نکاح نہ کرے خرچ وغیرہ اس کا بذمہ والد ہوگا بڑی ہونے پر والد کو دے دی جائیگی (۲) اس دوران میں مباشرت بوجہ شبہ نکاح ہونے کے زنا نہیں ہوگا اور گناہ نہیں نہ کفارہ لازم ہے چونکہ لاعلمی میں ہوا ہے (۳) جوان عورت کو اس طرح مجبوس رکھنا اچھا نہیں ہے اس کو زبان سے طلاق دے کر یا یہ کہہ کر کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے اختیار دیا جاوے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کر لے پھر نفقہ کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ فیما واللہ تعالیٰ اعلم

ثبوت رضاعت کے لیے گواہی حجت تامہ ضروری ہے صرف عورت کا قول معتبر نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ منیر احمد ولد کریم بخش کا اللہ وسایا کی دختر مسماة آمنہ از بطن مسماة شرماں زوجہ دوم رشتہ طے ہو چکا ہے اللہ وسایا مذکور کی زوجہ اول منیر احمد کی حقیقی ہم شیر ہے بوقت منگنی مسماة آمنہ بی بی سوکن مسماة ہم شیر منیر احمد سے رو برو گواہان معلوم کیا گیا کہ اس نے کبھی مسماة آمنہ کو تو دودھ نہیں پلایا اس نے صاف انکار کیا تب منگنی عمل میں آئی اب کسی کے انگلیت پر دو سال بعد مسماة کہتی ہے کہ اس نے آمنہ کو دودھ پلایا تھا جبکہ دودھ پلانے کا کوئی گواہ تک نہیں ہے اللہ وسایا اس بات سے انکاری ہے تو کیا اس صورت میں منیر احمد کا نکاح آمنہ بی بی سے ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں لہذا ایسے مرد اور عورت کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے البتہ اگر مرضعہ کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جائے مگر گنجائش ہے۔

(قال فی الہندیہ ص ۳۷ ج ۳ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین أو رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط (الی ان قال) و ان کان المنخبر واحدا و وقع فی قلبہ انہ صادق لانا زلی ان یتنزه و یاخذ بالثقة و جد الاخبار قبل العقد او بعده ولا یجب علیہ ذلک کذا فی المحيط)

صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال جب مرضعہ کے صدق پر دل گواہی نہیں دیتا اور شرعی شہادت بھی موجود نہیں تو رضاع ثابت نہیں اور نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

نائب مفتی قاسم العلوم ملتان ۱۵ شعبان ۱۴۰۰ھ

ان مذکورہ صورتوں کی بناء پر حرمت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میری والدہ نے میرے ماموں کے لڑکے محمد یسین کو دودھ پلایا تھا اور

محمد یسین کی والدہ نے میرے بھائی کو دودھ پلایا تھا اب میرا بھائی فوت ہو چکا ہے محمد یسین کا ایک بھائی نذر حسین ہے اور تین ہم شیر گان ہیں جن کے لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔

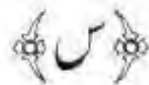
- (۱) کیا نذر حسین کی لڑکیوں کو میرے سے پردہ کرنا ضروری ہے۔
- (۲) کیا محمد یسین شاہ کی ہم شیر کی لڑکیوں کو میرے سے پردہ کرنا ضروری ہے۔
- (۳) کیا میری ہم شیر کو نذر حسین سے پردہ کرنا ضروری ہے۔



صورت مسئلہ میں شرعاً تمام صورتوں میں پردہ ضروری ہے اور رضاع کی حرمت ان پانچوں صورتوں میں ثابت نہیں خود محمد یسین آپ کا رضاعی بھائی ہے اور اس کے لیے رضاعت کے احکام بھی ثابت ہیں اسی طرح آپ کے جس متوفی بھائی نے محمد یسین کی والدہ کا دودھ پیا ہے وہ محمد یسین کی ہم شیر گان کا رضاعی بھائی ہے اور ان کے لیے پردہ ضروری نہ تھا لیکن آپ کے ساتھ محمد یسین کی ہم شیر گان وغیرہ کا کوئی رشتہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۳ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

رضاع میں اگر شک ہو تو رضاعت ثابت نہیں ہوتی



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں ایک عورت بیٹھ کر اپنی لڑکی کو ایک طرف والے پستان سے دودھ پلا رہی تھی ایک لڑکا اس کا خواہر زادہ کھیلتا ہوا آیا اپنی خالہ کے دوسری طرف والے پستان کو منہ میں لے لیا عورت کو پتہ لگا فوراً اس کو پستان سے ہٹا دیا پھر اس لڑکے سے پوچھا کیا تم نے دودھ پیا ہے یا نہ بیٹھا تھا یا کڑوا دہ بولا کہ نہیں پھر وہ لڑکا چلا گیا۔ لڑکے کی عمر تقریباً ۳ سال تھی کیونکہ یہ لڑکا اس لڑکی سے عمر میں دو سال بڑا ہے اور لڑکی کی عمر دودھ پیتے وقت ایک سال کی تھی بہر حال احتمال ہے کہ لڑکے نے دودھ پیا ہو یقین بالکل نہیں ہے وہ مرضعہ اس کی خالہ بیان کرتی ہے کیونکہ اس وقت کوئی آدمی موجود نہیں تھا جو کہ اس کو ملاحظہ کرتا ہاں ایک مرد تھا مگر وہ بھی اپنے کام میں مشغول تھا۔ اب دریافت کیا جا رہا ہے کہ اس صورت مسئلہ میں رضاع ثابت ہے یا نہ دوسری صورت میں یہ لڑکا اپنی خالہ کی اس لڑکی یا دوسری لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ (۲) مدت رضاع میں امام صاحب اور صاحبین کا جو اختلاف ہے جناب کی تحقیق کے موافق ترجیح کس قول کو ہے؟ (۳) صرف مرضعہ بیان کرتی ہے کہ میں نے بچہ کو دودھ دیا ہے یا سوائے مرضعہ کے دو تین عورتیں اور بھی کہتی ہیں کہ واقعی اس نے اس بچہ کو دودھ دیا ہے کیا اس صورت میں رضاع ثابت ہو جاتا ہے۔

## ﴿ج﴾

صورت مذکورہ فی سوال میں رضاع ثابت نہیں ہے ایک تو رضاعت میں شک ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ تین برس کی عمر ہو تو امام صاحب اور صاحبین کا اتفاق ہے کہ اس عمر میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ یہ اور بات ہے کہ ترجیح مدت رضاع کے مسئلہ میں صاحبین کے قول کو دی جاتی ہے جیسا کہ سوال میں اس کا ذکر ہے اور علامہ شامی نے البحر الرائق سے نقل کر کے صاحبین کے مذہب کو ترجیح دی ہے لیکن تین برس کا بچہ اگر دودھ پی لے تو اس میں حرمت رضاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(در مختار ص ۲۱۱ ج ۳) (ویشیت التحريم في المدة فقط) اس پر شامی نے لکھا ہے (اما بعد ہا فانہ لا یوجب التحريم) اور تین برس مدت کا قول نہ امام صاحب کا ہے اور نہ صاحبین کا نیز اس صورت میں تو یقین بھی نہیں ہے کہ واقعی بچہ نے دودھ پی لیا ہے بلکہ محض شک ہے اور محض چھاتی منہ میں آنے سے رضاع ثابت نہیں ہوتا۔

در مختار ج ۳ ص ۲۱۲ میں ہے (ان علم و صولہ لجوفہ من فمہ أو أنفہ لا غیر فلو التقم الحلمة ولم يدرأ دخل اللبن في حلقه أم لالم يحرم لأن في المانع شكاً والواجبة اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے وفي الفتح لو أدخلت الحلمة في في الصبي و شكك في الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك) قال صاحب الدر المختار ص ۲۲۳ ج ۳ والرضاع حجة حجة المال وهي شهادة عدلين أو عدل و عدلتين۔ عدلتين میں اگر خود مرضعہ بھی ہو اس کو بھی شامل ہے۔ کما قال العلامة الشامي فقط والله تعالى اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ثبوت رضاعت کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے اپنے بھتیجے کو دودھ پلایا اس کی لڑکی کی شادی اس کے اسی بھتیجے سے ہو گئی حالانکہ عورت کہتی رہی کہ میں نے اپنے اس بھتیجے کو دودھ پلایا ہے کسی نے اس کی نہ سنی اور لڑکی لڑکا جو کہ بقول عورت رضاعی بہن بھائی ہیں کی شادی کرادی اب لڑکی کا ایک بچہ بھی ہو گیا بعض آدمی کہتے ہیں کہ کوئی گواہ نہیں لیکن بھانج بھانجی اس نے بھتیجے کو دودھ پلایا بھائی بھی شاید جان بوجھ کر انکاری ہے ایسی صورت میں کیا حرمت کے لیے عورت کا کہنا کافی نہیں ہے؟



## ﴿ج﴾

ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں البتہ اگر مرضعہ کے صدق پر دل گواہی دے تو اس سے احتراز کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۷ شوال ۱۳۹۶ھ  
اگر دودھ پلانے والی عورت صادقہ ہے اور خاوند کو بھی اس کی بات پر یقین ہے تو خاوند اس عورت کو طلاق دے کر اپنے گھر سے علیحدہ کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۵ شوال ۱۳۹۶ھ

اپنی اولاد کے دھوکہ میں دودھ پلانے سے بھی عورت کا رضاعی بیٹا بن گیا  
اس لیے اس کی اولاد سے نکاح حرام ہے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے اپنے دیور کے لڑکے کو اس مغالطے میں اپنا دودھ پلایا ہے کہ میں اپنی بچی کو دودھ پلا رہی ہوں چند گھنٹے پلانے کے بعد جب بچے کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بچی نہیں بلکہ دیور کا لڑکا ہے جبکہ ان دونوں بچوں کے والدین نے ان کو ایک دوسرے سے عقد کے لیے منسوب کیا ہے۔ اب بچی کی والدہ کا کہنا ہے کہ یہ میری بھول یا غلطی ہے۔ اس سے رضاع ثابت نہیں ہوتی اور بطور دلیل کہتی ہے کہ جب روزہ دار بھول کر کھاپی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح میری اس بھول سے رضاع ثابت نہیں ہوتی لہذا عقد جائز ہے اگر عقد نہ کیا گیا تو میں قطع تعلق کر لوں گی اور لڑکے کے والدین کہتے ہیں کہ رضاع ثابت ہو چکی ہے اس لیے عقد نہیں ہوتا۔ نیز مسئلہ مذکورہ میں رضاع کے علاوہ قطع تعلقی کا بھی اندیشہ پیش ہے بینوا تو جروا۔

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں شرعاً رضاع ثابت ہے اور اس لڑکی اور لڑکے کا آپس میں نکاح جائز نہیں اور اس میں قطع تعلقی نہیں بلکہ یہ لڑکا رضاعی بیٹا بن گیا ہے اور لڑکی اس کی رضاعی بہن ہے جس لیے آپس میں نکاح حرام ہو گیا۔  
(لحدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد اسحاق غفرلہ  
۸ محرم ۱۳۹۶ھ

اگر ایک قطرہ دودھ بھی چلا گیا منہ میں تو رضاعت ثابت ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا مسمی بنام مسعود احمد نے حالت بیماری بچپن میں ایک عورت کا دودھ پیا اور فوراً قئی کر دیا اب یہ فرمائیں کہ اس عورت دودھ پلانے والی کی چھوٹی بہن کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

ایک قطرہ دودھ کا بھی جب لڑکے کے حلق میں اتر گیا تو حرمت ثابت ہوگئی لہذا مسعود احمد کا نکاح دودھ پلانے والی کی بہن سے درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شواہد نہیں ہیں تو ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ زینب کی بیماری کی وجہ سے مسماۃ خیری نے زینب کی لڑکی مسماۃ سکینہ کو اٹھا کر مسماۃ واول کے پاس لے آئی مسماۃ واول کے پاس لے آئے مسماۃ واول کسی تقریب یا ویسے برادری کو ملنے آئی تھی اس کا گھر دور ہے تو مسماۃ خیری نے سکینہ مسماۃ واول کو دے دی اس کی والدہ بیمار ہے اس کو دودھ دیدے اس وقت ایک شخص پیدل خان اتفاقی آ جاتا ہے اور اس کا گھر دور اور ان کا غیر جانبدار ہے اور کہتا ہے کہ دودھ بغیر اجازت خاوند کے دینا درست نہیں پھر تم رشتے کیسے کرو گی تو عورتوں نے پرواہ نہ کی۔ مسماۃ سکینہ کو مسماۃ واول نے دودھ دے دیا اور کسی پر ظاہر نہ کیا غلام نبی والد سکینہ نے اس لڑکی کا رشتہ مسمی عیسے خان خاوند واول کو برادری کے سامنے دعائے خیر کہہ دی تو مسماۃ واول زوجہ عیسے اپنے چچا حاجی غلام محمد کو کہتی ہے کہ میں نے اس لڑکی کو دودھ دیا تھا اور مسمی پیدل خان جو بوقت دودھ دینے کے موجود تھا غلام نبی والد سکینہ کو کہتا ہے کہ میرے سامنے عیسے کی زوجہ واول نے سکینہ کو دودھ دیا تھا اور مسماۃ خیری بھی موجود تھی تو اس خبر کے موصول پر غلام نبی کپڑے لینا چھوڑ دیتا ہے عیسے سے اور پیدل خان اپنے گھر واولا کرتا ہے کہ انھوں نے ناجائز رشتہ کیا ہے پیدل خان لڑکا امام بخش اور اس کا بھانجا کرم بخش پیدل خان کی زبانی شہادت دیتے ہیں اب لڑکی جو ان ہوگئی ہے مسمی عیسے رشتہ مانگتا ہے اس کا والد فتویٰ شرعی طلب کرتا ہے پیدل خان اور مسماۃ خیری فوت ہو چکے ہیں مسماۃ واول دودھ پلانے والی موجود ہے پیدل خان کی شہادت کے گواہ

اس کا بیٹا اور بھانجا اور غلام نبی والد سکنہ موجودہ ہیں اتنا عرصہ تک رضاع کی اطلاع نہ ہونا اور عورتوں نے اس وقت ظاہر نہ کیا یہ اس بناء پر ہے کہ اس بستی کے لوگ اس قسم کے ہیں کہ گزشتہ مہینہ میں انھوں نے ایک رشتہ کیا ہے تو جس لڑکے کو رشتہ دیا گیا ہے اس نے شرارت کرتے ہوئے جو عورت سالی بنی ہوئی ہے گالیاں بکنا شروع کر دیں تو ساس کہتی ہے کہ اس کو دودھ حیا بھی نہیں آتی تو لڑکے کے والد نے کہا کہ دودھ کیا بولی کہ میں نے اس کو دودھ دیا تھا تو لڑکے کے والد نے کہا مسئلہ پوچھیں گے اگر جائز ہو تو ٹھیک ورنہ رشتہ نہیں کریں گے تو ساس اور خسر لڑکے سے کیا کہتے ہیں کہ مسئلہ کیوں پوچھتا ہے آپس کا معاملہ ہے کر دیں گے ہو جائیگا کون اعتراض کر سکتا ہے غرضیکہ انھوں نے رضاع کو کچھ نہیں سمجھا جنھوں کو خبر تھی اطلاع کر دی نکاح ہونے والا ہے صرف فتویٰ مطلوب ہے لہذا صورت مسئلہ کے بارہ میں فتویٰ شرعی ارسال فرمایا جاوے۔ بینواتو جروا؟



بسم اللہ الرحمن الرحیم... صورت مسئلہ میں نصاب شہادت ایک مرد پیدل خان اور دو عورتیں مسماۃ خیری اور مسماۃ واول مرضعہ چونکہ پہلے موجود تھیں اور اب صرف ایک مرضعہ واول موجود ہے باقی پیدل خان اور خیری فوت ہو گئی ہے اور جن لوگوں کو انھوں نے اطلاع دی تھی اگر ان کو انھوں نے اپنی شہادت پر شاہد نہ بنایا ہو تب فی الحال نصاب شہادت موجود نہیں ہے لہذا ایک عورت کی شہادت سے حرمت ثابت نہیں ہو سکتی ہاں اگر مسماۃ سکنہ کو بعد از بلوغ اس ایک مرد اور دو عورتوں نے رضاع کی شہادت دی ہو یا مسماۃ سکنہ اب اس ایک عورت کی بات کی تصدیق کرتی ہے تو اس صورت میں اس کے لیے مسمیٰ مذکور سے نکاح کرنا ناجائز ہوگا ورنہ جائز ہوگا ویسے چونکہ ابھی تک ان کے مابین نکاح نہیں ہوا ہے اس لیے اس نکاح سے احتراز کرنا بہر حال اولیٰ اور بہتر ہے اور احتیاط کے مطابق ہے۔

(کما قال فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۲۲۵ ج ۳) (ولو شهد

عندھا عدلان علی الرضاع بینھما أو طلاقھا ثلاثا وھو یجحد ثم ماتا أو غابا قبل الشھادة

عند القاضی لا یسعھا المقام معه ولا قتلہ به یفتی ولا التزوج بالآخر الخ)

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ رجب ۱۳۸۵ھ

رضا عت ثابت نہیں ہے نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماة ت اور مسماة و دو سگی بہنیں ہیں۔ مسماة و کی دختر ع کی پیدائش کے وقت مسماة و بیمار ہو گئی اور مسماة ت نے مسماة ع دختر و کو اپنی دختر م کے ساتھ دودھ پلایا کیا مسماة م دختر ت کا نکاح مسمی ج پسر و کے ساتھ جائز ہے اور مسمی فیاض پسر و کا نکاح ہمراہ مسماة ب دختر ع جائز ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں دونوں نکاح جائز ہیں۔ (کذا فی کتب الفقہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۸ شعبان ۱۳۱۹ھ

اپنے بیان سابقہ سے روگردانی کی بناء پر رضا عت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان وشرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بوڑھی جس کے پستانوں میں دودھ آنا ختم ہو چکا تھا وہ اپنے شیر خوار نواسے کو مدت رضاع میں اپنے پستانوں سے بطور بہلانے کے لگاتی رہی اور اس کے منہ میں پستان دیتی رہی کچھ دنوں کے بعد اپنے بیٹے سے کہا کہ میرے نواسے سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کرنا کیونکہ میں نے دودھ پلایا ہے اب وہ بوڑھی کہتی ہے کہ میں نے کسی ناراضگی اور ضد کی بناء پر کہا تھا کہ اس کے ساتھ بیٹی کا نکاح نہ کرنا اب میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ مجھے دودھ بالکل نہ آتا تھا ایک دفعہ میرے پستانوں میں کچھ تحرک ہوا اور میں نے فوراً پستان نکال کر تین بار نچوڑا تو تیسری بار معمولی سا پانی نمودار ہوا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عورت کے نواسے سے اس کی پوتی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ لڑکی مذکورہ کا عقد نکاح لڑکے مذکور سے درست ہے جبکہ عورت مذکورہ نے اپنے بیان اول سے رجوع کر لیا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ محمد اسحاق نائب مفتی قاسم العلوم ملتان



احتیاط اس میں ہے کہ ان کے درمیان نکاح نہ کیا جائے جبکہ وہ عورت پہلے دودھ پلانے کا اقرار کر چکی ہے اور روک چکی ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب تک شرعی شہود نہ ہوں رضاعت ثابت نہیں ہوتی عورتوں کی گواہی معتبر نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی اس کی والدہ فوت ہو گئی اس کے بعد اس لڑکی کو اس کی پھوپھی صاحبہ نے دودھ پلانا شروع کر دیا ۶ مہینے پھوپھی نے دودھ پلایا اس کے بعد لڑکی دادی کے پاس رہی دادی لڑکی کو ادھر ادھر سے دودھ مانگ کر پلاتی رہی اور دودھ اپنا بھی گواہوں کے مطابق پلاتی رہی جو کچھ اس کے پستانوں سے نکلتا تھا چاہے دودھ ہو یا پانی اس وقت اس کی عمر ۷ سال کی تھی اور گواہ صرف تین عورتیں ہیں مگر ان سے قسم کا مطالبہ کیا تو انھوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اب اس لڑکی کا چچا زاد بھائی کے ساتھ نکاح ہو گیا اس وقت سارے شریک تھے کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ ایسا معاملہ ہے نکاح نہ کرنا اب وہ مخالف ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ نکاح جائز نہیں اب یہ پوچھنا ہے کہ نکاح جائز ہے یا ناجائز اور اس وقت ان گواہوں کی عمر چھوٹی تھی اب وہ بالغ ہو گئے ہیں اور اس کی دادی کی عمر کی ایک بوڑھی عورت اب بھی موجود ہے وہ کہتی ہے کہ میں نے اس کی دادی سے پوچھا جو تمھاری بہو مر گئی ہے تو تمھاری پوتی کس طرح پل رہی ہے اس نے کہا کہ کیا کریں غریب ہیں کہیں نہ کہیں سے دودھ مانگ کر پلاتی ہوں؟

﴿ج﴾

جب تک کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں نیکوکار گواہی نہ دیں اس وقت تک اس نکاح میں کوئی شرعی رکاوٹ پیدا نہیں ہو سکتی عورتوں کی گواہی اس بارے میں مقبول نہیں ہے لہذا یہ نکاح جائز ہے درمختار ص ۲۲۴ ج ۳ میں ہے

(والرضاع حجتہ حجة المال وہی شهادة عدلین او عدل و عدلتین) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ

رضاعت ثابت نہیں ہے نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اب ہندہ کے ساتھ پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے اب ہندہ مذکورہ سابقہ بیٹی کو دودھ پلاتی رہی اب زید کی پہلی گھروالی سے ایک لڑکا ہے کیا اب اس ہندہ کی لڑکی جو کہ پہلے شوہر سے ہے جو دودھ زید کی موطوۃ ہونے کی حالت میں پیتی رہی زید کی پہلی گھروالی کے بیٹے سے اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

زید کے لڑکے کا نکاح لڑکی مذکورہ سے درست ہے۔ فقط واللہ اعلم  
محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
زید کی موطوۃ ہونے کی حالت میں دودھ پلانے سے زید کے لڑکے کے ساتھ لڑکی کا رشتہ رضاع ثابت نہیں ہوتا  
لہذا نکاح جائز ہے۔

الجواب صحیح حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ذی الحج ۱۳۹۶ھ

ثبوت رضاعت کے لیے حجتہ تامہ ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کا لڑکا ہے اور ایک دوسری عورت جس کی لڑکی ہے کچھ عرصہ کے بعد دوسری عورت کی لڑکی نے لڑکے کی والدہ کا دودھ پیا ہے لڑکا اپنی والدہ کا دودھ پہلے پی چکا تھا۔ اور لڑکی نے کئی سال بعد مدت رضاعت کے اندر پھر لڑکے کی والدہ کا دودھ پیا ہے لڑکے اور لڑکی نے بیک وقت اکٹھے دودھ نہیں پیا۔ اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ اس لڑکی اور لڑکے کا آپس میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر نکاح جائز نہیں ہے تو جو لوگ اس نکاح کو جائز سمجھ کر نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

نوٹ: اس وقت مرضعہ اپنے لڑکے کے نکاح کی خاطر اس لڑکی کے دودھ پلانے سے انکاری ہے مگر گواہ موجود ہیں اور دودھ پلانے کا واقعہ پہلے سے لوگوں میں مشہور ہے اور برادری کے لوگوں کو بھی علم ہے بینوا تو جبروا

## ﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی شہادت ضروری ہے۔

(قال فی الہندیہ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین اور رجل و امرأتین عدول کذا فی المسحیط) (عالمگیریہ ص ۳۴۷ ج ۱) پس صورت مسئلہ میں اگر دو معتمد گواہ جو شرعاً معتبر ہوں یہ گواہی دیدیں کہ ہم نے اس عورت کو اس لڑکی کو دودھ پلاتے دیکھا ہے تو رضاع کا ثبوت ہو جائیگا اور نکاح حرام ہوگا۔ باقی دونوں بچے اکٹھے کسی عورت کا دودھ پی لیں یا اکٹھے نہ ہوں بہر حال حرمت رضاعت کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں ہے حجۃ تامہ ضروری ہے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی عورت نے بیان کیا کہ میں نے اپنا دودھ دوہ کر دیا تھا دودھ کو ایک لڑکی لے گئی اس نے دودھ کسی لڑکی کو پلا دیا اس بیان پر کسی مرد یا عورت کی شہادت نہیں ہے کیا عورت مذکورہ کے بیان کو معتبر جان کر رضاعت ثابت کی جائے گی یا نہ۔ بینوا تو جروا؟

## ﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں۔ لہذا صورت مسئلہ میں رضاع ثابت نہیں البتہ اگر مرضعہ کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جاوے مگر گنجائش ہے۔

(قال فی الہندیہ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین اور رجل و امرأتین عدول کذا فی المسحیط) (الی ان قال) و ان کان المخبر و احدا و وقع فی قلبہ انہ صادق فالأولی ان یتنزه و یاخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد أو بعده ولا یجب علیہ ذلک کذا فی المسحیط) (عالمگیریہ ص ۳۴۷ ج ۱) و فی الشامیہ ص ۲۲۴ ج ۳ لکن قال فی البحر بعد ذلک ان ظاہر المتون انہ لا یعمل بہ (ای بخبر الواحد) مطلقاً فلیکن هو المعتمد فی

المذهب قلت وهو ايضاً ظاهر كلام كافى الحاكم الذى هو جمع كتب ظاهر الرواية و  
فرق بينه وبين قبول خبر الواحد بنجاسة الماء او اللحم فراجعه من كتاب الاستحسان  
(رد المحتار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۴ محرم ۱۳۹۱ھ

اگر ثبوت رضاعت میں شہود باوجود علم نکاح کے خاموش رہے تو بعد میں شہادت..... مردود ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد عمر موچی ساکن نیکانی کا شرعی نکاح مسماۃ عائشہ کے ساتھ مسماۃ  
عائشہ کے والد مسمی عمر ولد احمد نے آج سے تقریباً چودہ سال پہلے کر دیا تھا اور قانون کے لحاظ سے کتاب رجسٹر میں درج  
شدہ نکاح ۹ ماہ سے اسی عمر ولد احمد نے کر دیا اور نکاح کے وقت غلام حیدر ولد احمد کلیم نذیر حاجی غلام فرید فیض محمد خان  
موجود تھے نکاح کی رسم حافظ احمد بخش نے ادا کی۔ غلام حیدر اولاد احمد اگرچہ مجمع میں موجود تھا لیکن بروقت قریب اس  
لیے نہ آیا کہ وہ کہتا تھا کہ جب تک محمد عمر زوجہ عائشہ کو پندرہ سو روپیہ اور پندرہ قلعے زمین پیش نہ کرے تب تک میں  
شریک نکاح نہیں ہو سکتا واضح رہے کہ غلام حیدر مسماۃ عائشہ کا چچا ہے۔ بایں ہمہ غلام حیدر کے بھائی عمر ولد احمد نے لڑکی  
کا نکاح محمد عمر موچی کے ساتھ کتابی صورت میں کر دیا ہے اور یہی لڑکی عائشہ پوری چھ ماہ محمد عمر کے پاس رہی جب نکاح  
ہو چکا تو عائشہ بی بی کے دادا احمد نے مبارک باد پیش کی اور خوشی کا اظہار کیا جیسا کہ نصب شدہ کاغذات کے گواہی میں  
گویا شرعی نکاح کے وقت سے لے کر کتابی نکاح کے چھ ماہ بعد تک نہ تو کسی نے رضاع اور حرمت کا مسئلہ چھیڑا نہ کسی  
نے اس قسم کے شبہ کا اظہار کیا جب عائشہ بی بی کا چچا اپنی زمین اور رقم اور تبادلہ میں ناکام ہوا تو اس نے چودہ سال چھ ماہ  
کے بعد دعویٰ کیا کہ عائشہ کا زوج مسمی عمر عائشہ بی بی کا رضاعی ماموں بنتا ہے اس لیے سرے سے نکاح ہی نہیں بنتا۔

عمر موچی نے ہر چند کہا اگر ایسا معاملہ تھا تو تم مجھے اس وقت اطلاع دیتے یہ ساری تمھاری سازش ہے بالآخر  
فیصلہ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب کے پاس گیا ان کے سامنے وہی غلام حیدر بطور مدعی کے پیش ہوا حضرت مفتی  
صاحب نے حسب ذیل گواہان کی گواہیاں لیں۔

(۱)..... قادر بخش ولد حامد خان جس نے گواہی دی کہ میں نے رضاع کے متعلق مدعی غلام حیدر اور مسماۃ نکھو بو اور

مسماۃ جندائی سے سنا ہے اور مسمی احمد جو کہ عائشہ کا دادا ہے اس سے سنا ہے..... خلاصہ یہ کہ اس کی گواہی سماعی ہے چشم  
دید نہیں۔



(۲) ... مسکمی احمد عائشہ جس نے گواہی دی کہ عائشہ نے محمد عمر کی بہن کا دودھ پیا تھا اور میں نے پچشم خود دیکھا تھا اور اس وقت عائشہ بی بی کی عمر نو ماہ کی تھی۔

واضح رہے کہ یہاں محمد عمر کی بہن انکار کرتی ہے اور گواہی دیتی ہے کہ میں نے مسماۃ عائشہ کو دودھ نہیں پلایا اور جس وقت کے متعلق میری طرف منسوب کیا جا رہا ہے اس وقت تک میں اپنی نسب لڑکی کا دودھ چھڑا چکی تھی۔ اور وہ پانچ سال کی عمر کی ہو چکی تھی۔ اس قسم کی گواہی صوفی قادر بخش موچی نے بھی دی ہے۔

نوٹ: ہم نے بارہا کہا کہ حضرت مفتی صاحب علماں بی بی سے بھی پوچھ لیں مگر انہوں نے اس کی گواہی ترک فرمادی۔

(۳) ... محمد معین ولد اللہ دتہ موچی ساکن ٹبی قیصرانی جس نے گواہی دی کہ میں نے پچشم خود دیکھا ہے کہ علماں نے مسماۃ عائشہ کو دودھ پلایا ہے اور اس وقت عائشہ بی بی کی عمر نو ماہ تھی۔ واضح رہے کہ یہ گواہ مذہباً شیعہ ہے۔

(۴) ... مسماۃ جندائی دختر محمد موچی جس نے گواہی دی کہ میں نے دیکھا کہ مسماۃ علماں عائشہ کو دودھ پلا رہی تھی اس کے سینے میں دودھ تھا یا نہ یہ مجھے یاد نہیں۔ ویسے لڑکی کو نیند آ گئی تھی عائشہ کی عمر ۸ ماہ تھی۔ واضح رہے کہ جندائی بی بی نے عمر ۸ ماہ بتائی ہے اور محمد حسین نے عمر ۹ ماہ بتائی تھی اور رضیہ کے متعلق کہتی ہے کہ اس کو نیند آ گئی تھی مسماۃ علماں کے سینے میں دودھ کے ہونے یا نہ ہونے کے متعلق لاعلمی کا اظہار کرتی ہے

(۵) ... مسماۃ بھارو دختر علی موچی جس نے گواہی دی کہ مسماۃ علماں نے میرے سامنے یہ کہا کہ میری نسب لڑکی دو سال کی ہے اور میں نے پچشم خود دیکھا تھا کہ وہ دودھ پلا رہی تھی واضح رہے کہ بوقت نکاح یہ شاہدہ بھی موجود تھی مگر اس نے رضاع کا ذکر نہیں کیا۔

(۶) ... مسماۃ بکھو دختر علی موچی اس نے بھی اپنی بہن کی طرح گواہی دی فرق صرف یہ ہے کہ یہ کہتی ہے کہ علماں دودھ پلانے کا مطالبہ کرتی تھی۔

واضح رہے کہ یہ وہی عورت ہے کہ جس نے چار سو روپیہ عائشہ بی بی سے اس بدلے لیا ہوا تھا کہ عمر موچی سے چھوٹ جائے تو اپنے لڑکوں کے ساتھ شادی کر لے گی رہا یہ کہ مسماۃ عائشہ کے دادا کی مہار کہا د پر گواہی اس کے ساتھ جمعہ ولد اللہ بخش اور مسماۃ سداں دختر احمد موچی کی درج شدہ ہے اندریں حالات مفتی صاحب نے اس کا رضاع برقرار رکھتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ نکاح سابقہ ناجائز ہے اور زوجین کے درمیان تفریق ضروری ہے اس بناء پر مسماۃ عائشہ مسکمی محمد عمر کو جدا کر دیا گیا محمد عمر نے فیصلہ علماء کے آگے پیش کیا علماء نے کہا کہ فیصلے میں شک ہے اس لیے دریافت طلب امر یہ ہے کہ براہ کرم اس معاملے کو غور سے مطالعہ کر کے حکم صادر فرمایا جائے کہ کیا محمد عمر موچی کا نکاح مسماۃ عائشہ کے ساتھ باقی ہے یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم رضاع میں شہادت دینی انھی گواہوں پر واجب ہوا کرتی ہے اگر گواہ باوجود اس علم کے کہ نکاح فلاں عورت سے ہوا ہے اور یہ آپس میں تعلقات رکھے ہوئے ہیں حالانکہ ان کا نکاح بوجہ حرمت رضاع درست نہیں اور پھر بھی یہ گواہ خاموش رہیں اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی شہادت دیں تو ان کی شہادت مردود ہوگی اور شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

صورت مسئلہ میں ان گواہوں کو اگر یہ علم تھا کہ یہ چھ ماہ سے ازدواجی تعلقات قائم کیے ہوئے ہیں اور وہ خاموش رہے ہوں تو ان کی شہادت مردود ہوگی ہاں ایسے دو مرد قابل اعتماد یا ایک مرد اور دو عورتیں قابل اعتماد جن کو ان کے نکاح و رخصتی کا علم نہ ہو یا انھوں نے علم ہوتے ہی حرمت رضاع کا اعلان کر دیا ہو تو ان کی شہادت قبول ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ ذوالقعد ۱۳۸۷ھ

دودھ کا پستان سے بچے کے پیٹ میں اترنا یقینی ہو تو رضاعت ثابت ہوگی

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے ایک بچے کو دودھ پلایا وہ عورت اس بچے کی رضاعی ماں تھی اور وہ عورت اس وقت بیوہ تھی اور تقریباً بارہ سال کے بعد وہ عورت اتفاقاً ایک چھوٹی لڑکی کو ڈاکٹر کے پاس لے جا رہی تھی وہ بچی راستہ میں رونے لگی اور اس عورت نے اس بچی کو بھی اپنا پستان منہ میں دے دیا تھا کہ وہ بچی خاموش ہو جائے یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ اس عورت کی عمر تقریباً ساٹھ سال کے قریب تھی یہ خدا کو معلوم کہ کچھ دودھ وغیرہ بھی نکالتا یا نہیں اب یہ بتائیں کہ اس لڑکے اور اس لڑکی کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں آپ مہربانی فرما کر اس مسئلے کی پوری پوری وضاحت فرمادیں عین شفقت ہوگی۔

## ﴿ج﴾

اگر یہ یقین ہو کہ اس عورت کے پستانوں میں اس وقت دودھ تھا اور یہ بھی یقین ہو کہ بچے کے منہ میں دودھ چلا بھی گیا ہے تو پھر حرمت ہوگی اگر یقین نہیں تو محض شک کی بناء پر حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ محرم ۱۳۹۰ھ

رضاعت کے ثبوت کے بعد نکاح کا توڑنا واجب ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اللہ ڈیوایا نے دودھ پیا ہے مائی بھراواں کا پھر اللہ و سایا نے بلوغت کے بعد شادی کی لڑکی فتح مائی پیدا ہوئی اللہ و سایا نے مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بھراواں مائی کے بھائی پیر بخش کو دیدی شادی ہو جانے کے بعد مسئلہ معلوم ہوا اور فتح مائی کو حمل بھی ہے کیا یہ نکاح ہوا اور اگر نہیں ہوا تو جو بچہ پیدا ہوگا تو اس کی نسبت کس کی طرف ہوگی؟

﴿ج﴾

صورتہ مسئلہ میں یہ نکاح ناجائز ہوا ہے حکومت اور اہل اسلام کو لازم ہے کہ ان کے درمیان جدائی کر دیں خود خاوند پر بھی لازم ہے کہ وہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا ہے اگر خاوند نہیں چھوڑتا تو عدالت نکاح ختم کر دے کیونکہ یہ نکاح رضاعی بھانجے کی لڑکی سے ہوا ہے جس طرح حقیقی بھانجے کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہے اسی طرح رضاعی بھانجے کی لڑکی سے بھی نکاح ناجائز ہے باقی چونکہ یہ نکاح جہالت میں ہوا ہے اور حمل بھی ہو گیا ہے جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نسب پیر بخش سے ثابت ہوگا۔ (و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں البتہ بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ زید کی دو بیویاں ہیں زید کی ایک بیوی سے جو ان لڑکا ہے زید اپنی دوسری بیوی کی سوتیلی بہن سے اپنے بیٹے کا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ زید کی دوسری بیوی کہتی ہے کہ میں نے اپنی چھوٹی بہن کو بچپن میں دودھ بھی پلایا ہے کیا شرعاً یہ نکاح جائز ہے حالانکہ دوسری بیوی کے گواہ بھی کوئی نہیں آج تک دوسری بیوی نے گھر کے کسی فرد کے سامنے ظاہر نہیں کیا کہ میں نے اپنی سوتیلی بہن کو دودھ پلایا ہے اب جب نکاح کرانے کے لیے زید نے کہا تو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دوسری بیوی کہتی ہے کہ میں نے اپنی سوتیلی بہن کو دودھ پلایا ہے تفصیل سے مسئلہ واضح فرمادیں؟

## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم... ثبوت رضاعت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف مرضعہ کا قول معتبر نہیں لہذا ان کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے البتہ اگر مرضعہ کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جائے مگر گنجائش ہے۔

(قال فی الہندیہ ص ۳۴۷ ج ۱ لا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین أو رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط) (الی ان قال) وان کان السخبر واحدا و وقع فی قلبہ أنه صادق فالأولی أن یتنزه و یأخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد أو بعده ولا یجب علیہ ذلک کذا فی المحيط) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

حاکم اگر مرضعہ کی تصدیق کرتا ہے تو نکاح درست نہیں ہے ورنہ صحیح ہے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عائشہ بی بی اپنے گھر میں نیند میں تھی کہ اس کو پاس سوئی ہوئی عورت اس کی بہن زینب نے جگایا کہ تمھاری بچی رو رہی ہے مگر عائشہ نے بجائے اپنی بچی آمنہ کے اپنی بہن زینب کے سوئے ہوئے نیند والے بچے زید کو اپنے سینہ پر لگا کر نیند والے بچے کے منہ میں اپنا پستان دبانا شروع کیا تو زینب نے جلدی سے اپنی بہن عائشہ کو اچھی طرح بیدار کیا کہ تمھاری بچی تو ابھی تک رو رہی ہے تم نے شاید میرے بیٹے کو دودھ پلانا شروع کیا ہے تو اس سے عائشہ نے بیدار ہو کر اس کے بچے کو فوراً ہٹا دیا مگر عائشہ مرضعہ کہتی ہے کہ مجھے قطعاً یہ محسوس نہیں ہوا کہ اس بچے نے میرے پستانوں کو اپنے منہ میں لیا یا نہیں کیونکہ بے خبری میں نیند والے بچے کو بزور منہ میں پستان دبا رہی تھی بچے کا چوسنا تو درکنار منہ میں لینا بھی محسوس نہ ہوسکا عائشہ مرضعہ کا بیان ختم ہوا۔ جناب اس واقعہ سے بھی پہلے اس زید اور آمنہ کی منگنی ہو رہی تھی چنانچہ اس کے متعلق بھی مذکورہ عالموں نے وہی مثل سابق فتویٰ دیا ہے جناب عالی نوازش فرما کر اس مسئلہ کے متعلق بھی اپنے دلائل واضحہ سے دل کو تسکین بخش کر ثواب دارین حاصل کریں؟

## ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم... اگر وہ شخص جس سے منگنی ہوئی ہے مرضعہ کی تصدیق کرتا ہے پھر تو رضاع ثابت ہے اور نکاح جائز نہیں لیکن اگر شخص مذکور رضاع کا منکر ہے تو ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت



ضروری ہے۔ صرف مضعہ کا قول معتبر نہیں لہذا ایسے مرد و عورت کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے البتہ اگر مضعہ کے صدق پر دل گواہی دیتا ہے تو ایسی حالت میں بہتر ہے کہ نکاح نہ کیا جائے مگر گنجائش ہے۔

(قال فی الہندیۃ ص ۲۴۷ ج ۱ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین أو رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط (الی ان قال) وان کان المخبر واحدا و وقع فی قلبہ انہ صادق فالأولی أن یتنزه و یاخذ بالثقة و جد الاخبار قبل العقد او بعده ولا یجب علیہ ذلک کذا فی المحيط)

غرضیکہ قضاء جواز تو اس طرح نکل آئیگا لیکن دیانتہ مشکل ہے اگر عورت معتدل اور ثقہ ہو۔

(۲) جب تک پیٹ میں دودھ پہنچنے کا یقین نہ ہو جائے حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی۔

(قال فی شرح التنویر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر أدخل اللبن فی حلقہ أم لا لم یحرم لأن فی الممانع شکا و فی الشامیۃ معزیا الی الفتح لو أدخلت الحلمۃ فی فی الصبی و شکت فی الارتضاع لا ثبت الحرمة بالشک الخ) الدر المختار مع الشامی ص ۲۱۲ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف دو عورتوں کا قول معتبر نہیں ہے حجتہ تامہ ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل کے متعلق کہ مسمیٰ فضل احمد ولد میر احمد کا یہ دعویٰ ہے کہ بچپن میں میری بیٹی محمد جان اس کی عمر صرف ایک ماہ کی تھی میری بہن حسن جان کے پستان سے دودھ دو ماہ تک پیتی رہی ہے مسماۃ مذکورہ مضعہ کی گود میں اس وقت اس کا فرزند الف دین دودھ پی رہا تھا خدا کی شان میری ہمشیر حسن کا پہلا بڑا فرزند گل دین بھی موجود تھا جب یہ لوگ بالغ ہو گئے تو میری بیٹی محمد جان کو گل دین اغواء کر کے کوئٹہ بلوچستان کے علاقہ میں لے گیا وہاں جا کر اس نے کسی امام مسجد سے اپنا نکاح منعقد کرا لیا یہ واقعہ ڈھائی سال سے چالو ہے اب وہ شخص بلوچستان سے واپس اپنے علاقے میں چلا آیا ہے واقف کار لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں مدعی فضل احمد کے گواہ دو عورتیں ہیں ایک کا نام ختم نور ہے دوسری کا نام مصرف جان ہے یہ چشم دید گواہ ہیں اس کے برعکس مدعی علیہ گل دین اور مسماۃ محمد جان کی والدہ مضعہ اس رضاعت سے منکرہ ہے وہ کہتی ہے کہ میرا دودھ کبھی مسماۃ محمد جان نے نہیں پیا نہ میں نے اسے دودھ پلایا ہے یہ میرا لکھائی فضل احمد اپنے دعویٰ میں کاذب ہے ایسی صورت حال

کی موجودگی میں جناب عالی سے یہ فتویٰ طلب کیا جاتا ہے کہ جب مرضعہ انکاری ہے اور مدعی اپنا دعویٰ رضاعت دو عورتوں کی شہادت سے ثابت کرنا چاہتا ہے تو مسئلہ شرعی کیا ہے اور اس معاملہ میں اسلام کے قانون کا فیصلہ کتابی دلائل سے تحریر فرمادیں؟

### ﴿ج﴾

ثبوت رضاع کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے صرف دو عورتوں کا قول معتبر نہیں..... لہذا صورت مسئلہ میں صرف دو عورتوں کی شہادت سے ثبوت رضاع نہیں ہوتا۔

(قال فی الہندیہ ۳۴۷ ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین أو رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ شوال ۱۳۸۹ھ

صرف دادی کے اقرار سے رضاعت ثابت نہ ہوگی حجتہ تامہ ضروری ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا جس کی دو دادیاں ہیں یعنی اس کے دادا کی دو بیویاں تھیں اس لڑکے کا حقیقی دادی کے لڑکے کی لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا جب لڑکا اور لڑکی جوان ہوئے تو اس لڑکے کی حقیقی دادی نے کہا کہ میں نے اپنی دوہتری کے منہ میں دو مہینے کے دوران میں پستان دیا تھا لیکن میرے پستان اس وقت خشک تھے دودھ ان میں نہیں تھا تو کیا اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح آپس میں جائز و صحیح ہے یا نہیں لیکن لڑکی کے پیٹ میں کچھ جانے کا شبہ ہے۔ بینوا تو جروا

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جب تک دو گواہ عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس بات کی گواہ موجود نہ ہوں کہ اس دوہتری نے ہمارے سامنے دادی کا دودھ پیا اس وقت تک صرف دادی کے کہنے سے کہ میں نے اپنی دوہتری کے منہ میں پستان دیا ہے یا یہ کہے کہ دودھ پلایا ہے حرمتہ رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صحیح و قائم رہے گا البتہ اگر لڑکے کو دادی کے کہنے پر اعتماد ہو صحیح تسلیم کرتا ہو کہ واقعی اس نے دودھ پلایا ہے تو یہ بہتر ہے کہ اس لڑکی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۳ھ

حرمۃ رضاعت کے لیے ایک مرد کی گواہی قابل قبول نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بکر اور فاطمہ نے مسماۃ ہندہ کا دودھ پیا ہے یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں۔ ان دونوں کا نکاح آپس میں جائز نہیں اور ہندہ بکر کو دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے اور حلف کے لیے تیار ہے نیز بکر اور فاطمہ کی عمر میں تقریباً تین سال کا فرق بھی ہے اور زید اپنے دعویٰ کو سچ ثابت بھی نہیں کر سکا تو کیا اس صورت میں بکر اور فاطمہ کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

شرعاً ثبوت حرمت رضاعت کے لیے دو عادل گواہ مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کا ہونا ضروری ہے لہذا صورت مسئلہ میں جبکہ ایک شخص گواہ ہے تو اس کے دعویٰ و گواہی سے بکر و فاطمہ کے مابین حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی تو بکر و فاطمہ کا نکاح شرعاً جائز ہے عالمگیری ص ۳۴۷ ج ۱ میں ہے۔ (ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین أو رجل و امرأتین عدول کذا فی المحيط) لیکن صورت مسئلہ میں اگر زید عادل اور پابند شریعت شخص ہے اور اس کی بات نکاح کرنے والوں کے دل کو لگتی ہے تو ان کا آپس میں نکاح نہ کرنا اولیٰ ہے۔ (عالمگیری ص ۳۴۷ ج ۱ پر ہے و ان کان المخبر واحدا و وقع انہ صادق فالأولی ان یتنزه الخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۸۳ھ

صرف پستانوں سے لگانے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ صاحب خاتون کی لڑکی پیدا ہوئی صاحب خاتون لڑکی پیدا ہونے سے گیارہ دن بعد فوت ہو گئی اور لڑکی کو پالنے کے لیے لڑکی کی مامی لے گئی اس وقت لڑکی کی مامی جان چار ماہ کی حاملہ تھی لڑکی کو مامی نے گئی مرتبہ اپنے پستان سے لگایا اب لڑکی جوان ہو گئی ہے لڑکی کی مامی اپنے بھائی کے ساتھ لڑکی کا نکاح کرنا چاہتی ہے اس لیے جناب سے صلاح لینا ہے کہ لڑکی کی مامی اپنے بھائی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا کہ نہیں جناب مہربانی فرما کر ہمیں تسلی بخش جواب دیں کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

اگر مامی نے اس لڑکی کو صرف پستان سے کئی مرتبہ لگایا ہے اور اس کے پستان میں دودھ وغیرہ بالکل نہیں تھا اور نہ لڑکی کے حلق میں مامی کے پستانوں سے کچھ اترتا ہے تو پھر حرمت رضاع ثابت نہیں اور اس لڑکی کا نکاح اس مامی کے بھائی کے ساتھ جائز ہے اور اگر دودھ یا کسی قسم کا پانی لڑکی کے منہ میں اترتا ہے تو پھر نکاح ناجائز ہے۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ شوال ۱۳۸۳ھ

## صرف وہم سے رضاعت ثابت نہ ہوگی

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بوڑھی عورت جس کا دودھ خشک ہو چکا ہے اس نے ایک بچی شیر خوار بچی کو بہلانے کے لیے اپنے پستان منہ میں دیدیے اور بچی نے غیر معلوم چسکے لگائے جن کی تعداد معلوم نہیں دودھ خشک ہو چکا تھا لیکن احتمال ہے کہ شاید آ بھی گیا ہو تو آیا اس احتمال کی صورت کے اندر رضاع ثابت ہوگی یا نہ بینواتو جروا۔

## ﴿ج﴾

اگر اس بات کا یقین ہے کہ پستان میں دودھ وغیرہ بالکل نہیں ہے تو پھر صرف وہم سے حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی اور اگر یقین نہیں ہے تو پھر حرمت دینا بوجہ احتیاط کے ثابت ہے اگر بچہ چسکے لگا چکا ہے۔

(قال فی العالمگیریہ ص ۳۴۲ المرأة اذا جعلت ثديها فی فم الصبی ولا تعرف

أمص اللبن أم لا ففی القضاء لا تثبت الحرمة بالشک و فی الاحتیاط تثبت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ صفر ۱۳۸۵ھ

جب تک گواہ شرعی نہ ہو دودھ پینے پر تو صرف بچے کو پستانوں سے لگانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

## ﴿س﴾

بیان حلفی زینت بی بی زوجہ ملک قادر بخش قوم بھٹہ سکنہ چاہ بابوشاہ والا میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ مسماۃ صاحب

خاتون زوجہ محمد علی بقضائے الہی فوت ہو گئی جس وقت وہ فوت ہوئی تو اس کے وارثان والد نے لڑکی کو میرے حوالے کر



دیا میری شادی کو عرصہ ۱۵-۱۴ سال ہو چکے تھے اور میرے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی میں لا ولد تھی محبت و خواہش سے اولاد نہ ہیا ہوئی تو میں نے اٹھالی لڑکی کے والد وارثان نے کہا تم اٹھالو کیونکہ تمھاری اولاد نہیں ہم نے یہ لڑکی تم کو خدا کے نام پر بخش دی ہے میں نے لڑکی کو اس کی والدہ کے فوت ہونے سے تین یوم بعد اٹھایا عورتوں کے کہنے پر میں نے اس کو چھاتی پستان سے لگایا اور یہ عمل دو تین مرتبہ کیا یہ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ اس وقت میرا دودھ نہیں تھا اور نہیں دودھ آیا میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ میں نے جب لڑکی مذکورہ کو اٹھایا تو مجھے اپنے حمل ہونے کا علم نہیں تھا لیکن سات ماہ بعد میرے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس واقعہ مذکورہ بالا پر تحریر موجود ہے اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ مسماۃ زینب بی بی اپنی پروردہ لڑکی مسماۃ مختیار بی بی کو اپنے بھائی کے نکاح میں دینا چاہتی ہے کیا یہ نکاح اپنے بھائی کو دے سکتی ہے اور اس کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں یہ کہ لڑکی مسماۃ مختیار بی بی کا والد عرصہ چار پانچ سال سے فوت ہو چکا ہے اور لڑکی کے بھائی موجود ہیں لیکن جیسے لڑکی مذکورہ مسماۃ زینب بی بی نے اٹھائی اس کے والد کے بھائیوں نے کبھی ایک کوڑی یا کسی قسم کا کپڑا یا دوائی وغیرہ پروردہ لڑکی کے لیے نہیں دی۔ ملک قادر بخش لڑکی مذکورہ کا حقیقی ماموں ہے اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ نکاح کی متولی مسماۃ زینب بی بی ہو سکتی ہے کہ ملک قادر بخش ہو سکتا ہے یا کہ لڑکی کے بھائی ہوتے ہیں اور لڑکی مذکورہ بالغ ہے پھر یہ کہ لڑکی کا خرچہ ملک قادر بخش و زینب بی بی پیدائش سے لے کر آج تک کر رہے ہیں اب اگر متولی لڑکی کے بھائی بنے تو مسماۃ زینب بی بی کو حق پلائی و پروردگی ملنا چاہیے یا نہیں؟



صورت مسئلہ میں اگر اس لڑکی نے مسماۃ زینب بی بی کا دودھ نہیں پیا کیونکہ دودھ اس کے پستانوں میں نہیں تھا تو محض چھاتی سے لگانے اور منہ میں پستان دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور اس لڑکی کا نکاح مسماۃ زینب بی بی کے بھائی سے جائز ہوگا البتہ اگر دو گواہ عادل مرد یا ایک مرد و دو عورتیں اس بات کی گواہی دے دیں کہ مسماۃ زینب بی بی کا دودھ اس لڑکی نے پیا ہے تو یہ حرمت رضاعت ثابت ہوگی اور یہ نکاح جائز نہیں ہوگا اگر یہ لڑکی بالغ ہے تو وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بند و احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دودھ کا پیٹ میں پہنچنا یقینی ہو صرف شک سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شیر خوار لڑکی کی والدہ نے دوسری عورت کے شیر خوار لڑکے کا منہ اپنے پستان سے لگایا کہ آیا یہ اپنی حقیقی ماں اور مجھ میں تمیز کر سکتا ہے یا نہ جو نہی لڑکی کی والدہ نے اپنے پستان سے لڑکے کا منہ لگایا منع کرنے پر فوراً اپنے پستان کو دور کر لیا عین اس وقت اس کی اپنی لڑکی جو دودھ نہیں پی رہی تھی اس کے منہ لگتے ہیں دودھ منہ میں چلا گیا ہو۔ اب جبکہ پستان کو منہ تو ضرور لگا ہے مگر منہ میں دودھ جانے کا یقین نہیں کیونکہ منہ لگتے ہی فی الفور پیچھے ہٹا لیا گیا اب ہمارا ارادہ ان کے مابین نکاح کا ہے۔ براہ کرم فتویٰ صادر فرما کر ہماری رہنمائی فرما دیں کہ حسب بالا ان کا نکاح بروئے شرع شریف آپس میں جائز ہے یا نہیں مہربانی ہوگی، بینواتو جروا۔

﴿ج﴾

چونکہ حرمت رضاعت کے لیے بچے کے پیٹ میں دودھ کا پہنچنا ضروری ہے اس لیے جب تک بچے کے پیٹ میں دودھ پہنچنے کا یقین نہ ہو محض شک کی بناء پر حرمت رضاعت نہیں ہوتی۔

(قوله هو مص (الرضیع) من ثدی ادمیة فی وقت مخصوص) الدر المختار ص ۲۰۹ ج ۲  
الدر المختار ص ۲۱۲ ج ۳ میں ہے (فلو التقم الحلمة ولم یدر أدخل اللبن فی حلقه أم لا لم یحرم لان فی المانع شکا ولو الجیة و فی رد المحتار تحت هذا القول و فی الفتح لو أدخلت الحلمة فی فی الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشک الخ)

لہذا صورت مسئلہ میں جب دودھ کے بچے کے پیٹ میں پہنچنے کا یقین نہیں محض منہ میں پستان دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی شرعاً اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح آپس میں جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محض شبہ کی بناء پر حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین دریں صورت کہ محمد رمضان کی بہن نسبی (من جانب الوالد) کی ایک رضاعی بیٹی ہے کیا وہ لڑکی یعنی رضاعی بیٹی اب رمضان کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ پہلے رمضان کی

بہن نے اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکی کو دودھ پلایا ہے لیکن بعد میں اس عورت کو دودھ پلانے میں شبہ ہوا کہ اس لڑکی کو پلایا ہے یا نہیں اور لڑکی کو دودھ پلانے پر کوئی شاہد نہیں ہے لیکن اس سے اقرار پر شاہد ہیں؟

### ﴿ج﴾

چونکہ رضاع کے ثبوت کے لیے دو عادل گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا شرعاً ضروری ہے اس لیے صورت مسئلہ میں اگر محمد رمضان کی بہن دودھ پلانے کا اقرار کرتی ہے اور شہادت بھی دیتی ہے تب بھی قضاء رضاع ثابت نہ ہوتی اور جبکہ اس عورت کو اس لڑکی کو دودھ پلانے میں شبہ ہے تو رضاعت کے ثبوت کی کوئی وجہ نہیں البتہ اگر محمد رمضان کی ہمیشہ اقرار کرے اور شہادت دے اور اس صورت میں کہ اگر محمد رمضان کو قرآن و حالات سے گماں غالب ہے کہ میری ہمیشہ نے اس لڑکی کو دودھ پلایا ہے تو رمضان کے لیے بہتر یہ ہے کہ اس لڑکی سے نکاح نہ کرے۔  
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

احتیاط اسی میں ہے کہ محمد رمضان اس لڑکی سے نکاح نہ کرے۔

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر حجتہ تامہ رضاعت کے متعلق نہ ہو تو پھر حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ محمد حسین کا نکاح عرصہ چار سال قبل مسماۃ ام کلثوم دختر غلام حسن سے ہوا تھا اور محمد حسین کے نطفہ اور ام کلثوم کے بطن سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی جس کی عمر اس وقت دو سال ہے جب محمد حسین کی عمر تقریباً تین سال کی تھی اس کی والدہ قضائے الہی سے فوت ہو گئی اور محمد حسین کی پرورش اس کی نانی نے کی اور اس کو اپنا دودھ پلاتی رہی اس وقت نانی کا لڑکا مسمی غلام حسن پندرہ سال کا تھا اور محمد حسین کا ماموں تھا بعد میں محمد حسین کی شادی غلام حسن کی لڑکی ام کلثوم سے ہو گئی اب برادری میں چند جوہات کی بناء پر تنازعات پیدا ہو گئے ہیں اور غلام حسن اپنی لڑکی ام کلثوم کو اپنے گھر لے گیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ یہ نکاح بھی جائز نہیں ہے کیونکہ محمد حسین نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے۔ مہربانی فرما کر اطلاع کر دیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اگر نکاح ناجائز ہے تو محمد حسین اپنی لڑکی جو ام کلثوم سے پیدا ہوئی اس کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(نوٹ) یہ یاد رہے کہ محمد حسین کہتا ہے کہ میں نے اپنی نانی کا دودھ نہیں پیا اور اس کا ماموں مسمی غلام حسن کہتا

ہے کہ اس نے دودھ پیا ہے مگر محمد حسین اس امر سے انکار کرتا ہے کیونکہ وہ اس وقت بچہ تھا وہ کہتا ہے اگر دودھ پیا ہے تو مجھے کوئی علم نہیں ہے؟

## ﴿ج﴾

دودھ پینے کا ثبوت دودیندار گواہان کی گواہی سے ہوگا اگر دود عادل دیندار مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس بات کی گواہی دیدیں کہ ہم نے دیکھا کہ یہ لڑکانہی کا دودھ پی رہا تھا اور دودھ اس کے حلق سے اتر گیا تو یہ عورت اس پر حرام ہوگی ورنہ نہیں اور اگر گواہان سے ثبوت نہ ہو تو محمد حسین کو حلف دیا جاوے اگر وہ حلف اٹھالے کہ مجھے دودھ پینے کا کوئی علم نہیں تو نکاح بحال ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر کچہری روڈ  
۱۷ صفر ۱۳۷۸ھ

مدت رضا عت میں اگر چہ پستانوں سے جو کچھ پیتا رہا شرعاً وہ دودھ شمار ہوگا

اور حرمت رضا عت ثابت ہے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ جو کہ عرصہ دس سال سے بیوہ ہے اس نے زید کو جو کہ ۲۰ دن کا ہے اپنے سینے سے دودھ پلانے کے لیے تقریباً پندرہ بیس دن تک رکھا مگر دودھ نہ آیا اور پانی آتا رہا، دودھ نہ ہونے کے سبب اس نے کسی دوسری عورت کے سپرد کیا کہ وہ اسے دودھ پلائے چند ماہ تک دوسری عورت نے اپنے پاس رکھا مگر واپس کر دیا پھر ہندہ نے خود سنبھالا اور سینے سے چمٹائے رکھا بہر حال بچہ اسی کے پاس رہا اب لڑکا جوان ہے وہ ہندہ کی پدری بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا اس کا نکاح ہندہ کی بہن سے جائز ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ دودھ نہ تھا پانی تھا اگر چہ پستانوں کو چوستا بھی رہا اس لیے رضا عت ثابت نہیں چنانچہ نکاح جائز ہے؟

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بچہ پستانوں سے جو کچھ چوستا رہا شرعاً دودھ شمار ہوگا اور حرمت رضا عت ثابت ہے اور ہندہ

کی پدری بہن سے اس کا نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ صفر ۱۳۹۶ھ



دودھ قلیل و کثیر برابر ہیں ایک دفعہ سے حرمت ثابت ہو جائیگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے خالد کی والدہ کا کم سے کم ایک بار پیٹ بھر دودھ پیا ہو تو شریعت محمدی میں زید مذکور خالد مذکور کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟ مینو اتو جروا۔

﴿ج﴾

(یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) رضاعت قلیلہ و کثیرہ حرمت میں برابر ہے لہذا ایک دفعہ دودھ پینے کے ثبوت سے خالد کی لڑکی زید کی بھتیجی رضاعی بن جائیگی۔ اور نکاح حرام ہوگا۔ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

رضاعت کے اثبات کے لیے مفتی یہ قول دو سال ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک بچہ کو دودھ پلایا گیا ہے اس وقت اس کی عمر کوئی چھ ماہ کی تھی مگر اس کے بعد میرے کوئی ایک لڑکا ہوا جو کوئی دو سال بعد فوت ہوا اس کے بعد ایک لڑکی ہوئی وہ بھی دو سال بعد مر گئی اس کے بعد اور ہوا وہ بھی مر گیا اور اس کے بعد کوئی چھ سال بعد ایک لڑکی ہوئی اس لڑکی کا دودھ میں نے اپنے شوہر کی بہن کی لڑکی کو پلایا اس وقت لڑکی کی عمر چھ سال کی تھی اور وہ رضاعت کی عمر سے گزر چکی تھی اور جس لڑکے کو میں نے دودھ پلایا وہ میرے شوہر کے بڑے بھائی کا بیٹا ہے اب یہ دونوں اپنے لڑکے اور لڑکی کی شادی کرنا چاہتے ہیں تو کیا ان دونوں میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

مدت رضاع مفتی یہ قول کے مطابق دو سال اور امام اعظمؒ کے نزدیک ڈھائی سال کے اندر ہی اندر دودھ پینے سے حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے اور مدت رضاع کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ پس صورت مسئلہ میں اگر واقعی دودھ پینے والی لڑکی کی عمر دودھ پیتے وقت ڈھائی برس سے زائد کی تھی تو کسی کے نزدیک حرمت رضاع ثابت نہیں اور نکاح جائز ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم  
۶ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

مدت رضاعت میں اگر دودھ پی لیا جائے تو رضاعت ثابت ہوگئی مقدار معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک اجنبی عورت کا دودھ پیا ہے تو رضاعی رشتہ ثابت ہونے کے لیے دودھ کی کوئی مقدار مقرر ہے یا تھوڑا بہت پینے سے رضاع ثابت ہو جاتا ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

میعاد دودھ کے اندر جب بچہ کسی اجنبی عورت کا دودھ پیتا ہے تو دودھ کے پیٹ میں جانے سے رضاعی رشتہ ثابت ہو جاتا ہے خواہ کتنا ہی ہو۔ یہ مسئلہ احناف کی تمام کتابوں میں متفق علیہ موجود ہے۔ ہدایہ میں فرماتے ہیں (قلیل الرضاع و کثیرہ سواء اذا حصل فی مدۃ الرضاع تعلق بہ التحريم ہدایہ مع الفتح ص ۳۰۴ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) اس طرح قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہے (امہاتکم اللاتسی ارضعنکم) پس چونکہ یہ حلال اور حرام کا مسئلہ ہے خوب احتیاط برتی جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنی محرمات سے نکاح کر بیٹھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ اللہ بخش مدرس مدرسہ عربیہ خیر المدارس  
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۹۲ھ

پستان میں اگر دودھ کی جگہ پانی تھا اور وہ منہ میں چلا گیا تو حرمت ثابت ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بندہ نے ایک استفتاء دارالعلوم بھیجا تھا جس کا جواب ارسال خدمت ہے اگر جناب کا اس سے اتفاق ہو تو تصدیق فرمادیں۔

سوال: کیا کسی عورت کے حقیقی دودھ نہ ہو اور پانی جیسا ہو تو اس سے حرمت رضاع ثابت ہوگی یا نہیں؟

جواب: (فی الدر المختار باب الرضاع ص ۲۱۷ ج ۳ و لبن بکر بنت تسع سنین فاكثر محرم والا لا ..... وفي رد المحتار ص ۲۱۸ ج ۳ قوله والا لا ای و ان لم تبلغ تسع سنین فنزل لها لبن لا يحرم جوهرہ۔ لأنهم نصوا علی أن اللبن لا يتصور الا ممن تتصور منه الولادة فيحكم بأنه ليس لبناً كما لو نزل للكبر ماء اصفر لا يثبت من ارضاعه تحريم

کما فی شرح الوہبانیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ حرمت مخصوص ہے دودھ کے ساتھ پس پانی سے حرمت نہ ہوگی۔ احقر العباد (خلیل احمد صدیقی)

### ﴿ج﴾

وفی العالمگیریہ ص ۳۴۴ ج ۱ (دخل فی فم الصبی من الثدي مائع لو نہ اصفر

ثبت حرمة الرضاع لانه لبن تغیر لو نہ کذا فی خزائن المفتین

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ بچے کے چوسنے سے اگر پستان میں پانی اتر ا ہے اور وہ پانی بچے کے پیٹ میں چلا

گیا ہے تب بھی حرمت رضاع ثابت ہوگی اور اس رضیع کا مرضعہ کی اولاد سے عقد نکاح درست نہ ہوگا۔ دارالعلوم کا

جواب یہی ہے تو ہمارے خیال میں درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ماتان

۳ رجب ۱۴۰۰ھ

زرد رنگ جیسی چیز پستانوں سے نکل جائے تو وہ دودھ کے حکم میں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً ایک عورت ہے کہ اس کے پستانوں میں یقیناً دودھ نہیں ہے لیکن بچے

کے چوسنے سے کوئی چیز نکلنے کا احتمال ہے بلکہ پانی وغیرہ کی شکل میں کوئی چیز نکلتی ہے اگر عورت موصوفہ مندرجہ بالا نے

کسی کم سن دودھ پینے والے بچے سے جس کا زمانہ بھی دودھ پینے کا یقیناً ہوا اپنا پستان چسوا یا اس سے جزئیٰ بغضیت

ثابت ہوگی کہ نہیں بینوا تو جروا۔

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ..... سن رسیدہ عورت کے پستانوں میں اگر زرد رنگ کا مائع ہو تو یہ بھی دودھ کے حکم میں

ہے اور اس سے حرمت رضاع ثابت ہو جاتی ہے۔ اب اگر یقین ہو کہ بچے نے صرف منہ ہی رکھا ہے اور اس کے حلق

میں یہ پانی نہیں اتر ا ہے تو حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی اور اگر یقین ہو کہ بچے کے حلق میں یہ زرد رنگ کا مائع اتر گیا ہے تو

حرمت رضاع ثابت ہوگی اور اگر اس میں شک ہو تو حرمت رضاع اگرچہ ثابت نہ ہوگی لیکن احتیاط اور دیانت کا تقاضا

یہی ہے کہ اس قسم کے نکاح سے بھی اجتناب کیا جائے۔

(کما قال فی الفتاویٰ العالمگیریہ ص ۳۴۴ ج ۱ المرأة اذا جعلت ثديها فی فم

الصبي ولا تعرف أم اللبن أم لا ففى القضاء لا تثبت الحرمة بالشك و فى الاحتياط تثبت دخل فى فم الصبي من الثدي مائع لونه أصفر تثبت حرمة الرضاع لأنه لبن تغير لونه كذا فى خزائنة المفتين و فى الدر المختار ص ۲۰۹ ج ۳ (هو) (مص من ثدى ادمية) ولوبكرأ أو ميتة أو ائسة و الحق بالمص الوجور و السعوط) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حرره عبداللطيف غفر اللہ لہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ

لڑکا اپنی رضاعی بہن کی ہمیشہ سے نکاح کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق صورت مسئلہ یہ ہے کہ زینب نے عمرو کی والدہ کا دودھ پیا ہے باعتبار رضاعت کے کیا اب عمرو کا زینب کی ہمیشہ سے جو کہ زینب کی عینی ہمیشہ ہوتی ہے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں دوسرے مسئلہ کی صورت اول کے برعکس یعنی زید نے زینب کی والدہ کا دودھ پیا کیا اب زید زینب کی عینی ہمیشہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دونوں صورتوں میں کوئی فرق ہو تو مفصل بیان فرمادیں اگر کوئی فرق نہ ہو تو بھی مفصل بیان فرمادیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

نکاح صحیح ہے اس لیے کہ عمرو کا زینب کی ہمیشہ سے کوئی رضاعت و نسب تعلق نہیں ہے زینب کا تعلق عمرو کے گھرانے سے پیدا ہوا ہے نہ کہ عمرو کا زینب کے گھرانے سے صورت ثانیہ میں نکاح غیر صحیح ہے اس لیے کہ اب زید نے زینب کی ماں کا دودھ پیا اس کے خاندان سے رضاعی تعلق پیدا کیا گویا زید ان کے خاندان کا ہو گیا جیسے زینب زید کی ہمیشہ رضاعی بنی ایسے ہی زینب کی دوسری بہن بھی از جانب شیردہ ہمہ خواز جانب شیرخوارہ از جان و فروع اس شعر سے قاعدہ کلیہ سمجھ لیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ  
قاسم العلوم ملتان  
۲ محرم ۱۴۲۲ھ

رضاعی بہن سے نکاح حرام ہے اور اسی طرح رضاعی بھائی کے بھائیوں سے بھی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی شریفن دختر حاکم علی کی والدہ صاحبہ دودھ پیتی کی فوت ہو گئی تھی



لہذا لڑکی شریفن کو مسماۃ کچھی اپنے پاس لے گئی اور مسماۃ کچھی نے لڑکی شریفن کو اپنا دودھ پلایا عرصہ تک پیتی رہی اس وقت مسماۃ کچھی کے پاس اکلوتا لڑکا دودھ پینے والا عبدالستار موجود تھا اور عبدالستار اور لڑکی شریفن ان دونوں نے مسماۃ کچھی کا اکٹھے دودھ پیا اس وقت لڑکی شریفن کی شادی لڑکے عبدالستار سے کرادی گئی ہے۔ مسئلہ کے مطابق کیا کہتے ہیں علماء دین کہ کیا ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

بجائے عبدالستار کے کیا اس لڑکی کا نکاح عبدالستار کے بھائیوں سے بھی ہو سکتا ہے یا نہیں  
نوٹ کچھی کے پیٹ سے جتنے عبدالستار کے بھائی ہوں ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

### ﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں بشرط صحت سوال شریفن اور عبدالستار رضاعی بہن بھائی ہیں ان کا آپس میں نکاح حرام

ہے۔

مسماۃ کچھی شریفن کی رضاعی ماں بن گئی اور کچھی کے بطن سے جتنی اولاد ہوئی ہے چاہے اس خاوند سے ہوں یا کسی اور سے تمام اولاد شریفن کی رضاعی بہن بھائی بن گئے اور سب کے ساتھ نکاح حرام ہو گیا۔

قال فی الہندیۃ یحرم علی الرضیع أبواہ من الرضاع وأصولہما و فرو عہما من النسب و الرضاع جمیعاً حتی ان المرضعۃ لو ولدت من هذا الرجل او غیرہ قبل هذا الارضاع او بعدہ (عالمگیریہ ص ۳۴۳ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

دودھ پینے والے کی اولاد کا نکاح اس عورت کے کسی لڑکے سے جائز نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ منظور حسین بیمار ہو گیا اور اس نے اپنی پھوپھی بھاگن (محمد رمضان کی والدہ اور غلام محمد کی بیوی) کا دودھ پیا اس کے برعکس محمد رمضان نے منظور حسین کی والدہ سردار بی بی (اللہ دتہ کی بیوی) کا دودھ پیا کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محمد رمضان کی بیٹی شہناز کا نکاح منظور حسین کے چھوٹے بھائی سے ہو سکتا ہے یا نہیں کیا نسب کے لحاظ سے یہ رشتہ جائز ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ محمد رمضان نے سردار بی بی کا دودھ پیا ہے تو وہ سردار بی بی کا رضاعی لڑکا ہو گیا اس لیے محمد رمضان کی اولاد کا نکاح دودھ پلانے والی عورت کے کسی لڑکے منظور حسین یا اس کے چھوٹے بھائی سے درست نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۸ ذوالحجہ ۱۳۵۸ھ

جب لڑکی نے اس کا دودھ پیا ہو تو ماسی کی حقیقی اولاد سے اس کا نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ منصب الہی اور تصور الہی دو حقیقی بہنیں ہیں۔ جن کے والدین ایک ہیں منصب الہی کی لڑکی نے اپنی سگی ماسی تصور الہی کا دودھ پیا تو کیا اس لڑکی کا نکاح تصور الہی کی اولاد میں سے کسی لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ منصب الہی کی لڑکی جس نے اپنی ماسی کا دودھ پیا ہے کا عقد نکاح اپنی ماسی کے کسی لڑکے سے شرعاً درست نہیں ہے خواہ وہ اس کے دودھ پینے سے پہلے پیدا ہو چکے ہیں یا بعد میں رشتہ میں یہ تمام لڑکے اس کے لیے رضاعی بھائی ہیں اور رضاعی بھائی سے عقد نکاح درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

رضاعی لڑکے کی نسبی بہن سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و فقہیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی زینب فوت ہو چکی۔ زید خالہ سے عقد کرنا چاہتا ہے جو کہ زینب مرحومہ کی سگی بھتیجی یعنی بھائی کی لڑکی ہے اور خالہ کے سبب سے بڑے بھائی بکر نے زینب کا دودھ بھی پیا ہے اندریں صورت زید کا نکاح خالہ سے درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا عندا جلیل

﴿ج﴾

(فتح القدیر مطبوعہ مکتبہ رشید کوئٹہ ص ۱۱ ج ۳ و الثانی لہ ابن من الرضاع بأن ارتضع زوجة

الرجل حلت للرجل اخته من النسب التھلی

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ بکرزید کا رضاعی لڑکا ہو گیا اور خالدہ بکر کی نسبی بہن ہے تو زید کے لیے اس رضاعی لڑکے کی نسبی بہن سے نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر  
۱۸ ذوالقعد ۱۳۸۷ھ

رضاعی بہن بھائیوں سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خدا بخش نے کوڑا کی پہلی بیوی مریم کا دودھ پیا ہے اس کے بعد کوڑا کی لڑکی دوسری بیوی عائشہ سے ہے۔ اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے کیا یہ نکاح جائز ہے اگر نکاح شرعاً ناجائز ہے خدا بخش بھی اس عورت کو آپ سے علیحدہ نہیں کرتا ہے تو اس کے رشتہ دار شرعاً خدا بخش کے ساتھ بول چال آمد و رفت بند کر دیں یا کیا طریقہ اختیار کریں جو اولاد اس لڑکی سے ہوئی ہے وہ کس کی تصور ہوگی؟

﴿ج﴾

کوڑا کی تمام اولاد چاہے پہلی بیوی سے ہیں یا دوسری بیوی سے ہے خدا بخش کی رضاعی بہن بھائی بن گئے ہیں اگر نکاح حرام ہو گیا ہے بشرط صحت سوال اگر باوجود رضاع کے نکاح کیا گیا ہے تو یہ شرعاً صحیح نہیں ہے طرفین پر واجب ہے کہ وہ فوراً مداخلت کریں اگر وہ متارکت پر راضی نہ ہوں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ برادری کے تعلقات ختم کر دیں لیکن یہ سارا حکم اس وقت ہے کہ رضاع کا شرعی ثبوت ہو۔

(قال فی القدوری و ہوان ترضع المرأة صبیة فتحرم هذه الصبیة علی زوجها و

علی ابائہ و ابنائہ و یصیر الزوج الذی نزل لہا منہ اللبن اباً للمرضعة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

دودھ پینے والے کے بھائی کا نکاح رضاعی کی لڑکیوں سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ممتاز حسین نے تاج بی بی کا دودھ پیا ہے کیا ممتاز حسین کے بھائی کا

نکاح تاج بی بی کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے؟

(۲) کیا تاج بی بی کے لڑکے کا نکاح ممتاز حسین کی ہشیرہ کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ بیوا تو جروا

﴿ج﴾

(۱) ممتاز حسین کے بھائی کا نکاح تاج بی بی کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے۔

(ب) جائز ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان  
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

رضاعی بھائی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے ایک دائی کا دودھ پیا اور کسی اور لڑکی نے جو کسی لحاظ سے بھی اس کی رشتہ دار نہیں تھی اس نے بھی اسی دائی سے مدت رضاع میں دودھ پی لیا۔ کیا اس لڑکی اور زید کا نکاح آپس میں جائز ہے۔ یا بوجہ رضاعی بھائی بہن کے ان کا نکاح شرعاً ممنوع ہے؟ بیوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں چونکہ زید اور مذکورہ لڑکی آپس میں بھائی بہن رضاعی ہیں اس لیے ان کا آپس میں نکاح کرنا شرعاً حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر  
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

لڑکی کے رضاعی بھائی کے بھائی سے بھی نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ صابو مائی جس کے بطن سے مسمیٰ نور محمد مسماۃ میمو مائی اور مسمیٰ غلام قادر پیدا ہوئے ہیں دوسری عورت مسماۃ شرم مائی جس کے بطن سے مسماۃ زینب مائی محمد شفیع اور غلام فرید پیدا ہوئے ہیں مسماۃ زینب مائی مدت رضاعت کے اندر مسماۃ صابو مائی کا دودھ جبکہ قادر مادر مذکورہ کا پی رہا تھا مسماۃ زینب مائی نے دودھ صابو مائی کا پیا مسئلہ دریافت طلب یہ ہے مسماۃ زینب مائی غلام قادر کے ساتھ زائد مدت رضاع پی لیتی ہے اب مسماۃ زینب مائی اپنے رضاعی بھائی غلام قادر کے حقیقی بھائی نور محمد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا



﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں مسماۃ زینب کا نکاح مسمی نور محمد کے ساتھ جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسۃ قاسم العلوم ملتان ۴ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

ثبوت رضاعت کے بعد دو بہنوں کو نکاح میں یکجا کرنا صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں صورت مسئلہ کہ خالہ اور بھانجی ایک شخص کے نکاح میں ایک ہی وقت میں جمع ہو سکتی ہیں یا نہ جبکہ ان دو بہنوں کا باپ ایک ہو اور ماں علیحدہ علیحدہ مثلاً زید کی دو لڑکیاں ہیں ایک کی ماں عظیم خاتون اور دوسری کی ماں لالاں خاتون ہو۔ لالاں خاتون کی لڑکی ایک شخص کے نکاح میں ہے اور عظیم خاتون کی لڑکی اللہ وسائی کی لڑکی نے اسی شخص کے ساتھ نکاح کیا ہے کیا یہ دونوں یکجا اس کے نکاح میں آ سکتی ہیں یا نہیں نیز عظیم خاتون کی لڑکی مسماۃ اللہ وسائی جس نے اپنی لڑکی بعد میں دی ہے ان کے بچوں نے مسماۃ لالاں کا دودھ بھی پیا ہے۔ بینوا تو جروا؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں محمد عظیم کے ساتھ زوجہ فیض مائی کے ہوتے ہوئے شمس الہی کا نکاح ناجائز ہے اور اس طرح طرفین کا آپس میں آباد رہنا حرام کاری ہے طرفین پر لازم ہے کہ فوراً متارکت اختیار کریں یعنی شمس الہی کو چھوڑ دے اگر وہ یعنی محمد عظیم متارکت نہیں کرتا تو اس کے ساتھ برادری کے تعلقات ختم کر کے بائیکاٹ کیا جاوے کیونکہ اس وقت یہی ممکن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسۃ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ  
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

ایک بھائی کے دودھ پینے سے دوسرے بھائی کے لیے اس عورت کی لڑکیوں سے نکاح کی ممانعت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک عورت جس کا نام بس بی بی ہے۔ اس نے ایک آدمی کے ساتھ نکاح کیا جس کا نام شیر محمد تھا چنانچہ شیر محمد سے اس عورت بس بی بی کے ہاں ایک لڑکا گل خان پیدا ہوا بعد میں بس بی بی کا خاوند شیر محمد فوت ہوا۔ چنانچہ اسی عورت مذکورہ بالا کو پہلے خاوند شیر محمد سے ایک لڑکی بخت بی بی پیدا ہوئی تھی اس

بخت بی بی کے ساتھ ایک لڑکے نے جس کا نام زمان ولد ہاتھی خان ہے کے ساتھ دودھ پیا۔ اس کے بعد بس بی بی کا اس خاوند ثانی شیخ دین سے ایک لڑکا نظام دین پیدا ہوا اس کے بعد بس بی بی کا اسی خاوند ثانی شیخ دین سے ایک لڑکی گل میری پیدا ہوئی جس کے ساتھ زمان ولد ہاتھی خان کے بھائی دولت خان ولد ہاتھی خان نے دودھ پیا اس کے بعد بس بی بی کے ہاں اسی خاوند ثانی سے ایک لڑکا محمد دین پیدا ہوا اور زر خان دولت خان پسران ہاتھی خان کے دو بھائی ہیں جن کے نام امیر خان جان خان پسران ہاتھی خان ہے اب مسئلہ دریافت یہ کرتا ہے کہ آیا جان خان ولد ہاتھی خان گل خان ولد شیر محمد کی بیٹی علمہ زادہ کے ساتھ از روئے شرع متین نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں براہ کرم اس کا جواب جلدی دیں اور ایک مشکل آسان کرنے میں معاون ہوں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم..... جان خان ولد ہاتھی خان نے جبکہ خود بس بی بی کا دودھ نہیں پیا تو جان خان کے بھائیوں کے دودھ پینے سے بس بی بی خود یا اس کے اصول و فروع جان خان پر حرام نہیں ہوتے الحاصل جان خان اور علمہ زادہ کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ البتہ زر خان اور دولت خان کے ساتھ بس بی بی اور اس کے اصول و فروع کا نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ ذی القعدہ ۱۳۸۹ھ

رضاعی بہن کی نسبی بہنوں سے بھی نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے جنت بنت زینب کے ساتھ جنت کی ماں کا دودھ پیا تو کیا زید جنت کی دوسری بہنوں کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے؟

﴿ج﴾

زید کے ساتھ جنت کی اور بہنوں کا نکاح بھی ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۸ صفر ۱۳۹۱ھ

رضیع کی چھوٹی ہمشیرہ کا نکاح مرضعہ کے لڑکے سے جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ پوپ نے عبد الستار کے ساتھ لال خاتون کا دودھ پیا کیا رضیعہ مسماۃ پوپ کی چھوٹی ہمشیرہ کا نکاح عبد الستار مذکور سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر رضیعہ کی بہن نے لال خاتون کا دودھ نہ پیا ہو تو پھر رضیعہ کا عقد نکاح عبدالستار سے درست ہوگا۔ فقط

واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ

رضاعی بھائی کے بھائی سے نکاح درست ہے جبکہ لڑکے نے لڑکی کی ماں کا دودھ نہ پیا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ دلدار کی عورت مسماۃ جنت نے اپنی ہمشیر مسماۃ راجن کو اپنا دودھ آٹھ یوم پلایا ہے اب مسمیٰ دلدار کا بھائی فلک شیر کو مسماۃ راجن نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بلاشبہ دلدار کے بھائی سے راجن کا نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رضیع کا مرضعہ کی اولاد سے نکاح ناجائز ہے اور

رضیع کے بھائی کا مرضعہ کی لڑکیوں سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ نور محمد کی دو بیویاں تھیں جن سے مسماۃ غلام فاطمہ کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے اور مسماۃ شرم خاتون کے بطن سے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے مسماۃ خاتون کے سب سے چھوٹے لڑکے بھائی خدا بخش کا ایک لڑکا محمد اکبر پیدا ہوا محمد اکبر کی عمر تقریباً چھ سات ماہ تھی کہ اس کی ماں نے اسے دودھ چھڑوا دیا کچھ دنوں بعد محمد اکبر کی ماں بیمار ہو کر تپ محرقہ کی مریضہ بن گئی اور اس دوران شرم خاتون کے پستان سے قدرتی طور پر دودھ آ گیا حالانکہ بچہ پیدا ہوئے تقریباً بارہ سال ہو چکے تھے مگر اللہ نے اس کی چھاتی میں دودھ جاری کر دیا اور کچھ عرصہ تک محمد اکبر دودھ پیتا رہا اب محمد اکبر جوان ہو چکا ہے اس کی شادی کا ہم ارادہ کر رہے ہیں شرعی طور پر احمد بخش بخت بھری رحمت ان کی لڑکی ہو تو نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں اور امیر بخش کرم الہی غلام جنت کی لڑکیاں بھی ہیں ان سے محمد اکبر کا نکاح ہو سکتا ہے کہ نہیں یعنی محمد اکبر کا کس کس چچا اور کس کس پھوپھی کے گھر نکاح ہو سکتا ہے یا کس طرح شریعت اجازت دیتی ہے؟

## ﴿ج﴾

بکر کا نکاح احمد بخش بخت بھری رحمت کی لڑکیوں سے جائز ہے اور امیر بخش وغیرہ کی لڑکیوں سے جائز نہیں شرم خاتون کا وہ دودھ جو بکر نے پیا وہ نور محمد کی جانب سے اترا ہوا نہ تھا اس لیے کہ اس وقت اس کی کوئی اولاد دودھ پیتی ہوئی نہ تھی بلکہ مدت سے اس کا دودھ خشک تھا اب شرم خاتون اکبر کی ماں رضاعی بن گئی اور اللہ بخش وغیرہ اور شرم خاتون اس کے بھائی بہن بنے اس لیے ان کی اولاد سے اس کا نکاح بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح ہو گیا اور نور محمد بکر کا رضاعی باپ نہ بنا لہذا غلام فاطمہ کی اولاد اس بکر کے بھائی بہن نہ ہوئے اس لیے ان کی اولاد سے نکاح نا جائز ہے قاضی خان ص ۴۱۹ ج ۱ علی بامش الہندیہ میں ہے (رجل تزوج امرأة فولدت منه ولداً فارضعت ولدها ثم یس لبنها ثم در لها لبن بعد ذلك فارضعت صبیاً کان لهذا الصبی ان یتزوج اولاد هذا الرجل من غیر المرضعة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سگی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح کرنا

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماة س اور مسماة و دو سگی بہنیں ہیں اور ان کی مندرجہ ذیل اولاد ہے۔

ت = رمضان + رفیق + س بی بی + م بی بی + ب بی بی

و = خ + فیاض + ع

مسماة و کی دختر ع کی پیدائش کے وقت مسماة و بیمار ہو گئی اور مسماة ت نے مسماة ع دختر و کو اپنی دختر م کے ساتھ دودھ پلایا کیا مسماة م دختر ت کا نکاح مسمی خ پر کے ساتھ جائز ہے اور مسمی فیاض پر و کا نکاح ہمراہ مسماة ب دختر ع جائز ہے؟

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں دونوں نکاح جائز ہیں۔ (کذا فی کتب الفقہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۸ شعبان ۱۳۹۱ھ



## رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ زینب نے زید کے ساتھ مل کر جو ہندہ کا حقیقی بیٹا ہے ہندہ کا دودھ پیا ہے اب کیا زید کا بھائی عمرو زینب کی لڑکی مسماۃ عائشہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں عمرو زید سے چھوٹا ہے؟ زانی مزنیہ کی اولاد سے جو کہ زنا کے بعد پیدا ہوئی ہے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اہل سنت والجماعت مرزائی کو اپنی لڑکی از روئے شریعت دے سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

ہندہ کی تمام اولاد زینب کے بھائی بہن ہیں لہذا عمرو جب زینب کا رضاعی بھائی ہو تو زینب کی لڑکی اس کی بھانجی ہو گئی اس لیے یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ زانی مزنیہ کی اولاد سے ہرگز نکاح نہیں کر سکتا۔

اہل سنت والجماعت مرزائی کو اپنی مسلمان لڑکی نکاح میں ہرگز نہیں دے سکتا۔ واللہ اعلم  
عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ محرم ۱۳۷۹ھ

دادی کا دودھ پینے سے دادی کی لڑکی کی لڑکی اس کی رضاعی بھانجی ہوگی، نکاح حرام ہے اگر یقین ہو کہ دادی کے پستان میں دودھ نہ تھا، دودھ اتر نہیں تو کوئی حرج نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک زید نامی شخص نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے اور دادی مذکورہ کی ایک لڑکی ہے اب اس کی لڑکی کی لڑکی زید نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں گویا یہ لڑکی زید کی رضاعی بھانجی بنی..... اور دوسری صورت یہ ہے کہ زید کو جب دادی صاحبہ کی چھاتی پر لگایا گیا اس وقت دودھ دادی کے نہیں تھا اور دادی کی عمر تقریباً پچاس ساٹھ سال کی تھی اب اس صورت میں لڑکی مذکورہ کے ساتھ زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱) ان کا آپس میں نکاح حرام ہے کیونکہ یہ اس کی رضاعی بھانجی بنتی ہے اور رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ (کما قال فی العالم مگریۃ ص ۲۴۳ ج ۱ یحرم علی الرضیع

ابواہ من الرضاۃ و اصولہما و فروعہما من النسب و الرضاۃ جمیعاً الخ

(۲) اگر یقین ہو کہ دادی مذکورہ کی چھاتی میں دودھ نہ تھا یا اس کے حلق میں دادی کا دودھ نہیں اترتا ہے تب تو ان کا آپس میں نکاح درست ہے کیونکہ رضاۃ ثابت نہ ہو اور نسب کے اعتبار سے یہ اس کی پھوپھی کی لڑکی ہے اور اس کے ساتھ نکاح جائز ہے اور اگر حلق سے دودھ اترنے کا شک ہو تب قضاء حرمت ثابت نہ ہوگی لیکن دیانتہ حرمت ثابت ہوگی اور ایسے نکاح سے احتراز کرنا ضروری ہوگا۔

(کما فی العالمگیریہ ص ۳۴۳ ج ۱ المرأة اذا جعلت ثدیہا فی فم الصبی ولا تعرف امص اللبن ام لا ففی القضاء لا تثبت الحرمة بالشک و فی الاحتیاط تثبت )  
 فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
 الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
 ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

رضاعی بھانجی اور ماموں کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو آدمی جو کہ ایک قوم کے ہی نہیں ہیں (یعنی الف اور ب) اسی طرح الف کی ایک بیوی ہے اور ب کی دو۔ اس کے بعد ب کی ایک عورت سے ایک لڑکا ہے اور الف کی اپنی عورت سے ایک لڑکی ہے جس نے ب کی اس عورت کا دودھ پیا ہے جس کا لڑکا نہیں ہے اس کے بعد اس یتیم لڑکی کی دو جگہ شادی ہوگئی جس میں سے اسے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اب کیا وہ لڑکی جو یتیم لڑکی سے پیدا ہوئی ہے ب کے لڑکے سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا تو جردا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم..... ان کا آپس میں نکاح حرام ہے کیونکہ یہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی بھانجی بنتی ہے اور یہ لڑکا اس لڑکی کا رضاعی ماموں بنتا ہے اور بھانجی اور ماموں کے درمیان نکاح حرام ہوتا ہے۔ الف کی لڑکی نے جو ب کی نمبرا بیوی کا دودھ پیا ہے اگرچہ یہ دودھ اس عورت کو ب سے ہو۔ تو اس صورت میں خود ب اس لڑکی کا رضاعی باپ بنتا ہے اور ب کا دوسری بیوی سے لڑکا اس لڑکی کا رضاعی پدری بھائی بنتا ہے اور اس لڑکی کی لڑکی کا یہ رضاعی پدری ماموں بنتا ہے..... (کما قال فی العالمگیریہ ص ۳۴۳ ج ۱) حتی ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل وغيره قبل هذا الارضاۃ او بعده او ارضعت رضیعا

أو ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع أو بعده أو أَرْضَعَتْ امرأة من لبنه رضيعاً فالكل اخوة الرضيع وَاخْوَانُهُ وَاَوْلَادُهُمْ اَوْلَادُ اخْوَتِهِ وَاخْوَاتِهِ فَقَطَّ وَاللَّهُ تَعَالَى اَعْلَمُ

حریہ عبدالمطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳۸۷ھ

رضاعت کی وجہ سے یہ اس کی دختر ہے اور صغریٰ میں جو نکاح ہوا ہے وہ حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک نابالغہ بچی مسماۃ رضومائی بنت محمد نواز کا نکاح محمد رمضان ولد واحد بخش کے ساتھ ہوا اور بوقت نکاح مسماۃ رضومائی کی عمر تقریباً ایک سال تھی بعد از نکاح مدت رضاع میں مسماۃ رضومائی کو اس کے شوہر محمد رمضان کی ہشیر مسماۃ نذیر بی بی نے دودھ پلایا اور نذیر بی بی جو کہ مرضعہ ہے اس نے بھی اقرار کیا ہے کہ میں نے دودھ پلایا ہے اور دو عورتوں نے بھی پلاتے دیکھا ہے کیا اس واقعہ کے بعد رضومائی اور محمد رمضان کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ مسماۃ نذیر بی بی نے مسماۃ رضومائی کو مدت رضاع میں دودھ پلایا ہے تو وہ رشتہ میں اس کی رضاعی دختر بن گئی ہے اور اس کا نکاح جو اس کی نابالغی کے وقت محمد رمضان سے پڑھایا گیا تھا فاسد ہو گیا ہے۔ اب بالغ ہونے پر محمد رمضان کے گھر اس کی رخصتی درست نہیں ہے۔ اس لیے محمد رمضان اس کو زبانی طلاق دیدے تاکہ رضومائی دوسری جگہ عقد نکاح کر سکے محمد رمضان بھی بالغ ہونے کے بعد طلاق دے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۱ ذی الحج ۱۳۹۸ھ

رضاعی بہن سے نکاح درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ گنجی دختر زید مسماۃ حلیمہ رادر مدت رضاع شیر نوشاوند از حلیمہ دختر پیدا شدہ آیا پسران مسماۃ گنجی دختر حلیمہ رضیعہ را نکاح کند یا نہ یعنی نکاح بنت اخت رضاعی شرعاً جائز است یا نہ از کتب فقہ حنفی جواب مسئلہ عطاء فرمائید خدائے بخشندہ مددگار شما باشد۔

﴿ج﴾

نکاح بنت اخت رضاعی جائز نیست زیرا کہ نکاح از فروغ اخت رضاعی شرعاً جائز نیست و کذا فرع الفروع بدلیل (قوله عليه السلام يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب) و هو حدیث الصحیحین و نیست از صور مستثنی شدہ۔

احمد جان عفا اللہ عنہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

حقیقی بھتیجے کی رضاعی بہن سے نکاح صرف اسی صورت میں ہے

جبکہ لڑکے نے جا کر کسی عورت کا دودھ پیا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اپنے حقیقی بھتیجے کی رضاعی بہن کے ساتھ شادی کر سکتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ مفصل تحریر کریں؟

﴿ج﴾

اس شخص کے بھتیجے کی رضاعی بہن اگر اسی صورت میں بھتیجے کی بہن بن جاتی ہے کہ اس لڑکی نے آ کر لڑکے کی ماں کا دودھ پیا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ لڑکی اس شخص کی رضاعی بھتیجی ہوئی تو ناجائز ہے اور اگر لڑکے نے جا کر کہیں دوسری عورت کا دودھ دونوں نے اکٹھا پیا تو جائز ہے۔

واللہ اعلم نائب مفتی عبدالرحمن بنوری مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر  
۱۸ ذوالقعد ۱۴۱۷ھ

حقیقی بھتیجی کی رضاعی دختر سے عقد نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زبیدہ دختر پٹھانی از نطفہ سلطان حسین حیات موجود ہے۔ بچپن میں اس نے دودھ مسماۃ جنت دختر مہر قاسم کا پیا ہوا ہے اب مہر قاسم کا برادر حقیقی محمد مسماۃ زبیدہ سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کیا ان کا آپس میں نکاح جائز ہے؟



### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ زبیدہ مذکورہ کا عقد نکاح محمد برادر قاسم سے شرعاً درست نہیں ہے  
رشتہ میں مسماۃ مذکورہ اس کے لیے حقیقی بھتیجی کی رضاعی دختر بن گئی ہے جس سے شرعاً نکاح حرام ہے۔  
(ففسی الشامیۃ فمحرم بنات الاخوة والاخوات و بنات اولاد الاخوة والاخوات و ان نزلن  
و ایضافہ فیحرم منه بسببہ ما یحرم من النسب رواہ الشیخان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ  
نائب مفتی قاسم العلوم ملتان  
۴ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

رضاعی ماموں کے ساتھ نکاح درست نہیں؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی صغریٰ کی حالت میں ایک دوسرے شخص کی اس بہن کا دودھ  
پیتی رہی ہے جو کہ اس کے باپ کی طرف سے ہے کیا وہ لڑکی اب اس شخص کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

اس لڑکی کا نکاح اس شخص کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ شخص اس کا رضاعی ماموں ہے۔ وفی الحدیث  
یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب لہذا رضاعی ماموں کے ساتھ نسبی ماموں کی طرح نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔  
وفی الفتاویٰ العالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ و اخو المرصعة خالہ و اختہا خالہ و کذا فی الجد  
والجدۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرس قاسم العلوم ملتان  
۴ رجب ۱۴۱۵ھ

رضاعی بھانجی اور رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں (۱) میں جب پیدا ہوا تو میں نے اپنی حقیقی والدہ کا دودھ ایک دن بھی  
نہیں پیا۔ ایک دوسرا آدمی جو کہ میرا رشتہ دار نہیں ہے اس نے پیدا ہوتے ہی میری والدہ کا دودھ پیا ہے اور میں نے اس  
کی والدہ کا دودھ پیا ہے حتیٰ کہ ہم دونوں نے ایک دوسرے کی والدہ کا دودھ جب تک اسلام میں جائز ہے یعنی دو سال

تک پیا ہے یا اس سے کچھ کم وبیش پیا ہوگا۔

میرے بعد میری ایک بہن پیدا ہوئی ہے جس کے بطن سے ایک لڑکی ہے جو کہ جوان ہے اور جس آدمی نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے کیا یہ اسلام میں جائز ہے یا ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں؟  
(۲) وہ آدمی جس نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے اس کی پہلی شادی سے ایک لڑکی ہے اور وہ بھی جوان ہے میرا ایک بھائی ہے جو کہ میرے بعد پیدا ہوا ہے کیا وہ لڑکی میرے بھائی کے عقد میں آ سکتی ہے اور اسلام میں جائز ہے یا نہیں۔ بینواتو جردا۔

### ﴿ج﴾

(۱) صورت مسئلہ میں آپ کی سب بہنیں اس شخص کی رضاعی بہن ہیں اور رضاعی بہن کی لڑکی اس شخص کی رضاعی بھانجی ہے اور رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ (کما فی کتب الفقہ و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب)

(۲) اس آدمی کی لڑکی آپ کے بھائی کی رضاعی بھتیجی ہے اور ان کا آپس میں نکاح حرام ہے۔

واللہ اعلم حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

لڑکی نے جب عورت کا دودھ پیا تو وہ ماں بنی اور بھائی ماموں بنا تو عقد نکاح درست نہیں

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نے ایک عورت کا دودھ پیا کیا دودھ پلانے والی عورت کے بھائی سے اس لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمادیں؟

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اس لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والی عورت کے بھائی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس کی ماں بن گئی اور بھائی ماموں بن گیا شریعت مطہرہ نے بنات الاخت سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔ شارع علیہ السلام فرماتے ہیں (و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ھ

وہ شخص اس لڑکی کا رضاعی ماموں ہے نکاح جائز نہیں سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ مسئلہ صورت میں نکاح پڑھایا

گیا ہے پس طرفین پر لازم ہے کہ وہ فوراً تفریق کر دیں یعنی خاوند زبان سے کہہ دے کہ میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا ہے نکاح میں شریک لوگوں کے نکاح بدستور باقی ہیں اور اگر باوجود اس نکاح میں حرمت کا علم ہوتے ہوئے یہ لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ہیں تو وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں سب کو توبہ کرنی چاہیے اور اگر بغیر علم کے شریک ہوئے ہیں تو پھر معذور ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

رضاعی چچا مثل حقیقی چچا کے ہے اس سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے ہاجرہ کا دودھ پیا اب ہاجرہ کے خاوند کے بھائی کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں یعنی کہ ہندہ کا نکاح رضاعی چچا کے ساتھ ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

رضاعی چچا مثل حقیقی چچا کے حرام ہے لہذا یہ نکاح حرام ہے فی الدر المختار ص ۳۱ ج ۳ بیان المحرمات و حرم الكل مما امر تحريمه نسباً و مصاهرة اہ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد نور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

رضاعی چچا حقیقی چچا کے مثل ہے عقد نکاح درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خان محمد نے ایام شیر خوارگی میں سداں نامی عورت کا دودھ متواتر تین چار ماہ پیا ماں رضاعی بنا کر پھر بفضل اللہ تعالیٰ خان محمد جوان ہوا اور تین چار نمبروں کے بعد مائی سداں کو لڑکا مسمیٰ نور محمد پیدا ہوا وہ بھی جوان ہوا اب خان محمد کی شادی ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی نور محمد لڑکی خان محمد دونوں جوان و بالغ ہوئے۔ خان محمد نے اپنی لڑکی گلزار بی بی اپنی ماں رضاعی سداں کے لڑکے نور محمد کو نکاح میں دے دی تمام قصہ کہانی شیر خوارگی کا تمام برادری کو بھول چکا تھا اور کچھ واقف حال تھے اور اب مقرر ہیں اب خان محمد کی دختر یعنی زوجہ نور محمد کو لڑکا پیدا ہونے کے بعد بات پرانی چلی اور شور مچا کہ یہ نکاح خان محمد کی لڑکی کا نور محمد کے ساتھ ناجائز حرام ہے۔ شیر خوارگی کا اقرار کافی مرد عورتیں اب کرتی ہیں لہذا مودبانہ تحریر پیش خدمت ہے شریعت مصطفائی میں کیا حکم ہے نکاح جائز ہے یا نہ بینوا تو جروا۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں نور محمد مسماۃ گلزار بی بی کا رضاعی چچا ہے اور رضاعی چچا سے نکاح جائز نہیں۔ (و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب)

بشرطیکہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو شرعاً معتبر ہوں یہ شہادت دیں کہ ہم نے خان محمد کو سداں مائی کا دودھ پیتے دیکھا ہے لہذا کسی ثالث معتمد علیہ کے سامنے تحقیق کی جاوے اگر شرعی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جائے تو طرفین میں تفریق کر دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۴ شوال ۱۳۸۹ھ

رضاعی بھتیجی اور چچا کا نکاح درست نہیں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ساتھ دودھ پیا ہے اور جس شخص نے دودھ پیا ہے اس کی لڑکی ہے جس عورت نے دودھ دیا ہے اس کے چار بیٹے ہیں ان چاروں میں سے ایک نے دودھ پیا ہے اور باقی جو تین لڑکے ہیں ان میں سے ایک کو وہ لڑکی آسکتی ہے یا نہ؟

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم..... یہ لڑکی اور وہ لڑکا چونکہ بھتیجی اور چچا رضاعی بنتے ہیں اس لیے ان کے مابین نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

(فی الحدیث یحرم من الرضاع ما من النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ شوال ۱۳۸۵ھ

رضاعی چچا سے نکاح درست نہیں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید اور عمر آپس میں بھائی ہیں اور بکران کا رشتہ دار ہے بکر کی لڑکی ہے اور بکر کی لڑکی نے زید کی گھر والی کا دودھ پیا زید کے بیٹے کے ساتھ اور یہ بات تو واضح ہے کہ یہ لڑکی زید کے بیٹے کو نہیں آسکتی کیا یہ لڑکی بکر کی زید کے بھائی عمر کو آسکتی ہے یا نہیں اس کی وضاحت مع الدلائل تحریر فرما دیں مینو اتو جروا۔



### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بکر کی لڑکی کے ساتھ زید کے بھائی عمر کا نکاح جائز نہیں کیونکہ عمر اس لڑکی کا چچا رضاعی ہے اور جیسے چچا نسبی سے نکاح جائز نہیں اسی طرح شرعاً چچا رضاعی سے بھی نکاح جائز نہیں۔

بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب الحدیث عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع (الی أن قال) واخ الرجل عمه و اختہ عمته الخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ  
۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

رضاعی چچا مثل حقیقی چچا کے ہے عقد نکاح درست نہیں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مائی دانوں جس کا نکاح ملک محمد حسین کے ساتھ تھا اس کے ایک لڑکی مسماۃ جگ سبھائی پیدا ہوئی مسمیٰ شیر محمد نے بھی مائی جگ سبھائی کے ساتھ دودھ مائی دانوں سے پیا تو اس وقت یہ بھائی بہن ہو گئے مائی دانوں کا زوج اول فوت ہو گیا مسماۃ مذکورہ کا نکاح ثانی ہو گیا اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ مسماۃ مائی جگ سبھائی کا لڑکا محمد افضل اور مسمیٰ شیر محمد اس کا رضاعی اخ ہے اور اسکی لڑکی زینب ہے تو ان کا نکاح محمد افضل کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ محمد افضل نے مائی دانوں کا دودھ پیا جب مسماۃ آئسہ ہو چکی تھی اب بھی تقریباً اسی سال کی ہے اور دودھ بھی ہے؟

### ﴿ج﴾

یہ نکاح نہیں ہو سکتا چونکہ اس صورت میں محمد افضل کا رضاعی بیٹا ہے اور شیر محمد کا رضاعی بھائی اور شیر محمد کی لڑکی کا رضاعی چچا اب زینب کا نکاح رضاعی چچا سے ہو رہا ہے اس لیے ناجائز ہے کوئی صورت بھی جواز کی نہیں ہے۔ واللہ اعلم  
محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ

رضاعت میں جب شبہ ہو تو تفریق اولیٰ ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ فتح نے دو گولہ بان عاقل و بالغ نمازیوں کے سامنے کلمہ پڑھ کر کر

کہا کہ میں قسم قرآن اٹھانے کو بھی تیار ہوں کہ میں نے اپنے سگے پوتے مسمیٰ گل محمد کو دودھ پلایا ہے لہذا اس نکاح مسماۃ فاطمہ سے جو کہ میری نواسی ہے جائز نہیں کیونکہ میں نے گل محمد کو ایام طفل بچہ دو سال یا اس سے کم عمر میں دودھ پلایا ہے لہذا مسماۃ فاطمہ مسمیٰ گل محمد کی رضاعی بھانجی ہے۔ لہذا یہ نکاح روک دیا گیا بعد ازاں گل محمد نے دوسری جگہ نکاح کر لیا بعد کئی دنوں کے گل محمد نے طلاق دے کر پھر اس لڑکی بھانجی رضاعی مسماۃ فاطمہ کے ساتھ نکاح کر لیا کیونکہ مسماۃ فتح مذکورہ نے کہا کہ میں نے اس وقت جھوٹ بولا تھا اس پر عوام میں بڑا انتشار پیدا ہو گیا تو مقامی علماء دین کے سامنے پیش ہو گیا علماء دین نے گواہان مذکورہ طلب کیے جن سے تمام واقعات مذکورہ بالا معلوم کیے گئے عوام بھی اور خواص بھی مجلس میں موجود تھے گواہوں نے جو بیان دیے وہ ذیل میں ہیں گواہ نمبر 1 پر علماء دین نے سوال کیا کہ تم کلمہ پڑھ کر اور قرآن اٹھا کر کہو کہ تم کیا جانتے ہو تو اس نے قسم قرآن کھا کر کہا اور کلمہ پڑھ کر با وضو ہو کر اقرار کیا کہ مسماۃ فتح کے لڑکوں سے پوچھا گیا کہ تم قسم اٹھا کر کہو کہ تمہاری والدہ نے گل محمد کو دودھ پلایا تھا یا نہیں تو وہ خاموش ہو گئے انہوں نے کہا کہ اس نے بچہ کو اٹھایا ہوا تو ضرور تھا ایک ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ کیونکہ بچہ مذکورہ کی ماں نے دودھ بوجہ بیماری پلانا بند کر دیا تھا تو بچہ دادی کے پاس رہا۔ واللہ اعلم دودھ پلایا تھا یا نہیں ہم قسم نہیں اٹھاتے تو علماء نے مدعا علیہا مسماۃ فتح مذکورہ کو رو برو گواہان کے پوچھا تو مسماۃ فتح مذکورہ نے جواب بکواسی نازیبا میں دیا کہ میں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی جن پر علماء دین و معززین حلقہ اس پر شرعی طور پر ناراض ہو گئے تو ایک دوسرا آدمی عاقل و بالغ نمازی پابند شرع نے کہا کہ مجھے علم یقینی ہے کہ مسماۃ فتح نے دودھ پلایا تھا کیونکہ اس کے رشتہ دار تمام میرے سامنے اقرار کر چکے ہیں کہ مسماۃ فتح نے دودھ پلایا ہے اس وقت یہ جھوٹ بول رہی ہے یہ باتیں سب من گھڑت ہیں ان گواہوں کی گواہی صحیح ہے اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا کہ نہیں رضاعت ثابت ہے یا نہیں مقامی علماء دین نے کہا ہے کہ دودھ پلانا ثابت ہو گیا ہے تفریق کر دینی چاہیے؟



صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ بہتر یہی ہے کہ مسماۃ فاطمہ اور گل محمد کے مابین تفریق کر دی جائے تاکہ شبہ بھی نہ رہے اگر گل محمد اس طرح کرنے پر تیار ہو تو وہ مسماۃ فاطمہ کو ایک طلاق دے کر اپنے سے جدا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ الجواب صحیح محمد انور رحمہ اللہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۳ صفر ۱۳۹۰ھ

## کنواری لڑکیوں کا دودھ ہونے والی حدیث کے متعلق ایک وضاحت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد نے مسجد میں دوران خطبہ یہ کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو جناب بی بی حلیمہ کے علاوہ مزید تین کنواری لڑکیوں نے حضور کو اٹھایا اور ان کا قدرتی طور پر دودھ نمودار ہوا یہ دودھ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ حضور نے ان کنواری لڑکیوں کا دودھ پیا ہے اگر پیا ہے تو کتاب کا حوالہ دیدیں اگر نہیں تو تفصیلات بیان کریں امام مسجد نے کتاب کا نام سیرت حلبیہ ص ۱۰۰ تا ۱۰۵ بتایا ہے تاکہ مسلمانوں کی تسلی ہو جائے۔

﴿ج﴾

سیرت حلبیہ صفحہ ۹۷ پر حضور کو کنواری لڑکیوں کا دودھ پلانے کا ذکر موجود ہے لیکن کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہے اور نہ اس پر دین کا کوئی مسئلہ موقوف ہے اس لیے نہ ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں نہ تکذیب کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافقہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ جمادی الاولیٰ  
۱۳۸۸ھ

زوجہ کے پستان منہ میں لے کر دودھ پی لے تو نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی زوجہ کا پستان منہ میں لے سکتا ہے اگر منہ میں لے سکتا ہے تو اگر منہ میں دودھ آجائے تو کیا نکاح میں فرق آتا ہے یا نہیں، کیا جنابت کی حالت میں کھاپی سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

اگر زوجہ کا پستان منہ میں لے کر دودھ پی لے تو اس سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا مگر ایسا کرنے سے بچنا چاہیے اور جنابت کی حالت میں کھانا پینا جائز ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ کم از کم کلی کر لیں۔

واللہ اعلم سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

رضا عت ڈھائی سال کی عمر تک ثابت ہوتی ہے، زوجہ کا دودھ پینا حرام ہے، نکاح پر اثر نہیں پڑتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ عورت کا دودھ پیا ہے تو کیا یہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

ڈھائی سال کی عمر میں دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اس کے بعد نہیں اپنی زوجہ کا دودھ پینا اگرچہ حرام ہے لیکن اس سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا۔ نکاح بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان المحرم ۱۴۹۹ھ

مدت رضا عت ڈھائی سال تک ہے اس کے بعد رضا عت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ علی نے دلی کے ساتھ اس کی والدہ کا دودھ پیا۔ اب دلی کی چھوٹی بہن جو کہ دلی کی والدہ کے ہی وطن سے ہے کا نکاح علی سے کر دیا گیا ہے فرمائیے یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں۔  
حالانکہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۴ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی میں سوال نمبر ۹۲۲/۹۲۱ کے جواب میں مذکورہ صورت میں نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اصول بیان کیا گیا ہے کہ رضیع کے بننے کی تمام اولاد حرام ہے بحوالہ الدر المختار۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب معنہ اللہ بطول حیاتہ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ نے اس سوال کے جواب میں نکاح مذکور کو قطعاً حرام قرار دیتے ہوئے فوری تفریق کا حکم فرمایا ہے لیکن اس کے برعکس مفتی جمال احمد صاحب مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے عبارت وتحلل اخت اخیه رضاعاً ونسباً بحر الرائق ص ۲۲۷ ج ۳ شامی وفتح القدیر ص ۱۱ ج ۳ کے حوالہ دیتے ہوئے نکاح مذکور کے جواز کا فتویٰ صادر فرمایا ہے ازراہ کرم آپ استفتاء بالا کا مفصل اور مدلل جواب تحریر فرمائیں نیز فرمائیے کیا مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے لیے حرام ہے؟

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جب بچہ نے کسے اور عورت کا دودھ ڈھائی برس کے اندر پیا تو وہ عورت اس کی رضاعی ماں



بن گئی اور اس کا شوہر جس کا یہ دودھ ہے اس بچہ کا باپ بن گیا ہے اور اس کی اولاد اس کے دودھ شریک بھائی بہن ہو گئے اور نکاح حرام ہو گیا (ہکذا فی کتب الفقہ بنا بریں) صورت مسئلہ میں جب علی نے ولی کے ساتھ اس کی والدہ کا دودھ پیا تو ولی کی چھوٹی بہن علی کی رضاعی بہن بن گئی ہے اور نکاح حرام ہو گیا۔ (والا صل فیہ قولہ تعالیٰ عند ذکر المحرمات و امہاتکم اللتی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعة) (پ ۴ آخری ایت) وفی قاضیخان علی ہامش الہندیہ ص ۴۱۶ ج ۱ الرضاع فی اثبات حرمة المناکحة بمنزلة النسب و الصهریة کما ان الحرمة بالنسب اذا ثبتت فی الامہات و البنات تتعدی الی الجدات والنوافل فکذا اذا ثبتت بالرضاع تتعدی الی اصول المرضعة و فروعها و اخوتها و اخواتها الخ )

لہذا جو نکاح پڑھا گیا ہے وہ قطعاً حرام ہے طرفین میں فوراً تفریق کر دی جائے مولانا موصوف نے جواز کا حکم صادر فرمایا ہے وہ صحیح نہیں اس لیے کہ صورت مسئلہ میں ولی کی بہن علی کی صرف اخت اخیہ رضاعاً نہیں بلکہ علی کی خود اخت رضاعی بھی ہے۔ جس کے ساتھ علی کا نکاح قطعاً حرام ہے اور اخت اخیہ رضاعاً کی حالت اس صورت میں ہے کہ دونوں نے کسی اور عورت کا دودھ پیا ہو اور صورت مسئلہ میں ایسا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۳ شوال ۱۳۸۸ھ

دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ عمر ڈھائی سال ہے اس کے بعد دودھ پینا یا پلانا حرام ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شادی شدہ شخص اپنی بیوی کا دودھ کئی دفعہ پی اور چوس چکا ہے اور اس کا بیان ہے کہ عورت کا دودھ بڑا میٹھا اور قوی ہوتا ہے نیز اپنے ہم عمر ساتھیوں کو عورت کا دودھ پینے کے لیے ترغیب دیتا ہے کہ عورت کا دودھ بڑا مقوی باہ ہوتا ہے ایسے شخص کے متعلق شریعت کیا حکم صادر فرماتی ہے علماء دین فتویٰ دیں (نوٹ) کیا ایسے شخص کے ساتھ برتاؤ جائز ہے۔

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم واضح رہے کہ زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہے اس کے بعد دودھ پینا یا پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں یہاں تک کہ عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں اور اگر ڈالو تو اس کا کھانا اور پکانا ناجائز ہے اور حرام ہے اسی طرح دوا کے لیے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں خلاصہ یہ کہ انسان کے دودھ

سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

(کما فی الدر المختار ص ۲۱۱ و فی البحر لا یجوز التداوی بالمحرم فی ظاہر المذہب)

بنا بریں صورت مسئلہ میں یہ شخص حرام کا مرتکب اور سخت گنہگار ہے اس کو چاہیے کہ وہ توبہ تائب ہو جائے اور آئندہ کے لیے قعطا اپنی بیوی کا دودھ استعمال کرنے سے احتراز کرے اور دوسروں کو حرام کام کے لیے ترغیب نہ دے ورنہ اس کا گناہ بھی اسی کے ذمہ ہوگا۔۔۔۔۔ باقی مدت رضاع کے بعد دودھ پینے کا نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوتا نکاح بدستور قائم رہتا ہے۔ (فی الدر المختار ص ۲۲۵ ج ۳ مص رجل ثدی زوجته لم تحرم)

الحاصل نکاح بدستور باقی ہے لیکن دودھ پینا حرام ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

حرمت رضاعت تب ثابت ہوگی اگر دودھ پینے والے نے مدت رضاعت میں دودھ پیا ہو

• ﴿س﴾ •

اگر کوئی شخص چوبیس برس کا تقریباً اپنی منکوحہ عورت کی چھاتی چوستا رہا ہو مگر دودھ اس کے منہ میں نہ آیا ہو اگر آیا بھی ہو تو اس نے فوراً منہ سے تھوک دیا ہو اور پھر ذائقہ کو کلی کر کے ضائع کر دیا ہو تب کیا عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں۔

﴿ج﴾

رضاع سے حرمت جب ثابت ہوتی ہے جب دودھ پینے والا مدت رضاع کے اندر ہی دودھ پی لے جو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ڈھائی اور صاحبین کے نزدیک دو سال کے زمانہ تک ہے اس کے بعد اگر کوئی کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس سے کوئی حرمت نہیں ثابت ہوتی مسئلہ مذکورہ میں جب زوج بڑا ہے اور بقول سائل تقریباً چوبیس برس کا ہے اگر فی الواقع وہ دودھ پی بھی لے تب بھی وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی بلاشبہ وہ اس کی عورت ہے البتہ دودھ پینا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

وینبت التحريم في المدة فقط (در مختار ص ۲۱۱ ج ۳) کذا فی سائر کتب الفقہ کتاب الرضاع

دو سال کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

میں یعنی حاجی محمد رشید علی نے اپنی نانی کا دودھ ۲ سال ۴ ماہ کی عمر میں پیا تھا کیا اب میں اپنے ماموں کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہوں؟

﴿ج﴾

دو سال کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اس لیے محمد رشید علی کا عقد نکاح اپنے ماموں کی لڑکی سے درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
کیم ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

اگر رضاعت دو سال کے اندر ہے تو ثابت ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے اور لڑکی نے مختلف اوقات میں ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے جبکہ وہ عورت اس لڑکی کی حقیقی والدہ اور وہ لڑکا اس عورت کا بھتیجا ہے کیا دریں صورت اس لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح عند الشریع ہو سکتا ہے کیا اس لڑکی کا حقیقی بھائی اس لڑکے کی حقیقی بہن سے نکاح کر سکتا ہے مینو تو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔ اگر یہ لڑکا اس عورت کا دودھ مدت رضاع میں یعنی دو سال سے کم عمر میں پی چکا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہے اور اس کی تمام اولاد خواہ اس کے ساتھ بیک وقت دودھ پی چکے ہوں یا اس سے پہلے یا اس سے بعد اس عورت کے بطن سے پیدا ہوئے ہوں ان تمام کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح ناجائز ہے اور یہ سب اولاد اس کی رضاعی بھائی اور رضاعی بہنیں شمار ہوں گی۔

ہاں اس دودھ پینے والے لڑکے کی بہن حقیقی کے ساتھ جس نے اس عورت کا دودھ نہیں پیا ہے اس عورت کا لڑکا جو مذکورہ بالا لڑکی کا نسبی حقیقی بھائی ہے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ یہ اس کے رضاعی بھائی کی نسبی بہن لگتی ہے اور ایسی عورت کے ساتھ نکاح شرعاً جائز ہے۔

(کما قال فی الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۲۱۷ ج ۳) (و تحل اختم

اخيہ رضاعاً يصح اتصاله بالمضاف كان يكون له اخ نسبي له اخت رضاعية و بالمضاف اليه كان يكون لاخته رضاعاً اخت نسبا و بهما و هو ظاهر (و) كذا نسباً بان يكون لاخته لابیہ اخت لام فهو متصل بهما لا با حدهما للزوم التكرار كما لا يخفى (ولا حل بين رضيعي امرأة لكونهما أحيان و ان اختلف الزمن و الأب و لا حل بين الرضیعة و ولده مرضعتهمای التي أرضعتها و ولد ولدها لأنه ولد الأخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ اذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

### حرمت رضاعت کے لیے مدت رضاعت ضروری ہے



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک زنانی کسی وجہ سے اپنے ماں باپ کے گھر گئی تھی اس کی گود میں ایک لڑکا تھا لڑکے کی عمر اس وقت تین پونے تین سال تھی لڑکے کی ماں کسی وقت کام کرنے کو چلی جاتی تھی تو اپنا لڑکا اپنی ماں یعنی لڑکے کی نانی کو دے جاتی تھی یہ کہہ کر کہ میرے لڑکے کو رونے نہ دینا اس کو بھوک لگے تو اس کو بھینس کا دودھ پلا دینا اس لڑکے کی نانی کسی وقت اپنا دودھ پلا دیتی تھی کسی وقت بھینس کا دودھ پلا دیتی یعنی کسی وقت اپنی چھاتی سے لگا کر دودھ پلا کر لڑکے کو چپ کراتی تھی چند روز بعد زنانی کا مالک آیا تو زنانی اور اپنا لڑکا اپنے گھر لے گیا تھا اب وہ لڑکا نو جوان ہے لڑکے کی ماں بھی زندہ ہے اس لڑکے کے ماموں صاحب نے لڑکے کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیا ہے اب بھانجے کو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟



الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۰۹ ج ۳ ہو مص من ثدی ادمیۃ الی ان قال فی وقت مخصوص ہو حولان و نصف عنده و حولان فقط عندهما و هو الأصح (الی ان قال) و یثبت التحريم فی المدة فقط

در مختار کی اس عبارت سے واضح ہے کہ حرمت رضاعت فقط مدت رضاعت میں ثابت ہوتی ہے اس کے بعد ثابت نہیں ہوتی۔ نیز یہ بھی اس عبارت سے واضح ہے کہ مدت رضاعت میں مفتی بہ قول صاحبین کا ہے یعنی زیادہ سے زیادہ دو سال ہے لہذا صورت مسئلہ میں جبکہ نانی نے اس لڑکے کو مدت رضاعت کے ختم ہو جانے کے بعد تین پونے تین سال کی عمر میں دودھ پلایا ہے تو اس سے حرمت رضاعت شرعاً ثابت نہیں ہوتی لہذا ماموں کی لڑکی سے اس کا نکاح شرعاً درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان



## رضاعت کی مدت کے متعلق مفتی بہ قول

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ جنت مائی نے اپنی بہن مسماۃ بکھو مائی کو دودھ پلایا کیونکہ اس کے ہاں لڑکا تھا جس کی عمر ۲ سال تین ماہ تھی اور اس کی بہن کی عمر ۲ سال ۵ ماہ تھی وہ اس کا لڑکا دودھ نہیں پیتا تھا اور مسماۃ جنت مائی نے اپنی بہن کو بلا کر کہا کہ تو دودھ میرا پی لے دو چار گھنٹ دودھ کے پی لیے اور پھر لڑکا دودھ پینے لگ گیا اب دودھ پلانے والی عورت مائی جنت اپنے لڑکے کے لیے اپنی بہن مسماۃ بکھو مائی سے رشتہ لینا چاہتی ہے کیونکہ مسماۃ بکھو مائی کی لڑکی ہے شرعاً کیا یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہ یا ان کے دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

رضاع کی مدت میں اختلاف ہے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ڈھائی سال ہے اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک دو سال ہے لیکن فتویٰ صاحبین کے قول پر فقہائے کرام نے دیا ہے جس پر عبارات ذیل شاہد ہیں اس لیے صاحبین کے قول کے مطابق جو مفتی بہ ہے صورت مسئلہ میں نکاح جائز ہے ویسے امام اعظم کے نزدیک بھی ڈھائی سال قمری ہیں لہذا سوال میں اگر دو سال پانچ ماہ جو لڑکی کی عمر بتائی گئی ہے اگر شکی کے حساب سے بتائی ہے پھر تو وہ بھی تقریباً ڈھائی سال قمری بن جاتا ہے لہذا صورت مسئلہ میں بشرط صحت واقعہ باعتبار فتویٰ کے نکاح جائز ہوگا ویسے احتیاط و تقویٰ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس سے اجتناب و پرہیز کیا جائے عبارات درج ذیل ہیں۔

(قال فی جامع الرموز القہستانی ص ۷۳۱ ج ۲ فی حولین من وقت الولادة عندہما و علیہ الفتویٰ وقال فی البحر الرائق مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ص ۳۸۸ ج ۳ و فی فتح القدیر الأصح قولہما من الاقتصار علی حولین فی حق التحريم أيضاً و بہ أخذ الطحاوی و مرادہ بالنظر الی الدلیل بحسب ظنہ و الا فالمذہب للام الأعظم و ان لم یظهر دلیلہ لو جوب العمل علی المقلد بقول المجتہد من غیر نظر فی الدلیل کما أشار الیہ فی أول الخانیہ و لکن قال فی اخر حاوی القدسی فان خالفاه قال بعضهم یؤخذ بقوله و قال بعضهم یؤخذ بقولہما و قبل ینخیر المفتی و الأصح أن العبرة لقوة الدلیل و لا یخفی قوة دلیلہما فان قوله تعالیٰ و الولدت یرضعن اولادہن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة یدل علی أنه لا رضاع بعد التمام)

اور فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۹ پر ہے اگر بعد دو برس تمام ہونے کے دودھ پیا ہے تو اس دودھ پینے سے رضاعت

ثابت نہیں ہوئی کہ مدت ثبوت حکم رضاعت کی دو سال ہے پس اب اس پسر کو اس عہدت سے اور اس کے اقارب سے کوئی علاقہ بسبب شیر کے پیدا نہیں ہوا۔

(وفی الدر المختار ص ۲۰۹ ج ۳ ہو حولان و نصف عنده و حولان) فقط عندهما و هو الاصح) فتح و بد یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون الخ و فی فتح القدیر ص ۳۰۹ ج ۳ فكان الاصح قولهما و هو مختار الطحاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر اللہ لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود غفر اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

چار سال کی عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چار سالہ لڑکی نے اپنی پھوپھی یعنی والد کی بہن جو کہ پندرہ سال سے بیوہ ہو چکی تھی کے پستان سے دودھ چوسنے کی عادت کی حالانکہ اس کے پستان میں دودھ نہیں تھا اب لڑکی مذکورہ اس پھوپھی کے لڑکے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

لڑکی کی عمر جب چار سال کی تھی تو اس سے اگر دودھ بالفرض پی بھی لیتی حرمت ثابت نہ ہوتی حالانکہ یہاں تو جیسے سوال میں مذکور ہے صرف چوسنے کی عادت کی ہے کیونکہ پستان میں دودھ نہ تھا حرمت رضاع تب ثابت ہوتی ہے کہ دودھ پینے والے کی عمر دو سال سے زائد نہ ہو۔

(قال فی تنویر الابصار ص ۲۰۹ ج ۳ ہو مص من ثدی ادمیۃ فی وقت مخصوص

ہو حولان و نصف عنده و حولان عندهما و هو الاصح )

لہذا لڑکی مذکورہ اس پھوپھی کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبد اللطیف غفر اللہ لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۸ رجب ۱۳۸۵ھ

ڈھائی سال کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرا لڑکا میرا دودھ پیتا تھا جس کی عمر دو سال پانچ ماہ کی تھی۔ میری بہن

جو کہ دو سال ساڑھے سات ماہ کی تھی میرا بچہ بوجہ ضد کے میرا دودھ ایک دن نہ پی رہا تھا میں نے اپنی بہن کو بطور مذاق کہا کہ آجائی مائی بخت بھری میرا دودھ تو پی لے میرا خیال تھا کہ میرا لڑکا اس کے حسد سے دودھ پی لے گا لیکن بہن نے میرا دودھ صرف ایک گھونٹ میرے مذاق پر پی لیا کیونکہ وہ بھی بچی تھی اسے بھی یہ پتہ نہ تھا کہ بہن کا دودھ پیا جاتا ہے یا نہیں اور میں نے بھی اسی خیال سے کہا کہ کسی طرح اس لڑکی کی ضد سے میرا بچہ دودھ پی لے اور بھوکا نہ رہ جائے اب جبکہ وہ بچہ میرا ساڑھے تین سال کی عمر کا فوت ہو چکا ہے۔ اور میری اس بہن کی شادی ہوئی جس نے میرا دودھ بطور مذاق پی لیا تھا اس کی اب لڑکیاں ہیں کیا میرے دوسرے لڑکے کی شادی اس میری بہن کی لڑکی سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر چھوٹی بہن نے اپنی بڑی بہن کا دودھ ڈھائی برس کے بعد پیا ہے تو حرمت رضاعت شرعاً ثابت نہیں ہوتی اور ان کی اولاد کا آپس میں شرعاً نکاح جائز ہے بشرطیکہ کوئی اور سبب حرمت نکاح کا موجود نہ ہو لہذا اس صورت میں جبکہ چھوٹی بہن دو سال سات ماہ کی تھی اور اس نے بڑی بہن کا دودھ پیا تو شرعاً حرمت رضاع ثابت نہیں اور بڑی بہن کے لڑکے کا نکاح چھوٹی بہن کی لڑکیوں سے جائز ہے لیکن اگر چھوٹی کی عمر ڈھائی برس سے کم ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی اور ان کی اولاد کا نکاح آپس میں جائز نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

چار سال کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرے ماموں نے میری بڑی بہن کے ساتھ میری والدہ ماجدہ کا دودھ اکٹھا پیا ہے جب کہ میرے ماموں صاحب کی عمر اس وقت دو سال نو ماہ چار دن کی تھی یعنی مدت رضاعت ختم ہو چکی تھی میرے ماموں کو کمزوری کی وجہ سے اتنے عرصہ تک دودھ پلایا گیا تھا اور میں نے اپنی بڑی بہن کا دودھ پیا ہے اپنی والدہ کا دودھ کسی حالت اور کسی وقت میں بھی نہیں پیا اب میں نے اس ماموں کی لڑکی سے شادی کی ہے بعض نے مجھے شک میں ڈال دیا ہے کہ جس سے میں نے شادی کی ہے وہ میرے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ (۲) اور قابل استفتاء یہ بات ہے کہ کیا وہی دو بچے جو ایک ہی وقت میں اکٹھا دودھ پیئیں رشتہ میں بھائی بہن بن جاتے ہیں یا وہ بچہ جو میری والدہ کے بطن سے پیدا ہوا ہو سب کے سب رشتہ رضاعت میں بھائی بہن بن جاتے ہیں مینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

آپ کا نکاح موجودہ صورت حال میں ماموں مذکور کی لڑکی کے ساتھ صحیح ہے کیونکہ مدت رضاعت دو سال یا اڑھائی سال ہے (علی اختلاف اقوال الاحناف رحمہم اللہ) یہ مدت گزر جانے کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی لہذا آپ کے ماموں اور بڑی بہن میں رشتہ بھائی بہن کا رضاعاً ثابت نہیں ہے۔

(قال فی الكنز و حرم بہ وان قل فی ثلثین شہراً ما حرم منه بالنسب کنز مع النہر ص ۲۹۹

ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

(۲)..... حرمت رضاع کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں نے اکٹھے دودھ پیا ہو بلکہ دودھ پلانے والی کی ساری اولاد دودھ پینے والے کے رضاعی بہن بھائی بن جاتے ہیں نیز جن دو بچوں نے کسی ایک عورت کا دودھ پیا ہو خواہ اکٹھا پیا ہو یا بیچ میں کئی سالوں کا فرق ہو بشرطیکہ مدت رضاع میں ہو ان میں حرمت رضاع ثابت ہو جاتی ہے۔  
(قال فی الكنز و لا حل بین رضیعی ثدی و بین مرضعة و ولد مرضعتها و ولد و لدھا کنز مع النہر ص ۳۰۳ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ

اکتیس ماہ کی عمر میں دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ غلام سکیہ یہ بیان دیتی ہے کہ میں نے اپنی ہم شیر کی لڑکی کو اکتیس ماہ کی عمر میں ایک دو گھونٹ دودھ پلایا تھا اب کیا تاج بی بی کی رضاعت ثابت ہو جائیگی یا نہیں اور کیا میں اپنے لڑکے کا نکاح تاج بی بی کی لڑکی کے ساتھ کر سکتی ہوں؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ تاج مائی کی لڑکی کا عقد نکاح مسماۃ غلام سکیہ کے لڑکے کے ساتھ تو درست ہے کیونکہ مسماۃ تاج مائی کا اکتیس ماہ کی عمر میں عورت مذکورہ کا دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان



## سات سال کی عمر میں حرمت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے فاطمہ سے نکاح کیا۔ فاطمہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی فاطمہ فوت ہو گئی تو زید نے دوسرا نکاح ہندہ سے کیا ہندہ نے فاطمہ کی لڑکی کو جبکہ اس لڑکی کی عمر سات برس تھی اپنا دودھ پلا دیا اب وہ لڑکی ہندہ کے بھائی کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

سات برس کی عمر میں کسی عورت کے دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ حرمت رضاع تب ثابت ہوتی ہے جب دودھ پانی سال کے اندر دودھ پی لے بہر حال صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال حرمت رضاع ثابت نہیں اور نکاح جائز ہے۔

(قلیل الرضاع و کثیرہ سواء اذا حصل فی مدۃ الرضاع یتعلق بہ التحريم ثم مدۃ الرضاع ثلثون شهرا عند ابی حنیفۃ و قال سنان و اذا مضت مدۃ ارضاع لم یتعلق بالرضاع تحريم کذا فی الشامی ) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۸ ربیع الاول ۱۴۹۹ھ

دودھ پلانے والی عورت کی باقی ماندہ اولاد بھی رضاعی لڑکے پر حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ اور جمیلہ نے ایک دوسرے کے بچوں کو بصورت ذیل دودھ پلایا۔ ہندہ: آسیہ، حمید، رشید، ابوبکر، طاہرہ جمیلہ: امین، سلیم، اسلم، رفیق، فاروق، زبیدہ بی بی ان کی اولادیں اس ترتیب سے ہیں ان میں رشتہ رضاع کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں۔ ہندہ نے فاروق کو دودھ پلایا جبکہ اس کا حقیقی لڑکا عبدالحمید جمیلہ کا دودھ پی رہا تھا ہندہ بھی بیماری میں دودھ دودھ کر اس کے منہ میں ڈالتی رہی آخر وہ مر گیا۔ جمیلہ نے عبدالرشید کو دودھ پلایا جبکہ اس کی حقیقی لڑکی زبیدہ دودھ پی رہی تھی۔

مسئول یہ ہے کہ کیا آسیہ پروین کا رشتہ محمد امین سے ہو سکتا ہے جو سلسلہ رضاع سے بالکل پہلے کی اولادیں ہیں۔ کیا حمید کا نکاح زبیدہ سے ہو سکتا ہے یا نہ بعض مقامی علماء دوسرے رشتہ میں کوئی مسئلہ ظاہر نہیں کرتے بیوا تو جروا۔

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں دونوں نکاح یعنی آسیہ پروین کا نکاح محمد امین سے اور زبیدہ کا نکاح حمید سے جائز ہیں البتہ فاروق کا نکاح ہندہ کی کسی لڑکی سے بھی جائز نہیں اسی طرح عبدالرشید کا نکاح جمیلہ کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ بھی جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۵ شوال ۱۳۹۱ھ

رضاعی بھائی سے اور ان کے بھائیوں سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ان دو بیویوں میں سے ایک بیوی نے کسی اور شخص کے لڑکے کو دودھ پلایا اور پرورش کی۔ جب یہ لڑکا بڑا ہو گیا تو اس لڑکے کا نکاح و شادی دوسری بیوی کی لڑکی سے کر دی گئی ہے آیا یہ شادی جائز ہے یا ناجائز ہے وضاحت سے مسئلہ لکھ کر واپس تحریر کر دیں۔ نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ شادی (نکاح) ناجائز ہے اس لیے کہ ایک لڑکے نے جب کسی شخص کی بیوی کا دودھ پیا تو اس شخص کی اولاد چاہے اسی بیوی سے ہو یا دوسری بیوی سے سب اس لڑکے کی رضاعی بھائی بہن بن گئے ہیں لہذا ان کا آپس میں نکاح ناجائز ہے۔

(و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب، وقال فی القدوری، و هو ان ترضع المرأة صبیه فتحرم هذه الصبیه علی زوجها و علی ابائه و ابنائه و یصیر الزوج الذی نزل منه اللبن ابا للمرضعة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

اگر خالہ کا دودھ پیا ہے تو خالہ کی تمام لڑکیاں اس کے لیے حرام ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو سگی بہنیں ہیں ایک کی اولاد ہے اور اس کی اولاد میں سے ایک بچے نے خالہ کا دودھ پیا ہے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس کا مرد مر گیا ہے اس نے دوسری جگہ شادی کی ہے اس کی اب

دوسرے خاوند سے لڑکی ہے کیا وہ لڑکی اس کے لڑکے کو آسکتی ہے جس نے خالہ کا دودھ پیا ہے اور پہلے خاوند کی لڑکیاں جو دودھ پینے سے قبل ہیں اور جو بعد میں ہیں وہ آسکتی ہیں یا نہیں شریعت کے رو سے کیا حکم ہے؟ مینواتو جروا۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جس لڑکے نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے اس پر خالہ کی تمام لڑکیاں خواہ پہلے کی ہوں یا بعد کی خواہ پہلے زوج کی ہوں خواہ دوسرے زوج کی سب حرام ہے۔ لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر  
الربیع الاول ۱۳۸۰ھ

رضاعت کی وجہ سے مرضعہ کی اولاد سے نکاح جائز نہیں

### ﴿س﴾

عرض ہے کہ کسی وقت میری بیوی کی گود میں ایک شیرخوار بچی تھی اور میری ہمشیر کی گود میں بھی ایک شیرخوار بچی تھی جبکہ ایک لڑکا جو تقریباً اڑھائی سال کی عمر کا تھا کسی مجبوری میں میری ہمشیر اور میری بیوی مع اپنی بچیوں کے ایک چارپائی پر سو گئیں کچھ وقفہ کے بعد میری بیوی بیت الخلا چلی گئی میری بیوی کی غیر موجودگی میں میری بچی نے میری ہمشیر کی چھاتی سے دودھ پی لیا اب جبکہ میری بچی میری ہمشیر کی بچی سے وزن میں زیادہ تھی اس لیے میری ہمشیر نے خواب غفلت میں یہ سمجھ کر پتہ نہیں کیا وزن میری چھاتی پر ہے اس نے میری بچی کو اپنے اوپر سے دھکیل دیا جس سے میری بچی چارپائی سے گر گئی اور رونے لگی رونے کی وجہ سے میری ہمشیر جاگ گئی اور اس کو پختہ یقین ہو گیا کہ بھادج کی لڑکی نے میری چھاتی سے دودھ پی لیا ہے جس پر میری ہمشیر بھی رونے لگی کیونکہ میری ہمشیر کا ارادہ تھا کہ میں اپنے لڑکے کے لیے اپنے بھائی کی لڑکی لوں اور دودھ پینے سے تو نکاح ناجائز ہو جاتا ہے اس لیے میری ہمشیر کہتی ہے کہ میری بھادج نے یہ قصد کیا تھا تا کہ وہ لڑکی نہ لے سکے جبکہ میری بیوی کہتی ہے کہ مجھے بالکل علم نہیں اب علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے۔

### ﴿ج﴾

اگر واقعی اس لڑکی نے آپ کی ہمشیر کا دودھ پیا ہے تو حرمت رضاع ثابت ہے اس لڑکی کا مرضعہ کی اولاد سے نکاح جائز نہیں۔ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے چاہے قصد اپلا یا ہو یا بلا قصد کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

چچی کا دودھ پینے کی وجہ سے اس کی تمام اولاد حرام ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے نے اپنی چچی کا دودھ کسی وجہ سے پی لیا تو اس کے بعد پانچویں کی لڑکی ہو تو اس کے ساتھ یہ لڑکا شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

جس لڑکے نے چچی کا دودھ پی لیا ہے اس چچی کی تمام اولاد چاہے اس لڑکے کے دودھ پینے سے پہلے کی ہے یا بعد کی اس لڑکے پر حرام ہے اس لڑکے سے ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۹۲ھ

جب دوسری لڑکی کو رضاعت میں شریک کر لیا تو تمام بچیوں کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کے چار لڑکے پیدا ہوئے اس کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی کے ساتھ عورت نے کسی غیر لڑکی کو بھی مدت رضاعت میں دودھ پلایا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کے لڑکے کا نکاح اس عورت کی رضاعی بیٹی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اس عورت کی تمام اولاد اس لڑکی کے رضاعی بھائی ہیں اور نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان  
۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

دودھ پلانے کی وجہ سے خاتون ماں بنی اور اس کی اولاد رضاعی بہن بھائی بن گئے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کی اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر ہندہ فوت ہوگئی ہندہ کی والدہ خالدہ نے لڑکے کو اپنا دودھ پلایا اب دریافت طلب یہ ہے کہ ہمشیر زینب سے زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں بعض حضرات جواز نکاح کی طرف گئے ہیں اور بعض حضرات خلاف نکاح اب آپ بحوالہ ارشاد فرمادیں کہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟



### ﴿ج﴾

زید کے لڑکے نے جب خالده کا دودھ پی لیا ہے تو خالده اس کی رضاعی ماں بن گئی ہے اور خالده کی تمام اولاد اس کی رضاعی بھائی بہن ہو گئے ہیں۔ پس صورت مسئلہ میں اس لڑکے کا نکاح زینب کے ساتھ ناجائز ہے البتہ زید کے ساتھ زینب کا نکاح جائز ہے جو کہ زینب کے رضاعی بھائی کا نسبی باپ ہے۔

(کما فی الدر المختار ص ۲۱۶ ج ۳) (يجوز تزوجه بأم أخیه و تزوجه بأبی أخیه الخ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

رضاعی ماں کی تمام اولاد سے نکاح حرام ہو جاتا ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عبدالکریم نے اپنی خالہ زاد بہن مسماۃ منظور الہی کے ہمراہ اپنی خالہ مسماۃ سون کا دودھ پیا اسی خالہ کی لڑکی مسماۃ مقصوداں ازاں بعد اقبال خاتون پیدا ہوئی ان دو کے بعد تیسرے نمبر پر مسماۃ نسیم بی بی پیدا ہوئی اب سوال یہ ہے کہ مسمیٰ حافظ عبدالکریم کا نکاح مسماۃ نسیم بی بی سے ہو سکتا ہے جو چوتھے نمبر پر ہے اس کی رضاعی بہن ہے بینوا تو جروا؟

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسمیٰ عبدالکریم کا عقد نکاح مسماۃ سون کی کسی لڑکی سے شرعاً درست نہیں شرعاً عبدالکریم رشتہ میں مسماۃ سون کا رضاعی لڑکا ہے اور اس کی اولاد عبدالکریم کے رضاعی بہن بھائی ہیں اس لیے عبدالکریم کا نکاح مسماۃ نسیم بی بی جو کہ اس کی رضاعی بہن ہے سے جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

رضاعت ثابت ہو جانے کے بعد رضاعی باپ کی تمام اولاد سے نکاح حرام ہو جاتا ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رشید کے آخری بچے کے ساتھ احمد نے دودھ پیا۔ رشید کی دوسری نمبر پر ایک لڑکی بھی ہے اس کی لڑکی نمبر ۱ کے ساتھ احمد کا نکاح شرعی ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا تو جروا؟

﴿ج﴾

اگر احمد نے رشید کی بیوی کا دودھ پیا ہے خواہ جس لڑکے کے ہمراہ ہو تو پھر احمد کا نکاح رشید کی کسی لڑکی سے جائز نہ ہوگا۔ رشتہ میں احمد رشید کا اسی صورت میں رضاعی لڑکا بنے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ  
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

رضاعی ماموں ہونے کی وجہ سے رضاعی ماں کی تمام اولاد عقد نکاح میں نہیں آ سکتے ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمیٰ زید نے عمر کی بیوی ہندہ کا دودھ پیا ہے۔ مدت رضاعت میں اب زید مذکور عمر مذکور کی دوسری بیوی زہنب کی لڑکی لے سکتا ہے یا لڑکی کی لڑکی لے سکتا ہے۔

﴿ج﴾

زید نے جب عمر کی بیوی کا دودھ پیا تو عمر کی بیوی اس کی رضاعی ماں اور عمر اس کا رضاعی باپ بن گیا اور عمر کی جملہ اولاد چاہے اس بیوی سے ہو یا دوسری بیوی سے زید کی رضاعی بھائی بہن ہو گئے اور رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ الغرض مسئلہ صورت میں نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۶ رجب ۱۳۸۹ھ

لڑکے لڑکی نے جب ایک عورت کا دودھ پیا تو یہ آپس میں بھائی بہن بن گئے نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ مسمیٰ احمد یار اور اس کی پھوپھی مائی سداں نے الگ الگ زمانے میں اور مدت رضاعت میں اللہ وسائی کا دودھ پیا ہے۔ مسماۃ اللہ وسائی احمد یار کی دادی اور مائی سداں کی حقیقی والدہ ہے۔ تو اب مائی سداں کی لڑکی اور احمد یار کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر یہ نکاح ہو چکا ہو تو اس کا کیا کیا جائے کیا نکاح ہوا بھی ہے یا نہیں؟ نیز عورت پر کوئی عدت بھی ہوگی یا نہیں اور اسی عورت کا نکاح احمد یار کے حقیقی بھائی سے ہو سکتا ہے یا نہیں بیوا تو جروا

### ﴿ج﴾

احمد یار اور مائی سداں رضاعی بہن بھائی ہیں اور مائی سداں کی لڑکی احمد یار کی رضاعی بھانجی ہے اور رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے لہذا جو نکاح پڑھا گیا وہ حرام اور ناجائز ہے طرفین میں فوراً تفریق کر دی جائے۔

(قال فی الہدایہ لا یحل للرجل أن یتزوج بأمہ ولا بجداۃ من قبل الرجال و النساء ولا ببتہ ولا ببت ولده و ان سفلت ولا بأختہ ولا ببنات أختہ ولا ببنات اخیہ ولا بعمتہ ولا بخالنتہ (الی ان قال) و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب ہدایہ مع الفتح ص ۱۱۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) اس عورت کا نکاح احمد یار کے حقیقی بھائی سے ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادمہ الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ محرم ۱۳۸۸ھ

رضاعی ماں کی تمام اولاد اس کے بھائی بن گئے ہیں اس لیے عقد نکاح صحیح نہیں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے چنانچہ اس کی دادی اس لڑکے کی رضاعی ماں ہے اور نسبی دادی بھی ہے اور جس وقت وہ لڑکا دودھ پیتا تھا تو اس رضاعی ماں کا نسبی لڑکا بھی دودھ پیتا تھا جو کہ اس کا نسبی چچا بھی ہے اور رضاعی بھائی بھی ہے تو اب وہ لڑکا جو کہ بطور نسب کے پوتا ہے اور بطور رضاعت کے اس کا رضاعی بیٹا ہے تو اب اس لڑکے کا اپنی رضاعی ماں اور نسبی دادی کی دیگر اولاد سے علاوہ اس نسبی چچا اور رضاعی بھائی کے رشتہ جائز ہے یا نہیں اس کا جواب دلائل سے عنایت فرمادیں بینوا تو جروا۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں رضاعی ماں کی تمام اولاد اس لڑکے کے رضاعی بھائی ہیں اور ان کی اولاد اس لڑکے کے رضاعی بھانجے بن گئے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ (و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۸ محرم ۱۳۸۹ھ

زید کی والدہ کا دودھ پینے کی وجہ سے بکر کا زید کی تمام بہنوں سے عقد نکاح درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ماموں ہے اور بکر بھانجہ ہے اور بکر نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہے اب زید کی ایک بھانجی زینب ہے جو اس کی چوتھی بہن سے ہے اور بکر بھانجہ جو زید کی پہلی بہن سے ہے کیا شریعت کے رو سے زینب کا نکاح بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے حالانکہ بکر اور زید نے دودھ اکٹھے پیا ہے ایک طرح کے وہ غالباً دونوں بھائی بنتے ہوئے اور وہ زینب کے ماموں۔ شرعی طور پر ان کے حق میں کیا حکم عائد ہوتا ہے مینواتو جروا۔

﴿ج﴾

بکر نے جب زید کی والدہ کا دودھ پیا تو بکر زید کا اور زید کے دوسرے بھائیوں اور بہنوں کا بھی بھائی بن گیا۔ اب زید کی کسی بھی بہن کی لڑکی جس طرح زید کی بھانجی ہے اسی طرح بکر کی بھی بھانجی ہے اس لیے بکر کا نکاح زید اور اس کی بہنوں کی اولاد سے قطعاً جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ محرم ۱۳۹۱ھ

عورت کا دودھ پینے کی وجہ سے شوہر کی تمام اولاد دودھ پینے والے پر حرام ہو گئی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آدم خان اور سدو دونوں حقیقی بھائی ہیں سدو کی لڑکی نے آدم خان کی بیوی کا دودھ پیا ہے جس کا نام بی بی جانہ ہے اور آدم خان کے چھوٹے لڑکے نے سدو کی بیوی کا دودھ پیا ہے جس کا نام گل محمد ہے اور آدم خان کا ایک بڑا لڑکا ہے جس کا نام جلال الدین ہے۔ اب کسی کو معلوم نہیں ہے کہ جلال الدین نے سدو کی بیوی کا دودھ پیا ہے یا نہیں۔ اب جلال الدین سدو کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرانا چاہتا ہے جس کا نام بی بی جانہ ہے کیا نکاح ہو جائیگا یا نہیں مینواتو جروا۔

﴿ج﴾

بی بی جانہ نے جب آدم خان کی بیوی کا دودھ پیا تو آدم خان کی بیوی بی بی جانہ کی رضاعی ماں بن گئی اور آدم خان اس کا رضاعی باپ اور آدم خان کی تمام اولاد بی بی جانہ کی رضاعی بہن بن گئے اور سب کے ساتھ بی بی جانہ کا نکاح حرام ہو گیا۔ چاہے اس نے بی بی جانہ کی والدہ کا دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو۔



الحاصل صورة مسئلہ میں یہ نکاح جائز نہیں۔

(وہو ان ترضع المرأة صبیه فتحرّم هذه الصبیه علی زوجها و علی ابائه و ابنائه و یصیر الزوج الذی غزل منه اللبن اباً للمرّضعة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

رضاعی باپ کی تمام اولاد سے نکاح درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی ہے اس کی دو بیویاں ہیں جن میں سے ایک کا نام (ط) ہے اور دوسری کا نام (ظ) ہے (ط) نے ایک لڑکے (ج) کو اپنے سینے سے دودھ پلا دیا اب (ج) لڑکا (ظ) کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے کیا شریعت میں یہ شادی جائز ہے یا نہیں بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

(ط) نے جب (ج) کو دودھ پلایا تو (ط) (ج) کی رضاعی والدہ بن گئی اور (ط) کا خاوند (ج) کا رضاعی باپ بن گیا اور الف کی تمام اولاد چاہے (ط) سے ہے یا (ظ) سے ج کی رضاعی دودھ شریک بھائی بہن ہو گئے اور نکاح حرام ہو گیا۔

(کما فی الہندیہ ص ۳۴۳ ج ۱ یحرم علی الرضیع أبواہ من الرضاع و أصولہما و فروعہما من النسب و الرضاع جمیعاً حتی ان المرّضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غیرہ قبل هذا الارضاع أو بعدہ أو أرضعت رضیعاً أو ولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الارضاع أو بعدہ أو أرضعت امرأة من لبنه رضیعاً فالکل اخوة الرضیع و أخواتہ و اولادہم اولاد اخوتہ و أخواتہ الخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح لیکن اگر (ظ) کی بیٹی کسی دوسرے خاوند سے ہو الف سے نہ ہو تو پھر (ج) کا نکاح اس کی لڑکی کے

ساتھ جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم  
۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

رضاعی ماں کی تمام اولاد سے رضاعی بیٹی کا عقد نکاح درست نہیں ہے

﴿س﴾

بکھنور والا شان جناب حضرت مولانا مفتی اعظم مفتی محمود صاحب دام فیوضکم جناب عالی گزارش ہے کہ ایک عورت بیمار ہوئی اور اس کی ایک لڑکی تھی وہ ماں کا دودھ پیا کرتی تھی اس عورت کے بیمار ہونے پر اس کی لڑکی کو کسی دوسری عورت نے دودھ پلایا۔ اس وقت دودھ پلانے والی عورت کا لڑکا تھا جس کے ساتھ بیمار عورت کی لڑکی نے دودھ پیایہ دونوں لڑکی اور لڑکا دودھ پینے میں شامل تھے اور جب بیمار عورت تندرست ہوئی تو پھر اس نے اپنی لڑکی کو خود دودھ پلایا لہذا التماس ہے کہ لڑکی اپنے ہمراہ دودھ پینے والے سے نہیں بلکہ اس لڑکے کے دوسرے بھائی کو یہ لڑکی عقد نکاح میں مل سکتی ہے یا نہیں جینواتو جروا۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ پٹھانی کی تمام اولاد فضلاں کی رضاعی بہن بھائی بن گئے ہیں۔ چاہے فضلاں کو دودھ پلانے سے پہلے کی اولاد ہو یا بعد کی لہذا فضلاں کا نکاح محمد مراد سے نہیں ہو سکتا۔ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳۰ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

مرضعہ کے تمام فروع رضیع پر حرام ہو جاتے ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالہ کے ساتھ نواسے نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے اب اپنے ماموں کی لڑکی کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ خاتون مذکورہ تو اس لڑکے کی رضاعی ماں اور اس کی نسب نانی ہے اور پوتی نواسی اس کی فرع ہیں اور رضیع پر مرضعہ کی تمام فروع حرام ہو جاتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبداللطیف غفر اللہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کی طرف سے علاقائی رضاعی بہن بھائی کا نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی سردار کی دو بیویاں نیکان صاباں مسمی امیر نے سردار کی لڑکی کے ساتھ جو صاباں کے شکم سے ہے صاباں کا دودھ پیا کیا امیر مذکور کا سردار کی اس لڑکی کے ہمراہ جو کہ نیکان کے پیٹ سے ہے نکاح جائز ہے۔

نوٹ: یہ نکاح ہو گیا یعنی پڑھا گیا ہے اور شادی بھی ہو گئی ہے بصورت عدم جواز اس نکاح کے باقی رہنے کی کوئی شرعی صورت ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم..... یہ نکاح شرعاً ناجائز ہوا ہے ان کے مابین نکاح حرام ہے کیونکہ یہ دونوں باپ کی طرف سے یعنی علاقائی رضاعی بہن بھائی بنتے ہیں۔

(کما فی العالمگیریہ ص ۳۴۳ ج ۱ و هذه الحرمة كما ثبتت في جانب الأم تثبت في جانب الأب وهو الفحل الذي نزل اللبن من وطئه كذا في الظهيرية. يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع و أصولهما و فروعهما من النسب و الرضاع جميعاً حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غيره قبل هذا الارضاع أو بعده أو أرضعت رضيعاً أو ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع أو بعده أو أرضعت امرأة من لبنه رضيعاً فالكل اخوة الرضيع و أخواته و أولادهم أولاد اخوته و أخواته و أخ الرجل عمه الخ)

احناف کے نزدیک اس نکاح کے باقی رہنے کی کوئی شرعی صورت نہیں ہے فوراً مرد اس کو اپنے سے علیحدہ کر دے یا عورت اس نکاح کو ختم کر دے ورنہ حاکم مسلمان ان میں تفریق کر دے عورت وقت متار کہ یا وقت تفریق سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

(کما قال فی العالمگیریہ ص ۲۷۷ ج ۱ ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی نکاح الاصل ان النکاح لا یرتفع بحرمة المصاهرة و الرضاع بل یفسد حتی لو وطئها الزوج قبل التفریق لا یجب علیه الحد اشتبه علیه أم لم یشتبه کذا فی الذخيرة و فی

الدر المختار فی النکاح الفاسد ص ۱۳۲ ج ۳ (و) یثبت (لکل واحد منهما فسخه ولو  
بغير محضر عن صاحبه دخل بها أولاً) (فی الاصح خروجاً عن المعصية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبداللطیف غفر اللہ لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۰ صفر ۱۳۸۶ھ

رضاعی والدہ کی تمام اولاد رضیعہ پر حرام ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ محمد عاشق خان کی ہمیشہ رسمی صبراں مائی کا لڑکا مسمی فیض ہے اور محمد  
عاشق خان کی چھوٹی بہن امیر مائی کے شیر نوشی کے وقت فیض محمد خان نے امیر مائی کے ساتھ دودھ پیا اپنی نانی کا۔  
دریافت طلب یہ امر ہے کہ فیض محمد کا نکاح محمد عاشق کی لڑکیوں سے شرعاً کیسے ہے؟

﴿ج﴾

فیض محمد نے محمد عاشق کی والدہ کا دودھ پیا ہے تو محمد عاشق کی والدہ مرضعہ فیض محمد کی رضاعی والدہ ہے اور  
خود محمد عاشق اس کا رضاعی بھائی ہو گیا اور شرعاً رضاعی بھائی کی اولاد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
(و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) الحدیث وفي الفتاوی العالمگیریہ ص ۳۲۳ ج ۱  
(یحرم علی الرضیع أبواہ من الرضاع و أصولہما و فروعہما من النسب و الرضاع جمیعاً الخ)  
ابنہ فیض محمد کا نکاح محمد عاشق کی لڑکیوں کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رضاعی باپ کی تمام اولاد سے نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین صورت مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کسی عورت کا دودھ مدت رضاع کے اندر پیتی ہے جب  
کہ عورت کی اپنی لڑکی بھی ساتھ دودھ پی رہی ہے۔ کچھ مدت کے بعد عورت کی اپنی لڑکی فوت ہو جاتی ہے دودھ پینے  
والی لڑکی البتہ زندہ ہے لیکن اس عورت مرضعہ کو بچہ پیدا ہوا ہے اب بچہ بھی بڑا ہو گیا ہے اب عورت جس نے لڑکی  
کو دودھ پلایا تھا خواہش کر رہی ہے کہ میرے بچے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہو جائے جس کو فوت شدہ لڑکی کے ساتھ  
دودھ پلایا تھا اب فرمائیے بچہ اپنی بہن حقیقی فوت شدہ کے ہمراہ دودھ پینے والی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں  
بیواتوجروا



## ﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں جس لڑکی کو اس عورت نے دودھ پلایا ہے وہ اس کی رضاعی لڑکی ہے یہ عورت اس لڑکی کی رضاعی والدہ ہے اور اس عورت کا خاوند جس کے بطن سے اس عورت کی لڑکی پیدا ہوئی اور دودھ پیدا ہوا وہ شخص اس لڑکی کا رضاعی باپ ہے اور جو اولاد اس مرد و عورت کی ہے چاہے اس لڑکی سے پہلے کی پیدا ہوئی ہو یا بعد میں پیدا ہو وہ اس لڑکی کی رضاعی بھائی و بہن ہیں شرعاً اس لڑکی پر اس عورت کے اصول و فروع حرام ہو گئے ہیں۔ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ میں ہے یحرم علی الرضیع أبواہ من الرضاع و أصولہما و فروعہما فی النسب و الرضاع جمیعاً حتی ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غیرہ قبل هذا الارضاع أو بعدہ أو أرضعت رضیعاً أو ولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الارضاع أو بعدہ أو أرضعت امرأة من لبنه رضیعاً فالكل اخوة الرضیع و أخواته الخ لقوله علیہ الصلوۃ و السلام یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) الحدیث لہذا اس لڑکی کا نکاح اس عورت کے لڑکے سے جائز نہیں کیونکہ یہ بچہ بھی اس لڑکی کا رضاعی بھائی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا ملتان

رضاعی ماں کی تمام اولاد سے نکاح جائز نہیں ہے  
خواہ وہ رضاعت سے پہلے یا بعد میں پیدا ہوئے ہوں

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً ایک عورت عائشہ نے زید کو دودھ پلایا مدت رضاع میں اور عائشہ کی ایک لڑکی تھی زید کے دودھ پینے سے قبل اب اس لڑکی کی لڑکی پیدا ہوئی کیا زید اس عائشہ کی لڑکی سے جو قبل الرضاع تھی نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر عائشہ کی لڑکی کی لڑکی زید کے نکاح میں نہیں آ سکتی تو کیا اس زید کے سگے بھائی کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟

## ﴿ج﴾

صورۃ مسئلہ میں جبکہ عائشہ نے زید کو دودھ پلایا ہے تو عائشہ زید کی رضاعی ماں اور باقی لڑکیاں لڑکے کے چاہے زید کو دودھ پلایا نہ ہو سے قبل کی اولاد ہو یا دودھ پلانے کے بعد کی اولاد ہو سب زید کے رضاعی بھائی بہن شرعاً ہو گئیں اور

ان کی اولاد زید کے رضاعی بھتیجے بھتیجیاں اور بھانجے بھانجیاں شرعاً ہو گئیں اور شرعاً رضاعی بھتیجیوں بھتیجیوں اور بھانجے بھانجیوں سے بھی نکاح حرام و ناجائز ہے۔

(لقوله عليه الصلوة والسلام و يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب او كما قال فتاوى عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ میں ہے يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع و أصولهما و فروعهما من النسب و الرضاع جميعاً حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غيره قبل هذا الارضاع أو بعده (الى قوله) فالكل اخوة الرضيع و أخواته و أولادهم أولاد اخوته و أخواته)

لہذا صورت مسئلہ میں زید عائشہ کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ بوجہ رضاعی بھانجی ہونے کے نکاح نہیں کر سکتا البتہ زید کا دوسرا بھائی جس کو عائشہ نے دودھ نہ پلایا ہو عائشہ کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ (عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ و تحل أخت أخيه رضاعاً كما تحل نسباً مثل الأخ لأب اذا كانت له أخت من أمه يحل لأخيه من أبيه أن يتزوجها كذا في الكافي) اس عبارت سے واضح ہے کہ زید کا بھائی عائشہ کی لڑکی کے ساتھ بھی نکاح کر سکتا ہے تو عائشہ کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ بطریق اولیٰ کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۰ رجب ۱۴۸۸ھ

مرضعہ کی دوسری لڑکی کا بھی رضیع سے نکاح ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک عورت نے مثلاً زبیدہ کو اپنا دودھ پلایا اور زبیدہ کا نکاح زید سے کر دیا گیا ہے اب عورت مرضعہ کی اپنی لڑکی جو زبیدہ کے ساتھ مل کر دودھ پینے سے پہلے کی ہے زید کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

نہیں آ سکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۵ رجب ۱۴۵۵ھ

## رضاعی بھتیجی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں ہندہ نے کسی کے لڑکے زید کو اپنے لڑکے بکر کے ساتھ دودھ پلایا ہے زید کی ایک بچی ہوئی یعنی طیبہ اور ہندہ کے ہاں ایک دوسرا لڑکا خالد پیدا ہوا زید و بکر دونوں مر گئے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا طیبہ اور خالد کا آپس میں نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں طیبہ خالد کی رضاعی بھتیجی ہے اور نکاح حرام ہے۔ (از جانب شیر ہمہ خویش شوند، و از جانب شیر خوار زوجان و قروع) واضح رہے کہ ہندہ کی تمام اولاد چاہے زید کے دودھ پینے سے پہلے کی ہے یا بعد کی رضاعی بہن بھائی بن گئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۱ ذوالقعد ۱۳۹۴ھ

دادی کا دودھ پینے کی وجہ سے چچے بھائی بن گئے اور ان کی اولاد بھتیجی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرے بیٹے اور میرے چھوٹے بھائی نے ایک ساتھ میری ماں کا ۶ ماہ دودھ پیا میرے بڑے بھائی کی بیٹی کے ساتھ میرے بیٹے کی منگنی عرصہ چار پانچ سال کی ہے منگنی کے وقت دودھ پلانے کا خیال ذہن میں نہیں آیا مگر اب دودھ پلانے کا خیال ذہن میں آیا ہے کیا یہ شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جب آپ کے لڑکے نے آپ کی والدہ یعنی دادی کا دودھ پیا تو آپ کی والدہ آپ کے لڑکے کی رضاعی ماں بن گئی اور رضاعی ماں کی تمام اولاد خواہ رضاع ہونے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی آپ کے بیٹے کے رضاعی بھائی بن گئے اور بڑے بھائی کی لڑکی رضاعی بھتیجی بن گئی اور نکاح حرام ہو گیا لہذا اب آپ کے لڑکے پر لازم ہے کہ اس عورت کو چھوڑ دے اور اس کا اعلان کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

نانی کا دودھ پینے سے ماموں کی لڑکی کے ساتھ نکاح ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی حقیقی نانی کا دودھ پیا اس کے بعد اس کی نانی فوت ہو گئی زید کی ماں نے زید کے ماموں سے کہا تھا کہ اگر تمہارے گھر بچے پیدا ہو جائیں تو اس کا رشتہ زید کے لیے دو گے چنانچہ ماموں کے گھر لڑکی پیدا ہو گئی اور ماموں نے زید کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ ہمارے ساتھ رشتہ کرو تو زید کے والد نے کہا کہ زید نے تو اپنی نانی کا دودھ پیا ہے اس طرح یہ رشتہ حرام ہو گا لیکن زید کی والدہ نے کہا کہ تم اس بات کو چھوڑو ہمارا رشتہ کا معاملہ خراب نہ کرو نانی کے پستانوں میں دودھ نہیں تھا بلکہ کبھی کبھی سفید پانی آتا تھا چنانچہ رشتہ کر لیا گیا زید کا والد قریب المرگ ہے وہ یہ معاملہ حل کرنا چاہتا ہے آیا یہ رشتہ جائز ہے یا ناجائز۔ مینواتو جروا۔

﴿ج﴾

مسئلہ بالکل واضح ہے اگر زید نے نانی کا دودھ پیا ہے تو رضاعت ثابت ہے اور ماموں کی لڑکی سے جو نکاح کیا ہے وہ حرام ہے آئہ (بوڑھی) عورت کے پستانوں میں اگر سفید پانی آئے اس کو بھی شرعاً دودھ سمجھا جاوے گا۔ مزید اطمینان کے لیے فوری طور پر کسی معتبر عالم کے سامنے پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ سنا کر جواب حاصل کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دادی کا دودھ پیا ہے اس لیے تمام چاچے بھائی بن گئے ان کی اولاد سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مشائخ اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا جو کہ اپنی حقیقی دادی کا دودھ اپنے حقیقی چچا کے ساتھ پی چکا ہے مکمل عرصہ دودھ کا نہیں پیا معمولی عرصہ پی چکا ہے مذکورہ لڑکے کے چچے اور پھوپھیاں صاحب اولاد موجود ہیں کیا مذکورہ لڑکے کا رشتہ ان کی اولاد کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں مذکور لڑکے نے جس چچے کے ساتھ دودھ پیا ہے اس کے بعد اس کی دادی کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی باقی سب بڑے ہیں۔

(۲) یہ کہ مذکور لڑکا وراثت کے حقوق میں دادا کی ملکیت میں سے دو بھائیوں کے ساتھ حصہ لے سکتا ہے یا نہیں

وضاحت فرمائی جاوے؟



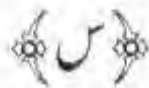


شرعاً اس دادی کی تمام اولاد یعنی مذکورہ لڑکے کے چچا اور پھوپھیاں تمام اس لڑکے کے لیے رضاعی بھائی اور بہن بن گئے ان کی تمام اولاد اس کے لیے رضاعی بھتیجے اور بھتیجیاں اور رضاعی بھانجے بھانجیاں بن گئے پس اس لڑکے کا رشتہ ان تمام لڑکیوں سے ناجائز ہے جو کہ رضاعی طور سے بھتیجی اور بھانجیاں بن رہی ہیں۔

(فی العالمگیریہ ص ۳۴۳) حتی أن المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غيره قبل هذا الارضاع أو بعده أو أرضعت رضيعاً أو ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع أو بعده أو أرضعت امرأة من لبنه رضيعاً فالكل أخوة الرضيع وأخواته و أولادهم أولاد أخوته وأخواته ( فقط واللہ تعالیٰ اعلم )

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ  
۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

پھوپھی کا دودھ پینے سے اس کی تمام اولاد حرام ہو جاتی ہے



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید بیمار ہو گیا اور اس نے تین دن بکر کی ماں زینب کا دودھ پیاز زید بکر کا ماموں بھائی ہے بکر کا چھوٹا بھائی خالد زید کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے کیا یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟



صورت مسئلہ میں جب زید نے بکر کی والدہ زینب کا دودھ پیامدت رضاعت میں تو زینب کی تمام اولاد چاہے زید کے دودھ پینے سے پہلے کی ہے یا بعد کی زید کی رضاعی بھائی بہن بن گئے تو زید بکر کے چھوٹے بھائی خالد کا رضاعی بھائی بن گیا اور زید کی لڑکی خالد کی رضاعی بھتیجی بن گئی اور رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔

يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعاً حتى أن المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غيره قبل هذا الارضاع أو بعده أو أرضعت رضيعاً أو ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع أو بعده أو أرضعت امرأة من لبنه رضيعاً فالكل أخوة الرضيع وأخواته و أولادهم أولاد أخوته وأخواته (

وفی الدر المختار ص ۲۱۷ ج ۳ (ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رضاعی بھتیجے ہونے کی بناء پر نکاح حرام ہے

﴿س﴾

شمعہ نے اپنی نانی عائشہ کا دودھ مدت رضاعت میں پیا۔ اب شمعہ کا نکاح عائشہ کے پوتے سولہ کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں سولہ شمعہ کا رضاعی بھتیجا ہے اور نکاح حرام ہے۔

(ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها ای التي أرضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ)

الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۲۱۷ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳۰ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

اپنی حقیقی دادی کا دودھ پینے کی وجہ سے پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ غلام عباس نے کھنڈولی کے ساتھ مل کر اپنی دادی کا دودھ پیا اور غلام عباس اپنی دوسری پھوپھی زبیدہ بی بی کی لڑکی حمیدہ سے نکاح کرتا ہے تو کیا یہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

حمیدہ بی بی غلام عباس کی رضاعی بھتیجی بن گئی ہے اور نکاح حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۹ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ

رضاعی بھائی کے نسبی بھائی سے نکاح کرنا صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رضاعی بہن کے نسبی بھائی کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں یعنی کہ طیبہ نے کسی لڑکے کے ساتھ اس کی ماں کا دودھ پیا تو یہ رضاعی بھائی اس لڑکی کے دوسرے نسبی بھائی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں شرعیہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۳ ذی القعدہ ۱۳۹۰ھ

سوتیلی والدہ کی وجہ سے رضاعی بیٹی بن گئی اس لیے عقد نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی سوتیلی والدہ نے جس کا دودھ اس شخص کے والد کے نطفہ سے بچہ پیدا ہونے پر اتر ا تھا دودھ پلایا ہے اب اس شخص کا لڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ میں اپنے لڑکے کا نکاح اس بھانجی سے کرادوں تو کیا اس لڑکی سے نکاح جائز ہوگا یا کہ نہیں اور اگر اس لڑکی سے نکاح ناجائز ہے تو کیا اس لڑکی کی چھوٹی اور بڑی بہنوں سے نکاح جائز ہوگا یا کہ نہیں بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

اس صورت میں یہ لڑکی اس شخص کی بہن بن گئی اس لیے کہ یہ لڑکی اس کی سوتیلی والدہ کی وساطت سے اس کے والد کی بھی رضاعی بیٹی بن گئی اب اس کا لڑکا اس کا بھتیجا ہو گیا اور نکاح جائز نہ ہوگا البتہ اس لڑکی کی دوسری بہنوں سے یہ اپنے لڑکے کی شادی کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر  
۱۰ رجب ۱۳۷۸ھ

دادی کا دودھ پینے کی بناء پر چچا بھائی بن گیا اور اس کی اولاد اس کے بھتیجے ہو گئی عقد نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت تقریباً پچیس سال سے بیوہ ہے اور اس کے

دو بیٹے ہیں دونوں شادی شدہ تھے ایک کی عورت دارالبقاء میں چلی گئی اور ایک چھوٹی لڑکی چھوڑ گئی اور اس کو اس کی دادی کئی دن تک دودھ پلاتی رہی اگرچہ پہلے دودھ پستان سے ظہور میں نہیں آیا لیکن بعد میں بتکرار دودھ نمودار ہوا اور وہ لڑکی اس دودھ سے غذا حاصل کرتی رہی اب ایک بھائی دوسرے بھائی کے لڑکے کو اپنی لڑکی دینا چاہتا ہے آیا وہ لڑکی اس کے بھتیجے کی منکوحہ بن سکتی ہے یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اگر واقعی دادی نے اس پوتی کو دودھ پلایا ہے تو یہ پوتی رضاعی لڑکی دادی کی ہو گئی اور دادی اس کی ماں ہو گئی اور چچا اس پوتی کا رضاعی بھائی ہو گیا اور چچا کا لڑکا اس لڑکی کے رضاعی بھائی کا لڑکا یعنی بھتیجا بن گیا اور خود پھوپھی اور جیسے کہ نسب بھتیجے کا پھوپھی سے نکاح جائز نہیں شرعاً اسی طرح رضاعی بھتیجے کا نکاح بھی رضاعی پھوپھی سے جائز نہیں۔ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم (یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) لہذا اس لڑکی کا نکاح چچا نسب کے لڑکے سے جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر  
۱۹ ذوالقعد ۱۳۸۱ھ

### چچا کی وفات کے بعد چچی سے نکاح جائز ہے

اور اس کے لڑکے کا چچا کی لڑکی سے بھی جائز ہے اگرچہ وہ لڑکی شیر خوار ہو

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و بزرگان دین صورت مسئلہ میں ایک شخص کی چچی بیوہ ہے اور اس کی چچی کی ایک لڑکی چھوٹی آٹھ نو ماہ کی ہے جو اس کے چچا کے نطفہ سے ہے اس کی چچی کا دودھ پیتی ہے کیونکہ ابھی مدت رضاع کے اندر ہے اس شخص کا ارادہ ہے کہ وہ بعد از میعاد شرعی کے اپنی چچی سے نکاح کر لے اور چچی کی چھوٹی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کر دے جو لڑکا اس کی دوسری بیوی سے ہے یا اس کی چچی کی چھوٹی لڑکی کا اس شخص کے لڑکے کے ساتھ نکاح شرعاً جائز و درست ہے یا نہیں جب چچی سے نکاح کرے گا تو بعد نکاح کے بھی وہ لڑکی مذکورہ دودھ پیتی رہے گی اس دودھ پینے کا اثر حرمت رضاعت یا اس شخص کے لڑکے کے نکاح پر تو کچھ نہیں ہوگا؟

### ﴿ج﴾

دونوں نکاح جائز ہیں۔ اپنا اس کی چچی سے اور لڑکے کا چچی کی لڑکی سے نیز چچی کے نکاح کے بعد بھی اگر چچی لڑکی



کو دودھ پلاتی رہی تو بھی اس کے لڑکے کے ساتھ نکاح جائز ہوگا اور رہے گا اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ اگر اس کو حمل دوسرے زوج سے ہو اور وضع حمل کے بعد دودھ آجائے اور اتفاق سے وہ لڑکی بھی دو ڈھائی سال سے اوپر نہ ہو اور دودھ اس کو پلائے تو چونکہ یہ دودھ اب ثانی زوج سے ہے اس لیے لڑکی اس کے لڑکے پر حرام ہو جاوے گی بہر حال جب تک دوسرے نکاح کے بعد سے پھر حمل اور اس کے وضع کے بعد دودھ اس لڑکی نے نہ پیا ہو حرمت نہیں آئیگی۔  
واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۲ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

### لڑکے کا نکاح شرعاً علاقہ کی لڑکی سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے کی مترکی دادی ہے یعنی اس کے دادا کی دوسری بیوی ہے اور دادے کی دوسری بیوی کی دوہتری ہے اس لڑکے کا نکاح شرعاً اس علاقہ کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں جبکہ اس لڑکی کی مترکی دادی نے حقیقی دوہتری کے منہ میں پستان دیا ہے اور دودھ پینے کا شبہ ہے مینو اتو جروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اس لڑکے کا نکاح مترکی دادی کی دوہتری سے بلاشبہ جائز ہے یعنی اس شجرہ بالا میں خالد کا نکاح عائشہ سے بلاشبہ جائز ہے اس میں شرعی کوئی وجہ حرمت رضا عت کی موجود نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۳ھ

### ماسی کا دودھ پینے سے ماسی کی بہن کی لڑکی سے نکاح حرام نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بختاں رختاں دختران احمد بخش ہیں بختاں کی تین لڑکیاں ہیں جن کے نام جندن، زہرہ، سعدانی ہے مسماۃ رختاں کا لڑکا جس کا نام اللہ بخش ہے اس نے اپنی ماسی کی لڑکی مسماۃ زہرہ کا دودھ پیا ہے زہرہ کی ہمیشہ مسماۃ جندن کی لڑکی مسماۃ فاطمہ کے ساتھ اللہ بخش کا نکاح جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں اللہ بخش کا نکاح فاطمہ سے صحیح اور جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ ۵ رمضان ۱۳۷۶ھ

## رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی ایک رشتہ دار کو دیکر اس کی لڑکی لے کر اپنے بھتیجا کی شادی کی اس کے بھتیجہ کی اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور ہفتہ کے بعد اس کی والدہ فوت ہو گئی اس لڑکی کی پرورش اس عورت نے کی اور اس کو دودھ وغیرہ دیا لڑکی جوان ہوئی تو اس کے باپ نے اپنے چچا کے لڑکے کو دے دی اب آپ یہ فرمائیں کہ یہ لڑکی اس کو دی گئی ہے کیا یہ جائز ہے یا ناجائز ہے کیونکہ بھتیجہ نے وہ لڑکی اپنے چچا کے لڑکے کو دیدی کیا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم..... نکاح مذکور شرعاً ناجائز ہے کیونکہ آدمی اس لڑکی کا رضاعی ماموں ہے اور یہ لڑکی اس آدمی کی رضاعی بھانجی ہے۔ (و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب)  
وفی العالمگیریہ ص ۳۴۳ ج ۱ (وأخوالرجل عمه و أخته عمته و أخ المرضعة حاله و أختها حالته و كذا فی الجدة و الجدة).....

صورت مسئلہ میں ان پر لازم ہے کہ زوجیت کے تعلقات فوراً منقطع کر لیں اور مرد اس کو علیحدہ کر دے اور یوں کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور اگر عورت مدخول بہا ہو تو وقت متارکت سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر خود آپس میں علیحدہ نہیں ہوتے تو حاکم وقت پر لازم ہے کہ وہ ان میں تفریق کر دے عدم علیحدگی کی صورت میں مسلمانوں کو ان سے تعلقات دوستانہ منقطع کر لینے چاہئیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

استفسار کی عبارت سے یہ سمجھا گیا کہ یہ لڑکی جس شخص کے نکاح میں دی گئی ہے اس شخص کی ہمیشہ کا دودھ پیا ہے لہذا یہ لڑکی اس کی رضاعی بھانجی ہوگی اور نکاح حرام ہے اگر مستفتی کا یہی مطلب ہے تو جواب یہی صحیح ہے جو تحریر کیا گیا یعنی نکاح حرام قطعی ہے اور اگر کوئی دوسرا مطلب ہے تو پھر وضاحت سے لکھیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ محرم ۱۳۸۷ھ

دودھ پلانے والی کے سکے بھائی کا نکاح زید مذکور کی دختر سے درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ زید نے کسی اجنبیہ عورت کا دودھ پیا ہے مدت رضاعت میں اب زید کی لڑکی کا نکاح اس عورت کے سکے بھائی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ دودھ پلانے والی عورت کے سکے بھائی کا عقد نکاح زید مذکور کی دختر سے درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ ذوالقعد ۱۳۸۱ھ

رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے اور اس کی باقی بہنوں کے ساتھ بھی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ (۱) واحد بخش (۲) محمد یار (۳) مسماۃ بختاور عرف مبارک ان تینوں نے مسماۃ مریم زوجہ اللہ دیوایا کا تقریباً عرصہ چھ ماہ کا دودھ اکٹھے پیا یہ تینوں آپس میں دودھ پیتے بہن بھائی ہیں اور چچا زاد بہن بھائی بھی ہیں ان کا بوجہ شیر خوار ہونے کے آپس میں رشتہ نکاح نہیں ہوا لیکن جس وقت مسماۃ بختاور عرف مبارک کی لڑکیاں جوان ہوئیں تو اللہ بخش ولد غلام محمد واحد بخش اللہ دیوایا نے مسماۃ شرم دختر مسماۃ بختاور عرف مبارک کا نکاح کر دیا مسئلہ مطلوب یہ ہے کہ مسماۃ شرم دختر مسماۃ بختاور کا نکاح واحد بخش سے ہو سکتا ہے یا نہیں علاوہ ازیں باقی اولاد مسماۃ بختاور عرف مبارک کی واحد بخش کے دو بھائیوں کو آسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال مسماۃ شرم مسمی واحد بخش کی رضاعی بھانجی ہے اور رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ مسماۃ بختاور کی لڑکیاں واحد بخش کے دوسرے بھائیوں کے نکاح میں بھی نہیں آسکتی ہیں اگرچہ ان کے ساتھ مسماۃ بختاور نے دودھ نہیں پیا کیونکہ اللہ دیوایا مسماۃ بختاور کا رضاعی باپ ہے اور اللہ دیوایا کی تمام اولادیں اس کی رضاعی بہن بھائی بن گئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ  
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

## رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سہمی احمد ایاز اس کی پھوپھی مائی سداں نے الگ الگ زمانے اور مدت رضاعت میں اللہ وسائی کا دودھ پیا ہے مسماۃ اللہ وسائی احمد یار کی دادی اور مائی سداں کی حقیقی والدہ ہے تو اب مائی سداں کی لڑکی اور احمد یار کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو پھر اس کا کیا کیا جائے نکاح ہوا بھی ہے یا نہیں نیز عورت پر کوئی عدت بھی برات کے لیے ہوگی یا نہیں اور اس عورت کا نکاح احمد یار کے حقیقی بھائی سے ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا تو جردا۔

﴿ج﴾

احمد یار اور مائی سداں رضاعی بہن بھائی ہیں اور مائی سداں کی لڑکی احمد یار کی رضاعی بھانجی ہے اور رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے لہذا جو نکاح پڑھا گیا ہے وہ حرام اور ناجائز ہے۔ طرفین میں فوراً تفریق کر دی جائے۔  
(قال فی الہدایہ ج ۳ مع فتح القدیر ص ۱۱۷ لا یحل لرجل ان یتزوج بامہ ولا بجداتہ من قبل الرجال و النساء ولا بنتہ و لابنت ولدہ و ان سفلت ولا باختہ ولا بنات اختہ ولا بنات اخیہ ولا بعمتہ ولا بخالته (الی ان قال) و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب)

اس عورت کا نکاح احمد یار کے حقیقی بھائی سے ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ واعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الاقامہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۷ محرم ۱۳۸۸ھ

جس شخص کی مادری بہن نے کسی لڑکی کو دودھ پلایا  
تو دودھ پینے والی اس شخص کی بھانجی ہے اس لیے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک میرا بہنوئی ہے جس کی دو بیویاں ہیں ایک میری بہن ہے ہم دونوں کا باپ ایک مگر والدہ دو ہیں یعنی میری بہن میری سوتیلی ماں سے ہے۔ میرے بہنوئی کی دوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے اس لڑکی کی ماں بوجہ بیماری دودھ نہ پلا سکی تاہم اس لڑکی کو میری بہن سے چند دن دودھ پلویا ہے اب آپ



بذریعہ مسئلہ ہمیں آگاہ کریں کیا وہ لڑکی جو کہ اب بالغ ہو چکی ہے میرے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں دوسری صورت میں اگر بالفرض اس سوتیلی ماں کا دودھ نہ پیا ہو اور اس کی سگی ماں یہ ثابت کر دے کہ اس لڑکی نے دوسری ماں کا دودھ نہیں پیا تو ان حالات کے تحت پھر وہی لڑکی میرے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں۔ میرا بہنوئی میرا چچا زاد بھائی ہے اور اس کی دوسری بیوی پھوپھی کی لڑکی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں آپ کی مادری بہن نے جس لڑکی کو دودھ پلایا ہے وہ لڑکی آپ کی رضاعی بھانجی لگتی ہے اور رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ  
۱۱ صفر ۱۳۹۴ھ

دادی کا دودھ پینے سے اس کی پھوپھی کی لڑکی اس پر حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک دادی نے اپنے پوتے کو اس وقت دودھ پلایا جبکہ پوتے کی عمر نو ماہ تھی کچھ عرصہ بچے نے اپنی دادی کا دودھ پیا اور دادی کے پستان بھی شیر دار عورت کی مانند ہو گئے تھے دادی اب تسلیم کرتی ہے کہ اس نے اپنے پوتے کو دودھ پلایا تھا جب دادی نے بچے کو دودھ پلایا تھا تو اس وقت وہ پچیس برس سے بیوہ تھی؟


بربنائے جاہلیت مذکورہ بالا لڑکے کا نکاح اپنی پھوپھی کی لڑکی سے بچپن میں ہوا تھا اس وقت لڑکی کے ورثاء اس بات سے بے خبر تھے کہ لڑکے نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہوا ہے تقریباً ڈیڑھ برس ہونے کو ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی شادی ہو چکی ہے اب شرع میں اس مسئلہ کے متعلق کیا حکم ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا نکاح جائز تھا یا ناجائز نکاح ان کا باقی رہا یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ نکاح ناجائز اور حرام کیا گیا ہے اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو فوراً چھوڑ دے اور الگ کر دے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اس نکاح کے ساتھ طرفین کا آباد ہونا حرام کاری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ  
۷ صفر ۱۳۹۴ھ

رضاعی بھانجی کی وجہ سے نکاح حرام ہے



اس مسئلہ پر کیا فرماتے ہیں علماء دین عاشق حسین نے غلام فاطمہ کا دودھ پیا ہے اور غلام فاطمہ کی لڑکی نے ایک اور لڑکی کو دودھ دیا کیا یہ آپس میں نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

乙

غلام فاطمہ کی نواسی عاشق حسین کی رضاعی بھانجی بن گئی ہے اور نکاح حرام ہے۔

(و لا حل بین الرضیعة و ولدہ مرضعتها و ولد ولدها لأنه ولد الأخ الدر المختار ص ۲۱۷ ج ۳) رضاعی بھانجی کا بھی یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
والجواب شیخ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ  
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

رضاعت ثابت نہیں ہے اس لیے نکاح ہو سکتا ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زائد کے لڑکے شاہد نے عامر کی بیوی کا دودھ پیا اور عامر کی لڑکی ساجدہ نے زائد کی بیوی کا دودھ ساجد کے ساتھ پیا۔ زائد مذکور کی دوسری لڑکی کوثر جو کہ شاہد کے بعد پیدا ہوئی عامر کی بیوی کے لڑکے عمران کے عقد میں آسکتی ہے (یعنی کوثر کا عمران کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے)

(۲) ہاشم کی بیوی سلطان نے قطب الدین کی لڑکی زمرہ کو دودھ پلایا اور فیض اللہ کے لڑکے گل چمن کو بھی دودھ پلایا کیا اب زمرہ کی لڑکی کوثر گل حسین کے عقد میں آسکتی ہے جبکہ ہاشم کی بیوی سلطان نے کوثر کی والدہ زمرہ کو دودھ پلایا اور گل حسین کو بھی دودھ پلایا ہے۔

(۳) عابد کی بیوی عاصمہ نے حامد کے لڑکے محمود کو دودھ پلایا کیا اب عاصمہ کی لڑکی ثمنہ جو کہ بعد میں پیدا ہوئی محمود کے عقد میں آسکتی ہے یا نہیں بینوا تو جروا

ج

(۱) صورت: سُولہ میں ہر تقدیر صحت واقعہ کو ثر کا عقد نکاح عمر ان سے شرعاً درست ہے۔ ان میں نکاح سے مانع رشتہ موجود نہیں ہے۔

(۲) گل حسین اور زمرہ دونوں آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں لہذا زمرہ کی دختر کا عقد نکاح گل حسین سے شرعاً درست نہیں ہے یہ رشتہ میں اس کی بھانجی ہے۔

(۳) محمود مسماۃ عاصمہ کا رضاعی لڑکا ہے لہذا مسماۃ ثمینہ کا عقد محمود سے شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان  
۲۱ رجب ۱۴۰۰ھ

رضاعی بھانجی ہونے کی بناء پر نکاح درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عالم شیر نے چار شادیاں کی جب پہلی بیوی کے ساتھ نکاح ہوا تو اس عورت سے دو لڑکے ہوئے ان کی والدہ فوت ہو گئی پھر عالم شیر خان نے دوسری شادی کی اور اس عورت سے دو لڑکے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور عورت بقضائے الہی فوت ہو گئی پھر عالم شیر نے تیسری شادی کی تو اس عورت سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور اولاد سب سے موجود ہے اور عالم شیر خان کے بچوں نے دودھ چوتھی بیوی کا پیا تو اب یہ صاحب اولاد رشتہ کرنا چاہتا ہے عالم شیر خان کی پہلی بیوی کی لڑکیوں کے ساتھ تو کیا یہ رشتہ جائز ہے یا نہیں بیوا تو جروا؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں سرداراں مائی کی لڑکی غلام مصطفیٰ کی رضاعی بھانجی بن گئی ہے اور اس کے ساتھ غلام مصطفیٰ کا نکاح جائز نہیں۔ (وہذہ مسئلہ لبن الفحل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حریر محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۴ شعبان ۱۳۹۱ھ

رضاعی بہن کی بیٹی بھانجی بن گئی ہے نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ انور بنت ظہراں کا نکاح جو اس کے بھائی منظور احمد نے عبدالرشید ولد عبداللہ قوم پٹھان کو کر دیا تھا اب معلوم ہوا ہے کہ منکوحہ کی ماں نے ناکح کی ماں کا دودھ پیا تھا اور اس پر دو عورتوں اور دو مردوں نے شہادت دی ہے دو عورتوں میں سے ایک جس کا نام جنت ہے اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے باہوش و حواس اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ عبدالرشید ناکح کی ماں نے مسماۃ ظہراں منکوحہ کی

ماں کو اپنی چھاتی سے لگایا اور دوسری عورت مسماۃ ریس نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے باہوش و حواس اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ عبدالرشید ناکح کی ماں نے منکوحہ کی ماں کو چھاتی سے لگایا ہے دو مردوں کریم بخش ولد بڈھا اور عبدالرحمن ولد اللہ بخش قوم سیال نے باہوش و حواس قسم کھا کر یہ کہا ہے کہ ہمارے سامنے ناکح کے باپ عبداللہ نے یہ کہا کہ میری عورت نے منکوحہ کی ماں کو چھاتی سے لگایا ہے اس گواہی سے از روئے شریعت رضاع ثابت ہوتا ہے؟ بینواتو جروا

### ﴿ج﴾

منکوحہ کی ماں ناکح کی رضاعی بہن ہے اور خود منکوحہ اس کی رضاعی بہن کی بیٹی لگتی ہے اور رضاعی بہن کی بیٹی سے نکاح شرعاً باطل اور حرام ہے لیکن چونکہ اس گواہی میں دو مرد یہ گواہی نہیں دیتے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ منکوحہ کی ماں نے ناکح کی ماں کا دودھ پیا اس لیے مردوں کی گواہی معتبر نہیں ہے اور اس گواہی میں چونکہ عدد ضروری ہے اس لیے صرف دو عورتوں پر حرمت ثابت نہ ہوگی اور نکاح ان کے درمیان جائز ہوگا جب تک کہ گواہی پوری نہ ہووے۔ (لقولہ علیہ السلام (یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۲ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ

صورت مسئلہ میں یہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی بھانجی بن گئی نکاح درست نہیں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں ایک سے لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور دوسری عورت کے پیٹ میں بھی اس شخص کی اولاد ہے ایک لڑکی شیر خوار تھی کہ وہ شخص فوت ہو گیا اور اس کی وفات کے بعد لڑکی دودھ پیتی رہی بعد ازاں اس کا دودھ چھڑوا دیا گیا بعد چند دن یا چند سال اس عورت کا دودھ خشک ہو گیا تھا اور دوسری عورت نے لڑکے کے لڑکے کو جو عمر ڈیڑھ سال تھا دودھ پلانا شروع کر دیا وہ لڑکا مدت رضاع تک یا کم و بیش عرصہ تک دودھ پیتا رہا اب اس لڑکے کا جس کو موطوءہ دادا نے دودھ پلایا اس کے چچا کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا اس لڑکے کا نکاح چچا کی لڑکی کے ساتھ صحیح ہے یا اس رضاع سے جو اس کے دادا کی منکوحہ و موطوءہ نے اس لڑکے کو پلایا ناجائز ہے؟ بینواتو جروا۔

### ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی بھتیجی ہے اور رضاعی بھتیجی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ (و یحرم

من الرضاع ما یحرم من النسب)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۷ شوال ۱۳۸۹ھ



## رضاعی بھانجی کے ساتھ نسب بھانجی کی طرح نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ فتح نے اپنے سگے پوتے گل محمد کو سن ایسی میں اس حالت میں دودھ پلایا کہ پہلے مسماۃ مذکورہ کا دودھ خشک تھا جب مسماۃ مذکورہ نے سگی مذکورہ کو دودھ دیا تو دودھ فوراً اتر آیا کافی عرصہ بچہ مذکور دودھ پیتا رہا دریافت طلب یہ ہے کہ مسماۃ فتح محمد کی سگی نواسی مسماۃ فاطمہ کے ساتھ سگی گل محمد کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر باوجود منع کرنے کے یہ نکاح کر لے تو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے مسئلہ مذکورہ میں رضاعت ثابت ہے یا نہیں بحوالہ کتب جواب دیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم صورتہ مسئلہ میں مسماۃ فاطمہ سگی گل محمد کی رضاعی بھانجی ہے اور رضاعی بھانجی سے نسب بھانجی کی طرح نکاح ناجائز ہے۔ (بحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) پس اگر ان کا آپس میں نکاح کر لیا گیا ہے تو یہ نکاح ناجائز اور حرام کاری شمار ہوگا طرفین میں فوراً تفریق کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۲۶ ذی القعدہ ۱۳۸۹ھ

جب اپنی بھانجی کو دودھ پلایا تو وہ بیٹی بن گئی اور نواسے ان کے بھانجے بن گئے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر زینب نے اپنی لڑکی کے لڑکے کو دودھ پلایا تو کیا اب عمر اپنی خالہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں عمر اور اس کی خالہ نے دودھ ساتھ نہیں پیا بلکہ نہ مانے اور تھے اور خالہ بھی حقیقی ہے مینا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورتہ مسئلہ میں زینب عمر کی رضاعی ماں بن گئی اور زینب کی لڑکی کی لڑکی عمر کی رضاعی بھانجی بن گئی ہے اور رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح ناجائز نہیں۔ (ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۶ محرم ۱۳۹۰ھ

بھانجی سے نکاح حرام ہے اور اگر نکاح کر دیا گیا تو جدائی لازمی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی نہال خان تھا اس کا ایک بیٹا اللہ داد تھا اللہ داد کی والدہ فوت ہو گئی نہال خان نے دوسری شادی کر لی اس سے ایک لڑکی عائشہ بی بی پیدا ہوئی عائشہ بی بی کی والدہ بھی فوت ہو گئی عائشہ بی بی کی پرورش زوجہ اللہ داد نے کی بلکہ اپنا دودھ بھی پلایا بعد میں اللہ داد کی زوجہ بھی فوت ہو گئی دس پندرہ سال کے بعد اللہ داد نے عائشہ بی بی جو کہ سوتیلی بہن والدہ کی طرف سے تھی اس کے بدلہ میں دوسری شادی کر لی اور اللہ داد کی دوسری بیوی سے لڑکا پیدا ہوا اور اللہ داد فوت ہو گیا اب عائشہ بی بی کے لڑکی پیدا ہوئی اور اللہ داد کے لڑکے کی شادی جو کہ دوسری بیوی سے تھا عائشہ بی بی کی لڑکی سے ہوئی ہے جس کو عرصہ دو سال ہو چکا ہے اور لڑکی حاملہ ہے اب برادری والے جو نکاح میں موجود تھے وہ تہمت لگاتے ہیں کہ یہ نکاح شرعاً ناجائز ہے۔

﴿ج﴾

عائشہ کی لڑکی کا نکاح اللہ داد کے لڑکے کے ساتھ حرام ہے کیونکہ عائشہ کی لڑکی اللہ داد کے لڑکے کی بہت الاخت یعنی بھانجی ہے۔ قال تعالیٰ وبنات الاخت (الایہ) یہ نکاح قطعاً حرام ہے اور کسی عالم او امام اور اہل مذہب کے نزدیک درست نہیں۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب الحدیث) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح لڑکی کو فوراً لڑکے سے علیحدہ کرائیں اس کا بچہ پیدا ہو تو اللہ داد کے لڑکے سے ثابت النسب شمار ہوگا۔  
بچہ پیدا ہونے کے بعد یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۷ صفر ۱۴۰۹ھ

فتح القدیر کے نسخے کی عبارت کی وضاحت رضاعت کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ فتح القدیر ص ۳۱۱ ج ۳ رضاع کے باب میں یہ عبارت ہے۔ (و کذا المرأة یحل لها ان تتزوج با بن اختها من الرضاعة صور مستثناة کے بیان میں یہ عبارت ہے ص

۳۱۱ ج ۳ دو تین نسخے فتح القدیر کے دیکھے گئے سب میں یہی عبارت ہے اور یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام تصریحات فقہاء کے مخالف ہے بدائع ص ۶ ج ۴ کی عبارت ملاحظہ ہو (والا صل فی ذلک ان کل اثنین اجتماعاً علی ثدی و احد صار اخوین او اختین او اخا و اختاً من الرضاعة ولا يجوز لاحد هما ان يتزوج بالآخر ولا بولده كما فی النسب) اسی طرح فقہاء کا اس بارے میں قاعدہ ہے کہ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند از جانب شیرخوار زواج و فروع کے بھی خلاف ہے مولوی عبدالحلیم صاحب صدر مدرس معراج العلوم بنوں سے بھی دریافت کیا گیا انھوں نے تحریر فرمایا کہ عبارة فتح القدیر باب الرضاع (و کذا المرأة یحل لها ان تتزوج بابن اختها من الرضاع) غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ و کذا المرأة یحل لها ان تتزوج باب اختها من الرضاعة ہے مگر یہ عبارت صحیح کہیں کسی نسخے میں نہیں۔

### ﴿ج﴾

عبارت دیکھی گئی ہمارے پاس فتح القدیر کے دو نسخے ہیں ایک مصری دوسرا ہندوستانی دونوں پر بابین اختها من الرضاع لکھا ہوا تھا لیکن جیسے کہ جناب کا خیال ہے وہ بالکل درست ہے کسی طرح بھی یہ عبارت صحیح نہیں ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہونی چاہیے (بابی اختها من الرضاع) مولانا عبدالحلیم صاحب کی توجیہ درست ہے لیکن تھوڑا سا تصرف لفظی کر لیا گیا انھوں نے باب اختها تجویز کیا تھا (و هو جائز ایضاً اور میں بابی اختها کو اس سے ارجح سمجھتا ہوں لقرب هذا اللفظ رسماً من لفظ بابین اختها الذی کان سهواً من قلم الناسخ و لکونه اوفق بما بعده من المعطوفات اعنی وباخی ولدها و بابی حفیدها) لیکن یہ صرف لفظی قسم کی بات ہے جائزہ بھی ہے جسے مولانا موصوف نے تجویز فرمایا تھا بہر حال فتح القدیر کی موجودہ عبارت یا اس کی کوئی تاویل صحیح ہرگز سمجھ میں نہیں آتی اور نہ اس کی توجیہ ممکن ہے بلکہ اس میں زیادہ سوچنا وقت کے ضیاع کے مترادف نظر آیا ہے۔

وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحب و یرضاه واللہ ولی التوفیق و مولاه وانا الاحقر الافر محمود عفا اللہ عنہ ربہ  
خادم العلوم بقاسم العلوم ملتان ۲۸ من ربيع الاول ۱۳۸۵ھ

رضاعی بھانجی مثل نسبی بھانجی کے ہے نکاح درست نہیں ہے

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں غلام سرور نامی شخص نے برخوردار المعروف برخرہ کی بیوی بھیر و نامی کا دودھ پیا ہے اور پھر اسی غلام سرور نے برخرہ کی نواسی جو اسی دوسری بیوی جیون سے ہے سے نکاح کر لیا ہے اور اس کی اس سے اولاد بھی ہو چکی ہے اور اب وہی غلام سرور برخرہ کی بیٹی جو اسی کی تیسری بیوی مسماۃ من سے ہے نکاح

کرنا چاہتا ہے۔

(۱)..... کیا غلام سرور کا امیر خاتون سے نکاح درست ہے یا نہیں اور نکاح کے ناجائز ہو۔ بھانجی صورت میں اس کے ذمہ کیا لازم ہے اور جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب ہے یا نہیں۔

(۲)..... کیا اب غلام سرور حلیمہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

(۳)..... کیا اگر برخرہ کی بیوی برخرہ کی وفات کے بعد کسی دوسرے سے نکاح کر لے تو اس کی جو اولاد اس خاوند سے ہوگی وہ برخرہ دوسری بیویوں کی مسماۃ بھروسے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

(۱)..... غلام سرور نے مسماۃ امیر خاتون سے جو نکاح کر لیا ہے یہ ناجائز اور حرام ہے اس لیے کہ امیر خاتون اس کی رضاعی بھانجی ہے اور رضاعی بھانجی سے نکاح جائز نہیں۔ اب ان دونوں میں فوراً تفریق کر دی جائے جو اولاد بوجہ لاعلمی کے اس نکاح سے ہو چکی ہے وہ صحیح النسب ہے اور ثابت النسب ہوگی اس غلطی کا کوئی کفارہ نہیں ہے البتہ توبہ استغفار لازم ہے۔

(۲)..... غلام سرور کا نکاح حلیمہ سے بھی ناجائز ہے کیونکہ وہ اس کی رضاعی بہن ہوتی ہے۔

(۳)..... برخرہ کی عدت کے بعد اس کی بیوی مسماۃ بھروسے نے اگر کسی دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا ہے تو مسماۃ بھروسہ کی جو اولاد اس دوسرے خاوند سے ہوگی ان کا نکاح برخرہ کی اس اولاد سے ہو سکتا ہے جو برخرہ کی دوسری بیویوں سے پیدا ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تداوی کی غرض سے ناک کے ذریعہ دودھ پٹکانے پر حرمت کا حکم؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایسے لڑکے کا نکاح اپنی حقیقی خالہ کی کسی لڑکی کے ساتھ شرعاً جائز ہے یا نہیں جس لڑکے کی بیماری کے علاج کے لیے اسی خالہ کا دودھ کئی بار ناک میں ڈالا گیا ہو اس وقت لڑکے کی عمر دو تین سال تھی؟

### ﴿ج﴾

لڑکے کی عمر جب دو سال مکمل ہو چلے تو حرمت رضاعت نہیں آتی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے امام صاحب کے قول پر نہیں لہذا جس نکاح کے متعلق پوچھا گیا ہے وہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد الرحمن مدرسہ قاسم العلوم

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ



اگر دودھ زوجہ کی طرف سے ہے تو مرضعہ کا خاوند بھی رضاعی باپ بن جاتا ہے  
اگر دودھ اس کی طرف سے نہ ہو تو پھر ماں صحیح باپ صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ بوڑھی دادی نے جس کے پستان میں دودھ نہ رہا تھا پانی موجود رہتا تھا  
اپنی پوتی کو پستان دینا شروع کیا دو تین دن کے بعد کسی نے پوچھا کہ جب دودھ پستان میں نہیں ہے تو کیوں دیتی ہو کہا  
کہ پانی ہے آخر تین سال تک دیتی رہی وہی لڑکی اس بوڑھی کی سوکن کی بنت البنت پر بہاؤ ہو سکتی ہے یا نہ یعنی اس  
بوڑھی کی سوکن بنت البنت بھانجی جواب از روئے شرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمائیں؟

عظمت نے اپنی دادی رحمت کا دودھ پیا اور نور محمد رضاعی باپ یہ اس کی لڑکی گل خاتون عظمت کی بہن  
رضاعی ہوئی اور حلیمہ بھانجی رضاعی ہوئی لہذا عظمت حلیم کے ساتھ نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی (کما هو الظاهر  
فی کتب الشرع ملا عبد الکريم عفی عنہ )

﴿ج﴾

قاعدہ یہ ہے کہ جب مرضعہ کا دودھ زوج کی جانب سے ہو تو زوج بھی رضیع کا باپ ہوتا ہے ورنہ نہیں  
ویشیت ابوة زوج مراضعة اذا كان لبنها منه له در مختار ص ۲۱۳ ج ۳ یہاں حسب بیان ساگل  
و علی الظاہر مرضعہ رحمت کا دودھ نور محمد سے نہیں تھا بلکہ خشک ہونے کے بعد آخری عمر میں دودھ پستان میں پیدا ہوا  
اس لیے عظمت اپنی دادی کی بنت رضاعی تو ہو جائیگی اور نور محمد کی بنت نہ ہوگی لہذا نور محمد کی وساطت سے حلیمہ  
کے ساتھ عظمت کا کوئی رشتہ قائم نہیں اور دونوں کا جمع ایک زوج کے نکاح میں جائز ہے واللہ اعلم ولہذا (لـ  
ولدت للزوج فنزل لها لبن فأرضعت به ثم جف لبنها ثم در فأرضعته صبغة فان لابن زوج  
المراضعة التزوج بهذه الصبغة الخ شامی ص ۲۲۱ ج ۳ کذا فی فتاوی عالمگیری )  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم متان شہر

اگر دودھ خاوند سے نہیں تو پھر رشتہ صحیح ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو سوتیلے بھائی ہیں ایک کا نام سید برکت شاہ ہے اور دوسرے کا نام  
سید ابراہیم شاہ ہے سید برکت شاہ کے لڑکے اور سید رحیم شاہ کی لڑکی کی آپس میں منگنی کرائی ہے لیکن سید رحیم شاہ کی

والدہ نے لڑکی کو دودھ پلایا ہے سید برکت شاہ کے لڑکے کو اپنی والدہ ہی نے دودھ پلایا ہے کئی علماء صاحبان نے اس مسئلہ کو ناجائز قرار دیا ہے؟

### ﴿ج﴾

یہ مسئلہ واقعی ناجائز ہے البتہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ رحیم شاہ کی والدہ کا دودھ رحیم شاہ کے والد سے نہیں ہے یعنی قریب زمانہ میں اپنے خاوند سے اس کی کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور یہ دودھ بعد از خشک ہونے پستانوں سے آیا ہے تو یہ مسئلہ جائز ہوگی۔

(و لهذا لو ولدت للزوج فنزل لها لبن فارضعت به ثم جف لبنها ثم درفا رضعته صبیه فان لابن زوج المرضعة التزوج بهذه الصبیه انتھی شامی) ص ۲۲۱ ج ۳ واللہ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر  
۸ ذوالقعد ۱۳۷۶ھ

سوتیلی دادی کا دودھ پینے کے بعد والد کی بھانجی کی لڑکی سے رشتے کا حکم؟

### ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے نے چھوٹی عمر میں جبکہ اپنی والدہ کا دودھ پیتا تھا اس دوران میں لڑکے مذکور کی والدہ فوت ہو گئی اب اس لڑکے نے اپنی دادی سوتیلی کا دودھ پینا شروع کیا اب وہ لڑکا جو ان بالغ عاقل ہے اس کی شادی اپنے حقیقی والد کی بھانجی کی لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں کیا اس لڑکے مذکور پر یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

### ﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم..... ان کے درمیان حرمت رضاع ثابت ہے اور نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ یہ لڑکا اس لڑکی کی نانی کا علاقہ بھائی بنتا ہے اس لڑکی کی نانی کا نسب باپ اس لڑکے کا رضاعی باپ بنتا ہے اور یہ مسئلہ ہے کہ دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی کا وہ شوہر جس سے اس کا دودھ ہے وہ خود اور اس کی ساری اولاد اور اولاد کی اولاد حرام ہو جاتی ہے۔ (فی الدر المختار ۲۱۳ ج ۳ ثبت (أبوة زوج مرضعة) اذا كان لبنها منه له والا لا وفيه ایضاً (ولا) حل (بین الرضیعة و ولد مرضعتها) أى التی ارضعتها (وولد ولدھا) لأنہ ولد الأخ الدر المختار ص ۲۱۷ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبدالمطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۱ محرم ۱۳۸۵ھ

## رضاعی بیٹے کی بہن سے نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں دو بہنوں مسماۃ زبیدہ اور زینب کا نکاح اپنے دو چچا زاد بھائیوں کے ساتھ ہوا زبیدہ کے شوہر کا نام محمد حیات اور زینب کے شوہر کا نام خدا بخش ہے خدا بخش کی بیوی زینب نے اپنی بہن زبیدہ کے لڑکے حسین بخش کو دودھ پلایا اب زینب فوت ہو گئی ہے کیا خدا بخش مذکور اپنے رضاعی بیٹے حسین بخش مذکور کی بڑی بہن مسماۃ صغریٰ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے؟

﴿ج﴾

خدا بخش مذکور اپنے رضاعی بیٹے حسین بخش کی بڑی بہن صغریٰ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ (قال فی الفتاویٰ العالمگیریہ ص ۳۴۳ ج ۱ احدا ہما أن لا یجوز للرجل أن یتزوج أخت ابنہ من النسب و یجوز فی الرضاع لأن أخت ابنہ من النسب ان کانت منہ فہی ابنہ وان لم تکن منہ فہی ربیبہ و هذا المعنی لا یتاتی فی الرضاع حتی ان فی النسب لو لم یوجد احد ہذین المعنیین بان کانت جاریہ بین الشریکین جاء ت بولد فادعیاه حتی ثبت النسب منہما و لكل واحد منہما بنت من امرأۃ أحرى جاز لكل واحد من المولیین أن یتزوج بابنۃ شریکہ و ان حصل کل واحد من المولیین متزوجا باخت ابنہ من النسب)

وقال فی الدر المختار یفارق النسب الارضاع فی صور کام نافلۃ او جدۃ الولد اور مشہور ضابطہ ہے۔ شعر۔ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیرخوار زوجان و فروع۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ عبد اللطیف غفر اللہ لمعین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ

دو رضاعی بہنوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ خان بی بی نے مسماۃ نعمت بی بی کے ساتھ نعمت کی ماں مسماۃ بھاگن کا دودھ پیا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماۃ نعمت بی بی کا خاوند مسمیٰ عبدالرحمن نعمت کی رضاعی بہن خان بی بی کی لڑکی کے ساتھ از روئے شرع نکاح کر سکتا ہے؟

## ﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں مسماۃ نصیحت بی بی کا خاوند مسمی عبد الرحمن اس وقت تک نعمت بی بی کی رضاعی بہن خان بی بی کی لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ نعمت بی بی اس کے نکاح میں زندہ موجود ہو۔ البحر الرائق ص ۱۶۸ ج ۳ پر ہے (ولا یجمع الرجل بین أختین من الرضا عة ولا بین امرأة وابنة أختها و ابنة أخيها و کذا الک کل امرأة ذات محرم منها من الرضا عة للأصل الذی بینا أن کل امرأتین لو كانت احدا هما ذکرا والاخری أنثی لم یجز للذکر أن یتزوج الانثی فانه یحرم الجمع بینهما بالقیاس علی حرمة الجمع بین الأختین فکذا الک من الرضا عة و تبین بهذا أن حرمة هذا الجمع لیس لقطیعة الرحم فانه لیس بین الرضیعین رحم و حرمة الجمع بینهما ثابتة)

اگر عبد الرحمان نعمت بی بی کو طلاق دیدے اور اس کی عورت گزر جائے یا نعمت بی بی فوت ہو جائے تو عبد الرحمن خان بی بی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۳ ذوالقعد ۱۳۸۳ھ

رضاعی پھوپھی اور بیٹی کی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع نہیں کر سکتے

## ﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی شیر محمد اور مہر مائی نے بیک وقت مسماۃ گوہر مائی زوجہ احمد بخش کا دودھ پیا ہے۔

- (۲)..... مہر مائی کے بعد گوہر مائی کے بطن سے مسماۃ نور مائی پیدا ہوئی ہے۔
- (۳)..... مہر مائی کے رضاعی بھائی مسمی شیر محمد کی ایک لڑکی ہے مسماۃ مبارک مائی۔
- (۴)..... ایک شخص چاہتا ہے کہ مسماۃ مبارک مائی اور مسماۃ نور مائی دونوں سے نکاح کرے کیا بروئے شریعت وہ دونوں عورتیں بیک وقت اس کے نکاح میں آ سکتی ہیں؟

## ﴿ج﴾

مسماۃ نور مائی اور مسماۃ مبارک مائی آپس میں رضاعی بیٹی اور پھوپھی ہیں لہذا ان دونوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۸ رجب ۱۳۸۹ھ



دور ضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ہاں پہلے ایک عورت موجود ہے اب دوسری شادی کرنا چاہتا ہے دوسری عورت جس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ اس کی پہلی بیوی کی رشتہ میں مترائی پوتی لگتی ہے جو عورت زید کے نکاح میں ہے وہ اس کی دوسری بیوی رشتہ سے مترائی دادی کہلاتی ہے کیا شرعی صورت میں ان دونوں کا جمع کرنا جائز ہے یا ناجائز بیوا تو جروا۔

﴿ج﴾

صورة مسئلہ میں جمیلہ اور صفیہ دونوں کو زید کا نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۵ ذی القعدہ ۱۳۸۹ھ

ایک شخص کی بیوی نے اپنی سوکن شیر خوار کو دودھ پلایا تو دونوں بیویاں حرام ہو گئیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں ایک آدمی کی بیوی نے بہانے سے اپنی سوکن کو جو کہ ابھی تک شیر خوار بچی تھی اپنا دودھ پلایا دودھ پلانے سے پہلے نکاح ہو چکا تھا اب یہ دونوں ایک خاوند کے پاس رہ سکتی ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں یہ دونوں عورتیں اس شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئیں خاوند پر لازم ہے کہ دونوں کو طلاق دیدے۔ دوبارہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔

۱) واذا تزوج الرجل صغيرة و كبيرة فأرضعت الكبيرة الصغيرة حرمتا على الزوج  
لأنه يصير جامعاً بين الأم و البنت رضاعاً و ذالك حرام كما لجمع بينهما نسباً (ہدایہ مع  
الفتح ص ۳۲۰ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان  
۱۲ صفر ۱۳۹۱ھ

نو سال سے کم عمر لڑکی کے پستانوں سے اگر دودھ نکل آئے  
اور کوئی پی لے تو رضاعت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جو کہ ستر برس کی عمر کی ہے اس نے ایک لڑکے کو جو کہ مدت رضاع میں ہے دودھ پلایا ہے ایسی عورت کے دودھ پلانے میں رضاع ثابت ہوگا یا نہ کیونکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ نو برس اور اس سے کم عمر کی لڑکی اور پچپن سال کی عمر یا اس سے زیادہ عمر کی عورت کے سینے میں دودھ نہیں ہوتا اگر کسی کتاب میں یہ قول موجود ہے تو اس کا حوالہ بھی نقل فرمادیں مینو تو جروا۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نو سال سے کم عمر کی لڑکی کے پستانوں میں اگر دودھ آجائے اور کسی بچے کو پلائے تو اس سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی۔

(ولو أن صبية لم تبلغ تسع سنين نزل لها اللبن فأرضعت به صبياً لم يتعلق به تحريم  
و إنما يتعلق التحريم به إذا حصل من بنت تسع سنين فصاعداً كذا في الجوهرية فتاوی  
عالمگیریہ ۳۴۴ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوخی روڈ کوئٹہ)

نو سال یا اس سے زائد عمر کی عورت اگرچہ پچپن سال سے بھی زائد عمر ہو اگر کسی بچے کو دودھ پلاتے تو حرمت رضاع ثابت ہو جاتی ہے۔

(باب الرضاع هو شرعاً مص من ثدي ادمية و لو بکراً او میتة او ائسة فی وقت  
مخصوص هو حولان و نصف عنده و حولان فقط عندهما و هو الاصح فتح و به یفتی  
(الدر المختار بهامش تنویر الابصار ص ۲۰۹ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ عفرانہ نائب مفتی مدرسہ تاج العلوم ملتان  
۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ



## ۱۹۶۲ء کی اسمبلی میں عائلی مسائل پر مفکر اسلام حضرت مفتی محمود کی محققانہ تقریر

مسٹر ڈپٹی سپیکر! جناب والا! تین بیخ عائلی قوانین کے بل پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ دراصل ۵۶ء میں حکومت پاکستان نے ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا تھا اور اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا تھا کہ قانون رائج الوقت میں عورتوں کو وہ حقوق نہیں دیے گئے جن سے ان کی مظلومیت کا ازالہ ہو سکے۔ اس کمیشن کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ عورتوں کے مسائل کے سلسلہ میں ایسی رپورٹ مرتب کرے جس سے عورتوں کے وہ حقوق جو شریعت اسلام نے ان کو دیے ہیں محفوظ ہو جائیں۔

بدقسمتی سے اس کمیشن کے ارکان ایسے نہ تھے جو کتاب و سنت کے براہ راست عالم ہوں یا قرآن و سنت اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا سے واقف ہوں۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہاء و مجتہدین امت کے علوم کے حامل ہوں۔ غرضیکہ اس کمیشن کے سارے اراکین میں سے سوائے ایک مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کے کوئی بھی عالم دین نہ تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کمیشن نے اپنی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کی تو اس عالم دین رکن نے اس رپورٹ سے اختلاف کرتے ہوئے ایک اختلافی نوٹ لکھا ہوا تھا۔ پھر ہوا یہ کہ ملک بھر کے علماء اور دیندار مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔

جناب والا! عوام کے اس رد عمل سے اس وقت کی آئینی حکومت کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس رپورٹ پر عمل کرنے کے لیے کوئی اقدام کرتی۔ لہذا وہ رپورٹ معرض التواء میں ڈال دی گئی اور اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے اس کے بعد بدقسمتی سے ہمارے ملک میں آئینی حکومت ختم ہوئی اور یہاں پر مارشل لاء کا دور شروع ہوا۔

مارشل لاء کی حکومت نے عوام کی رائے کی پروا نہ کرتے ہوئے اور رائے عامہ سے بالکل بے نیاز ہو کر یہ سمجھا کہ حکومت طاقت کے ذریعہ چلتی ہے۔ بالکل غیر جمہوری طریقہ سے اس رپورٹ میں ان اجزاء کو جو قطعی طور پر قرآن و سنت کے منافی تھے لے کر ایک آرڈیننس کی صورت میں انہیں ملک میں نافذ کر دیا۔

جناب والا! اس آرڈیننس میں جو چیزیں قرآن و سنت کے منافی ہیں اس وقت ہم نے ان چیزوں پر بحث کرنی



## پوتے کی وراثت

سب سے پہلے میں اس دفعہ کو لیتا ہوں جو وراثت سے متعلق ہے۔ اس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ اگر کسی لڑکے یا لڑکی کی موت باپ سے پہلے واقع ہو جائے اور بعد میں ان کا باپ مر جائے تو ان کو باپ کی وراثت میں سے وہی حصہ ملے گا جو اس کے زندہ ہونے کی صورت میں ملتا اور پھر اس کا وہ حصہ اس کی اولاد کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔

جناب والا! یہ چیز قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے بلکہ یہ سراسر اسلام قرآن و سنت کے ساتھ مقابلہ کی ایک صورت ہے۔ نیز یہ عقل کے بھی خلاف ہے۔ عقل و نقل دونوں کا فیصلہ اس کے خلاف صادر ہوتا ہے۔

### عقلی اعتبار سے پہلا قسم

اس قانون میں پہلی بات جو عقل کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد محض ایک جعلی قسم کے مفروضہ پر رکھی گئی ہے۔ اس میں ایک شخص کے مرے ہوئے بیٹے کے دوبارہ زندہ تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ جو بالکل ایک مفروضہ ہے۔

مثال کے طور پر زید کے دو بیٹے ہیں۔ خالد اور بکر۔ بکر باپ سے پہلے مر جاتا ہے اور خالد زندہ ہے پھر ان کا باپ زید مرتا ہے۔ اب بکر کو جو باپ سے پہلے مر چکا ہے دوبارہ زندہ تسلیم کر کے باپ کی وراثت میں سے اس کو خالد کے برابر حصہ دیا جاتا ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کو پھر مردہ تسلیم کر کے اس کے پورے حصہ کو اس کی اولاد کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔ (اس طرح زید کے پوتے کو زید کے بیٹے خالد کے برابر حصہ مل جاتا ہے)۔

جناب والا! آپ کو دنیا کے ممالک میں ایسے قانون کی مثال نہیں مل سکے گی۔ جو اس طرح کے مفروضہ پر مبنی ہو اور جس میں فی الواقعہ مرے ہوئے شخص کو زندہ مان کر اس کا حصہ وراثت میں تسلیم کر لیا گیا ہو۔

جناب والا! وراثت کے لغوی معنی بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔ لغت میں وارث اس زندہ شخص کو کہتے ہیں جو مرے ہوئے شخص کے ترکہ میں سے حصہ لیتا ہے۔ زندہ حصہ لینے والے کو وارث اور میت جس کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ اس کو مورث کہتے ہیں لیکن اس آرڈیننس میں جو شخص مورث (باپ) سے پہلے مر چکا ہے اور اس کے مرتے وقت خود اس کا ترکہ بطور وراثت تقسیم ہو چکا ہے۔ اس کو زندہ تسلیم کر کے باپ کا وارث بنایا جاتا ہے۔ یہ بالکل ایک مفروضہ ہے اور اسلام کی بنیاد ایسے جعلی مفروضوں پر نہیں رکھی جاسکتی۔

دیکھئے جب زید کا یہ بیٹا بکر مر گیا تو اس وقت اس کی جائیداد بطور وراثت کے اس باپ کی طرف بھی منتقل ہوئی تھی۔ اس لیے کہ باپ ہمیشہ بیٹے کے ترکہ میں وارث ہوتا ہے۔

جب یہ باپ اس بیٹے کی موت پر اس کا خود وارث بنا ہے اور اس بیٹے کی میراث میں حصہ دار رہا ہے تو پھر اس بیٹے کو دوبارہ زندہ تصور کر کے اس باپ کا وارث کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے۔ (فباللعجب)

### دوسرا سقم

فرض کیجیے اس جعلی مفروضہ کی بنا پر اگر آپ نے بکر کو زندہ تسلیم کرنا اور اس کو باپ کی وراثت کا حصہ دینا ہی ہے تو پھر دوبارہ مراہو امانے کے بعد اس کا حصہ صرف اس کی اولاد کی طرف ہی کیوں منتقل ہوتا ہے اس کی بیوہ اور اس کی ماں وغیرہ ورثا کو کیوں منتقل نہیں کیا جاتا۔ اگر اس کا حصہ منتقل ہونا ہی ہے تو پھر اس میں اس کی اولاد کی کون سی خصوصیت ہے۔ مرے ہوئے بیٹے کی ماں بیوہ اور دوسرے ورثا کو کیوں محروم کیا جاتا ہے۔

اس فرضی اصول کو (صرف اولاد میں نہیں) بلکہ اس کے تمام ورثاء میں تسلیم کرنا ضروری ہونا چاہیے۔ (لیکن ایسا نہیں کیا گیا) یہ ایک بہت بڑا قانونی سقم ہے جسے آپ کسی قانون کے اندر نہیں دکھا سکتے۔

### قرآن کریم کی پہلی مخالفت

علاوہ ازیں میں کہوں گا کہ اسی طرح قرآن کریم کے نصوص کو مجروح کیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے جو اصول مرتب کیے ہیں اس میں اقربیت کو وراثت کی بنیاد قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے میں اس کی ایک آیت پڑھتا ہوں۔

للمرءال نصیب مما ترک الوالدین والاقربون (الآیۃ) (سورہ نساء)

”مردوں کا حصہ ہے۔ اس مال میں جو اس کے والدین یا قریب ترین رشتہ دار چھوڑیں۔“

قریب ترین رشتہ داروں کو اقربون کہتے ہیں۔ ہر اقرب سے بعد محروم ہو جاتا ہے۔ اس لیے بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو وارث قرار دینا۔ یہ قرآن کریم کی صریح مخالفت ہے۔

### ایک اور بڑی خرابی

علاوہ ازیں میں یہ بھی کہوں گا کہ یہاں ایک اور بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے۔ جسے ایک مثال میں پیش کرتا ہوں۔ مثلاً ایک شخص مر جاتا ہے جس کا نام زید ہے اس کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ لڑکا اس کی زندگی میں مر جاتا ہے لیکن اس لڑکے کی ایک لڑکی (زید کی پوتی) زندہ ہے (اب گویا زید کے مرتے وقت اس کے صرف دو وارث ہیں۔ ایک اس کی حقیقی لڑکی اور ایک اس کی پوتی) اب (عائلی قانون کی اس دفعہ کی رو سے) وراثت اس طرح تقسیم ہوگی (کہ مرے

دوسرے کو زندہ تسلیم کر کے (دو حصے لڑکے کو جائیں گے اور ایک حصہ لڑکی کو جائے گا پھر لڑکے کے دو حصے اس کی لڑکی (پوتی) کو منتقل ہو جائیں گے۔ اب حاصل یہ ہوا کہ زید کی حقیقی لڑکی تو صرف ایک حصہ کی حقدار ہوگی اور اس کی پوتی دو حصوں کی حقدار بن جائے گی۔

دیکھئے کہ پوتی جو زید کی حقیقی لڑکی نہیں ہے۔ اس کو تو دو حصے مل رہے ہیں اور زید کی حقیقی لڑکی کو صرف ایک حصہ مل رہا ہے (کیا یہ انصاف ہے؟)

### قرآن کریم کی دوسری مخالفت

اس کے علاوہ ایک اور بات ذکر کردوں۔ اگر ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک لڑکا تو اس کی زندگی میں مر جاتا ہے اور دوسرا زندہ ہے اور مرے ہوئے لڑکے کی ایک لڑکی زندہ موجود ہے۔ اب جب وہ شخص مرتا ہے تو اس کا مال دو حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ تو زندہ بیٹے کو ملے گا اور دوسرا حصہ اس کی پوتی کو ملے گا (گویا حقیقی لڑکے اور پوتی کا حصہ برابر برابر ہو گیا)

رانا عبد الحمید وزیر صحت نے اس پر اعتراض کیا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ مفتی صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس میں صرف یہ حرج ہے کہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے کہ

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حِظِّ الْأُنثِي

”اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں وصیت کرتے ہیں کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اولاد کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہو۔ اب اگر بقول آپ کے پوتی کو اولاد میں شمار بھی کیا جائے تو اس کا حصہ لڑکے سے آدھا ہونا چاہیے تھا لیکن اس قانون میں پوتی کا حصہ برابر کر دیا گیا ہے بیٹے کے ساتھ۔ اس طرح اس آیت کی صریح مخالفت کی گئی ہے۔ (للدکر مثل حظ الانثیین)

### صحیح حدیث کی مخالفت

علاوہ ازیں میں یہ بھی کہوں گا کہ اس دفعہ کے اندر حدیث کی بھی مخالفت موجود ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ صحیح بخاری وہ کتاب ہے جس کے بارے میں امت کا اتفاق ہے۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) کے بعد دنیا کی تمام کتابوں میں صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے۔

یہ احادیث صحیح کا مجموعہ ہے۔ اب صحیح بخاری کی روایت بھی آپ دیکھ لیں۔

یہ دیکھئے یہ صحیح بخاری ہے۔ جسے میں پڑھتا ہوں۔ جلد دوم صفحہ ۹۹۸ حضورؐ نے فرمایا۔

ایک آواز: مطبع کون سا ہے صفحہ کون سا ہے۔

مفتی محمود صاحب: صحیح بخاری کے تمام مطبوعات ایک قسم کے ہیں۔ ان کے صفحات ایک جیسے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں سب مطبوعات میں ص ۹۹۸ پر ہے۔

الحقوا الفرائض باهلها فما بقى فهو لاولى رجل ذكر

”مقرر شدہ حصے ان کے مستحقین کے حوالہ کر دو اور جو بچ جائے وہ قریب ترین مرد کا حق ہے۔“

اب اس حدیث کی روشنی میں بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ امام بخاری نے ص ۹۹۷ جلد دوم صحیح بخاری میں اس حدیث کے اوپر یہ باب بھی باندھا ہے۔

باب میراث بن الا بن اذا لم یکن له ابن

”یہ باب ہے پوتے کی وراثت میں جبکہ اس کا بیٹا حقیقی نہ ہو۔“

اور اس حدیث سے بیٹے کی موجودگی میں پوتے کے محروم ہونے پر استدلال کیا ہے۔

### حدیث صحیح کی دوسری مخالفت

علاوہ ازیں ایک دوسری حدیث صحیح بخاری کی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

اس دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص صورت میں ایک فیصلہ کیا ہے۔ صورت یہ

ہے کہ ایک شخص مر چکا ہے اور اس کی ایک بیٹی اور ایک بہن زندہ ہیں۔ یہی اس کے تین وارث ہیں۔ ان تین

وارثوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے جسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ایسی صورت

میں فیصلہ کرتے وقت نقل فرمایا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اقضى فیہا بما قضی النبی

صلی اللہ علیہ وسلم للابنة النصف۔

ولا بنة الا بن السدس تکملة للثقلین وما بقى فلاخت۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں وہ فیصلہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ یہ ہے

کہ لڑکی کو نصف پوتی کو چھٹا تا کہ دونوں کا حصہ مل کر دو تہائی ہو جائے اور باقی مال یعنی تہائی بہن کو ملے گا۔“

اب دیکھئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ بیٹی کو آدھا۔ پوتی کو ۱/۶ والا بنة النصف ولا



بنۃ لا بن السدس اور بہن کو ۳/۱ او ما بقی ففلاحت

یہاں میں نے پیش یہ کرنا ہے کہ بہن کے لیے ۳/۱ حصہ بیٹی کے لیے ۲/۱ پوتی کے لیے ۱/۶۔ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے۔ مگر اس صورت میں عائلی قانون کی رو سے اگر جائیداد تقسیم ہوگی تو وہ اس طرح ہوگی کہ دو حصے پوتی کو اور ایک حصہ بیٹی کو یعنی میت کی جائیداد کے تین حصے کیے جائیں گے۔ ۲/۳ پوتی کو اور ۱/۳ بیٹی کو ملے گا اور بہن بالکل محروم ہو جاتی ہے۔

اس آرڈیننس کی رو سے بیٹی کو ملتا ہے ۳/۱ حصہ جبکہ حضور کے فیصلہ سے اسے ملتا ہے ۲/۱ حصہ آپ کے عائلی آرڈیننس کی رو سے پوتی کو ملتا ہے ۲/۳ حصہ۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق اسے ملتا ہے ۱/۶ حصہ۔ اس آرڈیننس کی رو سے بہن محروم ہے۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے ماتحت اسے ملتا ہے ۳/۱ حصہ۔ اس لیے یہ تقسیم جائیداد شریعت اسلام کے خلاف ہے۔

### اجماع امت کی مخالفت

علاوہ ازیں میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ دفعہ آرڈیننس کی تمام فقہائے امت کے اقوال کے خلاف ہے۔ اسلام میں جتنے بھی فقہاء گزرے ہیں کسی کے نزدیک تقسیم جائیداد اس طرح نہیں ہوتی۔ نہ تو فقہائے حنفیہ کے یہاں ایسا ہے (یہ تو ہمارا اپنا مذہب ہے جو اتنا واضح ہے جس کے لیے حوالہ جات کی ضرورت نہیں) نہ فقہاء مالکیہ اور نہ فقہاء شافعیہ اور نہ فقہاء مذہب حنابلہ میں تقسیم وراثت اس طرح سے ہے۔ یہ نیا اجتہاد اجماع امت کے خلاف ہے۔ یہ تقسیم وراثت کا طریقہ شیعہ سنی اور سنیوں میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی یعنی مذاہب اربعہ کے متفقہ فیصلوں کے خلاف ہے۔

### مذاہب اربعہ کے حوالہ جات

حوالہ مذہب امام مالک:

اب ہم آپ کے سامنے ان مذاہب سے حوالے پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب جو میرے ہاتھ میں ہے اس کا نام ”جواہر الاکلیل“ ہے۔ یہ امام مالک کے مذہب کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب سے حوالہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے کہ

وهو ای العاصب بنفسه لا بن ثم ابنه ای الابن وان سفل والاعلیٰ یحجب

الاسفل۔ (الجزء الثانی من جواهر الاکلیل شرح مختصر العلامة الشیخ

حلیل ص ۳۳۱)

”تقسیم وراثت میں جدی حقدار صرف بیٹا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا یعنی پوتا یعنی اگر بیٹا نہیں ہے تو پوتا۔ ہر اوپر کے درجہ والا نیچے کے درجہ والے کو محروم کر دیتا ہے۔

حوالہ مذہب امام شافعی:

دوسری کتاب جو میں پیش کر رہا ہوں۔ وہ فقہ شافعی کی کتاب ہے اس کا نام ہے ”شرح المنظومة الرجیة“ اس میں فقہائے مذہب شافعی کی رو سے تقسیم وراثت کے اصول اس طرح ہیں۔

فالابن یحجب ابن الابن وکل ابن ابن یحجب من تحته من نسی الابن  
(ص ۷۰ شرح المنظومة الرجیة)

”بیٹا پوتے کو محروم کر دیتا ہے یعنی جو درجہ میں قریب ہوگا وہ بعد کو محروم کر دیتا ہے۔“

اسی کتاب کے اسی صفحہ میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے۔

فانهم ان كان بعضهم اقرب الی الميت حجب الاقرب الی بعد فلیس الی بعد  
حظ من المیراث و الارث للاقرب.

”اگر وارثوں میں بعض میت کے زیادہ قریب ہوں تو قریبی دور والے کو محروم کر دیتا ہے“ بعد کو وراثت میں بالکل حصہ نہیں ملے گا اور وراثت کا حق صرف اقرب کو ہوگا۔“

حوالہ مذہب امام احمد بن حنبل:

اس کے بعد یہ امام احمد بن حنبل کی فقہ کی مشہور کتاب المحرر ہے۔ اس کے صفحہ ۳۹۶ میں دیکھئے یہ لکھا ہے کہ

ولا یرث ولد الابن مع لا بن بحال. (المحرر فی الفقہ علی مذہب الامام  
احمد بن حنبل)

بیٹے کی اولاد بیٹے کی موجودگی میں کسی حال کے اندر بھی وراثت نہیں پائے گی۔

مذہب شیعہ کے حوالہ جات:

جو لوگ شیعہ مذہب کے مسائل کے ماننے والے ہیں۔ ان کے لیے شیعہ مذہب کی کتابیں بھی میرے پاس ہیں۔ شیعہ مذہب کی جو کتاب اس وقت میرے ہاتھ میں ہے اس کا نام ہے الاستصار۔ اس کتاب کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۶۷ پر لکھا ہے:

ابن الا بن اذا لم یکن من صلب الرجل احد قام مقام الا بن (الاستیصار جلد دوم ص ۱۶۷)

بیٹے کا بیٹا (پوتا) جبکہ میت کی حقیقی اولاد میں سے کوئی نہ ہو تو وہ پوتا بیٹے کا قائم مقام ہوتا ہے یعنی پوتا بیٹے کی عدم موجودگی میں وارث قرار پاتا ہے۔

شیعہ مذہب کی دوسری کتاب جو میرے ہاتھ میں ہے اس کا نام ہے۔ من لا یحضرہ الفقیہ اس میں لکھا ہے کہ  
ولیس لولد الولد مع ولد الصلب شیء (من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم ص ۱۹۰)

اولاد کی اولاد کو حقیقی اولاد کی موجودگی میں وراثت میں کچھ نہیں ملتا۔  
اسی کتاب میں وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ:

لان من تقرب بنفسه کان اولی واحق بالمال ممن تقرب بغيره  
اس لیے کہ جو میت کا بلا واسطہ قریب ہوتا ہے (جیسے بیٹا) وہ مستحق مال ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ  
میں جو بالواسطہ قریب ہوتا ہے جیسے پوتا۔

اس کے بعد ہم فقہ شیعہ کی کتاب فروع الکافی پیش کرتے ہیں۔ اس میں دیکھئے اس کے صفحہ ۴۶ میں ہے:  
ولا یورث مع الابس ولا مع الابسة احد خلقه الله غیر زوج اور زوجة فروع  
الکافی جلد سوم ص ۴۶)  
بیٹے اور بیٹی کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی سوائے خاوند اور بیوی کے وارث  
نہیں ہوتا۔

### یتیم پوتے کی چارہ جوئی کی جائز صورت

اب ہم عرض کریں گے کہ شریعت مقدسہ میں پوتے کے لیے جائز تملیک کی صورت موجود ہے۔ شریعت میں  
میت کی جائیداد زندوں کی طرف دو طریق سے منتقل ہوتی ہے۔ ایک وراثت دوسرا وصیت وراثت میں تملیک بالجبر  
ہوتی ہے۔ یعنی میت کی مرضی کو اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ہر طرح وارث کو میت کی جائیداد خود بخود منتقل ہو جاتی ہے۔  
وصیت میں تملیک بالرضا والاختیار ہوتی ہے۔ یعنی مرنے والا اپنی رضا اور اختیار سے اپنے مال کا کچھ حصہ کسی کے لیے  
وصیت کر جاتا ہے۔

شریعت نے یہ فرق کر دیا ہے کہ جس کو بطور وراثت کے حق ملتا ہے اس کے لیے مال میں کوئی وصیت نہیں ہو سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا وصیۃ لوارث "وارث کے لیے وصیت صحیح نہیں ہے۔" اور جس کے لیے وصیت کی جاتی ہے اس کو وراثت میں کوئی حق نہیں ملتا۔

اب ایسا پوتا جو دادا کا وارث نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے وصیت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ دادا اس کو ایک تہائی جائیداد کی وصیت کر کے اس کو صاحب جائیداد بنا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں یتیم پوتے کا نان نفقہ ضروریات زندگی کی کفالت دادا پر اسلام نے فرض کر دی ہے۔ اس طرح یتیم پوتے کی ضروریات کو اسلام نے دادا کی موجودگی میں پورا کرنے کا اصول وضع فرمایا لیکن عائلی آرڈیننس میں جب تک دادا زندہ ہے اس وقت تک کے لیے یتیم پوتے کی کون سی چارہ جوتی کی گئی ہے۔ مثلاً ایک پوتا جب چھ مہینے کا ہوتا ہے اس کا باپ مر جاتا ہے۔ اب عائلی قوانین میں اس کی کفالت کس کے ذمہ ڈالی ہوئی ہے؟ جب تک دادا زندہ ہے وہ اپنی جائیداد کا مالک ہے۔ اس کی زندگی میں تو پوتے کو اس کی جائیداد سے کچھ نہیں دیا جاتا۔ جب تک دادا زندہ ہے چاہے وہ چالیس سال تک زندہ رہے چاہے پچاس سال تک زندہ رہے۔ جب تک وہ زندہ ہے دنیا کا کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ اس کی جائیداد تقسیم کر دے اور پوتے کو کچھ دلا دے۔ اب اس عائلی قوانین میں اس چھوٹے بچے کی ضروریات کا کیا انتظام موجود ہے؟ کیا وہ دادا کے مرنے کی دعائیں کرتا رہے۔ تاکہ اس کے مرنے کے بعد اسے کچھ ملے؟

لیکن اسلام نے دادا کی زندگی میں ہی یتیم پوتے کو اس کی جائیداد سے فائدہ اٹھانے اور نان نفقہ وغیرہ ضروریات پوری کرنے کا حکم دے دیا ہے اور دادا کے مرنے کے بعد اگر چہ اسے وراثت میں کچھ نہیں ملتا۔ مگر دادا کو اسلام نے یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں پوتے کے لیے ایک تہائی جائیداد کی وصیت کرے۔ اس طرح پوتے کے لیے جائز تملیک کی صورت نکل آتی ہے۔

ایک خدشہ کا جواب:

اگر یہ خدشہ ظاہر کیا جائے کہ دادا ظالم ہے (جیسے کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو وہ پوتے کو کچھ نہیں دے گا اور نہ وصیت کرے گا اور اس طرح پوتا محروم ہو جائے گا تو میں کہوں گا کہ آپ کا یہ قانون بھی ظالم دادا کے ظلم کو نہیں روک سکتا۔ اگر باپ اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو پہلے ہی اپنی ساری جائیداد منتقل کر دے تو اس طرح عائلی قانون کے ہوتے ہوئے وہ پوتے کو محروم کر سکتا ہے اور یہ قانون بھی دادا کے ظالم ہونے کی صورت میں پوتے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ بہر حال یہ دفعہ اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ مذہب کی روح کے خلاف ہے۔ صرف پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے۔



جہاں یہ ظلم روا رکھا جا رہا ہے یہ بہت بڑا ظالم ہے اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کے جذبات کو شدید مجروح کرتا ہے۔

## نکاح کا رجسٹریشن

اس کے بعد اب میں دوسرے مسئلہ پر بحث کروں گا اور وہ مسئلہ نکاح کے رجسٹریشن کا مسئلہ ہے۔ سب سے پہلی غلطی تو اس میں یہ ہے کہ جو شخص نکاح کو رجسٹرڈ نہیں کرائے گا۔ اس کو تین ماہ کی قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اسلام ایک سادہ مذہب ہے اور وہ کسی کے لیے مشکلات پیدا نہیں کرتا۔ اسلام کے اصول کے مطابق اگر دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو جائے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ نکاح کے سلسلہ میں رجسٹریشن کو لازمی قرار دینا ایک زائد شرط ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ دوسری خرابی اس قانون میں یہ ہے کہ اسلام میں اگر زوجین خود بغیر کسی نکاح خوان کے دو گواہوں کے سامنے باہمی ایجاب و قبول کر لیتے ہیں تو نکاح ہو جاتا ہے لیکن عائلی قوانین میں ایک تیسرے شخص (رجسٹرار یا نکاح خوان) کے وجود کو نکاح کے انعقاد کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی زائد شرط ہے جس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں سرے سے رجسٹریشن کے خلاف ہوں۔ نکاح کا لکھ لینا کوئی بری بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیع و شراعت خرید و فروخت کے سلسلہ میں تحریر کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

وَلَا تَسْمُوا ان تَكْتُبُوهُ كَمَا تَمَّ بَيْعُ كِتَابَتِ سَے نَہ گھبراؤ۔

اور اس کا فائدہ بھی خود ارشاد فرمایا:

ذالک ادنیٰ ان لا تَرْتَابُوا یعنی اس طرح تم شک و شبہ اور بھول چوک سے بچے رہو گے۔

اس لیے نکاح کا بھی لکھ لینا کوئی جرم نہیں ہے۔ یادداشت کے طور پر لکھنا ٹھیک ہی رہتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر رجسٹریشن نہیں کرایا گیا تو کیا اس کو سزا ملنی چاہیے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اسلام کے رو سے زوجین کے درمیان یہ نکاح جائز نکاح ہے (اور جائز امر پر سزا دینا کوئی معنی نہیں رکھتا) رجسٹرڈ نہ کرانے والے کے لیے یہ سزا کافی ہے کہ بوقت اختلاف اس کو ثبوت نکاح میں دشواری ہوگی اور وہ نکاح ثابت کرنے کے لیے گواہوں کو حاضر کرنے کی کلفت اٹھائے گا۔

رجسٹریشن کی اہم خرابی:

رجسٹریشن نہ ہونے سے عدالتی طور پر جو اس نکاح کا (جو رجسٹرڈ نہ ہو) کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور عدالت غیر رجسٹرڈ

نکاح کو تسلیم نہیں کرے گی۔

اب ایک شخص نکاح کا رجسٹریشن نہیں کراتا۔ اس کو سزا بھی ہو جاتی ہے یا نہیں ہوتی۔ عدالت میں اس کا نکاح ثابت نہیں سمجھا جائے گا۔ حالانکہ گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو جانے کی وجہ سے شرعاً نکاح صحیح موجود ہے۔ بہر حال عدالت تحریری ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس نکاح کو درست تصور نہیں کرے گی۔ اب فرض کرو اس منکوحہ عورت کا اغوا ہو گیا اور اغوا کنندہ یا کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح ہو گیا تو اس کا پہلا اصلی شرعی خاوند عدالت میں دعویٰ دائر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے پاس اپنے نکاح کا کوئی تحریری ثبوت موجود نہیں اور عدالت اصل شرعی نکاح کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ تو وہ مرد اپنی منکوحہ عورت کی واپسی کے مطالبہ کا دعویٰ عدالت میں دائر نہیں کر سکتا۔ نیز یہ عورت اپنے جائز خاوند کی وراثت میں حصہ دار ہونے کا دعویٰ عدالت میں دائر نہیں کر سکتی اور نہ خاوند اپنی اس عورت کے مرنے کے بعد اس کی وراثت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ علی ہذا القیاس یہی حشر ان دونوں کی اولاد کا ہوگا اور عدالت سے والدین کے مال متروکہ میں ان کو حق وراثت نہیں دلایا جاسکتا اور نہ وہ عورت اس نکاح کی بنیاد پر حق مہر یا نان نفقہ کا مطالبہ عدالت میں کر سکتی ہے۔

ایک خدشہ کا جواب:

اس لیے کہ عدالت اس نکاح کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ یہ خرابیاں ایسی ہیں جو صریحاً مداخلت فی الدین ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ناجائز نکاحوں کی روک تھام ہو جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ رجسٹریشن سے ناجائز اور جھوٹے نکاحوں کی روک تھام ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ناجائز نکاح اس وقت تک جاری رہیں گے۔ جب تک کہ معاشرہ کی اصلاح نہیں کی جاتی اور نہ ہی ان خرابیوں کا انسداد اس وقت تک ہو سکتا ہے جب تک بد معاشرہ اور غنڈے موجود ہیں۔ عائلی قوانین کے باوجود ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

رجسٹریشن کے باوجود یہ قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کوئی شخص رجسٹرار کو کچھ رشوت دے کر اس سے نکاح کا سٹمپ لے سکتا ہے اور کسی بے خبر عورت کے ساتھ اپنا نکاح جھوٹ موٹ عدالت میں رجسٹریشن کی بنا پر ثابت کر سکتا ہے۔ قصہ کوتاہ جب تک معاشرہ کی اصلاح نہیں ہوتی ان بد معاشیوں اور ناجائز نکاحوں کا علاج نہیں ہو سکتا

## تعداد ازواج

تعداد ازواج کا مسئلہ بلاوجہ کھڑا کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ تعداد ازواج کوئی نفرت کی چیز نہیں ہے۔ نہ عیب کی بات ہے اور نہ ہی بری رسم ہے۔ البتہ اس کو اس طرح روکنا مداخلت فی الدین ضرور ہے۔ صرف ایک ہی بیوی تک رکھنے کی

پابندی لگانا یورپ والوں کی نقالی ہے۔ اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔  
قرآن کریم کی مخالفت:

اسلام نے ہمیشہ تعداد ازواج کی اجازت دی ہے۔ قرآن کریم میں آپ ذرا سورۃ نساء پڑھیں۔

فانک حوا ما طاب لکم من النساء متنی وثلث و رباع (سورۃ نساء)

”تم نکاح کرو اپنی پسند کی عورتوں سے دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے۔“

اس جگہ ایک عورت سے نکاح کرنے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے عام حالات میں اپنے کلام پاک

میں تعداد ازواج کا ہی مشورہ دیا ہے۔ ایک عورت سے نکاح کا ذکر بعد میں ایک شرط کے ساتھ کیا گیا ہے۔

وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة او ماملکت ایمانکم

اور اگر تمہیں خطرہ ہے کہ (متعدد بیویوں) میں انصاف نہیں کر سکو گے تو (اس ضرورت کے تحت) ایک عورت

سے نکاح کرو یا باندی سے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر خطرہ ہے کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے اور اپنی طبیعت پر تمہیں کنٹرول

نہیں ہے تو اس حالت میں یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ صرف ایک عورت سے یا باندی سے نکاح کرو۔ گویا صرف غیر معمولی

حالات میں ایک عورت سے نکاح کا ذکر ہے۔ یعنی اگر تمہاری طبیعت میں ظلم ہے۔ تو پھر ایک بیوی پر کفایت کر دیا

باندی سے نکاح پر اکتفا کرو۔ تو یہ کفایت نکاح ہے یا مجبوری اگر طبیعت ظالمانہ ہے تو ایک ہی نکاح مناسب ہے۔

یہاں پر مملکت ایمانکم کو واحدہ پر عطف کیا گیا ہے۔ معطوف اور معطوف الیہ کا ایک ہی حکم ہوتا ہے تو جو حکم

مملکت ایمانکم کا ہو گا وہی ایک عورت کے نکاح کا ہو گا۔

ومن لم يستطع منکم طولا ان ینکح المحدثت المومنات فمما مملکت

ایمانکم من فتیانکم المومنات

اور جو شخص طاقت نہ رکھے تم میں سے آزاد شریف مومن عورتوں سے نکاح کرنے کی تو مومن

باندیوں سے نکاح کرے۔

جب ثابت ہوا کہ باندی سے نکاح مجبوراً ہوتا ہے تو ایک عورت سے نکاح بھی مجبوراً ہو گا۔ اگر ایک عورت سے

نکاح اولیٰ اور بہتر ہوتا تو ابتداء سے ثنی و ثلث و رباع سے قبل واحدہ کا ذکر ہوتا۔ (ترتیب اسی کی مقتضی ہے) لیکن

قرآن کریم نے واحدت کو چھوڑ کر متعدد نکاحوں کا عام مشورہ دے دیا ہے اور ایک کے ساتھ نکاح کو ایک شرط کے ساتھ

مشروط کر دیا۔

## حدیث کی مخالفت

میں آپ کے سامنے صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضور نے ایک شخص کو نکاح کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

تزوج فان خير هذه الامة اكثرها نساء (صحیح بخاری ص ۵۸ جلد دوم)  
 ”تم نکاح کرلو۔ اس لیے کہ اس امت میں بہتر شخص وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔“

### عقلی وجہ

میں پھر کہتا ہوں کہ ایک نکاح کا تصور یورپ کا تصور ہے۔ اسلام کا نہیں۔ اسلام میں عورت کا نان نفقہ کا حق شوہر پر ہوتا ہے یعنی عورت کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے۔ جتنا وہ زیادہ بوجھ اٹھائے گا عورت پر احسان کرے گا۔

### ایک اہم قانونی بات

اس سلسلہ میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسلام نے کسی عورت کو مجبور نہیں کیا۔ اپنی مرضی کے خلاف نکاح کرنے کے لیے۔ اسلام کی رو سے عورت آزاد ہے۔ اپنے نکاح میں جس سے چاہے نکاح کرے جس سے چاہے نہ کرے۔ عاقلہ بالغہ عورت خود مختار ہوتی ہے۔ عورت اپنی مرضی سے کسی سے اجازت لیے بغیر بھی اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ اگر وہ نکاح نہ کرے تو کوئی اسے نکاح کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

اب کوئی عورت اگر دوسری بیوی بننا نہیں چاہتی تو وہ ایسے شخص سے نکاح نہ کرے جس کے گھر میں پہلی بیوی موجود ہے۔ اسے کون مجبور کر سکتا ہے لیکن جب وہ دیکھتی ہے کہ اس کے گھر میں ایک اور بیوی موجود ہے اور وہ اپنی مصلحت کے تحت اپنے اختیار سے اس کی دوسری بیوی بنتی ہے تو وہ کس سے شکایت کرتی ہے۔

### ایک خدشہ کا جواب

اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو اس لیے اس کے گھر جاتی ہے کہ اس مرد نے اس سے کوئی وعدہ کیا ہوگا کہ میں پہلی بیوی کو چھوڑ دوں گا اور اس کی طرف دھیان نہیں دوں گا۔ وغیرہ وغیرہ تو وہ اس لالچ میں آ کر اس سے نکاح کرتی ہے لیکن پہلی بیوی تو مجبور ہے وہ دوسری شادی ہو جانے کے بعد کہاں جائے وہ تو بالکل بے اختیار ہے (اس کی زندگی خراب ہو جائے گی)۔



ان سب باتوں کے جواب میں اپنی ان محترم بہنوں سے جو شادی شدہ ہیں اور دوسری بیوی کے آنے سے ڈرتی ہیں یہ عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ وہ عائلی قوانین کی برقراری پر اصرار کریں۔ ان کو چاہیے کہ سب ایک جگہ جمع ہو جائیں اور فیصلہ کر لیں اور وہ اپنی غیر شادی شدہ بہنوں سے اپیل کریں کہ وہ کسی شادی شدہ مرد کی بیوی نہ بنیں اور ان سے درخواست کریں کہ اے ہماری غیر شادی شدہ بہنو! خدا کے لیے جن مردوں سے ہم نے نکاح کیا ہے تم ان سے نکاح نہ کرو اور ہمارے گھروں میں نہ آؤ اور پھر وہ غیر شادی شدہ بہنیں ان کی اپیل منظور کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ یہ سب سے زیادہ آسان علاج ہے دوسری شادی روکنے کا۔

اور اگر آپ کی اپنی غیر شادی شدہ بہنیں آپ کا مشورہ اور اپیل نہیں مانتیں اور آپ کی اپیل کے باوجود تمہارے مردوں سے نکاح کرتی ہیں تو پھر اس میں مردوں کا کیا قصور ہے۔ ان سے خواہ مخواہ کیوں گلہ کرتی ہیں۔ خود اپنی بہنوں سے گلہ کریں کہ وہ تمہاری اپیل کیوں منظور نہیں کرتیں۔

ایک اور نکتہ:

جناب والا! مرد پر ایک بیوی کی پابندی لگا کر یہ لوگ ملک میں زنا کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ نکاح پر پابندیاں لگا کر اس ملک کو زنا کا اڈہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں حیا اور شرم کا معاشرہ بنے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر:

مولانا صاحب معاف کیجیے گا۔ آپ نے شدید نوعیت کا الزام لگایا ہے یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ آپ یہ بھی فرما سکتے ہیں کہ اس سے زنا کو فروغ ہوگا۔ کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرنا چاہیے۔

مفتی محمود صاحب:

جناب والا! میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ میں ایک عام بات کہہ رہا ہوں اور میں ثابت کروں گا کہ ان کی نیت اس طرح کی ہے۔

خالق دینا ہال کراچی میں اپوا کی میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میں یہ اعتراض کیا تھا کہ جب مردوں کو چار بیویاں کرنے کی اجازت ہے تو عورتوں کو بھی چار سے شادی کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

بنگم جی اے خاں:

جناب اپوا کی کوئی میٹنگ خالق دینا ہال میں نہیں ہوئی تھی۔ یہ آپ دل سے نکال دیں۔

مفتی محمود صاحب:

اپوا کی میٹنگ نہ سہی لیکن ان عورتوں کی میٹنگ خالق دینا ہال میں ضرور ہوئی تھی۔ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی اور ان عورتوں کے فوٹو بھی دیے ہوئے تھے۔ یہ میٹنگ ان عورتوں نے اس تنسیخ کے بل کے خلاف کی تھی۔ اس میٹنگ میں ان عورتوں نے مغربی پاکستان صوبائی اسمبلی میں پیش شدہ قرارداد زنا کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے کی مخالفت کی تھی۔

زنا کو قابل تعزیر جرم قرار دینے کی مخالفت کرنے سے ان کا کیا مقصد تھا۔ وہ چاہتی تھیں کہ نکاح پر پابندی ہو اور زنا عام ہو۔

جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خوش حال گھرانے کے لوگ ہی تعداد ازواج کے خلاف ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مخالفت کر کے وہ زنا کو فروغ دیں اور وہ اپنی خواہشات کو دوسرے ناجائز طریقوں سے پورا کریں۔ زنا کے لیے شریعت نے جو سزا مقرر کی ہے اگر وہ یہاں نافذ ہو جائے اور زنا کے تصور کو اس ملک سے ختم کر دیا جائے تو یہی لوگ مظاہرے کریں گے اور مطالبہ کریں گے کہ ایک بیوی سے ہمارا گزارہ نہیں ہوتا۔ خدا کے لیے تعداد ازواج کی اجازت دیں۔

رانا عبد الحمید: جناب مفتی صاحب نے ان لوگوں کو کفار گھرانے کے لوگ کہہ کر نامناسب لفظ کیوں استعمال کیا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: مولانا صاحب نے خوشحال گھرانے فرمایا ہے۔ کفار گھرانے نہیں فرمایا۔

مفتی صاحب: شاید رانا صاحب کی سماعت میں کچھ فرق ہے۔

تو جناب میں کہہ رہا تھا کہ یہ خوشحال لوگ یہ کہیں گے کہ ایک بیوی سے ہمارا گزارہ نہیں ہوتا۔ چار تک بیویوں کی اجازت ضرور ہونی چاہیے۔ غریب آدمی تو ایک کے علاوہ دوسری شادی کر ہی نہیں سکتا۔ عورتوں پر ہونے والے مظالم کا حل:

جناب والا! اس ملک میں ایک ہزار گھروں میں سے ۹۹۹ گھر وہ ہیں جہاں صرف ایک بیوی ہے۔ ہزار میں صرف ایک گھر ہی ایسا ہوگا جہاں دو بیویاں ہو سکتی ہیں۔ تو ہزار میں سے صرف ایک گھر سے ظلم کے ازالہ کے پیش نظر یہ قانون بنایا گیا ہے لیکن ۹۹۹ گھروں میں کہاں ایک ایک بیوی ہے اور ان پر بھی ظلم یقیناً ہو رہے ہیں۔ ان کے ظلم کے ازالہ کے لیے کیا کیا گیا ہے۔ جہاں اکثر خانہ جنگیاں ہوتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ تمام عورتوں کے حقوق محفوظ کرنے کے لیے تحصیل دار قاضی عدالتیں قائم کی جائیں۔ جہاں عورتوں کی تکالیف کا فوری ازالہ ہو سکے اور ان کے

ساتھ انصاف ہو۔

سسر ڈپٹی اسپیکر: قاضی کی عدالتیں یا اس قسم کی دوسری عدالتوں کے قیام کے لیے تو عورتیں مکمل طور پر متحد ہیں۔ مفتی محمود صاحب: جناب میں تو یہ کہتا ہوں کہ عورتوں کو جائز حقوق ضرور دیے جائیں۔ عدالتیں قائم کی جائیں تاکہ اگر ان کے ساتھ نا انصافی ہو تو وہ عدالت سے رجوع کریں اور ان کے ساتھ انصاف ہو۔ اگر کسی ملک کی حکومت عدالتوں کے ذریعہ ظالم سے مظلوم کو حق نہیں دلا سکتی اور وہاں کے لوگوں کو یا کسی طبقہ کو جائز حقوق نہیں دلائے جاتے اور نہ ان کے ساتھ انصاف ہوتا ہے تو ایسی حکومت سے کیا فائدہ۔ میں تو کہوں گا کہ ایسی حکومت کو مستعفی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ حکومت کے قیام کا مقصد یہی تو ہوتا ہے کہ ظالم کو ظلم سے روک کر مظلوم کو حق دلا سکے۔

آج کل جو عدالتوں میں کیس چل رہے ہیں۔ وہ اکثر ایک بیوی کے کیس ہیں نہ کہ متعدد بیویوں کے۔ اس لیے آپ کو رٹ کے ذریعہ سب عورتوں کو حقوق دلائیں اور ان کی تکالیف کا ازالہ کریں۔ نہ یہ کہ آپ نکاح پر پابندی لگائیں۔ دیکھئے اگر آپ تعدد ازواج کے لیے سزا مقرر کریں گے تو یہ قرآن و سنت کے خلاف ہوگا۔

اسلام کی تاریخ میں آج تک کبھی نہیں سنا گیا کہ فلاں شخص مجرم کی حیثیت سے عدالت میں اس لیے پیش ہوا ہے کہ اس نے دوسرا نکاح کیوں کیا۔ چودہ سو سال کا عرصہ گزر گیا لیکن آج تک ایسے مجرم کی کوئی مثال نہیں ملتی تو اب کیا آپ کے پاس کوئی نئی وجہ آگئی ہے۔ جو تعدد ازواج کو جرم قرار دے رہے ہیں۔

کیا ایران افغانستان یا عرب ممالک اسلامی ممالک نہیں ہیں۔ کیا وہاں تعدد ازواج جرم ہے۔ جب وہاں جرم نہیں ہے اور وہاں کے لوگ بھی مسلمان ہیں تو ان کے لیے اسلام کا قانون اور ہے اور پاکستان کے مسلمانوں کے لیے

اور؟

سنگم جی اے خاں: جناب! میں مولانا صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ایران انڈونیشیا ملائیا وغیرہ سب عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے عدالتوں کے قیام پر غور ہو رہا ہے۔

مفتی محمود صاحب: اگر وہاں عدالتیں بن رہی ہیں تو ہم بھی اسلام کی حدود میں رہ کر ایسی عدالتیں بنائیں گے لیکن یہ قانون جس کے تحت تعدد ازواج پر ایک سال کی سزا مقرر کی گئی ہے یا پانچ ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں مقرر ہوتی ہیں اس کے کیا معنی ہیں۔ صحابہ کرامؓ تابعین عظام، علماء و اولیاء کرام، سلف صالحین میں شاید ہی کوئی ایسا ہو کہ جس کی متعدد بیویاں نہ ہوں۔ تو کیا یہ سب مجرم ہیں؟

بہر حال یہ دفعہ سراسر غیر اسلامی ہے۔

## عدت

جناب والا! عدت کے لیے جو یہاں احکام وضع کیے گئے ہیں وہ بھی قرآن و سنت کے بالکل خلاف ہیں۔ اس میں عدت مطاقہ کی میعاد ۹۰ دن مقرر کی گئی ہے۔

### قرآن کریم کی پہلی مخالفت

قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے کہ

والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلثة قروء

”مطلقہ عورتیں تین ایام ماہواری گزرنے تک انتظار کریں۔“

(اس کے بعد وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں)

کیا کسی نے ثلثہ قروء کے معنی ۹۰ دن بھی کیے ہیں۔ اگر کسی لغت کی کتاب میں یہ دکھایا جائے کہ ثلثہ قروء کے معنی ۹۰ دن کے ہوتے ہیں۔ تو ہم اعتراض چھوڑ دیں گے۔ دیکھئے تین ایام ماہواری دو مہینے میں بھی پورے ہو سکتے ہیں۔ ڈھائی میں بھی پورے ہو سکتے ہیں۔ ۷۰ دن میں ۷۵ دن میں ۸۰ دن میں اور سو دن میں بھی پورے ہوتے ہیں۔ عورتوں کے مختلف ایام ہوتے ہیں عورتوں کی طبیعتوں، علاقوں کی آب و ہوا کے اختلاف کے مطابق ایام بھی مختلف ہوتے ہیں۔

اب نوے دن سب کے لیے مقرر کرنا اسلام (کتاب و سنت) اور عقل کے صریحاً خلاف ہے۔

### قرآن کریم کی دوسری مخالفت

دوسری بات یہ ہے کہ اس قانون کے تحت جو عدت، مطلقہ عورت کے لیے مقرر ہوئی ہے وہ عام ہے۔ ہر مطلقہ کے لیے عدت ۹۰ دن مقرر ہوئی ہے۔ یہ بھی قرآن کے صریح فرمان کے خلاف ہے۔ قرآن نے مطلقہ غیر مدخولہ کے لیے کوئی عدت مقرر نہیں کی۔ وہ تو طلاق ملتے ہی فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ مثلاً ایک عورت کو اس کے خاندان نے چھوڑا نہیں ہے بلکہ مرد کے ساتھ اس کا حرف نکاح ہوا ہے ہم بستر و غیرہ نہیں ہوئی تو اس کے لیے اسلام میں کوئی عدت نہیں۔ بلکہ قرآن کریم نے اس کے لیے عدت کی نفی کی ہے۔

اذا انكحتم المومنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من



عدة تعتدونها (بارہ ۲۲)

جب تم نے مومن عورتوں سے نکاح کیا اور پھر ان کو چھوئے بغیر انہیں طلاق دے دی تو تمہارا ان پر عدت شمار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

یعنی وہ طلاق ملتے ہی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے لیکن اس عائلی قانون میں ایسی مطلقہ وغیرہ مدخول بہا عورت کے لیے بھی عدت ۹۰ دن کی مقرر ہے یہ قرآن کریم کی صریح مخالفت ہے۔

### قرآن کریم کی تیسری مخالفت

یہاں پر ایک اور خرابی جو قرآن کریم کی صریح مخالفت ہے وہ یہ ہے کہ اس قانون میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو یعنی اس کو حمل ہو اور اس کو طلاق مل جائے تو اس آرڈیننس کی رو سے اگر وضع حمل ۹۰ دن سے قبل ہو جائے (تو وضع حمل سے اس کی عدت ختم نہیں ہوگی) وضع حمل کے باوجود اسے ۹۰ دن پورے کرنے ہوں گے لیکن قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ

واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن (سورۃ طلاق پارہ ۲۸)

اور حمل والی عورت کی عدت یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے اگر آج طلاق دے دی جائے حاملہ عورت کو اور دوسرے دن اس کا بچہ ہو جائے تو وہ دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ اس طرح صحیح بخاری کی احادیث بھی اس سلسلہ میں واضح موجود ہیں (بغرض اختصار حوالہ جات چھوڑتا ہوں)

### قرآن کریم کی چوتھی مخالفت

عدت کے لیے قرآن کریم کا اصول یہ ہے کہ عدت شروع ہوتی ہے طلاق کے وقت سے۔

وطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة

اور عورتوں کو عدت کے وقت طلاق دو اور عدت کو شمار کرو۔

طلاق جب دی گئی تو عدت فوراً شروع ہو جاتی ہے لیکن اس آرڈیننس کے اندر یہ ہے کہ طلاق کے بعد چیئر مین کو اطلاع کرنی ہوگی اور چیئر مین کے نوٹس کے بعد سے نوے دن شمار ہوں گے۔ اگر ۲۰ دن کے بعد چیئر مین کو اطلاع ملی تو عدت بھی ۲۰ دن کے بعد شروع ہوگی۔ یہ بھی قرآن کریم کے خلاف ہے۔

## طلاق

اب میں کہوں گا طلاق کے بارہ میں کہ اس آرڈیننس میں یہ طے ہوا ہے کہ اگر تین طلاق دی جائیں تو تین طلاق دینے کے باوجود وہ شخص عدت میں اس مطلقہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ اگر ایک دفعہ تین طلاق دے دی اور پھر چیرمین نے صلح کرادی اور رجوع کر لیا تو باوجود متعدد طلاق کے وہ بغیر نکاح ثانی اور حلالہ کے پھر اس کی بیوی بن جاتی ہے۔ جتنی بھی طلاقیں ہوں۔ خواہ دس ہوں ۲۰ ہوں ۵۰ ہوں یا سو ہوں۔ مرد جتنی چاہے طلاقیں دے دے چیرمین صلح کر سکتا ہے۔ یہ بھی قرآن کریم کے خلاف ہے۔

### قرآن کریم کی مخالفت

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (سورۃ بقرہ پارہ ۲)  
پھر اس کو تیسری طلاق دے دی تو وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔

### حدیث کی مخالفت

صحیح بخاری میں احادیث موجود ہیں کہ تین طلاقیں بیک وقت بھی واقع ہو جاتی ہیں۔

باب من اجاز طلاق الثلث جلد دوم بخاری۔ اس باب میں امام بخاری نے مختلف احادیث سے بیک وقت تین طلاق کے وقوع کو ثابت کیا ہے۔ امام بخاری نے یہ باب رکھا ہے خاص اسی طلاق ثلث کے وقوع کے لیے اور اسی پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ تین طلاقیں کے بعد بغیر حلالہ کے اس شخص سے دوبارہ نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ (آپ کے قانون کے ہوتے ہوئے بھی کسی شخص کا مذہبی عقیدہ تو تبدیل نہیں ہو سکتا)

اب ایک عورت حنفی مذہب کی ہے اور پاکستان میں عام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے۔ وہ کیا کرے گی۔ میں عرض کروں گا کہ جس حنفی عورت کو تین طلاقیں مل جاتی ہیں اس کے بعد اس مطلقہ عورت کے ساتھ مراجعت اور صلح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرے پاس پر سوں ایک عورت کا خط آیا تھا جس میں اس نے لکھا ہے کہ اس عائلی قوانین کی وجہ سے مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ وہ یہ کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دے دیں۔ بعدہ مرد نے دعویٰ دائر کر دیا اور عدت کے

اندرونی کر لیا۔ عدالت نے فیملی لاء کے تحت مجھے اس کی منکوحہ قرار دیا۔ وہ لکھتی ہے کہ اب میں اپنے مذہب کی بناء پر چونکہ مجھے تین طلاقیں مل چکی ہیں نہ تو اس کی زوجہ بن کر رہ سکتی ہوں اور نہ دوسری جگہ شادی کر سکتی ہوں۔ اب دیکھئے یہ عورت نہ تو سابق خاوند کے پاس دوبارہ جاسکتی ہے اور نہ کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ صرف ایک مثال نہیں ہوگی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کے ذریعہ عام مسلم خواتین کی زندگی نمونہ جہنم ہوگئی ہے عقیدہ بدل نہیں سکتا کہ وہ سابق خاوند کے پاس چلی جائے اور دوسری جگہ نکاح کرنے سے یہ قانون مانع ہے۔ اب وہ عمر بھر لنگی رہے گی۔ کیا یہ عورتوں کے فائدہ کے لیے قانون بنایا گیا ہے؟ علاوہ ازیں چیئر مین جو ثالثی کونسل کا صدر ہوگا وہ غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے۔ غنڈہ بدمعاش بھی ہو سکتا ہے۔ ان کے سامنے گھر کے راز کس طرح رکھے جاسکتے ہیں اور چیئر مین کو خواہ تو وہ درمیان میں لایا گیا ہے۔

### آیت سے غلط استدلال

قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق صلح کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے۔

فابعضوا حکما من اہله و حکما من اہلہا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما۔

یعنی اگر زوجین میں نزاع ہو جائے تو طلاق سے قبل ایک حکم اہلہ سے اور ایک اہلہ سے ملے اور۔

اگر وہ اصلاح کا ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کرے گا۔

طلاق سے قبل اگر صلح ہو جائے تو یہ اچھا ہے لیکن طلاق کے بعد صلح اور سفائی کا کوئی ذکر نہیں۔ یہاں اس آیت

سے لوگ غلط استدلال کرتے ہیں اور اس سے ثالثی کونسل کا جواز نکالتے ہیں۔ جو طلاق ثلث کے بعد صلح کے لیے تجویز

ہوئی ہے۔ چیئر مین جو ثالثی کونسل کا ہوگا وہ ہمارے ملک میں بندو بھی ہو سکتا ہے۔ عیسائی بھی ہو سکتا ہے اس لیے کہ

چیئر مین کے لیے مسلمان ہونے کی کوئی شرط نہیں۔ کو یا طاقوں کے مقدمات ایک کافر کے سامنے بھی رکھے جاسکتے

ہیں۔ غنڈے کے سامنے بھی رکھ سکتے ہیں۔ اگر وہ چیئر مین ہوں اس لیے چیئر مین کو باہر سے مسلط کرنا اس کے کوئی معنی

نہیں ہیں اور اس آیت سے غلط استدلال کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد میں بچوں کے متعلق عرض کروں گا۔ بچوں کا نکاح۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر اس کا جواب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ غنڈوں کو ووٹ دے کر چیئر مین نہ بنایا جائے۔

مفتی صاحب! ہاں! قانون اس قسم کا بنائیے کہ غنڈے چیئر مین نہ بن سکیں۔

## نابالغوں کا نکاح

جناب والا! میں اب نابالغوں کے نکاح کا ذکر کروں گا۔

سوال یہ ہے کہ نابالغ لڑکی لڑکے کا نکاح ولی اپنی اجازت سے کر سکتا ہے۔ نابالغ لڑکیوں کا نکاح اس کے والدین اپنی اجازت سے کر سکتے ہیں۔ کسی بھی نابالغ لڑکی کا باپ اس کا نکاح کسی سے کر سکتا ہے۔ شریعت میں یہ حق اس کو حاصل ہے اور اس آرڈیننس میں اس سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔

ڈپٹی سپیکر: (داخل دیتے ہوئے) مولانا آپ کا یہ فرمانا غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ اس قانون کے اندر صریحاً ایسی بات موجود ہے کہ اگر B D (بنیادی جمہوریت) کا چیئرمین ایک غیر مسلم منتخب ہو جائے۔ تو پھر کسی مسلمان کو (مصلحتی کونسل کا چیئرمین) منتخب کیا جائے۔

مفتی صاحب: جناب والا! اگر آپ یقین دلاتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن غمناک ہے تو چیئرمین ہو سکتے ہیں۔

مفتی صاحب: (تقریر جاری رکھتے ہوئے) نابالغ لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے جو عمر بلوغ کی مقرر کی گئی ہے۔ یہ بھی اجماع امت کے خلاف ہے۔

## عمر کے متعلق وضاحت

۱۶ سال کی فیہ لگانا بچیوں کے بلوغ کے لیے اور اٹھارہ سال کی قید لگانا بچوں کے بلوغ کے لیے یہ بالکل شریعت کے خلاف ہے۔

اسلام نے لڑکیوں کے بلوغ کے لیے نو سال اور لڑکوں کے بلوغ کے لیے بارہ سال مقرر کی ہے۔ یعنی اس مدت میں ان کے بالغ ہونے کا امکان ہے۔ اب آپ بتلائیں کہ عام طور پر ہمارے ملک میں لڑکیاں بارہ سال میں بالغ ہو جاتی ہیں اور جو گرم ممالک ہیں وہاں تو اور بھی جلدی بالغ ہو جاتی ہیں۔ ایسٹ پاکستان میں عموماً لڑکیاں بارہ سال سے پہلے ہی بالغ ہو جاتی ہیں۔ حالات کے ماتحت جب کوئی لڑکی بالغ ہو جاتی ہے اور اس کے والدین یہ محسوس کریں کہ اگر اس کی جلد شادی نہ کی گئی تو اس کا کرکیٹر اچھا نہیں رہے گا۔ ایسی صورت میں اس کے والدین کے لیے ضروری ہے کہ اس کا نکاح کر دیں لیکن اس کا نکاح کرنے کے لیے موجودہ عائلی قانون کی رو سے اسے چار سال تک اور بٹھا کر رکھنا ہوگا۔ اس کے بالغ ہو جانے کے باوجود وہ اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ اس کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ اس لڑکی کے والدین اگر اس کو بٹھائے رکھیں تو اسے اچھی زندگی گزارنے پر کیسے مجبور کر سکیں گے۔ وہ لڑکی اگر اس کا کردار مضبوط نہ ہو تو مجبوراً



وہ اپنی زندگی زنا کاری میں گزارے گی۔ بالغ ہونے کے بعد لڑکیوں کو سالہ سال کی عمر تک بٹھار کھنان کے اوپر سراسر ظلم ہے۔ جب بلوغ کے لیے اسلام میں ۹ سال کی حد مقرر ہو چکی ہے۔ لڑکیوں کے لیے اور بارہ سال لڑکوں کے لیے تو اسے سولہ سال اور اٹھارہ سال کرنا درست نہیں ہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ لڑکی اگر نابالغ بھی ہو تو بھی اجماع امت کے ساتھ اس کے باپ کو اختیار ہے کہ اس کا نکاح اپنی مرضی سے جہاں چاہے کرے۔

دیکھئے ایسا بھی ہوتا ہے کہ باپ مریض ہے وہ خیال کرتا ہے کہ وہ مرض الموت کا شکار ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح اپنی زندگی میں کر دے۔ تاکہ اس کی موت کے بعد وہ بیٹی ماری ماری نہ پھرے اور وہ مطمئن ہو کر مرے۔ وہ چونکہ حقیقت میں مرنے سے پہلے اپنی اولاد کے بارہ میں مطمئن ہونا چاہتا ہے اس لیے شریعت نے اس کو یہ حق دیا ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص کے حق کو سلب کرنا اس پر اور اس کی بیٹی پر ظلم کرنا ہے۔ ایک باپ کو اپنی بیٹی کے نکاح کا حق حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں کسی مذہب کا اختلاف نہیں ہے۔ اس کے اوپر کوئی اختلافی قول کسی کا موجود نہیں ہے۔ چودہ سو برس سے اسلام میں یہی قانون جاری ہے۔ اس میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔

### ایک بہت بڑی خرابی

ایک بار ہم پھر کہیں گے کہ بالفرض اگر ایک باپ اپنی اولاد کے نکاح کا حق استعمال کر کے اپنی بیٹی کا کہیں نکاح کر دے۔ شریعت کے مطابق اس کے بلوغ سے پہلے۔ اب جب وہ بیٹی بالغ ہو گئی اور عائلی قانون کے تحت اس نے اپنی مرضی سے کسی دوسری جگہ نکاح کر لیا تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ باطل نکاح سے پہلے جو نکاح شریعت کی رو سے اس کا ہو چکا ہے اس کا کیا کیا جائے گا۔ شریعت کے مطابق تو اس کا نکاح پہلے ہی ہو چکا ہے مگر عائلی قوانین کے مطابق نہیں ہوا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ عدالت میں اس کے متعلق کوئی چارہ جوئی نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی مذہب میں مداخلت ہے شریعت میں دخل اندازی ہے۔

### ساردا بل

علاوہ ازیں میں یہاں یہ بھی کہہ دوں کہ ساردا بل کے نام سے برطانوی دور حکومت میں متحدہ ہندوستان کی پارلیمنٹ میں ایک بل پیش ہوا تھا۔ اس وقت پورے متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس بل کی مخالفت کی تھی۔ اس بل کی مخالفت کی وجہ سے مسلمانوں کو اس بل سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا۔ اس طرح مسلمانوں نے اپنی رائے کا اظہار کر کے اس بل کو مسلمانوں پر نافذ ہونے سے روکا۔ جب برطانوی دور حکومت میں کوئی قانون اسلام کے خلاف نافذ نہ ہو سکا

تو آج مسلمان دور حکومت میں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

برطانوی دور حکومت میں کبھی یہ سوال نہیں اٹھا کہ مسلمانوں کے مذہبی خاندانی مسائل کے خلاف کوئی قانون رائج کیا جائے لیکن آج مسلمان دور حکومت میں ہمارے مذہب کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی بھی فرد یا حکومت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہمارے مذہب کے اندر کوئی مداخلت کرے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ خدا کے لیے ہمارے مذہب میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔

### تنسیخ نکاح ایکٹ میں ترمیم

اب ہم کچھ تنسیخ نکاح کے بارہ میں کہیں گے۔ بات یہ ہے کہ ایک شخص جو فیملی لاز کے خلاف دوسرا نکاح کرتا ہے اور اس کی پہلی بیوی موجود ہے جب پہلی بیوی کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے خاوند نے اس کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کر لیا ہے تو اس قانون کی رو سے پہلی بیوی کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے خلاف عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ صرف اس بنا پر دائر کر دے کہ اس نے میری مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کر لیا ہے۔ اگرچہ وہ یہ بھی تسلیم کرے کہ اس کے حقوق پورے ادا کیے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے۔ ان تمام چیزوں کے اعتراف اور تسلیم کرنے کے باوجود بھی اگر اس کا صرف یہ اعتراض ہو کہ اس کے خاوند نے اس کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کیوں کر لیا ہے یہی تنسیخ کے لیے کافی ہے اور عدالت صرف اس اعتراض پر پہلی بیوی کے نکاح فسخ کر دے گی۔ گویا دوسرا نکاح کر کے خاوند نے کوئی بڑا ظلم کیا ہے کہ دوسری بیوی بھی اس کی قانونی بیوی نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کے نکاح کو عدالت میں تسلیم نہیں کیا جائے گا اور اس کا پہلا نکاح بھی فسخ ہو جائے گا۔ اس پر جرمانہ بھی ہوگا اور اسے ایک سال قید بھی کیا جائے گا۔

گویا پہلی بیوی اگر تنسیخ نکاح کے لیے دعویٰ دائر کر دے تو اس طرح پہلی بیوی (جو قانونی تھی) بھی گنی اور دوسری بھی گنی۔ جرمانہ پانچ ہزار بھی ہوا۔ ایک سال قید کی سزا بھی ہوئی۔ حاصل یہ کہ دوسرا نکاح کر کے اس شخص نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

### خواتین سے ہمدردی کا اظہار

ان باتوں کے کہنے سے میرا مقصد یہ ہے اور میں انصاف سے کہتا ہوں کہ مجھے خواتین سے انتہائی ہمدردی ہے اور مجھے احساس ہے کہ موجودہ دور میں خواتین کے اوپر بڑے بڑے ظلم ہو رہے ہیں۔ میری بہنیں یہ بات دل سے نکال

دیں کہ علماء خواتین کے خلاف ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علماء ہمیشہ خواتین کے حقوق کے لیے لڑے ہیں۔ فرخسیر میں خواتین کو وراثت میں جو حق ملا ہے یہ وراثت بل انگریزوں کے زمانہ میں پاس ہوا تھا۔ وہاں کے علماء کرام نے عورتوں کی محرومی کے خلاف تحریک چلائی تھی اور کہا تھا کہ اگر عورتوں کو وراثت میں حق نہیں دے گے تو یہ اسلام کے خلاف ہے کفر ہے۔ عورتوں پر سراسر ظلم ہے۔ اس جرم کی پاداش میں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے قاضی محمد جان صاحب مرحوم جو ایک بڑے عالم تھے اور اس تحریک کے حامی تھے۔ اندھیری رات میں ان کے گھر میں گھس کر وہاں کے غنڈوں اور بد معاشوں نے ان کو شہید کر دیا۔ ان کا بھی جرم تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ جو شخص عورتوں کی وراثت سے انکار کرے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ کافر ہے۔ اس لیے دیکھئے کہ علماء عورتوں کے حقوق کے لیے لڑے ہیں اور ان کو حق دلایا ہے اور ہم اب بھی کہتے ہیں کہ عورتیں ہماری مائیں ہیں ہماری بہنیں ہیں ہماری بیٹیاں ہیں چودہ سو سال تک اسلام میں ہمیشہ مردوں نے ان کے حقوق کی حفاظت کی اور آئندہ بھی کریں گے۔

ہم ان سے پھر کہیں گے کہ آپ ہماری مائیں بہنیں بیٹیاں ہیں۔ آپ اپنے حقوق اسلام کے دائرہ کے اندر رہ کر مانگیں۔ ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خدا کے لیے اسلام کے خلاف جو بھی غلطی سے قدم اٹھایا گیا ہے اس کو ختم کیجیے اور اس کمزوری کو دور کیجیے۔ جو کچھ بھی اسلام نے حق دیا ہے اور اسلامی شریعت نے جو حقوق دلائے ہیں وہ ان کو ضرور دلائے جائیں۔ وہ ہماری مائیں بہنیں ہیں۔ ہم ان کے حقوق کے لیے اسی طرح لڑیں گے۔ جیسے اپنے حقوق کے لیے لڑتے ہیں۔ اسلام کی تاریخ میں عورتوں اور مردوں کی حقوق پر کبھی لائی نہیں ہوئی۔ آج جو عورتوں کے حقوق کی لڑائی کی فضا پیدا ہوئی ہے یا کی گئی ہے وہ موجود دور اور یہ سب کی تقلید کی پیداوار ہے۔ ہم اب بھی ان کے حقوق کے حامی ہیں جو اسلام نے ان کو دیے ہیں۔

## میمہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نکاح ثانی کے سلسلہ میں بے دینیوں کی بددیانتی پر بھی کچھ روشنی ڈالی جائے۔ پہلے اسلام کے مسائل پر آریہ ہندو اور عیسائی امتزائعات کیا کرتے تھے۔ اب یہ ڈیوٹی مسلمان کہلانے والوں نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ دوسرے نکاح کا ہے۔ اگرچہ حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ نے اس پر کافی روشنی ڈال دی ہے مگر مخالفین کی ایک بددیانتی کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ صوبائی اسمبلی کے ایک گم کردہ راہ ممبر نے یہ کہا کہ حضرت علیؑ جب عمر بن ہشام کی لڑکی سے شادی کرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور فرمایا کہ پہلے حضرت فاطمہ کو طلاق دیں تب دوسری شادی کریں۔ اس سے بہت سے لوگوں میں یہ کافرانہ خیال یا وسوسہ پیدا ہوا کہ حضور نے اپنی صاحبزادی پر سولن کو گوارا نہ کیا تو اوروں کی بیٹیوں پر کیوں گوارا کیا۔ افسوس کہ یہ لوگ اپنی گمراہی میں حد سے گزر چکے ہیں۔ اس روایت کے نقل کرنے میں یہ لوگ پوری بددیانتی سے کام لیتے ہیں عمر بن ہشام ابو جہل کا نام ہے جس کی بیٹی کی پیشکش حضرت علیؑ کو کی گئی تھی۔ یہ ابو جہل کا نام جان بوجھ کر چھپاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح سے اس لیے نہیں روکا تھا کہ دوسرا نکاح ناجائز ہے۔ بلکہ محض ابو جہل کی بیٹی ہونے کی وجہ سے روکا تھا جیسے باپ اپنے بیٹے کو کسی خاص جگہ رشتہ نہ کرنے دے۔

چنانچہ مسلم شریف میں یہ روایت موجود ہے جس میں آپؐ نے تصریح فرمائی ہے۔ لا اَحْرَمَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ (کہ میں اللہ کے حلال کو حرام نہیں کر سکتا) مگر دشمن خدا اور رسول خدا کی بیٹیاں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ ہمیں خدا کے رسولؐ نے صاف صاف ارشاد فرمایا کہ روکنے کی وجہ یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے جائز کیے ہوئے نکاح ثانی میں حرام کر رہا ہوں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ اس دشمن خدا کی بیٹی سے شادی نہ کی جائے۔ چنانچہ آپؐ کے ارشاد کی پوری پوری تعمیل کی گئی۔ اگر آپؐ دوسری شادی کو روکتے تو اور سینکڑوں افراد کو کیوں نہ روکتے جس کی اس وقت متعدد بیویاں موجود تھیں۔ افسوس کہ یہ لوگ اپنے وسوسوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اتنا سوچنے کی تکلیف بھی آوارا نہیں کرتے کہ کہیں ہماری خود ساختہ منطق کی زورور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ جا پڑے۔ یہ غلام احمد پر ویز کا نیا دین ہے جس کو مسلمان کبھی قبول کو کو تیار نہیں ہیں۔ جو قبول کرے گا وہ منہ کی کھائے گا اور اہل اسلام میں ذلیل ہوگا۔



## جمعیت علماء اسلام پاکستان

جمعیت علماء اسلام پاکستان جو اکابر علماء دین اور اولیاء ملت کی سرپرستی میں ملک میں منظم طور پر ملک و ملت کی خدمت کر رہی ہے تمام دردمند مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس سے مل کر اس نازک وقت میں اسلام اور اسلامی روایات و شعائر کو بچانے کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے سرخرو ہوں۔ ہمارا ملک بھی بڑی سی تہمتیں بچ سکتا ہے کہ علماء کی رہنمائی میں تاجر، وکیل، زمیندار اور امیر و غریب مل کر ملک میں اسلامی قانون اور اسلامی تہذیب کو نافذ کرنے کی جدوجہد کریں۔ مسلمان صرف اسلام کے نام سے اکٹھے ہو سکتے ہیں اور اسلام ہی کی خاطر جہاد میں جانیں لڑا سکتے ہیں۔ اگر اسلام نہ رہا تو ملک سے روح نکل جائے گی۔ (العیاذ باللہ العظیم)

ہر عالم دین اور پڑھے لکھے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ غلط قیادتوں کی جگہ مسلمانوں کو جنگ اقتدار سے بچا کر علماء کرام اللہ کے نصب العین پر مرکوز کرتے ہوئے اپنے آپ کو جمعیت علماء اسلام سے وابستہ کرے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(مولانا) غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام پاکستان

بشکریہ مولانا شیر محمد علوی (دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)